انوار الباری

حصہ اول

شرح اردو

صحیح البخاری

مجموعہ افادات

حضرت امام العصر

حافظ حدیث، علامہ

محمد انور شاہ کشمیریؒ و دیگر اکابر محدثین

مؤلفہ تلمیذ علامہ کشمیریؒ

احمد رضا صاحب بجنوری نقشبندی مجددی

ناشر

مکتبہ ناشر العلوم دیوبند یوپی

508

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

Marfat.com

قال اللہ تعالیٰ جل ذکرہ

اللہ نور السموات والارض

ذخیرہ

مقدمہ

انوار الباری شرح اردو صحیح البخاری

حصہ اول

مؤلفہ

مولانا سید احمد رضا صاحب بجنوری

شائع کردہ

مکتبہ ناشر العلوم ۔ دیوبند

مطبوعہ نیشنل پرنٹنگ پریس [illegible]

غیر مجلد [illegible] آٹھ آنے [illegible]

Marfat.com

فہرست مضامین مقدمۂ انوار الباری حصہ اول

39393

مضامین	صفحہ
فہرست مضامین	۲
پیش لفظ	۷
مقصد تالیف انوار الباری	〃
اکابر دار العلوم کی درسی خصوصیت	〃
حضرت شاہ صاحب کا درس حدیث	〃
راقم الحروف کے استفادات	۸
مقدمہ کی ضرورت	〃
اکابر احناف سے تعصب	〃
معتدل شاہراہ	〃
صحیح تنقید اور حافظ ابن ابی شیبہ	〃
امام بخاریؒ	۹
علامہ ابن تیمیہ	〃
امام بیہقی و ابوداؤدؒ	〃
حافظ ابن حجرؒ	〃
محدثین احناف	〃
حضرت شاہ صاحبؒ	〃
حضرت شاہ صاحبؒ کے تلامذہ	〃
حضرت شیخ الحدیث سہارنپوری دام ظلہم العالی	۱۰
امام اعظم رضی اللہ عنہ	〃
ائمہ احناف اور مخالفین	۱۱
حضرت شاہ صاحب اور دفاع عن الحنفیہ	〃
امام صاحب کی مسانید اور کتب آثار	۱۲
مسانید امام کی عظمت	〃
امام صاحب سے وجہ حسد	〃
اہل الرائے کا پروپیگنڈا	〃
محدث خوارزمی کا جواب	〃
امام اعظم اور تدوین قوانین اسلامی کا بے نظیر کارنامہ	۱۳
امام بخاریؒ کا شکوہ اور جواب شکوہ	۱۳
تذکرہ محدثین کا مقصد اور کتب مراجعت	۱۴/۱۵
آخری گذارش اور شکریہ	۱۶
احادیث رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی حجیت	۱۷
کتابت شدہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	〃
تدوین حدیث قرن اول میں	۱۸
قرون ثلاثہ سے کیا مراد ہے	〃
اجازت کتابت حدیث	〃
نشر و اشاعت حدیث	۱۹
صحابہ میں مکثرین و مقلین	〃
قلت روایت صحابہ	〃
حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ	〃
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ	〃
ذکر امام اعظم رضی اللہ عنہ	۲۰
صحابہ میں کثرت روایت	〃
صحابہ میں فقہاء اور محدثین	〃
فقہاء کی افضلیت	〃
فقہاء علامہ ابن قیم کی نظر میں	۲۱
مکثرین صحابہ پر فقہاء صحابہ کی تنقید	〃
عہد رسالت میں کتابت حدیث	۲۲
ضرورت تدوین حدیث	۲۳
تدوین حدیث کیلئے حضرت عمر بن عبدالعزیز کی سعی	〃
ایک اہم مغالطہ	〃
آثار صحابہ کی اہمیت قرن ثانی میں	۲۴
قرون مشہود لہا بالخیر سے جدا طریقہ	〃
تین بڑے فقہاء	〃
امام حدیث مسعر کی مدح امام اعظم	۲۵
امام اعظم شاہان شاہ حدیث	۲۵
سید الحفاظ امام یحیی القطان کی رائے	〃
امام اعظم اور تدوین حدیث	〃
رائے امیر المومنین فی الحدیث سفیان ثوری	۲۶
امام وکیع کی شہادت	〃
رائے امام علی بن الجعد جوہری	〃
امام علی بن مسہر	〃
امام اعظم اور کتاب الآثار	۲۷
قرن ثانی کی اسلامی دنیا	〃
تدوین حدیث کے تین دور	〃
حدیث مرسل و حسن کا انکار	۲۸
قرن ثالث میں حدیث شاذ پر عمل	〃
حجیت عمل متوارث	〃
اختلاف سلف رحمت تھا	۲۹
امام اعظمؒ اور فرقۂ مرجئہ	〃
فرقۂ مرجئہ کا مذہب	〃
امام اعظمؒ اور امام بخاریؒ	۳۰
امام بخاری کی تاریخ صغیر	۳۱
امام اعظم اور شیخ حمیدیؒ	〃
امام اعظم اور حافظ ابن تیمیہؒ	〃
〃 〃 اور حافظ سخاوی شافعیؒ	۳۲
〃 〃 اور خطیب بغدادی	〃
〃 〃 اور حافظ ابن حجر عسقلانی	〃
علم اور علماء کی فضیلت	۳۳
عہد نبوی میں تعلیمی انتظامات	۳۴
مسلمان عرب دوسری قوموں کے معلم ہوئے	۳۵
مرکز علم کوفہ کے خاص خاص علماء	〃
تذکرہ شیوخ امام اعظم	۳۶

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ	٣٦	امام عطا بن ابی رباح	٤٥	امام اعظم اور ابن مبارک میں علمی موازنہ	٦١
حضرت فاروق اعظم رض اور ابن مسعود رض	٣٧	امام عکرمہ	''	علامہ کوثری کی تانیب الخطیب	''
حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رض	''	شیوخ مدینہ طیبہ	٤٦	امام اعظم اور امام بخاری	''
حضرت علقمہ رفقیہ عراق	٣٨	امام سلیمان	''	امام صاحب کیلئے ائمہ حدیث کی توثیق	٦٣
حضرت ابراہیم نخعی ''	''	'' سالم	''	امام صاحب اور نقد رجال	٦٤
امام اعمش ''	٣٩	امام صاحب اور امام اوزاعی محدث شام	''	موازنہ امام صاحب و امام مالک	٦٥
امام حماد بن ابی سلیمان رض	''	امام اعظم کے پاس ذخیرۂ احادیث	٤٧	امام صاحب تمام اصحاب [illegible] حدیث کے [illegible]	''
امام شعبی رض	''	تعامل سلف و تعامل اہل کوفہ	''	امام صاحب کے خصوصی فضائل	[illegible]
'' سلمہ بن کہیل رض	٤٠	امام ترمذی و امام بخاری	''	امام صاحب اور قلت روایت	''
'' اعمش	''	امام اعظم کا مرتبۂ عالیہ	٤٨	حدیث کے ساتھ [illegible]	
'' '' اور ابراہیم نخعی	''	سرورق حالات امام اعظم رضی اللہ عنہ	٤٩	[illegible] تابعین کی اہمیت	[illegible]
جمع روایت و درایت	٤١	تاریخ ولادت وغیرہ	٥٠	دوسری صدی کے بعد محدثین کا طرز [illegible]	[illegible]
شیخ حماد رض	''	سکونت، تعلیم و تربیت	''	امام صاحب اور اصحاب امام	''
تفقہ و تحدیث	٤٢	امام صاحب کے بارے میں حدیثی بشارت	٥١	کے ساتھ [illegible]	[illegible]
شیخ حماد کی جانشینی	''	'' '' تابعی تھے	''	امام صاحب کی قلت روایت [illegible]	[illegible]
کوفہ کے محدثین و فقہاء	''	امام صاحب کے معاصرین صحابہ	٥٢	حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی [illegible]	
امام بخاری اور کوفہ	''	تابعی کی تعریف	''	امام اعظم [illegible] فقہ	[illegible]
امام اعظم اور محدثین کی مالی سرپرستی	٤٣	حافظ ابن حجر اور مولانا وحید الزماں		حجۃ اللہ کے دو [illegible]	
کثرت محدثین و قلت فقہاء	''	کی شہادت تابعیت [illegible]	٥٣	شرح [illegible]	
واقعہ امام احمد رض	''	امام صاحب حضرات تابعین سے تھے		[illegible]	[illegible]
'' والد شیخ قابوس	''	'' اور صاحب مشکوٰۃ شریف		امام صاحب محدثین و فقہاء [illegible]	
دین و رائے	٤٤	علامہ کوثری کا رد امام الحرمین		علم فقہ کی عظمت و اہمیت	[illegible]
واقعہ سفر شام حضرت عمر رض	''	امام اعظم اور امام مالک رضی اللہ عنہما	٥٤	امام اعظم کی [illegible] فقہ [illegible]	[illegible]
فقیہ کا منصب	''	مولانا [illegible]		امام صاحب [illegible]	[illegible]
امام ابواسحٰق سبیعی رض	''	صاحب مشکوٰۃ کی [illegible]		امام [illegible]	[illegible]
'' سماک بن حرب رض	''	امام اعظم کا علم و فضل	[illegible]	[illegible]	[illegible]
'' ہشام بن عروہ رض	٤٥	عبادت و ورع		[illegible]	''
امام اعظم اور شیوخ بصرہ		شب بیداری [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
امام قتادہ رض		جود و سخا	''	[illegible]	
امام شعبہ رض		امام اعظم [illegible]	٥٧	[illegible] الاسلام [illegible]	
شیوخ مکہ معظمہ		امام صاحب کا تفوق حدیث [illegible]	''	[illegible] امام اعظم رضی اللہ عنہ	[illegible]

Marfat.com

باوجود وسعت حافظہ امام صاحب		فضل و شرف، عادات و معمولات	۱۳۱	امام احمد کے واقعۂ ابتلاء کے حالات	۱۴۴
سے قلت روایت	۷۸	مادحین امام مالکؒ	۱۳۲	تصانیف	۱۴۵
مسانید امام کی اسانید	//	تالیفات امام مالک	//	ثنائے اماثل	۱۴۶
اہمیت مسانید امام اعظم	۷۹	بعض اقوال و کلمات	۱۳۳	فقہ حنبلی کے پانچ اصول	//
امام صاحب کے چالیس تلامذہ مجتہدین محدثین	//	امام مالک کا ابتلاء	۱۳۴	امام احمد اور ائمۂ احناف	//
ذکر تلامذہ محدثین امام اعظم	//	تذکرۂ امام شافعیؒ	//	فقہ حنبلی کے تفردات	۱۴۷
امام اعظم کے ۸۰ تلامذہ محدثین کا ذکر	۷۹-۸۷	اسم و نسب و تحصیل علم	//	ائمۂ اربعہ کے ابتلاؤں پر ایک نظر	//
امام صاحب کے تلامذہ محدثین بشکل دائرہ	۸۸	امام محمد و امام مالک سے تلمذ	۱۳۵	تدوین فقہ حنفی	۱۴۹
امام صاحبؓ کی سیاسی زندگی	۸۹	امام شافعی کا پہلا سفر عراق	//	حضرت علامہ کشمیریؒ کی رائے گرامی	//
دور بنی امیہ و بنی عباس کے حالات	//	رحلت [illegible]	۱۳۶	امام صاحب کے شیوخ	//
امام اعظم کی سرکردگی میں تدوین فقہ کی مہم	//	تحقیق حافظ ابن حجرؒ	//	امام صاحب کے دور میں حدیث کا فروغ	//
حنفی [illegible] کے معیاری فیصلے	۹۰	امام محمد سے خاص تعلق و تلمذ	//	" " کے زمانہ کا علم	//
بطور مثال چند واقعات	۹۱	معذرت	//	" " اور امام بخاری	//
خلیفہ مامون رشید اور فقہ حنفی	۹۴	حاسدین و معاندین کے کارنامے	//	" " اور ابن مبارک	۱۵۱
فقہ حنفی سے بیجا عصبیت کا واقعہ	//	دوسری رحلت [illegible]	۱۳۷	امام صاحب کے مناظرے	//
۷۶ اکابر امت [illegible] مدح امام اعظمؓ	۹۵ تا	امام محمد کی خصوصی توجہات	۱۳۸	مجلس تدوین فقہ کا طریق کار	//
علامہ ابن تیمیہ اور ائمہ حنفیہ		مالی امداد	//	افتاء کا حق کس کو ہے؟	//
مشہور اختلافی مسائل میں راہ اعتدال	۱۱۳/۱۱۵	امام شافعی کا حسن اعتراف	۱۳۹	اہم نقشہ فکر	//
نقد و جرح دربارۂ امام اعظم مع جوابات	۱۱۶/۱۲۲	حسب اعتراف امام شافعیؒ امام محمدؒ		تعداد شرکاء تدوین فقہ	۱۵۲
امام صاحبؒ [illegible] کے کارنامے	۱۲۳	کے تمام مسائل مطابق حدیث ہیں	//	صحیح ترین متون احادیث	//
تلبیسات [illegible] اور ان کا ازالہ	۱۲۴	امام محمد کی مزید توجہات	//	امام اعظم اور رجال حدیث	۱۵۳
کا بردار [illegible] کا ذکر خیر	//	خطیب و حافظ کا ذکر خیر		اسلاف اور رائے	//
تالیفات امام اعظم	۱۲۵	امام شافعی اور اصول فقہ	۱۴۰	نقشۂ تدوین فقہ	//
کتب مناقب امام اعظمؒ	۱۲۶	فقہ شافعی	//	سب سے پہلے تدوین شریعت	۱۵۴
امام اعظم اور فن جرح و تعدیل	۱۲۷	امام شافعی کا دوسرا سفر بغداد	//	فقہ حنفی کی تاریخی حیثیت	//
مسانید امام اور ایک غلط فہمی کا ازالہ	۱۲۸	صاحب مشکوٰۃ کا تعصب	//	امام اعظم اور [illegible] تدوین فقہ	۱۵۵
حضرت شاہ ولی اللہؒ اور علامہ شبلی کا ذکر خیر	//	امام شافعی کا امام محمد سے خصوصی استفادہ	۱۴۱	امام صاحب کا مقام مجلس تدوین میں	//
تذکرۂ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ	۱۲۹	امام ابو یوسف و امام محمد کے مدارک اجتہاد	۱۴۱	تدوین فقہ کا طرز خاص	//
مشائخ و اساتذہ	//	تذکرۂ امام احمد بن حنبلؒ	۱۴۳	فقہ حنفی اور امام شافعی	۱۵۶
امام اعظم شیوخ امام مالک میں	//	امام ابو یوسف سے تلمذ	//	خصوصیات فقہ حنفی	//
امام مالک کے تلامذہ [illegible]	۱۳۱	امام شافعی سے خصوصی استفادہ	۱۴۴	خیر القرون میں حنفی مذہب [illegible] ہو چکا	۱۵۷

Marfat.com

امام صاحب سے اختلاف کی وجہ	۱۵۷	عافیہ بن یزید القاضیؒ	۱۷۱	قصۂ امان طالبی	۱۹۷
امام اوزاعی کا واقعہ	″	امیر المومنین عبداللہ بن مبارکؒ	۱۷۲	امام محمد اور علم حدیث	۱۹۸
امام صاحب کے گہرے اثرات	۱۵۸	امام ابویوسفؒ	۱۷۳	امام محمد کے اقوال عقائد میں	۱۹۹
امام بخاری وغیرہ کا ذکر	″	امام اعظم سے خصوصی استفادہ	۱۷۵	امام محمد دوسرے اہل علم کی نظر میں	۲۰۰
علی بن مدینی اور امام یحییٰ القطان کا ذکر	۱۵۹	بے نظیر حافظہ	″	امام محمد کے معمولات	۲۰۱
السہم المصیب اور تانیب الخطیب کا ذکر	″	امام ابویوسف کے خصوصی فضائل	۱۷۶	″ محمد کی توثیق	″
ضروری واہم گذارش	″	شیوخ فقہ وحدیث	۱۷۷	تصانیف	۲۰۲
حافظ ابن حجر اور رجال حنفیہ	۱۶۰	تعلیمی وتدریسی شغف		السہم المصیب اور خطیب کا ذکر	۲۰۴
حافظ ذہبی کا تعصب	″	امام ابویوسف کے تلامذہ	۱۷۸	امام علی بن مسہر	۲۰۵
فوائد بہیہ اور بستان المحدثین کا ذکر	۱۶۱	توثیق وثنائے ائمہ	۱۷۹	″ یوسف بن خالد سمتیؒ	
امام اعظم کے چالیس شرکاء تدوین فقہ		تالیفات	۱۸۱	″ عبداللہ بن ادریسؒ	″
کا ذکر بہ ترتیب وفیات	″	مساعی اصلاح امت	۱۸۲	″ فضل بن موسیٰ سینانیؒ	۲۰۶
ذکر امام زفرؒ	″	مؤرخ ابن خلکان کی غلطی	۱۸۵	″ علی بن ظبیانؒ	
مادحین امام زفر	۱۶۲	مؤلف سیرۃ النعمان کی غلطی	۱۸۶	″ حفص بن غیاثؒ	
موازنۂ امام ابویوسف وامام زفر	۱۶۳	امام الحرمین کی غلطی	۱۸۷	″ [illegible]	۲۰۷
امام زفر کے اساتذہ	۱۶۴	امام شافعی کی رحلۃ کا قصہ	″	″ ہشام بن یوسف	
″ ″ کے تلامذہ	۱۶۵	امام بیہقی، ابونعیم، امام الحرمین، ذہبی کی غلطی	۱۸۸	[illegible]	۲۰۸
امام زفر اور نشر مذہب حنفی	″	امام ابویوسف کا زہد وورع	۱۸۹	[illegible] بن بشرؒ	
امام زفر کا زہد وورع	۱۶۶	امام نوح بن دراجؒ	۱۹۰	″ حفص بن عبد الرحمٰنؒ	۲۰۹
امام مالک بن مغولؒ	۱۶۷	″ ہشیم بن بشیر		″ حکم بن [illegible]	
امام داؤد طائیؒ		″ یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہؒ	۱۹۱	″ خالد بن [illegible]	
″ مندل بن علیؒ	۱۶۸	″ فضیل بن عیاضؒ	″	″ [illegible]	۲۱۰
″ نصر بن عبدالکریم	۱۶۹	″ [illegible] بن عمروؒ	″	″ حسن بن زیاد	
″ عمرو بن میمونؒ	″	″ محمد بن الحسنؒ	۱۹۲	″ [illegible]	
″ حبان بن علیؒ	″	شیوخ حدیث	۱۹۳	″ [illegible]	
″ نوح بن ابی مریمؒ	″	اصحاب وتلامذہ			
″ زہیر بن معاویہؒ	۱۷۰	[illegible]		[illegible]	۲۱۲
″ قاسم بن معنؒ	″	[illegible]	[illegible]	[illegible]	″
″ حماد بن الامام الاعظمؒ		[illegible]	″	″ [illegible]	۲۱۳
″ ہیاج بن بسطامؒ	[illegible]	[illegible]	۱۹۵	″ [illegible]	
″ شریک بن عبداللہؒ		[illegible] ابویوسف	۱۹۶	[illegible]	۲۱۴

Marfat.com

امام ہشام بن عروۃ رح	۲۱۴	حافظ عبداللہ بن نمیر رح	۲۲۴	شیخ فرخ مولیٰ امام ابی یوسف رح	۲۳۲
〃 جعفر بن محمد صادق رض	〃	شیخ عمرو بن محمد عنقزی رح	〃	سیدالحفاظ امام یحییٰ بن معین رح	〃
〃 زکریا بن ابی زائدہ رح	۲۱۵	امام ابن قطن رح	〃	حافظ علی بن محمد طنافسی رح	۲۳۳
〃 عبدالملک بن جریج مکی رح	〃	شیخ معروف کرخی رح	〃	امام محمد بن سماعہ رح	〃
〃 محمد بن اسحاق (صاحب المغازی رح)	〃	حافظ موسیٰ بن سلیمان جوزجانی رح	〃	حافظ محمد بن عبداللہ بن نمیر رح	۲۳۴
شیخ سعید بن ابی عروبہ رح	〃	محدث عباد بن صہیب رح	۲۲۵	〃 ابوخیثمہ بن حرب نسائی رح	〃
امام اوزاعی رح	۲۱۶	امام زید بن حباب عکلی رح	〃	〃 سلیمان بن داؤد رح	〃
〃 ابن ابی ذئب رح	〃	محدث مصعب بن مقدام رح	〃	〃 ابوبکر بن ابی شیبہ رح	〃
〃 شعبۃ بن الحجاج رح	〃	امام ابوداؤد طیالسی رح	〃	حافظ موصوف کا مشہور مصنف	۲۳۵
〃 اسرائیل بن یونس رح	۲۱۷	محدث کبیر خلف بن ایوب رح	۲۲۶	〃 〃 اور ردّ امام اعظم رض	۲۳۶
شیخ ابراہیم بن ادہم بلخی رح	〃	امام جعفر بن عون رح	〃	〃 بشر بن الولید کندی رح	۲۳۷
امام سفیان ثوری رح	〃	شیخ قاسم بن الحکم رح	〃	〃 اسحٰق بن راہویہ رح	〃
〃 ابراہیم بن طہمان رح	۲۱۸	امام حسین بن حفص رح	〃	〃 ابراہیم بن یوسف بلخی رح	〃
〃 حماد بن سلمہ رح	〃	〃 ابراہیم بن رستم رح	۲۲۷	〃 عثمان بن محمد کوفی رح	۲۳۸
〃 جریر بن حازم رح	۲۱۹	حافظ معلیٰ بن منصور رح	〃	امام یحییٰ بن اکثم رح	〃
〃 لیث بن سعد رح	〃	〃 عبدالرزاق بن ہمام رح	〃	حافظ ولید بن شجاع رح	〃
〃 حماد بن زید رح	۲۲۰	امام اسمٰعیل بن حماد بن الامام الاعظم رض	〃	محدث ابوکریب محمد بن العلاء رح	〃
شیخ جریر بن عبدالحمید رح	〃	بشر بن ابی الازہر رح	۲۲۸	شیخ محمد بن یحییٰ العدنی رح	〃
امام ہشیم بن بشیر رح	〃	حافظ عبداللہ بن داؤد خریبی رح	〃	حافظ احمد بن منیع رح	〃
〃 موسیٰ کاظم رح	〃	〃 عبداللہ بن یزید المقری رح	〃	〃 اسحٰق بن موسیٰ انصاری رح	〃
شیخ عباد بن العوام رح	۲۲۱	امام اسد بن الفرات	۲۲۹	〃 سلمہ بن شبیب رح	۲۳۹
امام مغیرۃ بن مقسم الضبی رح	〃	〃 احمد ابوحفص کبیر بخاری رح	〃	〃 احمد بن کثیر دورقی رح	〃
〃 ابراہیم الفزاری رح	〃	شیخ ہشام بن اسمٰعیل رح	۲۳۰	〃 اسمٰعیل بن توبہ رح	〃
حافظ ابوبکر عبدالسلام بن حرب رح	〃	حافظ علی بن معبد رح	〃	〃 عمرو بن علی الفلاس رح	〃
شیخ عیسیٰ بن یونس سبیعی رح	〃	امام ابونعیم فضل بن دکین رح	〃	امام دارمی رح	〃
امام یوسف بن الامام ابی یوسف رح	۲۲۲	شیخ حمیدی (شیخ البخاری رح)	۲۳۱	ضروری واہم گذارشات	۲۴۰
شیخ شقیق بن ابراہیم بلخی رح	〃	امام عیسیٰ بن ابان رح	〃		
〃 ولید بن مسلم دمشقی رح	〃	〃 یحییٰ بن صالح الوحاظی رح	〃		
امام اسحٰق بن یوسف ازرق رح	〃	〃 سلیمان بن حرب رح	۲۳۲		
〃 سفیان بن عیینہ رح	۲۲۳	〃 ابوعبید قاسم بن سلام رح	〃		
شیخ یونس بن بکیر رح	〃	حافظ علی بن الجعد رح	〃		
امام عبداللہ بن عمر العمری رح	〃				

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

پیش لفظ

مقصد تالیف انوار الباری

"انوار الباری" شرح اردو صحیح البخاری کی تالیف کا مقصد یہ ہے کہ اردو میں اپنے اکابر سلف کے حدیثی افادات شرح و بسط کے ساتھ پیش کر دیئے جائیں۔ صحاح میں سے جامع صحیح بخاری کی اہمیت سب پر ظاہر ہے اسی لئے اس کا انتخاب ہوا۔ مگر شرح حدیث کے وقت دوسری صحاح مصنفات و مسانید بھی پیش نظر رہیں گی۔ خصوصاً احادیث احکام کے ذیل میں چونکہ آثار صحابہ، فتاویٰ تابعین اور اقوال اکابر محدثین پر بھی نظر ضروری ہے۔ اس لئے اُن کو بھی زیادہ سے زیادہ پیش کرنے کی سعی ہوگی۔

اکابر دار العلوم کی درسی خصوصیت

ہمارے حضرات اساتذہ و اکابر دار العلوم کی درسی خصوصیات میں یہ بھی نمایاں خصوصیت تھی کہ احادیث احکام کے ذیل میں شرح حدیث کے ساتھ بیان مذاہب اور مذہب کے وجوہ ترجیحات و مرجحات کا ذکر فرماتے تھے حضرت علامہ کشمیری قدس سرہ نے تمام محدثانہ رنگ کی تجدید فرماتے ہوئے اس طرز تحقیق کو اور زیادہ مستحکم کیا۔ علامہ رشید رضا مصری جس وقت دار العلوم دیوبند میں تشریف لائے تھے تو حضرت شاہ صاحب نے اپنی عربی تقریر میں اسی طرز تحقیق کی صراحت و وضاحت بھی فرمائی تھی جس پر علامہ مصری نے غیر معمولی تاثرات کا اظہار فرمایا تھا۔ اس کی تفصیل مقدمہ ہذا کے حصہ دوم میں حضرت شاہ صاحب کے حالات میں پیش ہوگی ان شاء اللہ

حضرت شاہ صاحبؒ کا درس حدیث

یہاں صرف اتنی بات لکھنی ہے کہ حضرت شاہ صاحب کا درس حدیث قدیم محدثین کے طرز سے ملتا جلتا تھا۔ ان کی نظر زمانۂ رسالت، صحابہ و تابعین سے گذر کر ... محدثین ... سے ہوتی ہوئی ... زمانہ تک کے تمام اکابر محققین کے فیصلوں پر ہوتی تھی جس کا صحیح اندازہ آپ کی ... بسط الیدین، کشف الستر وغیرہ سے ہو سکتا ہے۔ افسوس ہے کہ آپ کی مطبوعہ تقاریر درس ... حقیقت عالیہ کے بہت ہی ناقص نقوش ہیں جن میں جامعین کے اخذ و ضبط و ادراک کے نقائص ... واضح ...

حضرت شاہ صاحب کا حافظہ بے نظیر اور مطالعہ بہت وسیع تھا متقدمین و متاخرین کی تمام تصانیف قلمی و مطبوعہ بنظر غور مطالعہ فرماتے تھے فتح الباری کا مطالعہ خصوصیت سے متعدد بار فرمایا تھا اور اس کی ایک ایک جزئی آپ کے حافظہ و نظر میں تھی۔ حافظ ابن حجرؒ نے جن چیزوں کا ذکر مقابل کی نظر سے بچانے کے لئے یا کسی دوسری مصلحت سے غیر محل میں کیا ہے ان پر بھی حضرت شاہ صاحبؒ کی نظر حاوی تھی اور اس

Marfat.com

سے جوابدہی میں استفادہ فرماتے تھے۔ حضرت شاہ صاحب کے حالات کسی قدر تفصیل سے حصہ دوم میں ذکر ہوں گے ان شاء اللہ۔

راقم الحروف کے استفادات

راقم الحروف نے بزمانہ قیام مجلس علمی ڈابھیل دو سال درس بخاری شریف میں حاضر رہ کر حضرت کی تقریر درس قلمبند کی تھی۔ اس کے علاوہ علامہ نیموی کی "آثار السنن" دو جلد پر حضرت نے جو بے نظیر حدیثی تحقیقات خود اپنے قلم مبارک سے لکھی تھیں اس کے بھی کچھ نسخے فوٹو کے ذریعہ مجلس علمی کراچی نے محفوظ کر دیئے ہیں جس کا ایک نسخہ سرپرست مجلس مذکور محترم و مخلص مولانا محمد میاں صاحب سورتی دام فیضہم نے احقر کو مرحمت فرمایا۔ ان سب کو پیش نظر رکھ کر اور فتح الباری، عمدۃ القاری، لامع الدراری، امانی الاحبار، الکوکب الدری، اعلاء السنن وغیرہ کو سامنے رکھ کر ایک مجموعہ افادات اردو زبان میں مرتب کرنے کا خیال ہوا اور بالاقساط شائع کرنے کی قابل عمل تجویز بھی سامنے آئی اس لئے خدا کے بھروسہ پر اس کام کی ابتدا کر دی گئی۔ وھو المیسر والمتمم والموفق للصواب والسداد۔

مقدمہ کی ضرورت

شرح بخاری مذکور سے قبل یہ بھی مناسب معلوم ہوا کہ حدیث کی ضرورت و تاریخ مختصر لکھ کر محدثین کا تذکرہ بھی ہو جائے جس سے ہر دور کے اکابر محدثین کا ضروری تعارف ہو۔

حضرت شاہ صاحبؒ کی عادت مبارکہ تھی کہ وہ اثناء درس میں جا بجا اکابر ائمہ و محدثین و فقہاء کا تعارف کراتے تھے اس لئے موزوں ہوا کہ ابتداء ہی میں ان سب حضرات کا یکجائی تعارف ہو اگرچہ اثناء شرح میں بھی رجال پر کلام حسب ضرورت ہوتا رہے۔ دوسری ضرورت یہ بھی ہوئی کہ دوسری صدی کے بعد کے اکثر محدثین نے محدثین احناف کے ذکر اذکار کو نظر انداز کیا اور کچھ حضرات نے ان کی روایات بے سند یا جھوٹی اسناد سے بیان کیں۔

ائمہ احناف سے تعصب

ظاہر ہے کہ یہ بات نہ تاریخی اعتبار سے محمود تھی نہ حدیثی تعلق سے تحسین گوارا۔ اور سب سے بڑا دینی و علمی نقصان اس کا یہ تھا کہ حدیث کی پر رونق بزم مجلس سے ایک نہایت عظیم موقر جماعت کو باہر کر دیا گیا جن کی حدیثی گرانقدر خدمات کسی طرح بھی نظر انداز کئے جانے کی مستحق نہ تھیں۔ جیسا کہ آگے آئیگا حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے بعض مقلدین اکابر صحابہ کو بھی ان کے فتاویٰ و احکام فقہیہ کی کثرت کے باعث مکثرین صحابہ میں شامل کیا ہے اور فرمایا کہ ان کے فتاویٰ و مسائل فقہیہ بھی احادیث و آثار موقوفہ کے حکم میں ہیں تو امام اعظم ابو حنیفہؒ اور آپ کے اصحاب اور سینکڑوں تلامذہ محدثین جنہوں نے امام صاحب کی سرپرستی میں ساٹھ بارہ لاکھ فقہی مسائل کی تدوین کتاب اللہ، احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آثار صحابہ و فتاویٰ تابعین کی روشنی میں کی پھر ان میں بہت بڑی تعداد ان حضرات کی ہے جو ارباب صحاح کے شیوخ یا شیوخ الشیوخ ہیں، ان سب کو محض حسد و تعصب کی وجہ سے نظر انداز کر دینا کسی طرح بھی موزوں نہ تھا؟

اس شرح کی تالیف کے وقت ہماری قطعی رائے یہ ہے کہ تمام محدثین اولین و آخرین کو ایک نظر سے دیکھنا چاہیئے اور اس میں کچھ بھی فرق کرنا حدیث کے مقدس علم پر ظلم کرنا ہے۔

معتدل شاہراہ

تفسیر کتاب اللہ کی طرح شرح معانی حدیث میں جزوی اختلافات ہوئے ہیں، ہو سکتے ہیں لیکن اس اجارہ داری کے زعم باطل کو کسی طرح گوارا نہیں کیا جا سکتا کہ ایک نقطۂ نظر تو سراسر حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہے اور خلاف دوسرا طریق سراسر خلاف ہے۔ پھر اس غلط طرز فکر میں جو کچھ ترقیات ہوئیں وہ اور بھی زیادہ قابل اعتراض ہیں۔ پورا مقدمہ تذکرۂ محدثین پڑھ کر آپ اندازہ کریں گے کہ ہم نے افراط و تفریط سے ہٹ کر ایک معتدل شاہراہ سامنے کرنے کی سعی کی ہے۔

صحیح تنقید اور حافظ ابن ابی شیبہ

صحیح تنقید کوئی بری چیز نہیں بلکہ ایک مفید بہتر و مقبول طریقہ ہے مگر اس کو تعصب، تنگ نظری اور غلط کلامی سے خالی ہونا چاہیئے۔ حافظ ابوبکر بن ابی شیبہ (م ۲۳۵ھ) نے بہترین حدیثی

Marfat.com

تالیف "مصنف ابن ابی شیبہ" ۸ ضخیم جلدوں میں ابواب فقہیہ پر مرتب کی جس کا مفصل ذکر اسی حصہ مقدمہ میں آپ پڑھیں گے۔ آپ نے ایک فصل میں امام اعظم کے ۱۲۵ مسائل پر تنقید کی اس میں آپ نے امام صاحب کے خلاف جو احادیث و آثار نقل کئے ہیں ان کی اسناد میں انقطاع بھی ہے اور ضعیف و متکلم فیہ رجال بھی ہیں، مگر ان کا مقصد صرف یہ تھا کہ جتنا کچھ بھی خلاف میں کہا گیا یا کہا جاسکتا ہے سب کو نقل کر دیں اسی لئے انھوں نے کتاب مذکور کے دوسرے ابواب میں بہ کثرت امام صاحب کی تائید میں ایسی احادیث و آثار نقل فرمائے جو مذکورہ بالا احادیث و آثار سے زیادہ قوی اور بہتر پوزیشن میں ہیں۔ اس سے ان کی نیک نیتی اور پرخلوص تنقید کا رنگ نمایاں ہے۔

امام بخاریؒ مشہور اختلافی مسائل پر بھی انھوں نے کوئی تنقید امام صاحب کے خلاف نہیں کی جس سے ظاہر ہے کہ ان کا مقصد جارحانہ تنقید اور متعصبانہ نوک جھونک نہ تھی مگر ان کے تلامذہ میں سے امام بخاری آئے تو ان کا تنقیدی رنگ دوسرا ہوا بقول حضرت شاہ صاحب بخاری شریف میں تو کچھ رعایت و مسامحت کا معاملہ بھی ہے اگرچہ مذہب حنفی کی پوری واقفیت نہ ہونے کی وجہ سے غلط انتساب اور بے ضرورت تشدد کا وجود ہے۔ مگر دوسرے رسائل میں تو امام صاحب وغیرہ کے بارے میں سخت کلامی تک پہنچ گئے ہیں۔ امام صاحب اور آپ کے اصحاب کو اہل علم کا درجہ دینے کو بھی تیار نہیں۔ حالانکہ امام صاحب کے تلامذہ ابن مبارک وغیرہ کی انتہائی تعریف کی ہے۔

علامہ ابن تیمیہؒ اختلاف صرف افضلیت کا تھا جیسا کہ علامہ ابن تیمیہ کی تصریحات بھی ہم نے اس مقدمہ کے ص۱۳۰ ص۱۴۱ و ص۱۵۰ پر نقل کی ہیں اس کی مزید تفصیل امام بخاری کی تالیفات پر تبصرہ کے ضمن میں آئے گی۔ ان شاء اللہ۔

امام ترمذیؒ و ابوداؤدؒ پھر کچھ ردعمل ہوا، امام ترمذی آئے تو انھوں نے اہل کوفہ کو نہ صرف اہل علم کے لقب سے نوازا بلکہ ان کو معانی حدیث کا سب سے زیادہ علم رکھنے والا طبقہ قرار دیا۔ امام صاحب کا قول بھی جرح و تعدیل میں نقل کیا اور اپنے استاذ حدیث امام بخاری کا فقہی مذہب بھی نقل نہیں کیا جس سے ظاہر ہے کہ وہ اپنے شیخ کو اس درجہ سے نازل سمجھتے تھے کہ ان کا مذہب نقل ہو، امام ابوداؤد نے امام اعظم کو "امام" کے لقب سے یاد کیا۔

حافظ ابن حجرؒ بقول حضرت شاہ صاحبؒ حافظ ابن حجر سے رجال حنفیہ کو سب سے زیادہ نقصان پہونچا۔ اس جملہ کی شرح بھی آپ کو اس مقدمہ میں ملے گی۔ ہم نے محدثین احناف کی طرف بھی زیادہ توجہ کی ہے تاکہ ان کے صحیح حالات روشنی میں آجائیں۔ حصہ اول میں ۱۵۱ محدثین کے حالات آسکے حصہ دوم میں امام بخاری سے شروع ہو کر دور حاضر تک کے تقریباً دو سو محدثین کے حالات آئیں گے۔ ان شاء اللہ

محدثین احناف محدثین احناف کے تذکروں میں یہ بات اکثر نظر آئے گی کہ ان کے طرز فکر میں احادیث کے ساتھ آثار صحابہ و تابعین اور اقوال اکابر امت کا پورا لحاظ تھا۔ تعصب و تنگ نظری بھی ان ... سے دور ... کو بھی لازم رکھتے تھے وغیرہ۔

حضرت شاہ صاحبؒ حضرت شاہ صاحب بھی ان اوصاف کے ساتھ متصف تھے اور آپ کا درس متقدمین محدثین احناف کے درس کا نمونہ تھا۔

حضرت شاہ صاحبؒ کے تلامذہ اسی طرز و طریق کو خدا کا شکر ہے کہ آپ کے خصوصی تلامذۂ حدیث نے بھی اپنایا جو اس وقت ہندوستان و پاکستان وغیرہ کے بڑے بڑے علمی مراکز میں درس حدیث محققانہ و محدثانہ طرز سے دے رہے

Marfat.com

ہیں۔ ان حضرات کا ذکر خیر حصۂ دوم میں ضمن حالات حضرت شاہ صاحب قدس سرہٗ آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

حضرت شیخ الحدیث سہارنپوری دام ظلہم

اس موقعہ پر حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب (صدر المدرسین مظاہر العلوم سہارنپور دام ظلہم العالی) کا ذکر بھی ضروری ہے جن کی حدیثی تالیفات قیمہ سے احقر نے اس مقدمہ میں بھی استفادہ کیا اور انوار الباری میں بھی استفادہ کیا جائے گا تاکہ اردو جاننے والے باذوق ناظرین بھی آپ کی گرانقدر علمی وحدیثی کوششوں کے نتائج سے بہرہ یاب ہوں۔

آپ نے نہ صرف حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کے علمی حدیثی آثر کو بہترین طرز سے تالیف و ترتیب دیکر محفوظ فرمادیا بلکہ اپنے علمی تبحر، وسعت مطالعہ اور کثرت مراجعت کتب سے محدثانہ محققانہ طرز تحریر کے بیشمار کمالات ظاہر کئے ہیں جو اس دور کے "علمی مغتنمات" ہیں۔ نفعنا الله بعلومه المتعة۔ آمین

امام اعظم رضی اللہ عنہ

مقدمہ کے اس حصۂ اول میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کے حالات ومناقب ہم نے زیادہ تفصیل سے لئے ہیں اس لئے کہ تدوین حدیث وفقہ کے ابتدائی دور میں جو گراں قدر خدمات آپ نے کی ہیں وہ بنیادی واصولی حیثیت رکھتی ہیں اسی لئے ائمہ متبوعین امام مالک، امام شافعی وامام احمد اور دوسرے اکابر امت سب ہی نے آپ کے عظیم احسانات کا اعتراف کیا ہے اور آپ کی جلالت قدر وعظمت شان کے سامنے سب ہی کی گردنیں جھکی ہوئی ہیں۔

محدث شہیر حماد نے محدث کبیر تابعی ایوب سختیانی سے نقل کیا کہ آپ کے سامنے جب کوئی شخص امام صاحب کا ذکر کسی برائی سے کرتا تو فرمایا کرتے تھے "یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو پھونکوں سے بجھا دیں مگر اللہ اس سے انکار کرتا ہے۔ ہم نے اُن لوگوں کے مذہب کو دیکھا ہے جنہوں نے امام ابوحنیفہ پر تنقید کی ہے کہ وہ مذہب دنیا سے ناپید ہوگئے ہیں[ع۵] اور امام صاحب کا مذہب ترقی پر ہے اور قیامت تک باقی رہے گا" (عقود الجواہر المنیفہ)

ع۵ یہ اشارہ غالباً امام اوزاعی، سفیان ثوری وغیرہ کی طرف ہوگا۔ اور یہ تنقید کی بات اُن کے ابتدائی دور کی ہے۔ آخر میں اُن کی غلط فہمیاں امام صاحب کے متعلق باقی نہ رہی تھیں بلکہ وہ امام صاحب کے علم وفضل وتفوق کے بہت زیادہ قائل ہوگئے تھے جیسا کہ آگے تفصیل آئے گی۔ مگر محدث جلیل شیخ ایوب کو کیا خبر تھی کہ ان کے بعد ایک دور امام بخاری وغیرہ کا بھی آئے گا جو امام صاحبؒ کے تلامذہ میں ہوتے ہوئے اور امام صاحب کے علمی وعملی کمالات وفضائل سے مکمل واقفیت کے اسباب مہیا ہوتے ہوئے بھی امام صاحب کو ہدف طعن وتنقید بنائیں گے، پھر امام اوزاعی وغیرہ کا مذہب تو کچھ مدت تک رائج بھی ہوا امام بخاری کا مذہب تو ان کے تلمیذ خاص امام ترمذی نے دوسرے مذاہب کے ساتھ ذکر بھی نہ کیا اور دوسرے تلمیذ امام مسلم نے بعض شرائط پر سخت الفاظ میں تنقید بھی کی۔ امام بخاری کے شیخ اعظم امام حمیدی (صاحب مسند) جو امام اعظم کی تنقیص میں بھی امام بخاری کے مقلد تھے وہ تفقہ میں امام بخاری کے درجہ پر بھی نہ پہونچ سکے اور اسی کمی کے باعث امام شافعی کی جانشینی سے محروم ہوئے۔ اور نعیم بن حماد خزاعی واسماعیل بن عرعرہ تو امام حمیدی کے مرتبہ تک بھی نہ پہونچ سکے۔

بہر دو نوں بھی امام اعظم رضی اللہ عنہ کی برائیوں میں پیش پیش تھے۔ ہر انسان خطا ونسیان سے مرکب ہے۔ بڑے بڑے جلیل القدر انسانوں سے غلطی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کی لغزشوں سے درگذر کرے اور اُن کو اپنی بے پایاں نعمتوں ورحمتوں سے نوازے۔ آمین

Marfat.com

یہ محدث تابعی تھے اور ارباب صحاح ستہ کے شیوخ میں ہیں۔ انھوں نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھا [illegible] کے حق میں فرمایا کرتے تھے کہ ایوب اہل بصرہ کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ امام شعبہ نے آپ کو سید الفقہاء کا لقب دیا [illegible] نے آپ کو ثقہ، ثبت فی الحدیث، جامع العلوم، کثیر العلم، حجت اللہ علی الارض کہا۔ امام مالک نے آپ کو عالمین، عاملین، [illegible] عباد وخیار سے بتلایا۔ ابو حاتم نے کہا کہ وہ تو ایسے مسلّم ثقہ ہیں کہ ان جیسوں کے بارے میں سوال بھی فضول ہے [illegible] اور وفات ۱۳۱ھ میں ہوئی۔

غرض امام صاحب کا فضل وتفوق ظاہر وباہر ہے اور [illegible] کے اقوال آپ کے مناقب وفضائل میں اس قدر ہیں کہ کم از کم مجھ جیسا نااہل تو اُن کو اس تطویل کے باوجود بھی جمع کرنے سے قاصر رہا، جتنا مطالعہ کرتا گیا [illegible] کاش [illegible] صاحب کے مناقب پر کوئی جامع کتاب اردو میں تالیف ہو کر شائع ہو جاتی۔ بعض اہل علم احباب نے اس کا [illegible] اور راقم الحروف نے اپنے پاس سے اس کا مواد اور کتابیں بھی اُن کو دیدی ہیں۔ خدا کرے جلد ایک کامل ذخیرہ [illegible] امام اعظم کے کسی قدر تفصیلی تذکرہ کی طرح ہم نے امام ابو یوسف اور امام محمد کے تذکرے [illegible] زیادہ [illegible] مطالعہ کے بعد محسوس ہوگی۔ نیز امام اعظم کے دوسرے [illegible] حالات بھی کسی قدر [illegible] کی سعی کی ہے۔

اسی طرح حصۂ دوم میں امام بخاری کا تذکرہ [illegible] تفصیلی ہے۔ پھر دوسرے ارباب [illegible] حافظ ابن حجر، حافظ عینی وغیرہ کے تذکرے بھی حسب [illegible] تفصیل [illegible]

ائمۂ احناف اور مخالفین

حضرت الاستاذ المعظم شاہ صاحب [illegible] کی سعی [illegible] کے خلاف [illegible]

اس سلسلہ میں درس بخاری کے وقت [illegible] حافظ ابن حجر کے تعصب [illegible] محتاط تھے لیکن آخری سالوں [illegible] درس میں امام بخاری کی [illegible] دامن چھوٹ گیا، مجھے کہنا پڑا کہ امام بخاری نے اکابر حنفیہ کے [illegible] مذہب حنفی کی پوری واقفیت نہ تھی جس کی وجہ سے باب الحیل وغیرہ میں ائمہ حنفیہ کی طرف مسائل کو [illegible] غلط کیا ہے۔

یہ بھی فرماتے تھے کہ امام ترمذی میں تعصب کم ہے اور انھوں نے [illegible] امام صاحب سے کسی کشیدگی کے باعث نہیں ہے (جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی [illegible] امام صاحب کا مذہب صحیح سند سے نہیں پہونچا۔ دوسرے ائمہ کے مذاہب اُن کو سندوں سے [illegible] ہے۔

حضرت شاہ صاحب اور دفاع عن الحنفیہ

حضرت شاہ صاحب [illegible] حنفی کے لئے محدثانہ محققانہ طرز سے [illegible] کے کافی دلائل وبراہین جمع فرما دیے تھے، بعض اوقات [illegible] کی بنیادوں کو اس قدر مضبوط ومستحکم کر دیا ہے کہ مخالفین [illegible] ریشہ دوانیاں بیکار [illegible] فقہ حنفی کے تمام مسائل کے دلائل وحجج دوسرے مذاہب سے زیادہ قوی ہیں۔

Marfat.com

امام صاحبؒ کی کتاب الآثار اور مسانید

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے موطأ امام مالک کو مرتبہ کے اعتبار سے صحاح میں سے اول قرار دیا ہے اور ان کی اصل کہا ہے جبکہ موطأ امام مالک امام اعظمؒ کی وفات کے بعد مدون ہوا ہے اور اس سے پہلے امام صاحب کی کتاب الآثار امام ابو یوسف، امام محمد، امام حسن بن زیادؒ اور امام حماد بن الامام الاعظمؒ نے امام صاحب سے مسانید کو بھی روایت کیا اور یہ سب بلا واسطہ امام صاحب کے تلامذہ بلکہ آپ کے اخص اصحاب میں سے ہیں اور ظاہر ہے ان سب کی کتب آثار و مسانید امام صاحبؒ کی زندگی میں تیار ہو گئی تھیں اور ان ہی کتابوں اور دوسری کتب مدونہ فقہیہ کے بارے میں یہ نقل ہوا ہے کہ امام مالک امام صاحب کی کتابوں کی تلاش کرتے اور ان میں نظر کرتے تھے، امام مالک کا امام صاحب سے حدیث میں تلمذ اور روایت بھی ثابت شدہ ہے۔ (ملاحظہ ہو اقوم المسالک للکوثریؒ)

یہ بھی صحیح طور سے نقل ہے کہ امام مالک نے ۶۰ ہزار مسائل امام اعظم کے مدونہ حاصل کئے تھے۔ ان سب امور پر نظر کی جائے تو موطأ امام مالک کی اصل امام صاحب کی کتب آثار اور مسانید کو قرار دینا چاہیئے۔

مسانید امام کی عظمت

آگے مقدمہ ہی میں یہ امر بھی ذکر ہوگا کہ امام صاحب کی مسانید بڑے بڑے محدثین بڑی عظمت و وقعت کے ساتھ اپنے ساتھ رکھتے تھے اور امام شعرانی نے بڑے فخر و مسرت کے ساتھ بیان کیا کہ میں امام اعظم کے چند مسانید کی زیارت سے مشرف ہوا جن پر بہت سے حفاظ حدیث کے تصدیقی دستخط تھے اور ان کی اسناد بہت قوی ہیں، ان کے رجال سب ثقہ ہیں کوئی شخص بھی ان میں سے متہم بالکذب نہیں ہوا اور وہ اسناد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت قریب ہیں۔ وغیرہ[۵]

امام صاحب سے وجہ حسد

درحقیقت امام صاحب اور آپ کے اصحاب و تلامذہ کے یہ امتیازات و تفوقات ہی ان سے حسد کا بڑا باعث بن گئے اور حاسدین و معاندین کی نظر میں ایک ہی سلوک ان سب حضرات کے حق میں موزوں و مزین ہو گیا کہ ان کی وقعت و شان کو پوری کوشش سے گرا دیا جائے اور پھر جو کچھ ناروا سلوک بعد کے بعض کوتاہ اندیش لوگوں کی طرف سے ان کے ساتھ کئے گئے ان کا ذکر جا بجا "تذکرۂ محدثین" حصہ اول و دوم میں آئے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

اہل الرائے کا پروپیگنڈا

امام صاحب اور آپ کے جلیل القدر اصحاب و تلامذہ کے بارے میں ایک بہت ہی سخت مخالفانہ پروپیگنڈا یہ کیا گیا کہ وہ اصحاب الرائے ہیں اور اس کا مطلب یہ باور کرایا گیا کہ انھوں نے احادیث و آثار کے مقابلہ میں قیاس و رائے کا استعمال کیا ہے حالانکہ یہ بھی ایک حربہ تھا جس کا مقصد اس مقدس جماعت خادم حدیث و سنت کے خلاف نفرت و عداوت پیدا کرنی تھی۔ اس زہر کا تریاق بھی "تذکرۂ محدثین" میں جا بجا ملے گا اور واقعات و حالات سے اس کی غلطی نمایاں کی جائے گی

محدث خوارزمی کا جواب

محدث خوارزمیؒ نے مقدمۂ جامع المسانید میں بھی خطیب کا رد کرتے ہوئے مختصر علمی پیرایہ میں چند

[حاشیہ بر کنارہ: امام ابو یوسف، امام محمد، امام حسن بن زیاد اور امام زفر کی روایت سے الگ الگ مدون ہوئی تھی اسی طرح امام ابو یوسف امام محمد امام حسن بن زیاد]

---

[۵] امام شعرانی کا ہر جملہ قابل توجہ ہے خصوصاً امام صاحب کے مسانید کا حفاظ حدیث کی توجہات کا مرکز بننا اور ان پر ان کے توثیقی دستخطوں کا ہونا، ان جملوں کی تائید مادحین امام اعظم کے ان بیانات سے بھی ہوگی جو اس مقدمہ کے ص۹۵ سے ص۱۱۵ تک مذکور ہیں اور ص۵۸ تا ص۶۱ امام صاحب کے تفوق حدیث پر جو اکابر محدثین کے اقوال نقل ہوئے ہیں وہ بھی پیش نظر رکھے جائیں۔

واللہ اعلم و علمہ اتم و احکم

Marfat.com

اچھے جوابات پیش کئے ہیں۔ مثلاً:۔

فرمایا کہ حدیث کے مقابلہ میں عمل بالرائی کا طعن امام صاحب کو وہی شخص دے سکتا ہے جو فقہ سے نابلد ہو، اور جس کو فقہ سے کچھ بھی مناسبت ہو گی اور ساتھ ہی انصاف کرنا چاہے گا تو اس کو اس امر کے اعتراف سے ہرگز چارہ نہیں کہ امام صاحب سب سے زیادہ احادیث کے عالم اور ان کا اتباع کرنے والے تھے اور ان لوگوں کے زعم باطل پر چند دلائل حسب ذیل ہیں:۔

(۱) امام صاحب احادیثِ مرسلہ کو حجت قرار دیتے ہیں اور ان کو قیاس پر مقدم کرتے ہیں جبکہ امام شافعی کا عمل اس کے برعکس ہے (پھر بھی بدنام حنفیہ کو کیا جاتا ہے)

(۲) قیاس کی چار قسم ہیں۔ قیاس مؤثر، قیاس مناسب، قیاس شبہ، قیاس طرد۔

امام اعظم اور آپ کے اصحاب نے قیاس شبہ و مناسبت دونوں کو باطل قرار دیا۔ قیاس طرد میں امام صاحب اور آپ کے بعض اصحاب کا اختلاف ہے کہ بعض اصحاب نے ..... اس کو بھی رد کر دیا ہے۔ اب صرف ایک قسم قیاس مؤثر کی رہی جس کو سب نے حجت کہا، حالانکہ امام شافعی کا قول یہ ہے کہ قیاس کی چاروں اقسام مذکورہ حجت ہیں اور قیاس شبہ کا استعمال تو وہ بکثرت کرتے ہیں (پھر بھی بدنام و مطعون حنفیہ ہیں)

(۳) امام اعظم احادیثِ ضعیفہ کو بھی قیاس کے مقابلہ میں حجت سمجھتے ہیں جیسے نماز میں قہقہہ کو انھوں نے ضعیف حدیث کی وجہ سے ناقضِ وضو کہا حالانکہ خلاف قیاس ہے اور امام شافعی اس کے برعکس قیاس پر عمل کرتے ہیں (پھر بھی خطیب وغیرہ نے استعمال قیاس کا طعنہ امام صاحب وغیرہ کو دیا)

(۴) بہت سے مسائل میں مخالفین نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ امام صاحب نے قیاس کی وجہ سے احادیث کو ترک کر دیا۔ حالانکہ یہ بھی ایک مغالطہ ہے کیونکہ وہاں امام صاحب نے قیاس کی وجہ سے نہیں بلکہ دوسری راجح احادیث کی وجہ سے مرجوح احادیث پر عمل ترک کیا ہے اس کی بہت سی مثالیں بھی محدث خوارزمی نے لکھی ہیں۔

پھر آخر میں لکھا کہ امام صاحب اور آپ کے اصحاب پر حدیث کو ترک کر کے عمل بالقیاس والرائے کا الزام ... سر بہتان و ... ہے۔ یہ حضرات اس الزام سے قطعاً بری ہیں اور یہ حضرات قیاس پر عمل صرف اس وقت کرتے ہیں جب کسی مسئلہ میں فیصلہ کیلئے حدیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بالکل موجود نہ ہو۔ (جامع المسانید ص۴۱ تا ص۵۳)

امام اعظم اور تدوینِ قانون اسلامی کا بے نظیر کارنامہ

افسوس ہے کہ امام اعظم اور آپ کے ... کار تدوین فقہ ... کی تدوین کا بے نظیر تاریخی کارنامہ انجام دیا تھا اُس کو بے وقعت بنانے کے لئے غلط کوششیں کی گئیں ... وجہ سے دور ... الفدان کی حدیث و فقہ کی ایک بے مثال عظیم الشان خدمت اپنے صحیح تعارف سے محروم ... ہیں ... کی ہے۔

امام بخاری کا شکوہ اور جوابِ شکوہ

امام بخاری نے اپنے رسائل میں شکوہ کیا ہے کہ اس زمانہ کے لوگ بعد کے لوگوں کی تقلید کرنے لگے حالانکہ پہلے زمانہ میں لوگ اہل دلائل کا اتباع کرتے تھے جس کا اشارہ بظاہر امام صاحب اور آپ کے اصحاب کی طرف ہے لیکن انصاف کیا جائے کہ امام صاحب سے پہلے کا دور صحابہ کرام کا تھا جو سب ہی بتصریح حدیث نبوی علیٰ صاحبہا الف الف تحیات و تسلیمات عدول اور متورع تھے لیکن ان کے زمانہ میں کسی فقہ اسلامی کی تدوین نہ ہو سکی تھی بلکہ حدیث کی تدوین بھی پوری

Marfat.com

طرح بعد ہی میں ہوئی۔ تدوینِ حدیث کے ساتھ ہی امام اعظم نے سیکڑوں ہزاروں ائمۂ حدیث کی موجودگی میں اپنے تلامذہ واصحاب مجتہدین وکبار محدثین کی مدد سے فقہ اسلامی کو مدون کیا جس پر اُسی وقت سے ساری اسلامی دنیا نے عمل بھی شروع کر دیا اور عباسی خلفاء نے باوجود ذاتی مخالفت امام اعظم وغیرہ کے بھی اسی کو اسلامی قانون کی پوزیشن دی اور اگر کبھی کوئی آواز خلاف میں اٹھی تو اس کا دفاع بھی خود ہی کیا۔

ان واقعات کی تفصیل اور اُس وقت کی اسلامی دنیا کتنی وسیع تھی یہ سب امور بھی مقدمہ میں آئیں گے۔ یہاں صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ امام صاحب کی حیثیت دورِ تابعین میں سرتاجِ فقہاء ومحدثین کی تھی پھر اس پر ان کا تدوینِ فقہ کا کارنامۂ عظیم سونے پر سہاگہ ہو گیا۔

ایسے حالات میں اگر آپ کی تقلید واتباع لوگوں نے کی تو کیا بُرا کیا۔ مقلَّد ہونے کیلئے جس جامعیت کاملہ کی ضرورت تھی وہ شخصیت سب سے پہلے آپ ہی کی سامنے آئی اس لئے اول سے اول بھی آپ ہی ہوئے، آپ کے بعد آپ کے اصحاب وخصوصی تلامذہ دوسرے درجہ میں قابلِ اتباع تھے تیسرے درجہ میں آپ کے تلامذہ کے تلامذہ امام شافعی، امام احمد، امام بخاری، مسلم، ترمذی وغیرہ ہوئے۔

اس لئے اگر لوگوں نے امام صاحب وغیرہ کو الاول فالاول سمجھ کر تقلید کی اور بعد کے حضرات کی نہ کی تو امام بخاری ہی کے اصول سے صحیح کام کیا امام صاحب سے پہلے صحابۂ کرام اور رسولِ اکرم سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تھے جن کا اتباع امام صاحب اور آپ کے اصحاب نے جزئی جزئی میں پوری طرح کیا ہے اس لئے امام صاحب کا اتباع بعینہ ان کا اتباع ہے۔ یہ طعن کسی طرح بھی درست نہیں کہ آپ کا اتباع کرنے والوں نے آپ کے پیشرووں کو چھوڑ دیا۔

تذکرۂ محدثین کا مقصد

غرض اس مقدمۂ انوار الباری موسومہ "تذکرۂ محدثین" میں جہاں یہ مقصود ہے کہ کبار محدثین کے صحیح حالات سے روشناس کرایا جائے وہاں یہ بھی خیال ہے کہ بہت سی غلط فہمیاں بھی رفع کردی جائیں جو حدیث، فقہ اور خصوصیت سے فقہ حنفی وغیرہ سے متعلق پیدا کردی گئی ہیں۔ واللہ المستعان

اس سلسلہ میں راقم الحروف کو نہایت افسوس ہے کہ بعض اپنے اکابر کے کچھ ناپسند واقعات وحالات بھی لکھنے پڑے جن کی کسی مسئلہ کی تنقیح یا دوسرے اکابر سے دفاع کے لئے ضرورت پیش آئی۔ اگرچہ اس میں بھی اپنے اکابر ہی کا اتباع کیا گیا ہے اور الحمد للہ علی قدر مراتب سب ہی کے علمی وعملی کارناموں کی زیادہ سے زیادہ قدر ومنزلت دل میں ہے مگر خطا ولغزش سے کون پاک ہے الا من عصمہ اللہ ویغفر اللہ لی ولسائر المومنین۔

جن کتابوں سے "تذکرۂ محدثین" میں مدد لی گئی ہے اُن میں سے کچھ اہم کتابیں حسب ذیل ہیں:۔

۱- مناقب امام اعظمؒ	علامہ موفق ؒ	۹- مقدمہ فتح الملہم	للشیخ العثمانی ؒ
۲- ″ ″ ″	″ کردری ؒ	۱۰- مقدمہ لامع الدراری	للشیخ المحدث السہارنپوری عم فیضہم
۳- جامع مسانید الامام الاعظم	خوارزمی ؒ	۱۱- ″ اوجز المسالک	″ ″ ″
۴ الجواہر المضیئہ	للعلامۃ القرشی ؒ	۱۲- ″ ابن ماجہ	علامہ عبدالرشید نعمانی ″
۵- تہذیب التہذیب	لحافظ ابن حجرؒ	۱۳- مناقب الائمہ	للذہبی ؒ
۶- تقریب التہذیب	″	۱۴ تذکرۃ الحفاظ	″
۷- تعجیل المنفعۃ	″	۱۵- تبییض الصحیفہ	للسیوطی ؒ
۸- مقدمہ فتح الباری	″	۱۶- الخیرات الحسان	للعلامہ ابن حجر مکی ؒ

Marfat.com

۱۷۔	بستان المحدثین	حضرت شاہ عبد العزیز صاحبؒ
۱۸۔	حدائق الحنفیہ	مولانا فقیر محمد صاحب جہلمیؒ
۱۹۔	تانیب الخطیب	للعلامہ کوثریؒ
۲۰۔	بلوغ الامانی	″ ″
۲۱۔	حسن التقاضی	″ ″
۲۲۔	الامتاع	″ ″
۲۳۔	لفت النظر	″ ″
۲۴۔	الحاوی	″ ″
۲۵۔	النکت الطریفہ	للعلامہ کوثریؒ
۲۶۔	ابوحنیفہ	ابوحمزہ مصری
۲۷۔	الانتقاء	علامہ ابن عبد البر مالکی
۲۸۔	جامع بیان العلم و فضلہ	″ ″ ″
۲۹۔	فوائد بہیہ	حضرت مولانا عبد الحی لکھنویؒ
۳۰۔	طبقات الشافعیۃ الکبریٰ	للسبکی
۳۱۔	تاریخ ابن خلکان	
۳۲۔	نزہۃ الخواطر	مولانا عبد الحی الحسنیؒ

جو کتابیں شرح بخاری شریف کے وقت پیشِ نظر رہیں انہیں سے چند اہم یہ ہیں

(۱)	عمدۃ القاری شرح البخاری	للحافظ بدر الدین عینیؒ (قاضی القضاۃ)
(۲)	فتح الباری ″ ″	″ ابن حجر عسقلانیؒ
(۳)	تیسیر القاری ″ ″	للشیخ نور الحق بن الشیخ عبد الحق المحدث الدہلویؒ
(۴)	شرح البخاری	لشیخ الاسلام سبط الشیخ عبد الحق المحدث الدہلویؒ
(۵)	ارشاد الساری ″	للقسطلانیؒ
(۶)	بہجۃ النفوس ″ ″	للحافظ ابن ابی جمرہؒ
(۷)	روح التوشیح علی صحیح البخاری	للشیخ علی بن سلیمان المنقی الجمودیؒ
(۸)	شروح البخاری	للنوویؒ وغیرہ
(۹)	فتح الملہم شرح صحیح المسلم	للشیخ المحدث العلامہ شبیر احمد عثمانیؒ
(۱۰)	عقود الجواہر المنیفہ	للسید المحدث مرتضیٰ الحسینیؒ
(۱۱)	الحواشی علی جامع الصحیح	للشیخ العلامہ احمد علی السہارنپوری وحجۃ [illegible]
(۱۲)	العرف الشذی علی جامع الترمذی	امالی درس حافظ حدیث علامہ [illegible]
(۱۳)	فیض الباری علی صحیح البخاری	
(۱۴)	انوار المحمود علی سنن ابی داؤد	حضرت شیخ الہند و علامہ کشمیریؒ
(۱۵)	آثار السنن للشیخ النیمویؒ	مع تعلیقات غیر مطبوعہ علامہ کشمیریؒ
(۱۶)	امالی درس بخاری شریف علامہ کشمیریؒ	ضبط کردہ مرتب انوار الباری شرح اردو صحیح البخاری
(۱۷)	بذل المجہود شرح ابی داؤد	للشیخ الحافظ الحجۃ مولانا خلیل احمد السہارنپوری

Marfat.com

(۱۸) لامع الدراری علی جامع البخاری	امالی درس الحافظ الحجۃ الشیخ الگنگوہیؒ مع تعلیقات نفیسہ حضرت شیخ الحدیث السہارنپوری
(۱۹) الکوکب الدری علی جامع الترمذی	" " " " " " "
(۲۰) اوجز المسالک شرح الموطا للامام مالک	مؤلفہ حضرت العلام شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا السہارنپوری عم فیضہم
(۲۱) امانی الاحبار شرح معانی الآثار	" " الشیخ محمد یوسف امیر المبلغین
(۲۲) الجوہر النقی فی الرد علی البیہقی	للحافظ الحجۃ الشیخ علاء الدین ماردینی (ابن الترکمانیؒ)
(۲۳) جامع مسانید الامام الاعظمؒ	للمحدث الخوارزمیؒ
(۲۴) کتاب الآثار	للامام ابی یوسفؒ
(۲۵) کتاب الآثار	للامام محمد بن الحسنؒ

آخری گذارش اور شکریہ

اُمید ہے کہ "پیش لفظ" کے اشارات مذکورہ سے آنے والے مقدمہ "تذکرۂ محدثین" کی نوعیت واہمیت واضح ہوگئی ہوگی۔ مقدمہ کا دوسرا حصہ شائع ہوکر جلد ہی شرح بخاری شریف کا پہلا پارہ پیش ہوگا جس کا محترم ناظرین کو بڑا اشتیاق ہے۔ مقدمۂ انوار الباری کی تاخیر اشاعت سے جس کا واحد سبب کاتب صاحب کے اعذار ہوئے راقم الحروف کو غیر معمولی ندامت وملال ہے۔

لیکن یوں بھی کسی تحقیقی کام میں وقت صرف ہوتا ہے، دوسری رکاوٹیں بھی پیش آتی ہیں۔ اس لئے محترم ناظرین خصوصاً اُن اکابر و احباب سے جنہوں نے اس کام میں میری ہمت افزائی کی ہے گذارش ہے کہ وہ میری طرف سے پوری طرح اطمینان کریں کہ میں اس کی تکمیل تک پوری کوشش وصرف ہمت سے دریغ نہ کروں گا اور اشاعت کا سلسلہ بھی ان شاء اللہ العزیز بہت جلد باقاعدہ ہوجائیگا۔

اس سلسلہ میں میں اپنے مخلص احباب اور بزرگوں سے خصوصی دعاؤں کا بھی متمنی ہوں اور ان کی توجہات خاصہ کا بدل ممنون رہوں گا۔ وَالسّلام علی من اتبع الھدیٰ۔

احقر

سید احمد رضا عفا اللہ عنہ

دیوبند

۱۲ر ذی الحجہ ۱۳۸۰ھ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حجیت اور دوسرے تمہیدی مباحث

کتاب اللہ اور احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

سب جانتے ہیں کہ قرآن مجید حق تعالیٰ کا ایک منضبط و جامع قانون ہدایت ہے جس کی تمام تصریحات و اشارات واجب العمل ہیں لیکن ظاہر ہے کہ دنیا کے بادشاہوں کا کلام بھی ہر شخص نہیں سمجھ سکتا، اس کو زیادہ سمجھنے والے مقربین بارگاہ سلطانی ہوتے ہیں، پھر درجہ بدرجہ دوسرے طبقوں کے لوگ سمجھتے ہیں۔ اسی پر اس کلام مقدس و معظم کو قیاس کر لیجئے جو سارے جہانوں کے بادشاہوں کے شہنشاہ اعظم کا کلام بلاغت نظام ہے۔ اسی لئے اس کا تخاطب اولیں اس ذاتِ بابرکات سے ہوا جو اولین و آخرین کا سردار اور تمام علمی و عملی کمالات کا مظہر اتم تھا، جو سارے انبیاء سے پہلے نبی تھا، اور سب کے مدارج و احکام کا خاتم و ناسخ بھی وہی ہوا۔ جو دنیا والوں کی اصطلاح سے "امی" تھا مگر علام الغیوب نے اپنی شان کریمی سے اس کو وہ علوم عطا فرمائے تھے جو اس سے پہلے کسی کو القاء نہیں کئے گئے اور جس پر اس کا فضل سب سے زیادہ تھا۔

یہی وہ علوم نبوت تھے جن کی بناء پر قرآن مجید جیسی جامع کتاب اللہ کی تبلیغ و تفہیم کا فرض آپ کو سونپا گیا اور ارشاد ہوا وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ (ترجمہ، آپ کی طرف خدا کے ذکر و تذکیر کی یہ عظیم الشان کتاب اسی لئے بھیجی گئی ہے کہ آپ لوگوں کو اس کے ارشادات اچھی طرح وضاحت کر کے سمجھائے۔

خیال کیجئے کہ ایک نبی امی کو اپنی افضل ترین اور عظیم ترین جلیل القدر کتاب کی تبیین و وضاحت کی خدمت سپرد کی گئی پھر بھی اگر کوئی کہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کو امت تک پہنچانے کے لئے صرف واسطہ محض تھے اور اس کو سمجھنے کے لئے حدیث کی ضرورت نہیں تو اس کو عقلی فساد کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

پھر اسی پر بس نہیں، اسی قرآن مجید میں آپ کو معلم کتاب و حکمت بھی فرمایا گیا۔ کیا معلم کی حیثیت [illegible] دوسرے درجہ کی ہوتی ہے؟ درحقیقت معلم کے لفظ سے آپ کی خصوصی شان رسالت نمایاں ہے۔

عملی طور سے آپ کی شان رفیع کو اتنا اونچا کیا گیا کہ آپ کے اسوۂ حسنہ کو کامل [illegible] خداوندی کا معیار بنایا، تحلیل طیبات اور تحریم خبائث کی نسبت آپ کی طرف فرما کر آپ کے خصوصی منصب رسالت اور اعلیٰ ترین نیابت و خلافت خداوندی کی طرف اشارہ ہوا، تمام اختلافات میں آپ ہی کو آخری حکم اور قاضی القضاۃ کا درجہ پوری وسعت قلب و انشراح صدر کے ساتھ تسلیم کرنا ہر مؤمن کا فرض قرار دیا گیا۔

[illegible]

مقدمہ انوار الباری

Marfat.com

حق تعالیٰ نے اپنی ذات پر ایمان لانے کے حکم کے ساتھ آپ پر ایمان لانے کا حکم فرمایا اور اپنی اطاعت کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا حکم فرمایا اور آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت کے مرادف قرار دیا۔

تدوین حدیث قرن اول میں؟

مذکورہ بالا بیان سے حدیث رسول کی حجیت اور اس کا تشریعی مرتبہ واضح ہوا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چونکہ قرآن مجید کے جمع و کتابت کا اہتمام زیادہ ضروری تھا، اس لئے اسی کو لکھا گیا اور ابتدا میں حدیث کی کتابت سے روکا بھی گیا۔ تاکہ قرآن و حدیث میں اختلاط نہ ہو جائے، دوسرے اس لئے بھی اس کی ضرورت نہ تھی کہ صحابہ کے حافظے قوی تھے، جو احادیث انھوں نے سنی تھیں ان کے سینوں میں محفوظ تھیں، ان کے ضائع ہونے کا خطرہ نہیں تھا اسی لئے صرف لکھنے کی ممانعت کی تھی، زبانی طور سے ایک دوسرے کو حدیث روایت کرنے کی ممانعت نہ تھی۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ہے کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "کہ مجھ سے سنی ہوئی چیزوں میں سے سوا قرآن کے کچھ مت لکھو اور جو کچھ کسی نے لکھ لیا ہو اس کو مٹا دے۔ البتہ مجھ سے حدیث کی روایت زبانی کر سکتے ہو اس میں کچھ حرج نہیں۔ اور جو شخص میری طرف جھوٹ بنا کر حدیث منسوب کریگا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائیگا۔"

قرون ثلاثہ

واضح ہو کہ قرون ثلاثہ سے وہ قرون مراد ہوتے ہیں جن کی بابت سرور کائنات علیہ الصلوٰت والتسلیمات نے سب زمانوں سے بہتر و برتر ہونے کی شہادت دی ہے اور یہ بھی فرمایا کہ ان تین قرن کے بعد جھوٹ کی کثرت ہوگی۔ قرن اول سے مراد زمانہ بعثت مبارکہ سے ۱۱۰ھ تک کا زمانہ ہے جو عہد رسالت و عہد صحابہ کہلاتا ہے۔ قرن دوم ۱۱۱ھ سے ۱۷۰ھ تک ہے، جو عہد تابعین ہے۔ قرن سوم ۱۷۱ھ سے ۲۲۰ھ تک ہے بعض حضرات مثلاً شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ وغیرہ نے قرن سوم کی مدت ۲۶۰ھ تک قرار دی ہے۔

اجازت کتابت حدیث

اس کے بعد جب قرآن مجید کے حفاظ صحابہ میں کثرت سے ہو گئے اور قرآن کے ساتھ غیر قرآن کے اختلاط کا اندیشہ باقی نہ رہا تو معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ نے کتابت حدیث کی بھی اجازت فرما دی تھی چنانچہ حضورؐ ہی کے زمانہ میں حدیث کے نوشتوں کا بھی وجود ملتا ہے۔

بخاری میں ہے کہ حضرت علیؓ کے پاس ایک صحیفہ تھا جس میں کچھ احادیث لکھی ہوئی تھیں۔ اور بخاری میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز طویل خطبہ دیا جس میں حرم مکہ کا بھی بیان تھا۔ راوی حدیث مذکور ابو ہریرہؓ نے بتلایا کہ ایک یمنی شخص نے حضور علیہ السلام سے درخواست کی کہ یہ میرے لئے لکھوا دیجئے۔ آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ اس کے لئے لکھدو۔

ابو ہریرہؓ ہی بخاری کتاب العلم میں راوی ہیں کہ مجھ سے زیادہ کسی کو صحابہ میں سے احادیث یاد نہ تھیں سوا عبداللہ بن عمروؓ کے کیونکہ وہ لکھتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔

اور ان ہی عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے سنن ابی داؤد میں روایت ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ بھی سنتا تھا سب لکھ لیا کرتا تھا۔ تو ایک دفعہ قریش نے مجھے روکا کہ تم حضور کی ہر خبر سن کر لکھ لیتے ہو حالانکہ حضورؐ بشر ہیں کبھی آپ حالت غضب میں بھی کلام کرتے ہیں جیسا کہ حالت رضا میں۔ مطلب یہ تھا کہ حالت غضب کا کلام نہ لکھنا چاہیئے۔ میں نے اس کے بعد لکھنا چھوڑ دیا اور حضورؐ سے یہ بات عرض کی۔ اس پر آپ نے اپنے دہن مبارک کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ تم لکھا کرو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے مجھ سے کوئی بات سوائے حق کے صادر نہیں ہوتی۔

Marfat.com

ایک روایت علامہ ابن عبدالبر نے بھی جامع بیان العلم میں حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "علم کو لکھ کر محفوظ کرو"۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی احادیث وارد ہیں جو سنن دارمی اور جامع بیان العلم میں دیکھی جا سکتی ہیں

نشر و اشاعت حدیث

اوپر کی تصریحات سے معلوم ہوا کہ گو کتابت حدیث کا سلسلہ عہد رسالت میں شروع ضرور ہو گیا تھا مگر عام طور سے اس کا رواج نہیں ہوا اور نہ تدوین حدیث اس دور میں ہوئی بلکہ خلفائے راشدین کے عہد میں بھی نہیں ہوئی۔ البتہ موافق فرمان رسالت تحدیث و روایت کے ذریعہ احادیث کی نشر و اشاعت کا اہتمام برابر جاری رہا۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ترویج سنت و اشاعت حدیث کی ترغیب فرمایا کرتے تھے۔

ایک بار جب وفد عبدالقیس حاضر خدمت ہوا تو آپ نے اُن کو چار باتوں کا حکم فرمایا اور چار باتوں سے منع فرمایا [illegible] ان باتوں کو یاد کر لو اور دوسرے لوگوں کو بھی پہنچا دو۔ (بخاری باب اداء الخمس من الایمان)

ایک مرتبہ فرمایا "خدا اس بندے کو خوش و خرم رکھے جو میری بات سن کر یاد کرے اور دوسروں تک پہنچائے کیونکہ بہت سے [illegible] کی سمجھ کی باتیں کم سمجھ والے کے پاس ہوتی ہیں وہ دوسرے زیادہ سمجھ والے کے پاس پہنچا دیں تو اس کو زیادہ نفع پہنچا [illegible]"

صحابہ میں مکثرین و مقلین

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں کثرت سے روایت حدیث کرنے والے بھی تھے [illegible] بھی مگر کبار صحابہ میں اکثریت اُن ہی حضرات کی ہے جو [illegible] شدید احساس کی وجہ سے اس سے احتراز کرتے تھے۔

قلت روایت

(حضرت عثمانؓ، ابن سعد اور ابن عساکر نے عبدالرحمٰن بن حاطب سے روایت کی [illegible]) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ بہتر طریقہ پر حدیث بیان کرنے والا [illegible] بیان کرتے تھے تو پوری پوری نقل کیا کرتے تھے مگر وہ [illegible] روایت کرتے تھے [illegible]

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ

بخاری میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے [illegible] پوچھا کہ آپ [illegible] حدیث کیوں نہیں کرتے؟ تو فرمایا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible] یعنی اوروں سے زیادہ یا اُن کے برابر حدیث روایت کر سکتا ہوں، مگر میں نے حضور سے حدیث [illegible] من النار سنی ہے یعنی اس کی وجہ سے ڈرتا ہوں اور کم روایت کرتا ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ

آپ سے لوگوں نے درخواست کی کہ حدیث بیان کیجئے [illegible] مجھ سے کمی بیشی ہو جائے گی تو میں تم سے [illegible] (جامع بیان العلم [illegible])

حضرت ابن مسعودؓ

اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے بارہ میں ہے [illegible] الفاظ کی کمی بیشی کے ڈر سے روایت حدیث میں بڑے محتاط تھے اور بہت کم روایت [illegible] تھے اور اپنے شاگردوں کو بھی روایت حدیث میں بہت زیادہ احتیاط کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ ابو عمرو شیبانی سے نقل ہے کہ میں [illegible] حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی خدمت میں

Marfat.com

حاضر رہا۔ دیکھا کہ شاذ و نادر کبھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرکے حدیث بیان کرتے تھے تو اُن پر خوف و خشیۃ کے باعث کپکپی طاری ہو جاتی تھی اور فرماتے کہ ایسا ہی یا اسی کے قریب حضور نے ارشاد فرمایا تھا۔ خوف کا سبب یہ تھا کہ مبادا حضور کی طرف کسی جھوٹ یا غلط بات کی نسبت ہو جائے اور وہ جھوٹ پھیل جائے۔

حضرت امام اعظمؒ

تقریباً یہی حال امام اعظم کا بھی تھا کہ وہ بھی ان اکابر صحابہ کی طرح غلبۂ خشیۃ اور غایت ورع کی وجہ سے روایت حدیث سے بہت احتراز کرتے تھے اور روایت حدیث کی سخت سخت شرائط رکھتے تھے جو دوسرے ائمہ اور بعد کے محدثین کے یہاں نہیں تھیں، اس کی تفصیل ہم امام صاحب کے حالات میں کریں گے۔

صحابہ میں کثرتِ روایت

دوسری طرف حضرت ابوہریرہ وغیرہ صحابہ بھی تھے جو بڑی کثرت سے روایت حدیث کرتے تھے اور حضرت ابوہریرہ رضؓ کی کثرت روایت پر توکچھ کو اعتراض بھی ہوا، چنانچہ وہ خود فرماتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں ابوہریرہؓ نے بڑی کثرت سے احادیث روایت کردی ہیں۔ اگر قرآن مجید میں دو آیتیں نہ ہوتیں تو میں ایک حدیث بھی روایت نہ کرتا۔ پھر وہ آیات تلاوت کرتے تھے جن میں حق تعالیٰ نے کتمان حق و ہدایت پر وعید فرمائی ہے۔

اور یہ بھی فرمایا کہ ہمارے بھائی مہاجرین تو بازاروں میں کاروبار کرتے تھے اور انصار بھائی اپنے دھندوں میں پھنسے رہتے تھے ایک ابوہریرہ تھا جس کو اپنے پیٹ کے لئے کچھ کھانے کو مل گیا تو غنیمت ورنہ اس سے زیادہ کی فکر بھی نہ تھی۔ بس اس کا بڑا کام یہی تھا کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہر وقت حاضر رہے۔ اس کے سامنے وہ باتیں آتی تھیں جو دوسروں کے سامنے نہ آتی تھیں اور اسی لئے وہ ان چیزوں کو حضور اکرم سے یاد کرلیا کرتا تھا جو دوسرے نہیں کرسکتے تھے۔

صحابہ میں فقہاء و محدثین

صحابہ میں دو قسم کے حضرات تھے۔ ایک وہ جو ہمہ وقت حفظ حدیث اور اس کی روایت میں لگے رہتے تھے۔ اور دوسرے وہ تھے جو نصوص میں تدبر اور غور و فکر کرکے اُن سے احکام جزئیہ نکالتے تھے اور استنباط و تفقہ پر ہی پوری طرح صرف ہمت کرتے تھے اور یہ لوگ احادیث کو پورے تثبت و تحقیق اور مسلمہ قواعد شریعت پر جانچنے کے بعد معمول بہا بناتے تھے۔

فقہاء کی افضلیت

چنانچہ علامہ ابن قیم نے "الوابل الصیب فی الکلم الطیب" میں حدیث صحیح بخاری مثل ما بعثنی اللہ تعالیٰ بہ من الھدی والعلم کمثل غیث اصاب ارضا۔۔۔۔ مثل من فقہ فی دین اللہ تعالیٰ الحدیث نقل کی ہے جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے علوم نبوت و ہدایت کی مثال بارش سے دی ہے جو بہترین قابل زراعت و زرخیز زمین پر برسے، کہ باران رحمت سے پوری طرح سیراب ہو کر خوب گھاس، دانہ اور پھل پھول اُگائے اور سب کو اس سے نفع پہونچے۔

ایسے ہی میری امت کے وہ لوگ ہیں جو علوم نبوت سے سیراب ہو کر دوسروں کو اپنی علمی صلاحیتوں (اجتہادی و استنباطی۔۔ مسائل نصوص شرعیہ سے اخذ کرکے دوسروں کو تعلیم دیں۔ یہ لوگ زمین مذکور کی طرح خود بھی منتفع ہوئے اور دوسروں کو بھی نفع پہونچایا۔ دوسری قسم زمین کی وہ ہے کہ بارش کا پانی اس میں جذب نہ ہو سکا، نہ وہ زمین قابل کاشت ہوئی البتہ

Marfat.com

اس میں وہ پانی رکا رہا اور اس جمع شدہ پانی سے دوسروں نے نفع اٹھایا۔

ایسے ہی میری امت کے وہ لوگ جنہوں نے علم کی باتیں حاصل کیں اور دوسروں کو پہونچا دیں جنہوں نے دینی فہم و سمجھ زیادہ ہونے کی وجہ سے زیادہ فائدہ اٹھایا۔

تیسری قسم زمین کی وہ بنجر زمین ہے جو نہ قابل کاشت ہی ہے اور نہ وہاں پانی ٹھہر سکتا ہے کہ دوسروں کے کام آئے۔ ان کی مثال ان لوگوں کی ہے جنہوں نے خود بھی علوم نبوت و ہدایت سے فائدہ حاصل نہ کیا اور نہ دوسروں کو نفع پہنچا سکے۔ ان کے پاس نہ نقل ہے نہ اجتہاد۔ (بخاری شریف۔ باب فضل من علم وعلّم)

فقہاء علامہ ابن قیم کی نظر میں

علامہ ابن قیم نے اس حدیث کی پوری وضاحت و شرح کے بعد دوسری حدیث رب حامل فقہ الی من ھو افقہ منہ بیان کرکے کہا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس کو دیکھئے! یہ پوری امت محمدیہ کے عالم ربانی اور ترجمان القرآن ہیں۔ انھوں نے اگرچہ صحابہ سے بہت سی احادیث سنیں مگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست روایت حدیث کی تعداد بیس تک بھی نہیں پہنچی۔

خداتعالیٰ نے اُن کو ایسی دینی سمجھ اور قوت استنباط عطا فرمائی تھی کہ ساری دنیا کو اپنے علم و فقہ سے بھرپور کر دیا، ان کے فتاویٰ سات مجلدات کبیرہ میں جمع کئے گئے تھے اور یہ بھی جمع کرنے والوں کی کوتاہی تھی ورنہ وہ علم کے بحر و سمندر تھے، فقہ، استنباط اور فہم قرآن میں سب پر فائق تھے۔

انھوں نے بھی احادیث سنی تھیں جیسے دوسروں نے سنیں اور قرآن مجید کو یاد کیا تھا جیسے دوسروں نے یاد کیا تھا لیکن ان کے دل و دماغ کی زمین بہترین و قابل کاشت تھی جس میں انھوں نے نصوص شریعت کی تخم ریزی کی اور اس سے بہترین پھل پھول اگائے وذٰلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔

حضرت ابوہریرہؓ ان سے زیادہ حافظ حدیث ہیں بلکہ اُن کو حافظ امت کہا جائے تو بجا ہے، جس طرح حدیث سنتے تھے اُس کو بعینہ روایت کیا کرتے تھے اور راتوں کو بیٹھکر درس حدیث دیتے تھے۔ لیکن کہاں ان کے فتاویٰ اور تفسیر اور کہاں حضرت ابن عباس کے فتاویٰ، تفسیر اور فقہی استنباطات۔

وجہ ظاہر ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ کی پوری کوشش حفظ حدیث اور اس کی بے کم و کاست تبلیغ و روایت پر مرکوز تھی جبکہ حضرت ابن عباس کی پوری توجہ و صرف ہمت تفقہ، استنباط اور نصوص کتاب و سنت کے دریا سے معانی [illegible] احکام کے حوض و نہریں نکالنے کی طرف تھی تاکہ دین فہم کے مخفی خزانے بروئے کار آ جائیں۔

مکثرین صحابہ پر فقہاء صحابہ کی تنقید

صحابہ میں ایسے واقعات بھی ملتے ہیں کہ بعض صحابہ نے کثرت سے روایت کرنے والے صحابہ کی روایات پر تنقید کی ہے خصوصاً ان احادیث پر جو اصولی قواعد شرع کے خلاف کسی مضمون کی حامل تھیں اور اس سلسلہ میں حضرت ابوہریرہ ہی کی مشہور روایت بطور مثال پیش ہے کہ

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد انھوں نے نقل کیا کہ آگ سے پکی ہوئی چیز کے استعمال سے وضو جاتا رہتا ہے حضرت ابن عباسؓ نے اعتراض کیا کہ کیا گرم پانی سے وضو کرنے کے بعد پھر سے وضو کرنا پڑیگا۔ یہ ایک اصولی اعتراض تھا کہ حضورؐ کا فرمان اصول و قواعد شرعیہ کے خلاف نہیں ہو سکتا لہٰذا اس کا جواب اصول و قواعد شرعیہ سے تو ممکن نہ تھا اس لئے حضرت ابوہریرہؓ بولے :۔" اے میرے بھتیجے! جب تم کوئی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنا کرو تو اس کے خلاف معارضہ کرنے کو مثالیں مت نکالا کرو"۔

اسی طرح سیدۂ فقہاء امت حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کے استدراکات حضرت ابوہریرہؓ اور دوسرے صحابہ کی حدیثی روایات پر مشہور ہیں جن میں سے اکثر کا ذکر علامہ سیوطی نے عین الاصابہ فیما استدرکتہ السیدۃ عائشۃ علی الصحابہ میں کیا ہے

یہاں سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ قرن اول میں اعتراض اگر ہوا تو فقہاء صحابہ کی طرف سے بغیر فقہ روایت حدیث کرنے والوں پر ہوتا تھا اور یہی صحیح مذاق تھا۔ اس کے بعد مذاق بگڑا تو دوسری صدی کے بعد الٹا اعتراض محدثین کی طرف سے فقہاء پر ہونے لگا اور اس میں اس قدر ترقی ہوئی کہ قرن ثانی کے اکابر فقہاء محدثین پر حدیث نہ جاننے یا کم جاننے یا رائے و قیاس سے ترک حدیث کے الزامات لگائے گئے۔ اگر یہ مذاق صحیح ہوتا تو وہ محدثین صحابہ بھی فقہاء صحابہ کو اسی طرح مطعون کر سکتے تھے۔

اس کے برعکس اس دور علم و صلاح میں تو فوقیت فقہاء صحابہ ہی کے لئے مسلم تھی چنانچہ علامہ ابن قیم نے بھی حدیث مذکور کی وضاحت کے سلسلہ میں حضرت ابن عباسؓ کو حضرت ابوہریرہؓ پر فضیلت دی۔

عہد رسالت میں کتابت حدیث

عرض یہ کیا جا رہا تھا کہ قرن اول میں حدیث کی جمع و تدوین کتابت وغیرہ قرآن مجید کی طرح باضابطہ عمل میں نہیں آئی اگرچہ روایت و حفظ حدیث کا اہتمام بہت کافی رہا اور کچھ صحابہ کے پاس نوشتہ احادیث بھی ضرور موجود تھیں مثلاً :۔

(۱) حضرت علیؓ کے پاس کچھ احادیث لکھی ہوئی تھیں۔ (ابوداؤد)

(۲) حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن العاص کے پاس ایک ہزار احادیث کا مجموعہ تھا جس کا نام صادقہ تھا۔ (بخاری، ابوداؤد وغیرہ)

(۳) حضرت انسؓ کے پاس بھی کچھ احادیث لکھی ہوئی تھیں۔ (بخاری)

(۴) قبائل کے نام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین تحریری احکام اور معاہدات حدیبیہ وغیرہ۔ (طبقات ابن سعد)

(۵) مکاتیب مبارکہ بنام سلاطین و امراء دنیا۔ (بخاری)

(۶) صحیفہ احکام صدقات و زکوٰۃ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر بن حزم والی بحرین کو لکھایا تھا۔ اس صحیفہ کو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ۹۹ھ میں آل ابن حزم سے حاصل کیا تھا۔ (دار قطنی)

(۷) عمرو بن حزم والی یمن کو ایک تحریر احکام صلوٰۃ، صدقات، طلاق و عتاق وغیرہ کی دی تھی۔ (کنز العمال)

(۸) حضرت معاذ بن جبل کو ایک تحریر مبارک لکھ کر دی گئی تھی جس میں سبزی ترکاری پر زکوٰۃ نہ ہونے کا حکم تھا۔ (دار قطنی)

(۹) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت سعد بن عبادہؓ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری وغیرہ کے پاس بھی احادیث کے مجموعے تھے۔ (دارمی، جامع بیان العلم، تاریخ البخاری، مسند احمد وغیرہ)

39393

Marfat.com

(۱۰) وائل بن حجر صحابی کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز، روزہ، سود و شراب وغیرہ کے احکام لکھوائے تھے۔ (معجم صغیر)

ضرورت تدوین حدیث

اسی طرح قرن اول گذر گیا۔ لیکن ظاہر ہے کہ تدوین حدیث کی ضرورت بلکہ شدید ضرورت سامنے آ کر رہی۔ کیونکہ اول تو بغیر اس کے ضیاع حدیث کا خطرہ تھا، صحابہ کرام جن کے حافظوں پر اعتماد تھا فتوحات کی کثرت کے ساتھ دور دراز ملکوں میں منتشر ہو گئے تھے، وہ اکثر وفات پا گئے تابعین میں وہ قوت حفظ وضبط نہ تھی کہ عام طور سے اسی پر بھروسہ کیا جا سکے، دوسرے حافظہ کی چیزیں یوں بھی ایک وقت ذہن سے نکل جاتی ہیں، یا کم و بیش ہو جاتی ہیں لکھی ہوئی چیزوں کے برابر وہ محفوظ نہیں ہو سکتیں۔

تدوین حدیث کیلئے حضرت عمر بن عبدالعزیز کی سعی

اس لئے علما و وقت نے تدوین حدیث اور کتابت کی منظم طور پر ضرورت محسوس کی [illegible] سب سے پہلے اس ضرورت کا [illegible]

خلیفۂ عادل حضرت عمر بن عبدالعزیز کو ہوا جو امت کے سب سے پہلے مجدد تھے اور ان کی امامت [illegible] معرفت احادیث و آثار مسلم تھی، چنانچہ آپ نے اپنے نائب والی مدینہ ابو بکر حزمی کو فرمان بھیجا کہ "رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آثار جمع کر کے لکھو۔" (تنویر الحوالک للسیوطی)

مؤطا امام محمد میں اس طرح ہے:۔ "احادیث رسول اور سنن یا حدیث عمر یا مثل اس کے دوسرے صحابہؓ کے آثار سب جمع کر کے لکھو، کیونکہ مجھے علم کے ضائع ہونے اور علما کے ختم ہو جانے کا اندیشہ ہے۔"

تقریباً یہی الفاظ دارمی نے بھی اپنی سنن میں روایت کئے ہیں۔

حافظ ابن عبدالبر نے تمہید میں امام مالک سے بطریق ابن وہب روایت کی کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز تعلیم حدیث وفقہ کے لئے تمام شہروں کو احکام بھیجا کرتے تھے۔ مدینہ طیبہ کے لوگوں کو عمل بالسنۃ کی تلقین فرماتے اور [illegible] ان سے پوچھتے تھے اور ابو بکر حزمی کو حکم دیا تھا کہ احادیث جمع کر کے لکھوائیں اور ان کے پاس ارسال کریں۔

ابو بکر حزمی نے بہت سی کتابیں لکھوائی تھیں مگر حضرت عمر بن عبدالعزیز کی زندگی میں ان کو نہ بھیج سکے۔ حافظ ابن عبدالبر نے جامع بیان العلم میں نقل کیا ہے کہ ابن شہاب زہری کو بھی حضرت عمر بن عبدالعزیز نے جمع حدیث کا حکم کیا تھا اور [illegible] دفتر جمع کئے جن کی نقول حضرت عمر نے اپنی قلمرو میں بھیجوائیں۔

حافظ ابن حجر نے ذکر کیا ہے کہ امام شعبی نے بھی احادیث جمع کی تھیں اور [illegible]

سنہ ۱۲۰ھ اور پھر ابو بکر حزمی متوفی سنہ ۱۲۰ھ نے

ایک اہم مغالطہ

یہاں ایک مغالطہ کا ازالہ ضروری ہے۔ امام بخاری [illegible] حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ تدوین کو ذکر کیا ہے [illegible] رسول کے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور کوئی چیز نہ لی جائے [illegible] بعض لوگوں نے سمجھا کہ یہ حکم بھی حضرت عمر بن عبدالعزیز کا ہی ہے، اور اس سے یہ ثابت ہوا کہ جو کتاب ابو بکر حزمی نے جمع کی ہو گی اس میں سوا حدیث رسول کے اور کچھ نہ تھا کیونکہ حضرت عمر بن عبدالعزیز

Marfat.com

نے اپنے فرمان میں ان کو غیر حدیث لکھوانے سے قطعاً روک دیا تھا۔ حالانکہ یہ ظن فاسد ہے جس کا منشاء مؤطا امام محمد اور سنن دارمی کی روایات مذکورہ سے ناواقفیت ہے کیونکہ ان میں صراحت سے حضرت عمر وغیرہ کے آثار و اقوال جمع کرنے کا بھی حکم تھا پھر کیونکر ممکن تھا کہ ابوبکر حزمی حضرت عمر بن عبد العزیز کے فرمان کی تعمیل کرتے اور حضرت عمر و بقیہ خلفاء کے آثار و اقوال نہ لکھتے۔

اس کے بعد قدرتی طور پر یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ امام بخاری نے یہ جملہ کیوں بڑھایا اور اس کی بناء کیا ہے؟ شاید کسی روایت میں حضرت عمر بن عبد العزیز کے فرمان مذکور کی عبارت ناقص نقل ہوئی اسی لئے غیر حدیث لکھنے کی ممانعت سمجھ لی گئی، یا اتنا ٹکڑا روایت کا امام بخاری کی شرط پر صحیح نہ تھا۔ لیکن اس صورت میں بھی زیادہ سے زیادہ یہ کہ "غیر حدیث" کا قبول و عدم قبول دونوں درجہ مساوی ہی رہتے یا دوسری صدی کے بعد جو آثار صحابہ اور تعامل کی حجیت کو گرایا گیا اسی کی یہ تمہید ہو کہ ایسی روایات پر پہلے ہی سے کڑی نظر رکھی جائے۔ واللہ اعلم بما فی الصدور۔ امام بخاری نے "لایقبل" کا اضافہ شاید اس لئے کیا ہو کہ وہ آثار صحابہ کو حجت نہ سمجھتے تھے۔

آثار صحابہ قرن ثانی میں

واضح ہو کہ تمام کتب حدیث مدونہ قرن ثانی میں احادیث اور اقوال صحابہ و تابعین ساتھ ساتھ ذکر ہوتے تھے جیسا کہ امام اعظم کی کتاب الآثار اور امام مالک کی موطا سے ظاہر ہے لیکن قرون مشہود لہا بالخیر کے بعد عدم قبول اقوال صحابہ کا نظریہ پیدا ہوا۔ بہت سے محدثین نے فقہاء امت کے طرز و طریق سے اعراض کیا، توارث سلف کو نظر انداز کیا اور صحت و ضعف حدیث کو صرف اسناد پر موقوف کر دیا گیا یعنی حدیث کو جو قوت آثار و اقوال صحابہ یا تعامل سلف سے مل سکتی تھی اس کے دروازے بند کر دیئے گئے۔

قرون مشہود لہا بالخیر سے جدا طریقہ

قرون مشہود لہا بالخیر کے طور و طریق سے جدا طریقہ اپنا لیا گیا۔ پھر اس کے جو مضار و مفاسد سامنے آئے وہ اہل علم سے مخفی نہیں اور آئندہ کسی موقع پر ہم بھی بیان کریں گے انشاء اللہ اس موقعہ پر راقم الحروف کو یہ بات بھی کھٹکتی کہ امام بخاری نے حضرت عمر بن عبد العزیز کی تعلیق ترجمۃ الباب میں ذکر کی اور اس کے ساتھ وہ جملہ بھی بڑھایا جس کا ذکر اوپر کیا گیا۔ مگر آگے اس کی تائید میں کوئی چیز ذکر نہیں کی، نہ اس کا ماخذ بتلایا۔

یہ بحث مقدمہ انوار الباری جلد ۱ میں بھی ہے ہم نے کچھ اضافہ و تشریح سے اس کو یہاں لیا ہے

تین بڑے فقہاء

تین بڑے بڑے فقہاء و حفاظ حدیث اور اپنے وقت کے امام و مقتدا، جنہوں نے قرن ثانی میں احادیث رسول و آثار و اقوال صحابہ کو جمع کیا اور ان کو کتابی شکل میں مدون کیا شعبی، مکحول اور زہری ہیں۔

ان میں سے امام شعبی بہ تصریح امام ذہبی، امام اعظم کے شیوخ میں سے ہیں جنہوں نے پانچ سو اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پایا ہے۔

ان کے بعد سراج الامت، فقیہ الملت، حافظ حدیث، امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا دور شروع ہو جاتا ہے جو حسب تصریح اقران و معاصرین امام اُس زمانہ کے تمام فقہاء و محدثین پر اپنے غیر معمولی حفظ، تفقہ اور کمال زہد و ورع کی وجہ سے فائق تھے۔

Marfat.com

امام مسعر کی مدح امام اعظمؒ

چنانچہ مشہور حافظ حدیث مسعر بن کدام رحمٰن کے بارے میں رامہرمزی نے "المحدث الفاصل" میں لکھا ہے کہ جب کبھی امام شعبہ اور امام سفیان میں کسی امر میں اختلاف ہوتا تھا تو دونوں کہتے تھے کہ چلو میزان عدل مسعر کے پاس چل کر ان سے فیصلہ کرائیں حالانکہ ان دونوں اماموں کو بھی امیرالمومنین فی الحدیث کہا جاتا تھا، یہ مسعر کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ کے ساتھ حدیث کو طلب کیا تو وہ ہم پر غالب آگئے۔ اور زہد و تقوی میں چلے تو اس میں بھی ہم سے فوقیت لے گئے اور فقہ میں بھی اُن کے ساتھ ہوئے تو اس کا حال تم خود دیکھ رہے ہو (کہ اس میں ان کی فوقیت سب پر روشن ہے)۔

امام اعظم شاہان شاہ حدیث

اور اسی جلالت قدر کے باعث شیخ الاسلام امام الحدیث عبداللہ بن یزید کوفی جب امام صاحب سے روایت حدیث کرتے تھے تو فرمایا کرتے تھے کہ ہم سے حدیث بیان کی شاہان شاہ نے۔ جس کو خطیب وغیرہ نے بھی ذکر کیا ہے۔

حافظ سمعانی نے اپنی کتاب "الانساب" میں کہا، "امام صاحب طلب علم کی راہ میں چلے تو اتنے آگے بڑھے کہ انھوں نے علم کے وہ مدارج حاصل کئے جو کسی دوسرے کو حاصل نہ ہوسکے"۔

امام یحییٰ بن سعید القطان کی رائے

امام جرح و تعدیل یحییٰ بن سعید القطان نے فرمایا کہ:- "واللہ ابوحنیفہ اس امت میں علوم قرآن وحدیث کے سب سے بڑے عالم تھے"۔

اس کو محدث شہیر مسعود بن شیبہ سندی نے مقدمہ کتاب التعلیم میں امام طحاوی کی کتاب سے نقل کیا جس میں انھوں نے اصحاب حنفیہ کے مناقب جمع کئے ہیں۔ اس کتاب کا قلمی نسخہ مجلس علمی کراچی میں موجود ہے خدا کرے اس کی طبع و اشاعت جلد ہو سکے۔ ان ہی یحییٰ القطان سے علی بن المدینی (شیخ اعظم بخاری)، امام احمد اور یحییٰ بن معین دست بستہ حاضر خدمت رہ کر تحصیل علوم کیا کرتے تھے۔

امام اعظم اور تدوین حدیث

امام اعظم نے باوجود اس قدر علم و فضل و تفوق کے برسوں کی چھان بین اور تحقیق تمحیص کے بعد "کتاب الآثار" تالیف کی جس کو امام صاحب نے بتصریح امام موفق مکیؒ چالیس ہزار احادیث سے منتخب کیا تھا اور آپ سے آپ کے تلامذۂ کبار امام زفرؒ امام ابویوسفؒ، امام محمدؒ اور امام حسنؒ بن زیاد وغیرہ محدثین و فقہاء نے اس کو روایت کیا۔

مناقب امام اعظم للموفق ہی میں ہے کہ امام صاحبؒ نے یہ بھی فرمایا کہ "میرے پاس ذخیرۂ حدیث کے بہت [illegible] ہیں جن میں سے بہت تھوڑا حصہ انتفاع کے لئے نکالا ہے"۔

امام صاحب نے حسب تصریح مورخین چار ہزار ائمہ حدیث سے احادیث کا ذخیرہ جمع کیا تھا [illegible] یحییٰ بن نصر کا بیان ہے کہ میں ایک بار امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو ایک گھر میں پایا جو کتابوں سے بھرا ہوا تھا۔ میں نے عرض کیا یہ کیا ہے؟ فرمایا "یہ احادیث ہیں جن کی تحدیث میں نے نہیں کی بجز ان تھوڑی حدیثوں کے جن سے لوگوں کو نفع ہو" (مقدمہ کتاب الآثار)

امام شعرانی نے "میزان" میں یہ بھی بتایا کہ امام ابوحنیفہؒ احادیث رسول پر عمل سے قبل یہ ضروری سمجھتے تھے کہ [illegible] سے اُن کو روایت کرنے والے بھی متقی و پرہیزگار حضرات ہوں۔

مقدمہ انوار الباری

Marfat.com

امام سفیان ثوریؒ کی شہادت

امام سفیان ثوری رح کہا کرتے تھے کہ ابو حنیفہ رح علم حدیث کے اخذ میں غیر معمولی طور پر محتاط تھے وہی احادیث لیتے تھے جن کو روایت کرنے والے ثقہ ہوتے تھے اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے آخری فعل کو لیتے تھے۔ باوجود اس کے کچھ لوگوں نے ان پر تشنیع کی، خدا ہمیں اور ان کو بخش دے۔

امام وکیع کی شہادت

امام حدیث وکیع نے کہا: "امام ابو حنیفہ سے حدیث کے بارے میں اس درجہ کی احتیاط و ورع پائی گئی جو اور کسی سے نہیں ہوئی۔ امام وکیع وغیرہ سے امام اعظم کی مدح و توصیف کے تفصیلی بیانات امام صاحب کے مستقل تذکرہ میں آئیں گے۔ اور امام صاحب کے بارے میں جو ترمذی میں وکیع کا قول نقل ہوا ہے اس پر بھی ہم مفصل بحث کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ یہ وکیع وہ ہیں جن کے بارے میں امام احمدؒ نے فرمایا کہ وکیع سے زیادہ علم جمع کرنے والا اور حدیثیں یاد کرنے والا میں نے نہیں دیکھا۔ اصحاب صحاح ستہ امام شافعی و امام احمد وغیرہ کے شیوخ کبار میں ہیں۔

امام علی بن الجعد

امام بخاری کے شیخ مشہور محدث علی بن الجعد کہتے تھے کہ جب کبھی امام ابو حنیفہ رح کوئی حدیث لاتے ہیں تو موتی کی طرح صاف لاتے ہیں۔

غرض یہ امام صاحب کی کتاب الآثار علم حدیث کی سب سے پہلی تصنیف ہے جس میں امام صاحب نے احادیث صحاح اور اقوال صحابہ و تابعین ترتیب فقہی پر جمع کئے۔ پھر آپ کے بعد امام مالک کی مؤطا اور امام سفیان ثوری کی جامع مرتب ہوئی اور ان تینوں کے نقش قدم پر بعد کے محدثین نے کتب حدیث تالیف کیں۔

علامہ سیوطیؒ نے تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ میں بھی یہی تحقیق مذکور ذکر کی ہے اور کہا کہ امام صاحب کے مناقب میں سے یہ بھی ہے کہ علم شریعت کو سب سے پہلے امام صاحب نے ہی مدون کیا اور ترتیب ابواب سے مرتب کیا۔ پھر ان کی اتباع میں امام مالک نے مؤطا ترتیب دی اور امام صاحب سے اس بارے میں کوئی سابق نہیں ہوا

امام مسعود بن شیبہ نے امام طحاوی کے حوالہ سے نقل کیا کہ امام سفیان ثوری نے علی بن مسہر کے ذریعہ امام ابو حنیفہ کی فقہ حاصل کی اور ان کے ساتھ مذاکرات کرتے تھے اور ان ہی علوم کی مدد سے انھوں نے "جامع" تالیف کی۔ (ما تمس الیہ الحاجۃ ص۱۲)

امام علی بن مسہر

یہ علی بن مسہر وہی ہیں جن کے بارے میں امام صیمری نے فرمایا کہ ان سے امام سفیان نے امام صاحب کے علوم حاصل کئے اور ان کے پاس سے امام صاحب کی کتابیں لکھیں۔ اور علامہ قرشی نے جواہر مضیہ میں کہا کہ وہ امام وقت و حافظ حدیث تھے اور ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے فقہ و حدیث کو جمع کیا اور اسی طرح تذکرۃ الحفاظ میں ہے۔

بہ تصریح امام ذہبی و علامہ سیوطی تذکرۃ الحفاظ اور تاریخ الخلفاء میں ہے کہ اسی زمانہ میں بڑے بڑے فقہاء و محدثین نے تدوین حدیث و آثار کا کام کیا اور کثرت سے تصانیف ہوئیں۔

دوسری صدی کے نصف آخر میں امام اعظمؒ اور امام مالک کے بڑے بڑے اصحاب و تلامذہ نے حدیث و فقہ میں بہت کثرت سے چھوٹی بڑی تصانیف کیں چنانچہ امام ابو یوسف کی تالیفات تو غیر معمولی کثرت سے بتائی جاتی ہیں جن میں سے اکثر کا ذکر فہرست ابن ندیم میں ہے اور امالی ابی یوسف کا تذکرہ کشف الظنون میں ہے کہ وہ تین سو مجلد میں تھیں۔ حافظ قرشی نے جواہر مضیہ میں کہا کہ جن لوگوں نے امام ابو یوسف کے امالی روایت کئے ہیں ان کی شمار نہیں ہوسکتی۔

Marfat.com

امام اعظم کی کتاب الآثار

ان کی ہی تالیفات میں سے "کتاب الآثار" بھی ہے جس کو امام اعظم نے روایت کیا ہے اور "اختلاف ابی حنیفۃ وابن ابی لیلیٰ" اور "کتاب الرد علی سیر الاوزاعی" یہ تینوں کتابیں "ادارہ احیاء المعارف النعمانیہ" حیدر آباد دکن سے شائع ہوئیں جن کی تصحیح تحشیہ اور مقدمہ کی گراں قدر خدمات حضرت مولانا ابو الوفا افغانی دامت فیوضہم نے انجام دیں اور کتاب الخراج (طبع مصر) وغیرہ ہیں۔

یہ وہی کتاب الآثار ہے جس کو ہم نے لکھا تھا کہ سلسلۂ تدوین حدیث کی سب سے پہلی خدمت ہے جو امام اعظم کے مناقب علیا اولیہ میں شمار کی گئی ہے اور موطا امام مالک وغیرہ سب اس کے بعد کی ہیں۔ اسی طرح امام محمدؒ کی تالیفات فقیہ طور میں آئیں جن کا تفصیلی ذکر ان کے حالات میں مستقل طور سے آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

غرض یہ کہ قرن ثانی ہی میں امام اعظمؒ، امام مالکؒ اور ان دونوں کے اصحاب کے ذریعہ حدیث و فقہ کی خدمت تصانیف کثیرہ سے اور تدوین فقہ حنفی و مالکی احادیث اور آثار صحابہ و تابعین کی روشنی میں ہو چکی تھی اور ان حضرات نے پوری دنیا کو علم فقہ و حدیث کی روشنی سے منور اس وقت کر دیا تھا کہ ابھی امام بخاریؒ و مسلمؒ اور دوسرے محدثین اصحاب صحاح اس دنیا میں تشریف بھی نہ لائے تھے وذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

قرن ثانی میں اسلامی دنیا

شاید کوئی خیال کرے کہ اس وقت "اسلامی دنیا" کی [illegible] ہوگا اس لئے ذرا اس کی [illegible] علامہ ذہبی کے بیان کی روشنی میں [illegible]

"اس طبقہ کے زمانہ میں اسلام اور اہل اسلام کی بہت بڑی عزت و عظمت تھی [illegible] ساری دنیا پر لہرا رہے تھے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible] حق کی آواز بلند کرنے والے بکثرت موجود تھے [illegible] و اس کی زندگی گذار رہے تھے [illegible] سے لیکر ایشیا کے ممالک چین کے قریب [illegible]

"اس زمانہ کے خلیفہ ابو جعفر منصور عباسی تھے جس کے عظمت [illegible] ادب اور رعب و جلال بے مثال تھے، پھر اس کا بیٹا مہدی [illegible] کے استیصال میں مشہور ہوا، پھر اس کا بیٹا ہارون رشید [illegible] غزا کے کارنامے تعظیم حرمین علمی و ادبی اعلیٰ [illegible] شوکت و دبدبہ بے نظیر تھے۔ اس دور کے [illegible] علماء نحاۃ میں عیسیٰ بن عمرو، خلیل بن احمد [illegible] جیسے بہت تھے، شعراء میں [illegible] امام مالک اور امام اوزاعی جیسے [illegible]

تدوین حدیث کے تین دور

تدوین حدیث [illegible]

Marfat.com

تدوین حدیث وکتابت سنن وآثار کے لئے وہ تھا جو حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے کیا انھوں نے مجموعہ حدیث تالیف کیا جس کا نام "صادقہ" رکھا تھا اور ان کی طرح دوسرے حضرات صحابہ نے بھی انفرادی طور سے اس خدمت کو انجام دیا۔

دوسرا اقدام حضرت عمر بن عبدالعزیز رح کے دور میں ہوا اور امام شعبی، زہری وابوبکر حزمی نے احادیث وآثار کو جمع کیا اگرچہ ترتیب وتبویب اس دور میں بظاہر نہ تھی۔

تیسرا قدم امام اعظم رح نے کتاب الآثار کی تالیف سے اٹھایا جس میں احادیث ماثورہ اور فتاوی صحابہ وتابعین کو جمع کیا اور ترتیب تبویب فقہی کی بھی طرح ڈالی جس کی متابعت میں بعد کو امام مالک اور دوسرے معاصرین محدثین وفقہاء نے تالیفات کیں۔

حدیث مرسل وحسن کا انکار

دوسری صدی کے بعد حدیث مرسل وحسن سے استدلال واحتجاج کے خلاف نظریہ پیدا ہوا حالانکہ سلف ومتقدمین ان سے برابر حجت پکڑتے تھے۔

خصوصیت سے امام بخاری رح نے حدیث حسن سے استدلال واحتجاج کا بڑی شد ومد سے انکار کیا جس پر امام وسرتاج غیر مقلدین شوکانی بھی سہارت وخاموش نہ رہ سکے اور نیل الاوطار میں امام بخاری کے خلاف لکھا کہ:

"اسی طرح اس حدیث سے بھی استدلال واحتجاج درست ہے جس کے حسن ہونے کی تصریح ائمہ معتبرین نے کی ہو کیونکہ حدیث حسن پر عمل جمہور کے نزدیک صحیح ہے اور اس کے خلاف عدم جواز کا فیصلہ صرف بخاری اور ابن عربی نے کیا ہے لیکن حق وہی ہے جو جمہور علماء امت کا فیصلہ ہے۔"

قرن ثالث میں حدیث شاذ پر عمل

اس دور میں زیادہ اعتنا طرق حدیث کی طرف ہوا حتی کہ وہ احادیث جو عہد صحابہ وتابعین میں شاذ کے درجہ میں سمجھی جاتی تھیں اور فقہاء صحابہ وتابعین نے ان کو معمول بہا بھی نہیں بنایا تھا مگر طرق حدیث کی زیادتی کے باعث وہ قرن ثالث میں معمول بہا بن گئیں۔

مثلاً حدیث قلتین کہ وہ شاذ تھی اور حسب تصریح ابن قیم وغیرہ سلف میں اس پر عمل بھی نہیں ہوا۔ اس کی ہر طرح حمایت کی گئی اور اس کے خلاف آراء کو گرانے کی سعی کی گئی۔

اس طرح قرن ثالث کے محدثین نے ان تمام احادیث کو جن پر صحابہ وتابعین کے جلیل القدر ارباب فتوی نے عمل نہیں کیا تھا۔ معمول بہا بنا لیا اور اس طریقہ سے ان لوگوں نے سلف کے خلاف کافی اقدامات کئے اور صحابہ وتابعین کے فتاوی واقوال کو اپنی مرویات پر اعتماد کرتے ہوئے نظر انداز کر دیا حتی کہ یہ بھی کہہ دیا گیا کہ ہم بھی آدمی ہیں اور وہ بھی آدمی ہیں، ان کو کوئی ترجیح نہیں ہے۔

عمل متوارث کی حجیت

عمل متوارث عند الفقہاء ہمارے لئے بڑی اہم دستاویز ہے اور اسی سے بہت سی احادیث کی صحت کی جانچ ہو سکتی ہے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رح نے ازالۃ الخفاء میں لکھا کہ اتفاق سلف اور ان کا توارث فقہ میں اصل عظیم ہے۔

اور امام ابوداؤد نے اپنی سنن کے باب "لحم صید المحرم" میں فرمایا کہ: "جب دو حدیثیں متضاد ہمارے سامنے آئیں تو دیکھا جائے گا

Marfat.com

کہ صحابہ نے کس پر عمل کیا ہے۔"

امام محمدؒ نے امام مالکؒ سے روایت کیا کہ جب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے دو مختلف حدیثیں آجائیں اور ہمیں معلوم ہو جائے کہ ابوبکر و عمر نے کسی ایک پر عمل کیا اور دوسری کو چھوڑا ہے تو یہ اس امر کی دلیل ہے کہ حق ان ہی کے عمل کے ساتھ ہے۔ (التعلیق الممجد)

امام بیہقی نے دارمی سے نقل کیا کہ جب ایک باب میں مختلف احادیث ہوں اور راجح کا تعین نہ ہوسکے تو ہم خلفاء راشدین کے عمل کو دیکھیں گے اور اس سے ترجیح دیں گے (فتح الباری)

مشہور امام مجتہد ابوبکر جصاص نے احکام القرآن میں لکھا کہ جب دو متضاد حدیث مروی ہوں تو اگر سلف کا عمل کسی ایک پر معلوم ہو تو وہی برقرار رکھی جائے گی۔

شیخ ابن ہمام نے فتح القدیر میں لکھا کہ جن چیزوں سے حدیث کی صحت معلوم کی جاتی ہے ان میں سے ایک اس کے موافق علماء کا عمل ہونا بھی ہے۔ علامۂ محدث مولانا حیدر حسن خاں صاحبؒ کا عمل متوارث کی حجیت پر مستقل رسالہ قابل دید ہے (رسائل الحاجۃ)

سلف میں باہمی اختلاف رحمت تھا

حدیث صحیح ہے کہ "میری امت کا اختلاف رحمت ہے"۔ اس سے معلوم ہوا کہ فروعی مسائل میں اختلاف امت کے لئے رحمت و سہولت کا باعث ہے چنانچہ قرون مشہود لہا بالخیر میں یہ اختلاف ایسا ہی تھا مگر بعد کے لوگوں نے اس اختلاف رحمت کو اختلاف زحمت بنادیا اور معمولی معمولی اختلاف پر دوسروں کو ہدف ملامت بنایا۔ طعن و تشنیع پر کمر باندھی، بہتان و افتراء تک بھی نوبت پہنچائی، ایک دوسرے کے خلاف کتابیں تصنیف ہوئیں اور بے تحقیق دوسروں پر غلط مسائل و نظریات تھوپے گئے۔ ایسے ہی وہ اختلاف ہے جو امام اعظم اور آپ کے اصحاب و تلامذہ کے ساتھ پیش آیا۔

امام صاحبؒ نے اپنے زمانہ میں بڑے بڑے فتنوں کا بے جگری سے مقابلہ کیا۔ فرق باطنہ، معتزلہ، قدریہ، جبریہ اور دہریہ وغیرہ سے مناظرے کئے، اُن کو دلائل و براہین قویہ سے لاجواب کیا۔ اس سلسلہ میں چونکہ امام صاحبؒ نے بہت سے ضروری عقائد و مسائل کو پوری صراحت و وضاحت سے بیان فرمایا تو اُن کو بھی موجب فتنہ بنالیا گیا

امام اعظم اور فرقہ مرجئہ

مثلاً امام صاحب نے فرمایا کہ عمل کا درجہ ایمان سے موخر ہے اور گنہگار مومن بندوں کی عاقبت امر الٰہی پر محول ہے، چاہے تو عذاب دے اور چاہے بخش دے۔ اور معاصی کی وجہ سے کوئی مومن بندہ ایمان سے خارج نہیں ہوجاتا۔ یہ سب اصول چونکہ معتزلہ کے خلاف تھے اور وہ ان اصول میں [illegible] سنت کرتا تھا اس کو وہ مرجی کا لقب دیدیا کرتے تھے، اسی لئے وہ تمام اہل سنت کو ہی فرقہ مرجئہ کہتے تھے

اس سے بہت سے اہل ظاہر محدثین نے یہی سمجھ لیا کہ امام صاحب اور مرجئہ کا نظریہ ایک ہی ہے حالانکہ دونوں کے نظریات میں بہت بڑا فرق ہے اور خود امام صاحب جس طرح معتزلہ کا رد کرتے تھے انھوں نے فقہ اکبر وغیرہ میں فرقہ مرجئہ کا بھی رد کیا ہے۔

فرقہ مرجئہ کا مذہب

فرقہ مرجئہ کا مذہب یہ ہے کہ ایمان و عمل دو مختلف چیزیں ہیں اور ایمان و تصدیق کامل ہو تو عمل کا نہ ہونا کچھ ضرر نہیں کرتا یعنی ایک شخص اگر دل سے توحید و نبوت کا معترف ہے اور فرائض ادا نہیں کرتا

Marfat.com

تو وہ مواخذہ سے بری ہے، اس کو کوئی عذاب نہ ہوگا۔

ظاہر ہے کہ اس کا پہلا جزو درست ہے کہ ایمان اعتقاد کا نام ہے جو دل سے تعلق رکھتا ہے اور فرائض و اعمال جوارح سے متعلق ہیں اسی لئے دونوں ضرور مختلف ہیں مگر آگے جو نظریہ امام صاحبؒ کا ہے وہ فرقۂ مرجئہ مذکورہ سے بالکل الگ ہے، وہ تارک فرائض اور مرتکب محرمات کو مستحق عذاب سمجھتے ہیں، پھر خواہ اللہ تعالیٰ اُن کو عذاب دے یا بخش دے، اور یہ فرقہ مستحق عذاب ہی نہیں سمجھتا۔

اس معنی سے اگر امام صاحب کو مرجی کہا جائے تو دوسرے بڑے بڑے محدثین بھی مرجی کہلائیں گے جن سے بخاری و مسلم میں سیکڑوں روایتیں موجود ہیں۔

امام صاحبؒ اور امام بخاریؒ

مگر سب سے زیادہ حیرت امام بخاریؒ کے رویہ پر ہے کہ امام صاحبؒ کو مرجیؒ کہہ کر مطعون کرتے ہیں اور دوسرے ایسا ہی عقیدہ رکھنے والوں سے روایات بھی لائے ہیں۔ اسی کے ساتھ یہ کہ غسان کوفی مرجیؒ بھی اپنے مذہب کی ترویج کے لئے امام صاحب کو مرجیؒ مشہور کیا کرتا تھا۔ اسی سے بہت سے لوگوں کو امام صاحبؒ کے بارے میں مغالطہ ہوا۔

امام صاحب کو مطعون و بدنام کرنے کی ایک وجہ اس کے علاوہ یہ ہوئی کہ مامون کے زمانہ میں جن محدثین و رواۃِ حدیث کو خلق قرآن کے مسئلہ میں قضاۃ خلافت نے تکالیف پہنچائیں وہ قاضی اکثر حنفی تھے۔ لہٰذا اس کے انتقام میں ان محدثین و رواۃ نے اُن کے مقتدا یعنی امام صاحبؒ پر الزامات لگائے اور امام صاحب سے تکدر رکھنے کی وجہ سے ہی یہ لوگ امام صاحب کے علوم فاضلہ، اُن کے بہترین طریق نقدِ روایات کو عموم قرآن مجید اور اصول مسلّمہ مجمع علیہا پر پیش کرنے کے زرّیں اصول سے بھی منتفع نہ ہو سکے اور اپنے طور پر اصول شریعت وضع کئے جو امام صاحب کے اصول و طریق کار سے بہت کم درجہ کے ہیں۔ اسی لئے بیشتر اکابر فقہاء و مجتہدین کا فیصلہ ہے کہ جو شخص امام صاحب کے علوم سے انتفاع کے بغیر فقہ حاصل کریگا۔ وہ ناقص رہے گا۔

واضح ہو کہ زمانۂ قدیم سے ہی حاملین دین مبین کی دو قسمیں رہی ہیں۔ جیسا کہ علامہ ابن قیم نے بھی "الوابل الصیب" ص۹۳ میں لکھا ہے کہ ایک قسم حفاظ کی تھی جو احادیث کے حفظ و ضبط اور سنے ہوئے الفاظ کو بعینہا روایت کرنے پر پوری سعی کرتے تھے لیکن یہ لوگ اُن احادیث یا الفاظ نصوص سے اصول احکام و مسائل کا استنباط و استخراج نہیں کر سکتے تھے جیسے ابوزرعہ، ابو حاتم، ابن وارہ یا ان سے پہلے بندار محمد بن بشار، عمرو الناقد، عبدالرزاق تھے یا ان سے بھی پہلے محمد بن جعفر غندر، سعید بن ابی عروبہ وغیرہ تھے۔

دوسری قسم علماء فقہاء کی تھی جو روایت حدیث کے ساتھ استنباط و فقہ کو جمع کرتے تھے جیسے ائمہ مجتہدین تھے۔

پھر اسی کے ساتھ یہ بھی ہوا کہ بعض محدثین نے ائمہ مجتہدین متبوعین کے خلاف محاذ بنا لیا اور ہر طرح سے ان کی عزت و وقعت گرانے کی کوشش کی چنانچہ احمد بن عبداللہ العجلی نے امام شافعی کے بارہ میں لکھا کہ "وہ ثقہ، صاحب رائے متکلم تھے لیکن ان کے پاس حدیث نہیں تھی"۔ (الدیباج المذہب ص۲۲۹)

ابو حاتم رازی نے کہا کہ "شافعی فقیہ ضرور تھے لیکن حدیث میں ان کی معرفت نہیں تھی"۔ (طبقات الحنابلہ ص۲۰۳)

حالانکہ یہ باتیں غلط محض اور بقول حافظ ابن قیم مذکورہ بالا فقہاء، حدیث و فقہ کے حامل ہوتے تھے کیونکہ تفقہ بغیر حدیث کے

Marfat.com

ممکن ہی نہیں۔ البتہ روایت وحفظ حدیث بغیر تفقہ کے بھی ہوتا ہے۔

اسی طرح امام اعظم کے بارے میں زیادتی ہوئی ہے اور جیسا ان کا مقام و مرتبہ بلند و بالا تھا، ان پر حسد کرنے والے یا نقد و جرح کرنے والے بھی بڑے ہی لوگ تھے جنہوں نے چھوٹوں اور جھوٹوں کی روایات موضوعہ کی آڑ لیکر امام صاحب کو ہدف ملامت بنایا۔

آپ حیرت کریں گے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے جن کے غیر معمولی علم و فضل کا امتیاز امام وکیع، عبداللہ بن مبارک، امام احمد بن حنبل، اسحٰق بن راہویہ، مکی بن ابراہیم اور علی بن مدینی وغیرہ کا رہین منت ہے اور یہ سب امام اعظمؒ کے بالواسطہ یا بے واسطہ خوشہ چین ہیں (جس کی تفصیل آگے آئے گی انشاء اللہ) امام اعظم رضی اللہ عنہ کے خلاف نہایت غیر محتاط روش اختیار کی ہے۔

پھر اس سے قطع نظر خود امام بخاریؒ طلب علم کے سلسلہ میں لاتعداد مرتبہ کوفہ آئے گئے ہیں جو امام صاحبؒ کا وطن تھا اور سینکڑوں ہزاروں لوگوں سے امام صاحب کے حالات و سوانح سنے ہوں گے لیکن ان کے مشہور زمانہ حافظہ میں جو چیز قابل ذکر باقی رہی اور جس کو وہ اپنے سارے اساتذہ کو چھوڑ کر صرف حمیدی کے واسطہ سے نقل کرسکے وہ بھی سن لیجئے:-

تاریخ صغیر میں امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ "میں نے حمیدی سے سنا، کہتے تھے کہ ابوحنیفہ نے بیان کیا میں مکہ معظمہ حاضر ہوا تو ایک حجام سے تین سنتیں پیارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی حاصل ہوئیں۔ جب میں اس کے سامنے حجامت بنوانے کے لئے بیٹھا تو اس نے مجھ سے کہا کہ (۱) آپ قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھئے! (۲) پھر اس نے میرے سر کے داہنے حصے سے شروع کیا (۳) اور اس نے حجامت دونوں ہڈیوں تک بنائی۔"

اس کو نقل کرکے حمیدی نے کہا:- ایک شخص کہ نہ اس کے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنتیں مناسک وغیرہ میں تھیں اور نہ اس کے اصحاب کے پاس تھیں، بڑی حیرت ہے کہ لوگوں نے اس کو خدا کے احکام وراثت، فرائض، زکوٰۃ، صلوٰۃ اور دوسرے امور اسلام میں اپنا پیشوا و مقتدا بنالیا ہے۔

واقعی بڑی حیرت ہی کی بات بھی تھی کہ دو ثلث دنیا کے علماء، صوفیہ و عباد نے تو امام صاحب ایسے کم علم اور حدیث رسولؐ سے ناواقف شخص کی تقلید کرلی اور باقی ایک ثلث نے امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کا اتباع کرلیا اور حمیدی و امام بخاری جیسے ارباب علم و فضل کی کسی نے بھی تقلید نہ کی۔

ایسے ہی کچھ لوگوں نے امام صاحب کی طرف اُن کو بدنام کرنے کے لئے بہت سی جھوٹی باتیں منسوب کیں حتیٰ کہ یہ بھی کہا گیا کہ وہ شراب خنزیر بری کو حلال کہتے تھے۔ کچھ حد ہے اس عداوت و حسد کی؟؟

اس کے رد میں علامہ ابن تیمیہ نے منہاج السنہ ص۲۵۹ ج۱ میں لکھا کہ:-

"امام ابوحنیفہ سے اگرچہ کچھ لوگوں کو بعض مسائل میں اختلاف رہا ہے لیکن ان کے تفقہ [illegible] کوئی آدمی بھی شک و شبہ نہیں کرسکتا، کچھ لوگوں نے ان کی تذلیل و تحقیر کے لئے ان کی طرف ایسی باتیں منسوب کی ہیں جو قطعاً جھوٹ ہیں جیسے خنزیر بری کا مسئلہ اور اسی جیسے دوسرے مسائل۔"

امام بخاری نے تاریخ صغیر میں ایک دوسری جھوٹی روایت نعیم بن حماد سے امام صاحب کی تنقیص میں نقل کی ہے حالانکہ نسائی نے اُن کو ضعیف کہا اور ابوالفتح ازدی وغیرہ نے کہا کہ نعیم بن حماد ابوحنیفہ کی تنقیص کے لئے جھوٹی روایات گھڑا کرتے تھے اور

Marfat.com

تقویت سنت کے خیال سے حدیثیں بھی بنا لیا کرتے تھے۔

امام بخاریؒ نے باوجود جلالت قدر چونکہ امام صاحب کے بارے میں بہت ہی غیر محتاط رویہ اختیار کیا ہے اسی لئے کبار محدثین نے اس بارے میں ان کی اتباع کرنے سے روکا بھی ہے چنانچہ علامہ سخاوی شافعی نے اپنی کتاب "الاعلان بالتوبیخ" میں ص۶۵ پر تحریر کیا

"جو کچھ حافظ ابو الشیخ بن حبان نے اپنی کتاب السنہ میں بعض مقتدا ائمہ کے بارے میں نقل کیا ہے یا حافظ ابو احمد بن عدی نے اپنی کامل میں یا حافظ ابو بکر خطیب نے تاریخ بغداد میں یا ان سے پہلے ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں اور بخاری و نسائی نے لکھا ہے اور ایسی چیزیں لکھی ہیں کہ ان کی شان علم و اتقان سے بعید ہیں، ان امور میں ان کی اتباع و پیروی سے اجتناب و احتراز کرنا ضروری ہے"

راقم الحروف نے اس سلسلہ میں کافی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے اور بہت کم لوگوں نے امام بخاری کا نام لیکر اس طرح ان کی اس غلط روش پر نقد کیا ہے۔ اکثر حضرات اجمالی طور سے ضرور ان لوگوں کی غلطی کی طرف اشارات کرتے آئے ہیں جنہوں نے امام صاحبؒ، امام شافعیؒ یا امام احمد وغیرہ کی شان میں تنقیص کا پہلو اختیار کیا ہے۔

پھر ایک زیادہ تکلیف دہ بات یہ ہے کہ خطیب نے کئی سو برس کے بعد حالات لکھے ہیں۔ اتنے عرصہ میں جھوٹ کا شیوع بہت کافی ہو چکا تھا خطیب کو جیسے حالات اچھے بُرے ملے سب نقل کر دیئے اور راویوں کی چھان بین نہ کر سکے یا نہ کی۔ اگرچہ یہ ان کے محدثانہ و مورخانہ منصب کے خلاف بات تھی۔ اور خطیب کی عادت تھی کہ وہ دوسرے اکابر امت کے خلاف بھی کچھ نہ کچھ اسی طرح گرے پڑے راویوں سے نقل کر گئے ہیں۔

مگر حیرت تو سب سے زیادہ امام بخاری پر ہے کہ ان کا دور امام صاحبؒ سے بہت ہی قریب ہے اور امام صاحب کے زمانہ کے تقریباً سب ہی بڑے بڑے حضرات نے امام صاحبؒ کی بے حد مدح و توصیف کی ہے جس کی تفصیل ہم ذکر کریں گے، پھر امام بخاریؒ کے بڑے بڑے شیوخ امام صاحب کے خاص خاص شاگرد ہیں اور اُن سب ہی سے امام صاحب کے بیشمار مناقب منقول ہیں۔

پھر بھی امام بخاریؒ نے کوئی اچھا اثر نہ لیا، نہ اُن کی کوئی منقبت اپنی تاریخ میں نقل کرنے کو ملی اور ملیں تو امام حمیدی جیسے متعصب مغلوب الغضب، متشددوں یا نعیم جیسے وضاع لوگوں سے امام صاحب کی تنقیص کی روایات ملیں اور اُن کو نمایاں کر کے نقل کرنا ضروری سمجھا

بہرحال امام صاحب کے مراتب عالیہ ان باتوں سے کم نہیں ہو سکتے، بلکہ ان زیادتیوں کے باعث دوسرے مذاہب کے ائمہ کبار، ابن عبد البر، ابن حجر مکی، علامہ سیوطی، یافعی، سخاوی، ذہبی جیسے متوجہ ہوئے اور ان محققین نے امام صاحب کی طرف سے حق دفاع ادا کیا جزاهم الله خير الجزاء۔

تفصیل کا موقعہ تو ہر ایک کے مفصل تذکرہ میں آئے گا۔ مگر جب بات یہاں تک آگئی تو اتنا اور بھی عرض کر دوں کہ حافظ ابن حجر جیسے علامہ فہامہ محقق و مدقق بھی اس سلسلہ میں کافی عصبیت کا شکار ہو گئے یعنی رجال حنفیہ سے تعصب یا حنفی شافعی کا تعصب تو الگ رہا اس کے تو وہ مسلم امام ہیں بعض ہمارے بزرگوں کو یہ غلط فہمی ہے کہ کم از کم امام صاحب کے بارے میں ان کا ذہن صاف ہے اور انھوں نے امام صاحب کی ہر جگہ مدح و توصیف ہی کی ہے مگر مجھے نہایت ہی افسوس کے ساتھ یہ لکھنا پڑا کہ پوری بات اس طرح نہیں جس طرح سمجھ لی گئی ہے۔ درحقیقت حسد، عداوت و عصبیت کی عروق اس قدر باریک و مخفی ہوتی ہیں کہ ان کا پتہ لگانا بڑے بڑے آپریشن کے ماہرین

Marfat.com

کے لئے بھی سخت دشوار ہوتا ہے۔

بیشک میں بھی مانتا ہوں کہ امام صاحب کے تذکروں کو اگرچہ انھوں نے دوسرے ان کے شاگردوں کے تذکروں سے بھی مختصر در مختصر کیا ہے مگر کوئی بات خلاف نہیں لکھی لیکن ساتھ ہی یہ بھی دیکھئے کہ جہاں وہ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ وغیرہ کے حالات بیان کرتے ہیں تو جہاں ان حضرات پر کسی غلط تہمت کا ذکر کرتے ہیں تو ساتھ ہی یہ جملہ بھی چھوٹا سا بڑھا دیتے ہیں کہ ان کے شیخ کے بارے میں بھی یہ بات کہی گئی ہے۔ اب آپ نے دیکھا کہ خطیب اور حافظ ابن حجر میں کتنے قدم کا فاصلہ رہ گیا؟ —

مولانا حبیب الرحمن خاں صاحب شروانی نور اللہ مرقدہ نے تذکرۂ امام اعظم میں بڑے اطمینان و مسرت کا اظہار کیا ہے کہ خطیب کے بعد اس روش کو دوسروں نے نہیں اپنایا بلکہ اس سے بیزاری کا اظہار کیا ہے، ان ہی لوگوں میں حافظ ابن حجر کا بھی نام لیا ہے، اس لئے مجھے یہ تنبیہ کرنی پڑی۔ واللہ اعلم بما فی صدور عبادہ۔

یہاں کچھ مختصر حال علم و علماء کی فضیلت کا ذکر کرکے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ خیر و برکت کے علمی حالات بیان ہوں گے اور آگے محدثین کے تذکرے ہوں گے۔ واللہ الموفق۔

عِلم اور عُلماء کی فضِیلت

قال اللہ تعالیٰ

(۱) من یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا — جس کو علم و حکمت عطا ہوئی اس کو خیر کثیر بڑی [illegible]

(۲) ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون — کیا اہل علم و بے علم برابر ہو سکتے ہیں؟

(۳) یرفع اللہ الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات — تم میں سے جن کو دولت ایمان عطا ہوئی ان [illegible] اور جن کو علم کی عطا ہوا ان کے درجات و مراتب [illegible]

قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم

(۱) من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین وانما انا قاسم واللہ یعطی۔ (متفق علیہ) — جن کے واسطے اللہ تعالیٰ بھلائی چاہتے ہیں [illegible] ہیں علوم نبوت عطا [illegible]

(۲) فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد — ایک فقیہ [illegible]

(۳) فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم۔ ان اللہ وملائکتہ واھل السموات والارض حتی النملۃ فی جحرہ وحتی الحوت لیصلون علی معلم الناس الخیر (ترمذی) — ایک عالم کی فضیلت [illegible] [illegible] ان عالموں [illegible]

Marfat.com

عہدِ نبوی میں تعلیمی انتظامات

علم وحکمت، قرآن وحدیث اور فقہی مسائل کی تعلیم وترویج کے لیے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ ہی میں معلمین، مدرسین ومبلغین کا تقرر فرمایا تھا جس کا اجمالی خاکہ ذیل کے مختصر اشارات سے ہوگا:-

(۱) انصارِ مدینہ کے ہمراہ ابن ام مکتوم اور مصعبؓ کو روانہ فرمایا کہ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں اور مسلمانوں کو قرآن مجید اور احکام اسلام سکھائیں۔ (بخاری کتاب التفسیر۔ کامل ابن اثیر وابن خلدون)

(۲) نجران والوں کے لیے عمرو بن حزم کو مقرر فرمایا کہ اُن کو قرآن مجید پڑھائیں اور احکام شریعت بتائیں۔ (استیعاب)

(۳) یمن اور حضرموت کیلئے حضرت معاذ بن جبل کو معلم بنا کر بھیجا۔ (ابن خلدون)

(۴) قارہ وعضل دو قبائل اسلام لائے، قرآن کی تعلیم کے لیے یہ چھ اساتذہ مقرر فرمائے۔ مرثد بن ابی مرثد، عاصم بن ثابت، خبیب ابن عدی، خالد بن البکیر، زید بن دثنہ، عبداللہ بن طارق۔

(۵) مدینہ طیبہ تمام علمی وتبلیغی جدوجہد ومساعی کا مرکز تھا جہاں چار بڑے معلم اور ایک خوشنویس کاتب تعلیم کے لیے مقرر تھے اور خود سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مدیرِ اعلیٰ اور سرپرست تھے، جیسا کہ بخاری شریف میں ہے کہ آپ نے فرمایا: "قرآن مجید کی تعلیم ان چار بزرگوں سے حاصل کرو، عبداللہ بن مسعود۔ سالمؓ مولی حذیفہ۔ ابیؓ بن کعب، معاذؓ بن جبل۔ اور معلم کتابت عبداللہ بن سعید ابن العاص تھے۔ (استیعاب)

چنانچہ ماہ رمضان ۸ھ ہجری میں قبیلہ عامر کے دس نفر ایمان لائے اور مدینہ طیبہ کے مرکزی دار العلوم میں تعلیم حاصل کی۔ حضرت ابی بن کعب اُن کے اُستاذ تھے۔

اور اس سال قبیلہ بنی حنیفہ کا ایک وفد اسلام لایا جنہوں نے دوسرے طلبہ کے ساتھ موصوف ہی کے حلقہ درس میں داخل ہو کر تعلیم حاصل کی۔ (ابن خلدون)

پھر قبیلۂ تیم کے ستر اسّی آدمی اسلام لا کر مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تو انھوں نے بھی اسی مرکزی دار العلوم میں پڑھا۔ (استیعاب)

اور قبیلۂ بنی سلامان کے سات طلبۂ علم مدینہ طیبہ پہونچے جن کے سردار حضرت خبیب تھے۔ انھوں نے بھی اسی مرکزِ علم سے خوشہ چینی کی۔ (ابن خلدون)

اس کے علاوہ بہت سے خوش نصیب عالی مرتبت صحابہ ایسے بھی تھے جن کی تعلیم وتربیت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خود بنفس نفیس فرماتے تھے جن کے سرفہرست حضرات خلفاء راشدین، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابن عمر، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابوذر، حضرت انس وغیرہ تھے، اور حضرت ابوالدرداء نے تمام قرآن مجید حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہی سے یاد کیا۔ (تذکرۂ ذہبی)

یہ سب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان انما بعثت معلما کا فیض تھا کہ خود حضورؐ کا امتیاز خصوصی علم وتعلیم کی زیادہ سے زیادہ ترویج واشاعت تھا، یہی وجہ تھی کہ تھوڑے ہی دنوں میں سرزمین عرب کا جہالت کدہ علوم وفنون کا گہوارہ بن گیا اور ان ہی

Marfat.com

دیوں کی شاگردی ایشیا، افریقہ اور یورپ تک نے اختیار کی۔

اس عہد نبوی ہی کے علمی شوق کا یہ عالم ہوگیا تھا کہ بخاری کتاب المغازی میں ہے کہ عمر بن سلمہ نے بیان کیا:

"میں ۶۔ ۷ سال کا تھا اور میرے والدین اور قبیلہ کے لوگ بھی مسلمان نہ ہوئے تھے، ہمارا گاؤں مدینہ طیبہ کے راستہ پر تھا، میں ہر روز راستہ پر آکر بیٹھ جاتا تھا اور مدینہ طیبہ سے آنے والے لوگوں سے پوچھ پوچھ کر قرآن مجید یاد کیا کرتا تھا۔ کچھ دن کے بعد جب میرے قبیلہ کے لوگ اسلام لائے اور میں بھی مسلمان ہوا تو وہ لوگ مجھ ہی کو نماز میں امام بناتے تھے کیونکہ میں نے پہلے ہی سے راستہ پر گذرنے والوں سے قرآن مجید کا بہت سا حصہ یاد کرلیا تھا اور مجھ سے زیادہ کسی کو یاد نہ تھا۔"

معجم البلدان میں کوفہ کے بیان میں امام احمد سے سفیان ثوریؒ کا یہ مقولہ نقل کیا ہے "احکام حج کے لئے مکہ، قرأت کے لئے مدینہ و حرام و حلال کے لئے کوفہ مرکز ہے۔"

مرکز علم کوفہ کے دارالعلوم سے فارغ شدہ علماء

ابن قیم نے امام صاحبؒ کے زمانہ تک ایسے محدثین، فقہاء، مفتیین و قضاۃ کے پانچ طبقے گنائے ہیں۔

(۱) **طبقۂ اول میں**:۔ علامہ شعبی کوفی، علقمہ بن قیس کوفی، اسود بن یزید کوفی، مسروق الاجدع منتبیٰ حضرت عائشہؓ، [illegible] کوفی۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، عبیدہ بن عمر کوفی، قاضی شریح کوفی، قاضی سلیمان بن ربیعہ کوفی، عبدالرحمٰن بن یزید کوفی، [illegible] کوفی وغیرہ یہ اکابر محدثین اکابر تابعین سے ہیں جو ابن مسعودؓ اور علیؓ کے خاص شاگرد تھے۔

(۲) **طبقۂ دوم میں**:۔ ابراہیم نخعی، قاسم بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ، ابوبکر بن موسیٰ، محارب بن دثار، حکم بن عتیبہ، حبان بن [illegible] وغیرہ۔

(۳) **طبقۂ سوم میں**:۔ حماد بن ابی سلیمان، سلیمان اصغر، سعد بن اشعث، مسعر بن کدام وغیرہ

(۴) **طبقۂ چہارم میں**:۔ محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، عبداللہ بن شبرمہ، قاسم بن معن، سفیان ثوری، امام ابوحنیفہ، حسن بن صالح وغیرہ

(۵) **طبقۂ پنجم میں**:۔ اصحاب ابی حنیفہ، حفص بن غیاث، وکیع بن جراح، زفر بن ہذیل، حماد بن ابی حنیفہ، [illegible] عافیۃ القاضی، اسد بن عمرو، نوح بن دراج القاضی، یحییٰ بن آدم اور اصحاب سفیان ثوری وغیرہ

تہذیب التہذیب میں ہے کہ جب حماد فقیہ العراق حج سے واپس آئے تو فرمایا [illegible] کوفہ کے کمسن لڑکے عطاء، طاؤس، مجاہد محدثین مکہ سے افقہ ہیں۔

صحیح حاکم میں شعبی سے روایت ہے کہ [illegible] کوفہ میں علی، ابن مسعود، ابوموسیٰ۔

علامہ عبد بن رجب نے نقل کیا ہے کہ [illegible]

Marfat.com

کے خلاف بتلاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا "اہل شام کو ایسا مرتبہ کہاں سے حاصل ہوا؟ یہ مرتبہ تو صرف اہل مدینہ و اہل کوفہ کا ہے کہ ان کے اقوال سے حجت پکڑی جائے" (عقود الجواہر المنیفہ)

امام بخاریؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں تحصیل علم کے لئے مختلف شہروں میں گیا ہوں لیکن کوفہ و بغداد تو اتنی بار گیا ہوں کہ ان کا شمار نہیں ہو سکتا۔

شیوخِ امام اعظم

(۱) **حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:** حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ خیر القرون کے مشاہیر اصحاب فضل و کمال میں حضرت عبداللہ بن مسعود بھی تھے۔ آپ حضرت عمرؓ سے پہلے ایمان لائے تھے اور ایمان لانے کا واقعہ استیعاب میں اس طرح ہے:۔

ایک روز وہ عقبہ کی بکریاں چرا رہے تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرف سے گذر ہوا، حضورؐ نے ایک بانجھ بکری کو پکڑ کر اس کا دودھ دوہا، خود بھی نوش فرمایا اور حضرت ابوبکرؓ کو بھی پلایا، اس وقت عبداللہ ایمان لائے اور عرض کیا کہ مجھے قرآن تعلیم فرمائیے! آپؐ نے ان کے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا یرحمک اللہ فانک علیم معلم (اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے تو دنیا میں علم پھیلانے والا لڑکا ہے) پھر حضورؐ نے اُن کو اپنے پاس ہی رکھ لیا تاکہ کسی وقت علیحدہ نہ ہوں اور فرمایا کہ تمہیں اندر آنے کے لئے اجازت کی ضرورت نہیں جب چاہو پردہ اٹھا کر بلا روک ٹوک چلے آیا کرو اور ہماری ہر قسم کی باتیں سنو۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اُسی وقت سے دنیا کے اس مربی اعظم اور سردار اولین و آخرین کی خدمت عالی کو لازم پکڑ لیا، ہر وقت خدمت اقدس میں حاضر رہتے اور علوم نبوت سے دامن مراد بھرتے۔ (استیعاب)

پھر حضرت عبداللہ بن مسعود کا یہ اختصاص اس حد تک ترقی کر گیا تھا کہ صحابہ اُن کو خاندان نبوت ہی کا ایک فرد سمجھنے لگے تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ خاص اور خود موصوف کے طلب و شوق علم نے اُن کو اس درجہ پر پہنچایا کہ جب عبدالرحمن بن یزید نے حضرت حذیفہ صحابی سے دریافت کیا کہ صحابہ میں سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اخلاق، اعمال و سیرت کے اعتبار سے سب سے زیادہ اشبہ کون ہیں؟ تاکہ ہم ان سے استفادہ کریں۔ تو حذیفہؓ نے فرمایا کہ حضرت ابن مسعودؓ کے سوا کوئی صحابی ان باتوں میں آپ کے ساتھ اشبہ نہیں ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ کی تکمیل علوم کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ ہی میں اُن کو درس و تعلیم کی اجازت عطا فرمادی تھی اور قرآن و حدیث و تعلیم مسائل ہر ایک کے لئے صراحت سے صحابہ کو ارشاد فرمایا کہ ابن مسعود سے حاصل کرو، استیعاب میں ہے کہ ابن مسعود قرآن مجید کے سب سے بڑے عالم اس لئے بھی تھے کہ حضرت جبرئیل کا معمول تھا کہ رمضان میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک بار قرآن مجید کا دور کرتے تھے لیکن وفات کے سال اسی ماہ میں دوبار دور کیا اور ان دونوں دوروں میں حضرت ابن مسعودؓ موجود تھے۔

Marfat.com

اور پھر ایک بار یہ بھی فرمایا کہ ابن مسعود جن امور کو پسند کریں میں ان کو اپنی ساری امت کے لئے پسند کرتا ہوں اور جن امور کو وہ ناپسند کریں میں بھی انھیں ناپسند کرتا ہوں۔ (کنز العمال۔ اکمال خطیب)

اور علم و فضل، سیرت و کردار کی ان عالی اسناد کے ساتھ حضورؐ نے اُن کو کمال فہم و فراست، اعلیٰ قابلیت، انتظام ملکی، علم سیاست و تدبیر منزل اور معاملہ فہمی کی سند بھی اس طرح عطا فرمائی:۔

"اگر میں کسی کو بلا مشورہ امیر المؤمنین بناتا تو بیشک ابن مسعود اس کے مستحق تھے۔"

کوفہ والوں نے ایک دفعہ فاروق اعظمؓ سے شکایت کی کہ اہل شام کے وظائف میں ترقی کر دی گئی اور ہم محروم رہے، تو انھوں نے فرمایا:۔

"اہل شام کے تو وظائف میں ترقی کی گئی لیکن تمہارے علوم میں ترقی کی گئی ہے کیونکہ تمہاری تعلیم کے لئے ابن مسعود کو بھیج دیا گیا ہے جن کے فضل و کمال کا اندازہ اس سے کرو کہ وہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت بھی حاضر رہتے تھے، جب ہم لوگ اپنے کاروبار میں ہوتے تھے، اور جب ہم لوگ پردہ کی وجہ سے اندر نہیں جا سکتے تھے اور وہ اندر ہوتے تھے۔"

یہ ابن مسعود کے لئے فاروق اعظم کی طرف سے علوم قرآن و حدیث سے واقفیت نامہ کی بڑی سند ہے۔ ظاہر ہے کہ جو ہمہ وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر باش رہا۔ اس نے علوم نبوت سے کتنا بڑا استفادہ کیا ہوگا۔

اور ایک دفعہ فاروق اعظمؓ نے فرمایا کہ "ابن مسعود مجسمہ علم ہیں۔"

حضرت علیؓ سے جب حضرت عبداللہ بن مسعود کے علم کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا۔

"ابن مسعودؓ نے تمام قرآن کو پڑھا اور احادیث رسولؐ کو جانا یہی کافی ہے۔"

علامہ ابن قیم نے اعلام الموقعین میں امام مسروق (جلیل القدر تابعی) سے نقل کیا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو دیکھا تو ان سب کے علوم کا سرچشمہ چھ صحابہ کو پایا۔ علی، ابن مسعود، عمر، زید، ابو الدرداء اور ابی۔ اس کے بعد پھر دیکھا تو ان چھ کے علم کا خزانہ حضرت علی اور ابن مسعود کو پایا۔ ان دونوں کا ابر علم یثرب کی پہاڑیوں سے اٹھا اور کوفہ کی وادیوں میں برسا ان دونوں آفتاب و ماہتاب نے ریگستان کوفہ کے ذرہ ذرہ کو چمکا دیا تھا۔

پھر اس آفتاب خیر و سعادت اور نیر علم و فضل سے علمی دنیا نے کس قدر استفادہ کیا اس کا اندازہ [illegible] کیا جائے کہ:۔

"کوفہ میں ابن مسعود کے حلقہ درس میں بیک وقت چار [illegible] حضرت علی جس وقت کوفہ پہونچے تو ابن مسعود اپنے شاگردوں کو لے کر استقبال [illegible] حضرت علیؓ نے اُن کو دیکھ کر فرط مسرت سے فرمایا۔ ابن مسعود [illegible] نے کوفہ کو علم و فقہ سے مالا مال کر دیا اور یہ شہر تمہاری وجہ سے علم کا مرکز ہو گیا۔"

Marfat.com

علامہ ابن قیم نے اعلام الموقعین میں لکھا کہ:-

"فن تاریخ کے امام ابن جریر طبری نے لکھا ہے کہ اسلام میں کوئی شخص ابن مسعود کے سوا ایسا نہیں ہوا جس کے درس سے نامور علماء نکلے ہوں اور اس کے مذہب و فتاویٰ کے ساتھ یہ اعتنا کیا گیا ہو کہ ان کو حرف بحرف لکھا ہو"

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے ازالۃ الخفاء صفحہ ۱۸۵ میں لکھا ہے کہ:-

"ابن مسعودؓ بڑے جلیل القدر صحابی ہیں جن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بڑی بڑی بشارتیں دی ہیں اور اپنی امت کے لئے اپنے بعد- قراءۃ قرآن اور فقہ و تذکیر میں انھیں اپنا خلیفہ مقرر فرمایا اور تمام اصحاب میں سے حضورؐ کی خدمت و صحبت کا شرف اُن کو زیادہ تھا"

انبیاء کے بعد انسانی ترقی کا یہ سب سے اعلیٰ مرتبہ ہے کہ ایک شخص علوم انبیاء کا جانشین ہو اور آگے چل کر معلوم ہوگا کہ یہی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ امام اعظمؒ کے علمی خاندان کے مورث اعلیٰ ہوئے۔

(۲) حضرت علقمہ بن قیس (فقیہ عراق)

جلیل القدر تابعی تھے ۶۲ھ میں وفات پائی حضرت عمرؓ عثمانؓ علیؓ سعدؓ حذیفہؓ اور دوسرے جلیل القدر صحابہ کی زیارت سے مشرف اور ان کے علوم سے فیضیاب ہوئے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے کامل و مکمل استفادہ علوم و کمالات کیا اور ان کے بعد ان کی جگہ تعلیم و رشد و ہدایت کی مسند پر بٹھائے گئے۔ علامہ ذہبی نے ان کے تذکرہ میں لکھا:-

"انھوں نے ابن مسعودؓ سے قرآن پڑھا، تجوید سیکھی اور تفقہ حاصل کیا اور ان کے تمام شاگردوں میں سب سے زیادہ ممتاز ہیں"

جس طرح حضرت ابن مسعودؓ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے علوم، اعمال، اخلاق و عادات کا نمونہ تھے اسی طرح ان امور میں علقمہؒ ابن مسعودؓ کا نمونہ تھے، تہذیب التہذیب میں اعمش سے نقل ہے کہ:-

"عمارہ سے ابو معمر نے کہا مجھے ایسے شخص کے پاس لے چلو جو اخلاق، عادات و اعمال میں ابن مسعودؓ کا نمونہ ہو۔ تو عمارہؒ اُٹھے اور اُن کو لیکر علقمہ کی مجلس میں جا بیٹھے"

ابوالمثنیٰ نے فرمایا کہ:-

"جس نے عبداللہ بن مسعودؓ کو نہ دیکھا ہو وہ علقمہ کو دیکھ لے۔ ان دونوں میں کچھ فرق نہیں"

علقمہ فارغ التحصیل ہوئے تو حضرت ابن مسعودؓ نے اُن کو مندرجہ ذیل الفاظ میں سند فضیلت عطا کی۔

"میں نے جو کچھ پڑھا اور جو مجھے آتا ہے وہ سب علقمہ پڑھ چکے اور اُن کو آگیا ہے"

پہلے معلوم ہوا کہ حضرت ابن مسعودؓ صحابہ میں سب سے زیادہ قرآن و حدیث کے عالم تھے اور انھوں نے اپنے تمام علوم علقمہ کو ودیعت فرمائے تو تمام جماعت تابعین میں علقمہ سے زیادہ قرآن و حدیث کا عالم نہ تھا۔ علقمہ سے کتب احادیث میں ہزاروں احادیث مروی ہیں

(۳) حضرت ابراہیم نخعی (فقیہ عراق)

ولادت ۵۰ھ وفات ۹۶ھ چند صحابہ کرام کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے

Marfat.com

فن حدیث کے امام ہیں اور اس قدر کمال و تبحر حاصل تھا کہ "صیرفی الحدیث" کے خطاب سے مشہور ہوئے۔

ان کے علمی عظمت و جلال کا رعب سلاطین جیسا تھا، حالانکہ شہرت سے بہت بچتے تھے، درس میں بھی ممتاز جگہ نہ بیٹھتے تھے

خلاصۃ التہذیب کے حاشیہ میں ابن شعیب سے نقل ہے کہ بصرہ، کوفہ، حجاز اور شام میں ابراہیم سے زیادہ کوئی عالم نہ تھا۔ ابن سیرین اور حسن بصری بھی علم میں اُن سے زیادہ نہ تھے۔

ان کے انتقال پر علامہ شعبی نے فرمایا تھا کہ "انھوں نے اپنے بعد کسی کو اپنے سے زیادہ عالم نہیں چھوڑا" کوفہ میں بعہدۂ افتا ممتاز تھے اور حضرت علقمہ کے افضل ترین شاگرد تھے، ان کی جگہ یہی مسند علم پر بیٹھے۔

تہذیب التہذیب میں ابو المثنیٰ سے نقل ہے کہ "علقمہ ابن مسعود کے فضل و کمال اور اعمال کا نمونہ ہیں اور ابراہیم نخعی تمام علوم میں علقمہ کا نمونہ ہیں۔ ان کی وفات کے وقت امام اعظم رح کی عمر ۲۶ سال تھی، امام صاحب نے ان سے بھی روایت کی ہے۔ امام صاحب کے سال ولادت میں اختلاف ہے علامہ کوثری نے ۷۰ھ کو ترجیح دی ہے

(۴) حماد بن ابی سلیمان (فقیہ عراق)

خادم خاص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انسؓ اور کبار محدثین زید بن وہب سعید بن جبیر، سعید بن المسیب، عکرمہ، ابو وائل، حسن بصری، عبدالرحمٰن بن بریدہ، عبدالرحمٰن بن سعید اور علامہ شعبی سے روایت کی اور ان کے بھی بڑے بڑے محدثین عاصم، شعبہ، ثوری، حماد بن سلمہ، [illegible] کدام اور ہشام جیسے ائمہ فن شاگرد ہیں۔

امام بخاری و مسلم نے بھی ان سے روایت کی ہے اور سنن اربعہ میں تو بکثرت ان کی روایات ہیں حضرت ابراہیم نخعی کے تمام شاگردوں سے افقہ ہیں۔

تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ ابراہیم کی حدیثوں کا حماد سے زیادہ کوئی واقف نہ تھا اسی لئے ابراہیم کے بعد ان کی مسند تعلیم پر یہی بٹھائے گئے اور فقیہ العراق مشہور ہوئے۔ وفات ۱۲۰ھ

(۵) عامر بن شراحیل الشعبی (علامۃ التابعین)

ولادت ۱۷ھ وفات ۱۰۴ھ۔ اُن کو پانسو صحابہ کی زیارت کا شرف حاصل ہے۔ عاصم کہتے ہیں کہ کوفہ [illegible] و حجاز میں شعبی سے زیادہ کوئی عالم نہ تھا۔ خود فرمایا کرتے تھے کہ بیس سال سے آج تک کوئی روایت کسی محدث سے ایسی نہیں سنی جس کا مجھے علم نہ [illegible]

حضرت عبداللہ بن عمرؓ صحابی نے ایک بار شعبی کو مغازی کا درس دیتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ [illegible] سے زیادہ یہ مغازی کو جانتے ہیں۔ یہ صحابہ کے سامنے درس دیتے تھے اور صحابہ بھی شریک درس ہوتے تھے

ابو مجاز نے کہا کہ "حضرت سعید بن المسیب مفتی مدینہ، عطا محدث [illegible] ابن سیرین محدث بصرہ سب کو میں نے دیکھا مگر شعبی کو ان سب سے زیادہ افقہ پایا۔

ابن عیینہ محدث کہا کرتے تھے کہ ابن عباس، شعبی، سفیان ثوری اپنے وقت میں بے مثل ہوئے ہیں۔ ابو اسحاق کہا کرتے تھے کہ شعبی تمام علوم میں بے نظیر ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ان کو قاضی مقرر کیا تھا

Marfat.com

سب سے پہلے علامہ شعبیؒ نے ہی امام اعظمؒ کی غیر معمولی صلاحیتوں کا اندازہ کر کے اُن کو علم حاصل کرنے کا شوق دلایا تھا اور امام صاحبؒ برسوں ان کے حلقۂ درس میں شریک رہے، اسی لئے امام صاحب کے بڑے شیوخ میں ان کا شمار ہے۔

امام صاحبؒ نے دس سال حضرت حماد کی خدمت میں رہ کر فقہ کی تحصیل کی اور دوسرے بزرگوں سے بھی استفادہ کیا اس کے بعد حدیث کی طرف متوجہ ہوئے اور کوفہ میں کوئی محدث ایسا نہ تھا جس سے آپ نے احادیث نہ سنی ہوں۔ ابوالمحاسن شافعی نے امام صاحبؒ کے شیوخ حدیث کے نام گنائے ہیں جن میں سے ۹۳ کوفہ کے ساکن یا نزیل کوفہ تھے جن میں سے امام شعبی کا ذکر اوپر ہو چکا ہے اور چند دوسرے حسب ذیل ہیں۔

---

(۶) سلمہ بن کہیل مشہور محدث و تابعی تھے۔ سفیان (استاد امام شافعیؒ) نے فرمایا کہ سلمہ ایک رکن ہیں ارکان میں سے۔ ابن مہدی کا قول ہے کہ کوفہ میں چار شخص سب سے زیادہ صحیح الروایۃ تھے منصور، سلمہ، عمرو بن مرہ، ابوحصین۔

---

(۷) سلیمان بن مہران ابومحمد الاعمش الکوفی کوفہ کے جلیل القدر محدث و فقیہ تابعی تھے باوجودیکہ امام صاحب کے ساتھ کے طبقہ میں تھے اور امام صاحب نے ان سے روایات بھی کی ہیں، مگر امام صاحب کے تفقہ و اجتہاد کے بڑے مداح تھے۔

ایک بار امام صاحب بھی آپ کی مجلس میں تھے کسی نے سوال کیا تو آپ نے امام صاحب ہی کو جواب کے لئے ارشاد فرمایا۔ امام صاحبؒ نے جواب دیا تو اس کو بہت پسند فرمایا اور پوچھا کہ یہ جواب آپ نے کس دلیل سے دیا؟ امام صاحب نے فرمایا کہ فلاں حدیث سے جو آپ ہی سے میں نے سنی ہے۔ امام اعمش اس پر اور متحیر ہوئے اور فرمایا کہ "اے گروہ فقہاء! واقعی ہم لوگ تو صرف دوا فروش ہیں اور تم طبیب ہو" (عقود الجواہر المنیفہ)

اسی طرح کا واقعہ امام اعمشؒ ہی کا امام ابو یوسفؒ کے ساتھ بھی پیش آیا تھا کہ امام اعمشؒ نے فرمایا تھا کہ یہ حدیث مجھ کو اس وقت سے یاد ہے کہ تمہاری پیدائش کے آثار بھی نہ تھے لیکن اس کے معانی پر آج تنبہ ہوا۔ بیشک ہم لوگ دوا فروش ہیں اور آپ لوگ اطباء ہیں یعنی دوا فروش تو دواؤں کے نام اور ان کے اچھے بُرے اقسام وغیرہ سب جانتا پہچانتا ہے لیکن طبیب نہ صرف اُن چیزوں کا عالم ہوتا ہے بلکہ وہ ان کے خواص و تاثیرات اور طریق استعمال وغیرہ کو بھی جانتا ہے۔

امام اعمش کی ولادت باختلاف روایت ۵۹ھ یا ۶۱ھ میں ہوئی اور وفات میں بھی تین قول ہیں ۱۴۵ھ، ۱۴۷ھ اور ۱۴۸ھ۔ واللہ اعلم

ان ہی اعمش سے منقول ہے کہ ابراہیم نخعی (استاذ استاذ الامام الاعظم) کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ابراہیم کے سامنے جب بھی حدیث پیش کی تو اس کا علم ضرور ان کے پاس پایا اور اعمش ان کو حدیث کا صیرفی (کھرا کھوٹا پہچاننے والے) کہا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اسی لئے میں جب کسی سے حدیث سنتا ہوں تو ابراہیم پر ضرور پیش کرتا ہوں تاکہ اس کی صحت کے بارے میں اطمینان کر لوں، نیز اعمشؒ

Marfat.com

فرمایا کرتے تھے کہ جو حدیث فقہا میں دائر و سائر ہو وہ اس سے بہتر ہے جو شیوخ (محدثین و رواۃ) میں دائر و سائر ہو۔

حسب تصریح ابن عبدالبر فی التمہید اہل نقد ابراہیم نخعی کے مراسیل کو صحیح حدیث کے درجہ پر سمجھتے تھے بلکہ ان کے مراسیل کو اپنے مسانید پر بھی ترجیح دیتے تھے۔

ایسے ہی اسمٰعیل بن ابی خالد کا قول ہے کہ امام شعبی، ابوالضحیٰ، ابراہیم اور ہمارے دوسرے شیوخ مسجد میں جمع ہو کر حدیث کا مذاکرہ کرتے تھے جب ان کے پاس کوئی ایسا مسئلہ آجاتا تھا جس کو وہ حل نہ کر سکتے تھے تو ابراہیم نخعی کی طرف محول کر دیا کرتے تھے کہ ان سے معلوم کرو۔ اور امام شعبی نے فرمایا کہ ابراہیم نے فقہی گھرانہ میں تعلیم و تربیت پائی ہے اس لئے فقہ تو ان کے گھر کی چیز تھی، پھر ہمارے پاس پہنچے تو ہمارے پاس کی تمام اعلیٰ درجہ کی احادیث لے کر اپنے حاصل کردہ فقہ کے ساتھ ملالیں۔

حضرت سعید بن جبیر علی حدیثی سوال کرنے والوں سے فرمایا کرتے تھے کہ [illegible] پاس ابراہیم نخعی موجود ہیں۔ امام اعمش یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ میں نے دیکھا کہ [illegible] کوئی بات اپنی رائے سے [illegible] ہوا کہ ابراہیم نخعی سے جتنے فقہی اقوال نقل کئے جاتے ہیں خواہ وہ امام ابو یوسف کی کتاب الآثار [illegible] امام محمد کی [illegible] الآثار یا ابن ابی شیبہ کی مصنف [illegible] وہ سب آثار [illegible]

روایت و درایت | [illegible]

کہ اس میں [illegible] ہم تحدر نہ تھا کیونکہ [illegible] اجتہاد [illegible] تھے کہ نہ کوئی رائے بغیر حدیث کے مستقیم ہے اور نہ [illegible] حدیث [illegible]

اور یہی بہتر طریقہ ہے حدیث و رائے کو جمع کرنے کا [illegible] کہ جب حدیث صریح مل جاتی ہے تو اس سے مسائل کا جواب دیتا ہوں [illegible] میں قیاس کر کے جواب دیتا ہوں [illegible] صحیح [illegible]

شیخ حماد | ہیں امام جلیل ابراہیم نخعی تھے جن سے [illegible]

امام اعظمؓ | [illegible]

حماد کی خدمت میں جاتے اور [illegible] بارے میں حدیث [illegible] ہمارے اصحاب کا قول [illegible] کہا میں آپ سے اس حدیث کی روایت کروں؟ حماد [illegible]

اللہ اکبر! یہ تھا امام اعظم [illegible] حدیث کو روایت کرنے [illegible]

Marfat.com

کہنے والوں نے امام صاحب کو کیا کچھ نہیں کہا۔ مگر واقعات و حقائق پر پوری طرح نظر کرنے والے کبھی وہ جھوٹی باتیں امام صاحب کی طرف منسوب نہیں کر سکتے جو امام صاحب کے دشمنوں و حاسدوں نے کہی ہیں۔

امام صاحب اس طرح مسئلہ کی تحقیق کرنے کے بعد باہر آکر پھر اس سائل کا مزید اطمینان کر دیا کرتے تھے پھر اس طرح سے حاصل کئے ہوئے علم میں جو خیر و برکت تھی وہ بھی سب نے دیکھ لی۔

تفقہ و تحدیث

ابن عدی نے کامل میں بطریق یحییٰ بن معین نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ شیخ حماد نے فرمایا "میں قتادہ، طاؤس اور مجاہد سے ملا ہوں، تمہارے بچے ان سے زیادہ علم رکھتے ہیں بلکہ بچوں کے بچے بھی زیادہ علم والے ہیں۔ اور یہ انھوں نے کسی شیخی یا بڑائی سے نہیں کہا بلکہ بطور تحدیث نعمت کہا اور اس وجہ سے کہا کہ اس زمانہ کے بعض اہل حدیث جن کو فقہ سے مناسبت نہ تھی، فقہاء پر بے جا تنقید کرتے تھے، مسجد کوفہ میں بیٹھکر غلط فتوے دیتے تھے اور ساتھ ہی بطور تعلّی یہ بھی کہا کرتے تھے کہ شاید یہاں کے کچھ بچے ان مسائل میں ہماری مخالفت کریں گے۔ بچوں سے ان کی مراد وہ طلبہ و تلامذہ ہوتے تھے جو ابتدائی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ بہ تصریح ابن عدی منقول ہے کہ ابراہیم سے پوچھا گیا کہ آپ کے بعد ہم کس سے تحقیق مسائل کریں؟ تو فرمایا حماد سے۔

شیخ حماد کی جانشینی

عقیلی نے یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ ابراہیم کی وفات کے بعد پانچ اشخاص نے مل کر چالیس ہزار روپے جمع کئے ان میں ایک امام ابوحنیفہ بھی تھے اور یہ رقم لیکر حکم بن عتبہ کے پاس گئے کہ آپ ہماری جماعت کی سرپرستی کریں اور یہ رقم اپنے پاس رکھیں (غالباً اس رقم سے جماعت اہل علم کی ضروریات کا تکفل پیش نظر ہوگا)، انھوں نے انکار کیا تو شیخ حماد کی خدمت میں پہنچے انھوں نے اس خدمت کو قبول فرما لیا۔

کوفہ کے محدثین و فقہاء

علامہ محدث رامہرمزی نے "الفاصل" میں حضرت انس بن سیرین سے نقل کیا ہے کہ میں کوفہ میں پہنچا تو دیکھا کہ وہاں چار ہزار طلبہ تحصیل علم حدیث کر رہے تھے اور چار سو فقہاء تھے۔ سوا کوفہ کے کوئی سا شہر بلاد اسلامیہ کے شہروں میں سے ایسا تھا جس میں اتنی بڑی تعداد محدثین و فقہاء کی بیک وقت موجود رہی ہو۔

رامہرمزی نے یہ بھی فرمایا کہ حافظ عفان محدث نے بتایا کہ دوسری جگہوں پر روایت حدیث کا طریقہ ایسا تھا کہ ایک محدث کے پاس سے جو احادیث لی تھیں وہ دوسرے کے پاس سے نہیں ملتی تھیں مگر کوفہ پہنچکر ہم نے چار ماہ رہ کر پچاس ہزار احادیث لکھیں اور ہم چاہتے تو ایک لاکھ بھی لکھ سکتے تھے مگر ہم نے ہر محدث سے وہی حدیثیں لیں جن کی تلقی بالقبول عام طور سے امت میں ہو چکی تھی بجز شریک کے کہ انھوں نے ہماری اس خواہش کی رعایت نہیں کی۔

خیال کیجئے کہ اتنی سخت شرط کے ساتھ اتنی بڑی مقدار میں کہ مسند احمد میں بھی اتنی زیادہ نہیں ہیں، صرف چار ماہ کے اندر احادیث مشہورہ متلقاۃ بالقبول کا بہ آسانی جمع کر لینا مرکز علم کوفہ کی کتنی بڑی فضیلت و خصوصیت ہے۔

امام بخاری اور کوفہ

غالباً اسی وجہ سے امام بخاری نے فرمایا تھا کہ میں تحصیل علم حدیث کے لئے کوفہ میں اتنی مرتبہ آیا گیا ہوں کہ ان کا شمار نہیں کر سکتا۔

یہ عفان بن مسلم الانصاری البصری، امام بخاری اور امام احمد وغیرہ کے استاذ ہیں۔ یہ روایت حدیث میں اس قدر محتاط تھے کہ ابن المدینی فرمایا کرتے تھے کہ کسی حدیث کے ایک حرف میں بھی ان کو شک ہو جاتا تو اس کی روایت نہیں کرتے تھے (تقدمہ نصب الرایہ للکوثری)

Marfat.com

جس مرکز علمی سے ایسی سخت شرطوں کے ساتھ ایسے حفاظ محدثین نے احادیث جمع کی ہوں اور امام بخاری ایسے جلیل القدر امام حدیث نے بھی سب سے زیادہ اسی شہر سے علمی استفادہ کیا ہو، اس شہر میں امام اعظمؒ اور ان کے اصحاب و تلامذہ کے پاس کیسے بیش قیمت حدیثی ذخیرے ہوں گے جن کی ساری عمریں اسی مرکز میں بسر ہوئیں۔

امام صاحب اور محدثین کی مالی سرپرستی

امام صاحب کو جماعت اہل علم کی مالی سرپرستی کا بھی ابتدا سے ہی کس قدر خیال تھا کہ بڑی بڑی رقوم جمع کرتے تاکہ محدثین و فقہاء پورے فراغ و اطمینان سے صرف تحصیل حدیث و فقہ کی طرف متوجہ رہیں۔ یہ ابتدائی حال کا حوالہ میں نے اس لئے دیا کہ بعد کو جب امام صاحب خود ایک امام بلکہ امام الائمہ اور سید الفقہاء بنے تو اس وقت تو انھوں نے اہل علم کی وہ مالی خدمات کی ہیں کہ اس کی نظیر بھی مشکل سے ملے گی امام صاحب کے حالات میں شاید ان کے ذکر کا موقع بھی آئے گا۔

کثرت محدثین و قلت فقہاء

ایک اہم چیز قابل لحاظ یہاں یہ بھی ہے کہ سب جانتے ہیں کہ صحابہؓ کے دور میں بھی صرف محدثین تو ہزاراں ہزار تھے لیکن فقہاء صحابہ صرف چند ہی تھے جن کو آپ چاہیں تو انگلیوں پر گن لیں۔ اسی طرح آپ نے ابھی پڑھا کہ مرکز علمی کوفہ میں بھی تعداد فقہاء کی بہ نسبت محدثین کے بہت کم تھی حالانکہ حضرت علیؓ و عبداللہ بن مسعودؓ کی وجہ سے وہ خاص طور سے فقہ کا مرکز بنا ہوا تھا۔

اس سے معلوم ہوا کہ فقیہ کی فہم بہت شاق اور فقہ کا علم سب سے زیادہ دشوار رہا ہے اور جن حضرات نے فقہ کو سہل و آسان قرار دیا وہ درست نہیں، پھر جن حضرات نے فقہ و حدیث دونوں میں کمال حاصل کیا ان کا مرتبہ سب سے اعلیٰ و ارفع ہے۔

واقعہ امام احمدؒ

علامہ سیوطی نے تدریب میں نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے امام احمدؒ کو ملامت کی کہ آپ سفیان بن عیینہ کو چھوڑ کر امام شافعی کی مجلس میں کیوں جاتے ہیں؟ امام احمدؒ نے اس کو کیا اچھا جواب دیا، سنئے فرمایا: خاموش رہو، تم نہیں سمجھتے کہ اگر تمہیں کوئی حدیث اونچی سند سے کسی [illegible] نہ ملی تو وہی حدیث کسی قدر نزول کے ساتھ دوسرے محدث سے مل جائے گی اس سے کوئی نقصان نہیں ہو گا لیکن اگر تم اس جوان (امام شافعی) کی عقل و فہم سے فائدہ نہ اٹھا سکے تو اس کا تدارک کسی دوسری جگہ سے ہرگز نہ ہو سکے گا۔

واقعہ الشیخ قابوس

رامہرمزی نے [illegible] میں قابوس سے نقل کیا ہے کہ [illegible] اپنے والد سے [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو چھوڑ کر علقمہ کے پاس کیوں جایا [illegible] بات یہ ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ان کے پاس مسائل کی تحقیق کے [illegible] آتے ہیں۔

ان کے علاوہ کوفہ میں مشہور حضرات فقہاء تابعین اور تبع تابعین موجود تھے جو [illegible] قاضی شریح کو خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اقضی العرب کا خطاب مرحمت فرمایا [illegible] آگے چل کر امام اعظم کے

Marfat.com

تفقہ کے سامنے ان کے تفقہ کا رنگ بھی پھیکا پڑ گیا تھا اور ایسا ہونا بھی چاہیئے تھا کیونکہ قاضی شریح کی توثیق و توصیف اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمائی تھی تو امام اعظم رحمہ اللہ کے تفقہ یا علمی و دینی بصیرت کی شہادت بطور بشارت و پیشگوئی سید الانبیاء رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔

ذہن و رسائی — درحقیقت ذہنی رسائی کو جو کہ یہاں سب سے بڑا فقہا و محدثین کا کمال تھا لیکن اس کمال کے لئے بہت بڑی عقل و سمجھ کی ضرورت ہے۔ من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین سے اسی ذہن رسا کے جمع کرنے کی استعداد و صلاحیت کی طرف اشارہ ہے۔

واقعہ سفر شام حضرت عمر رضی اللہ عنہ — حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سفر شام کے مشہور واقعہ کو یاد کیجئے۔ شام کے قریب پہنچکر معلوم ہوتا ہے کہ وہاں وبا پھیلی ہوئی ہے، رک جاتے ہیں، آگے قدم نہیں بڑھاتے، اپنے رفقاء صحابہ سے شہر میں داخل ہونے نہ ہونے کے بارے میں مشورہ کرتے ہیں اور پھر قطعی فیصلہ کر لیتے ہیں کہ اسی جگہ سے مدینہ طیبہ کو واپس ہو جائیں۔ گورنر شام حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی متحیر ہو کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھتے ہیں کہ کیا آپ خدا کی تقدیر سے بھاگ رہے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جواب میں فرماتے ہیں کہ ہاں، ہم خدا کی ایک تقدیر سے خدا کی دوسری تقدیر کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ پھر مثال سے سمجھایا کہ اگر ایک زمین خشک ہو اور دوسری سرسبز تو چرواہا اپنے جانور اگر بجائے خشک زمین کے سرسبز زمین میں چرائے گا تو کیا تم اس کے اس عمل کو خدا کی تقدیر سے بھاگنا کہو گے؟ جس طرح وہ تقدیر سے بھاگنا نہیں، یہ بھی نہیں۔

فقیہ کا منصب — یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دینی فراست و فقاہت تھی جس میں ان کا رتبہ حضرت ابو عبیدہ جیسے ہزاروں صحابہ سے زیادہ ہوا تھا۔ ایسے فیصلوں کو کسی ایک حدیث و اثر کے خلاف بظاہر سمجھا جاتا ہے یا باور کرایا جاسکتا ہے مگر درحقیقت ان فیصلوں کے پیچھے کتاب و سنت کی دوسری تصریحات و اشارات ہوتے ہیں جن پر ہر ایک کی نظر نہیں جاتی، یہ صرف فقیہ ہی کا کام ہے کہ وہ تمام جوانب کو مستحضر رکھتا ہے اور حقائق و معانی سے اس کی نظر کسی وقت نہیں ہٹتی۔

ایسے ہی مواقع میں جب کبھی امام اعظم کے کسی فیصلہ پر اس زمانہ کے اہل حدیث تنقید کرتے تھے تو حضرت امیر المؤمنین فی الحدیث عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ (جو امام بخاری کے کبار شیوخ میں ہیں) فرمایا کرتے تھے کہ "اس جگہ امام ابو حنیفہ کی رائے مت کہو بلکہ حدیث کی تشریح کہو" یعنی جس کو تم امام کی ذاتی رائے سمجھ کر اعتراض کر رہے ہو وہ درحقیقت ان کی اپنی رائے نہیں بلکہ حدیث کے معنی، مراد اور شرح یہی ہے

---

(۸) **ابو اسحاق سبیعی** — کبار تابعین سے تھے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور بہت سے صحابہ سے جن کے نام علامہ نووی نے تہذیب الاسماء میں لکھے ہیں احادیث سنیں۔ عجلی نے کہا کہ ۳۰ صحابہ سے بالمشافہہ روایت کرتے تھے۔ علی بن المدینی (استاد بخاری) کا قول ہے کہ ابو اسحاق کے شیوخ الحدیث کم و بیش تین سو تھے

(۹) **سماک بن حرب** — بڑے محدث اور تابعی تھے حضرت سفیان ثوری نے کہا کہ سماک نے حدیث میں کبھی غلطی نہیں کی، خود

Marfat.com

سماک نے فرمایا کہ میں اسی صحابہ سے ملا ہوں۔

(۱۰) ہشام بن عروہ | مشہور تابعی تھے بہت سے صحابہ سے روایت کرتے تھے، بڑے بڑے ائمہ حدیث مثل سفیان ثوری، امام مالک، سفیان بن عیینہ اُن کے شاگرد تھے، ابن سعد نے ثقہ کثیر الحدیث کہا، ابو حاتم نے امام حدیث [illegible]

بصرہ

کوفہ کے بعد امام صاحب نے بصرہ کا رخ کیا اور قتادہ سے حدیث حاصل کی جو بہت بڑے محدث اور مشہور تابعی تھے۔ عقود الجمان میں ہے کہ امام صاحب نے شعبہ سے روایت کی اور انھوں نے اپنے سامنے ہی امام صاحب کو فتویٰ و روایت کی اجازت بھی دیدی تھی۔

(۱۱) قتادہ | حضرت قتادہ نے حضرت انس بن مالکؓ، عبد اللہ بن سرجسؓ، ابو الطفیل وغیرہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے روایت کی۔

(۱۲) شعبہ (متوفی ۱۶۰ھ) | بڑے پایہ کے محدث تھے۔ سفیان ثوری نے اُن کو فن حدیث میں امیر المومنین مانا ہے۔ امام شافعی فرمایا کرتے تھے کہ شعبہ نہ ہوتے تو عراق میں حدیث کا رواج نہ ہوتا۔ حضرت شعبہ [illegible] صاحب کے ساتھ خاص تعلق رکھتے تھے اور غائبانہ تعریف و توصیف کیا کرتے تھے۔

ایک روز فرمایا جس طرح میں جانتا ہوں کہ آفتاب روشن ہے اسی یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ علم اور ابو حنیفہ ہم نشین ہیں۔ یحییٰ بن معین سے کسی نے پوچھا کہ آپ کا ابو حنیفہ کے بارہ میں کیا خیال ہے۔ فرمایا کہ اس قدر کافی ہے کہ شعبہ نے اُن کو حدیث و روایت کی اجازت دی۔ اور شعبہ آخر شعبہ ہی ہیں۔ (عقود الجمان)

بصرہ کے دوسرے شیوخ عبد الکریم، ابو امیہ اور عاصم بن سلیمان احول وغیرہ سے بھی امام صاحب نے احادیث سنیں۔

مکہ معظمہ

بصرہ کے بعد امام صاحب نے تحصیل علم حدیث کے لیے مکہ معظمہ [illegible]

(۱۳) عطاء بن ابی رباح | مشہور تابعی اور مکہ معظمہ [illegible]

[illegible]

[illegible] تک زندہ رہے۔ امام صاحب [illegible]

(۱۴) عکرمہ | عطاء کے علاوہ امام صاحب نے مکہ معظمہ [illegible] حضرت عکرمہ [illegible] عکرمہ مشہور [illegible] حضرت عبد اللہ بن عباس [illegible] حضرت ابن عباس [illegible]

Marfat.com

علیؓ، حضرت ابوہریرہؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ وغیرہ صحابہ سے علم حدیث حاصل کیا تھا اور کم وبیش ستر مشہور تابعین تفسیر وحدیث میں ان کے شاگرد ہیں۔

مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

مکہ معظمہ کے بعد امام صاحبؒ نے مدینہ طیبہ کا رُخ کیا اور وہاں کے شیوخ سے استفادہ فرمایا مختصر حالات ان شیوخ کے ملاحظہ کیجئے:-

(۱۵) سلیمان امام صاحبؒ نے تحصیل حدیث میں علماء ومحدثین مدینہ طیبہ سے بھی استفادہ کیا جن میں سے ایک حضرت سلیمان تھے جو ام المومنین حضرت میمونہؓ کے غلام تھے اور مدینہ طیبہ کے مشہور فقہائے سبعہ میں سے تھے۔

(۱۶) سالم دوسرے حضرت سالم امیرالمومنین حضرت عمر فاروقؓ کے پوتے تھے۔ یہ بھی وہاں اس وقت علم فقہ وحدیث اور مسائل شرعیہ میں مرجع عام وخاص تھے۔

شام

ملک شام کے مشہور ومعروف امام حدیث وفقہ اوزاعی سے بھی امام صاحب مکہ معظمہ میں ملے ہیں اور دونوں میں علمی مذاکرات جاری رہے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مبارک (تلمیذ خاص امام اعظمؒ) کا بیان ہے کہ میں امام اوزاعی کی خدمت میں شام حاضر ہوا تو انھوں نے پہلی ہی ملاقات میں دریافت کیا کہ کوفہ میں ابوحنیفہ کون ہیں جو دین میں نئی نئی باتیں نکالتا ہے۔ اس پر میں خاموش رہا اور امام اوزاعی کو امام صاحب کے خاص خاص مشکل استنباطی مسائل سناتا رہا اور جب وہ پوچھتے کہ یہ کس کی تحقیق ہے تو کہتا کہ عراق کے ایک عالم ہیں۔ وہ کہتے کہ وہ تو بڑے فقیہ معلوم ہوتے ہیں۔

ایک روز کچھ لکھے ہوئے اجزاء لے گیا جن میں امام صاحب کے ملفوظات قیمہ تھے اور سرنامہ پر ہی قال نعمان بن ثابت تحریر تھا، غور سے پڑھا، پھر پوچھا کہ یہ نعمان کون بزرگ ہیں؟

میں نے کہا کہ عراق کے ایک شیخ ہیں جن کی صحبت میں میں رہا ہوں۔ فرمایا کہ یہ بڑے پایہ کا شخص ہے۔ میں نے کہا کہ یہ وہی ابوحنیفہ ہیں جن کو آپ مبتدع بتلاتے تھے۔ امام اوزاعی کو اپنی غلطی پر افسوس ہوا اور جب حج کے لئے گئے تو امام صاحب سے ملاقات ہوئی اور ان ہی مسائل مہمہ کا ذکر آیا اور امام صاحب نے اس خوبی سے تقریر فرمائی کہ امام اوزاعی حیران رہ گئے۔ اور امام صاحب کے جانے کے بعد مجھ سے کہا کہ: "اس شخص کے کمال نے اس کو لوگوں کی نظر میں محسود بنا دیا ہے، بے شبہ میری بدگمانی غلط تھی جس کا مجھے افسوس ہے۔" معلوم ہوتا ہے کہ امام اوزاعی اور امام صاحب کے درمیان مذاکراتی افادہ واستفادہ کا تعلق رہا ہے۔

Marfat.com

یہاں چند شیوخ کے اسماء گرامی ہم نے ذکر کر دیئے ہیں ورنہ امام صاحب کے شیوخ حدیث کثیر تھے۔ امام ابو حفص کبیر (تلمیذ امام محمدؒ و شیخ امام بخاری) نے تو دعویٰ کیا ہے کہ امام صاحب نے کم سے کم چار ہزار اشخاص سے احادیث روایت کی ہیں صرف شیخ حماد ہی سے دو ہزار حدیث کی روایت منقول ہے۔

علامہ ذہبی نے بھی تذکرۃ الحفاظ میں شیوخ کے نام گنا کر آخر میں "خلق کثیر" لکھا ہے۔ اور حافظ ابوالمحاسن شافعی نے عقود الجمان میں کئی سو حضرات شیوخ کے نام بقید نسب لکھے ہیں۔

خاص بات قابل ذکر یہ بھی ہے کہ امام صاحب کے اساتذہ اکثر تابعین ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک صرف ایک واسطہ ہے۔ یا وہ لوگ ہیں جو مدت تک بڑے بڑے تابعین کی صحبت میں رہے تھے اور علم و فضل، دیانت و پرہیزگاری کے اعلیٰ نمونہ خیال کئے جاتے تھے۔ ان دو قسموں کے سوا بہت کم ہیں۔

امام اعظم کے پاس ذخیرۂ حدیث

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے "شرح سفر السعادت" میں لکھا ہے کہ علماء سے منقول ہے کہ امام صاحب کے پاس بہت سے صندوق تھے جن میں احادیث مسموعہ کا ذخیرہ محفوظ تھا۔ اور آپ نے تین سو تابعین سے علم حاصل کیا اور کل اساتذہ حدیث آپ کے چار ہزار تھے جن کو کچھ لوگوں نے بحروف تہجی جمع کیا ہے حافظ ذہبی، حافظ ابن حجر وغیرہ ائمہ شافعیہ نے بھی اسی تعداد کو ذکر کیا ہے۔ مسند خوارزمی میں بھی سیف الائمہ سائلی سے یہی تعداد نقل کی گئی ہے۔

خاص کوفہ ہی جو امام اعظم کا مولد و مسکن تھا۔ اس میں ایک ہزار سے زیادہ صحابہ تو طبقات ابن سعد وغیرہ میں بھی مذکور ہیں لیکن ہمارے حضرت شاہ صاحبؒ قدس سرہٗ درس بخاری شریف میں فرمایا کرتے تھے کہ وہاں کئی ہزار صحابہ پہنچے ہیں۔

اسی لئے عفان بن مسلم نے کوفہ میں صرف چار ماہ اقامت کر کے پچاس ہزار حدیثیں لکھ لیں اور وہ بھی ایسی جو جمہور کے نزدیک مسلم و مقبول تھیں۔ یہ بات کوفہ کے سوا دوسری کسی جگہ کو خود ان ہی کے قول سے حاصل نہیں تھی جیسا ہم پہلے لکھ آئے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ تمام اکابر ائمہ و حفاظ حدیث کو طلب حدیث کے لئے کوفہ کا سفر کرنا ناگزیر ہو گیا تھا۔

رجال کی کتابیں دیکھئے تو ہزاروں راوی کوفہ ہی کے ملیں گے جن کی روایات سے صحیح بخاری، صحیح مسلم اور دوسری کتب صحاح بھری ہوئی ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ محدثین نے اپنی کتب صحاح میں تعامل سلف کے ساتھ اہل کوفہ کا تعامل بھی [illegible] سے نقل کیا ہے یہاں تک کہ امام ترمذی نے احکام فقہی کا کوئی باب کم چھوڑا ہے جہاں اعتناء کے ساتھ اہل [illegible] کا مذہب نقل نہ کیا ہو اور اہل کوفہ کو "اعلم بمعانی الحدیث" اور "اہل علم" کے خطابات سے بھی نوازا ہے۔

یہ بات اس لئے اور زیادہ اہم ہو جاتی ہے کہ امام ترمذی، امام بخاری کے شاگرد رشید ہیں، ان سے ترمذی میں نقل حدیث بھی کرتے ہیں۔ باوجود اس کے جب مسائل و احکام میں دوسرے ائمہ کے مذاہب نقل کرتے ہیں تو امام بخاری کا مذہب نقل نہیں کرتے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری کو مجتہد مطلق ماننے کو وہ بھی تیار نہ تھے۔ حالانکہ آج کل کے اہل حدیث امام بخاری کو مجتہد

Marfat.com

منوانے پر بڑا زور صرف کرتے ہیں۔ ہم بھی امام بخاری کو مجتہد مانتے ہیں مگر مجتہدین کے مدارج و مراتب ہیں۔ امام اوزاعی بھی مجتہد تھے بلکہ ان کا مذہب بھی تیسری صدی کے وسط تک معمول بہ رہا۔ اسی طرح اور بھی ہوئے ہیں۔ مگر جو اجتہاد کا مرتبۂ عالیہ ائمۂ اربعہ کو حاصل ہوا وہ دوسروں کو حاصل نہ ہو سکا اور ان میں سے بھی جو منصبِ عالی امام اعظم کو نصیب ہوا دوسروں کی رسائی وہاں تک نہ ہوسکی۔ امام صاحب کا یہ تفوق اپنوں اور غیروں سب ہی میں تسلیم شدہ ہے اور اس کا انکار روز روشن میں آفتاب عالمتاب کا انکار ہے۔ جن لوگوں نے ایسا کیا ہے اس کا سبب محض حسد و عداوت یا امام صاحب کے مدارک اجتہاد سے ناواقفیت ہے۔

علامہ شعرانی شافعی نے "میزان کبریٰ" میں حضرت سیدنا علی الخواص شافعیؒ سے نقل کیا کہ امام اعظم ابوحنیفہ کے مدارک اجتہاد اس قدر دقیق ہیں کہ اُن کو اولیاء اللہ میں سے بھی صرف اہل کشف و مشاہدہ اچھی طرح جان سکتے ہیں۔

امام ابوحنیفہ وضوء کے مستعمل پانی میں گناہوں کا مشاہدہ کرتے تھے اور وضو کرنے والے کو تنبیہ فرمایا کرتے تھے کہ زنا، غیبت یا شرب خمر وغیرہ سے توبہ کرے جس میں وہ مبتلا ہوتا تھا

نیز فرمایا کہ اہل کشف وضوء کے مستعمل پانی میں گناہوں کے اثرات اس طرح مشاہدہ کرتے ہیں جس طرح تھوڑے پانی میں نجاست غلیظہ پڑی ہو یا کتا مرا ہوا پڑا ہو جس کو سب لوگ ظاہری آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں اسی لئے امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف ماء مستعمل کو مکروہ فرماتے تھے اور انھوں نے اس کی تین قسمیں کردی ہیں۔ ایک مثل نجاست غلیظہ کے جبکہ متوضی نے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا ہو، دوسری مثل نجاست متوسطہ جبکہ ارتکاب صغیرہ کیا ہو، تیسری طاہر غیر مطہر اس احتمال پر کہ اس نے کسی مکروہ کا ارتکاب کیا ہو۔

علامہ شعرانی نے فرمایا کہ میں نے یہ سُن کر عرض کیا کہ اس سے معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف اہل کشف و شہود میں سے تھے۔ انھوں نے فرمایا۔ ہاں یہی بات ہے امام ابوحنیفہ اور ان کے صاحب امام ابویوسف اکابر اہل کشف میں سے تھے اور اسی لئے وہ ماء مستعمل میں کبائر، صغائر اور مکروہات کو الگ الگ متمایز حالت میں مشاہدہ کرتے تھے۔ رحمہم اللہ تعالیٰ رحمۃً کاملۃً تامۃً۔

غرض یہ تھا امام اعظم کا مولد و مسکن اور علمی گہوارہ جس کے آغوش میں رہ کر انھوں نے تربیت پائی اور مذکور الصدر قسم کے اکابر کے علوم نبوت سے سیراب ہو کر انھوں نے اپنی ساری عمر خدمت حدیث و فقہ میں بسر کی۔

ظاہر ہے کہ ایسی علمی و حدیثی سرزمین کا محدث اعظم اور فقیہ معظم بھی اگر کتاب و سنت کا پورا پورا متبع نہیں ہوا تو اور کون ہوسکتا ہے!

اس کے بعد امام صاحب کے کسی قدر تفصیلی تعارف کے لیے ہم ان کے علمی و عملی کارناموں پر روشنی ڈالتے ہیں تاکہ "انوار الباری" میں زیر بحث آنے والے فقہی مسائل میں آپ کی عظمت و جلالت کی تصدیق ہو۔ وما توفیقنا الا باللہ علیہ توکلنا والیہ انیب۔

Marfat.com

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

لوکان الایمان عند الثریا لنالہ رجل من ھٰؤلاء (ابناء فارس)

(رواہ مسلم)

تذکرۃ النعمان

یعنی

امام الائمہ، سراج الامہ، حافظ حدیث، الحجۃ الثبت، سید الفقہاء والمجتہدین
شیخ المحدثین، فقیہ الملت ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

علمی و عملی کمالات کا مرقع

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حالاتِ امام اعظم

تاریخ ولادت وغیرہ

تاریخ خطیب اور تاریخ ابن خلکان وغیرہ میں سند صحیح سے نقل ہے کہ امام صاحب کے پوتے اسمٰعیل نے کہا کہ میں اسماعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت بن مرزبان فارس کے ابناء احرار میں سے ہوں اور خدا کی قسم ہم پر کبھی غلامی کا دور نہیں آیا۔ آپ کے آباء واجداد رؤسا میں سے تھے، ان کے والد ثابت بڑے تاجر تھے حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے ان کے خاندان کے لئے دعا فرمائی تھی۔ (تاریخ بغداد لابن جزلہ)

۸۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ سنہ ولادت میں اختلاف ہے علامہ کوثری نے ۸۰ھ کو قرائن ودلائل سے ترجیح دی ہے۔

۸۶ھ ہجری میں اپنے والد کے ساتھ حج کو گئے وہاں حضرت عبداللہ بن الحارث صحابی سے ملے اور حدیث سنی۔

۹۶ھ ہجری میں پھر حج کو گئے اور جو صحابہ زندہ تھے ان سے ملے۔

درمختار میں ہے کہ امام صاحب نے بیس صحابہ کو دیکھا ہے۔

خلاصہ اکمال فی اسماء الرجال میں ہے کہ چھبیس۲۶ صحابہ کو دیکھا ہے۔

سکونت

امام صاحبؒ کا وطن کوفہ حدیث کا سب سے بڑا مرکز تھا کیونکہ کوفہ میں ہزاروں صحابہ مقیم رہے۔ طبقات ابن سعد میں ایک ہزار سے زیادہ فقہا، کوفہ کا ذکر ہے جن میں ڈیڑھ سو صحابہ ہیں۔ کوفہ میں تین سو صحابہؓ تو بیعت الرضوان میں شریک ہونے والے ہی تھے اور ستر بدری تھے۔ (طبقات ابن سعد)

امام احمد نے سفیان ثوری کا قول نقل کیا ہے کہ احکام حج کے لئے مکہ، قرارت کیلئے مدینہ اور حلال وحرام کے مسائل کے لئے کوفہ مرکز ہیں۔ (معجم البلدان)

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد علوم نبوت کے تین مرکز تھے مکہ، مدینہ وکوفہ۔ مکہ کے صدر مدرس حضرت ابن عباس تھے، مدینہ کے حضرت ابن عمر اور زید بن ثابت اور کوفہ کے حضرت عبداللہ بن مسعود تھے۔ (اعلام الموقعین)

عبدالجبار بن عباس نے بیان کیا کہ میرے والد نے عطاء بن ابی رباح محدث مکہ معظمہ سے ایک مسئلہ دریافت کیا تو فرمایا کہ تمہارا مکان کہاں ہے؟ کہا کوفہ۔ عطاء نے فرمایا کہ تعجب ہے تم مجھ سے مسئلہ پوچھتے ہو۔ مکہ والوں نے تو علم کوفہ والوں سے حاصل کیا ہے۔ (طبقات ابن سعد)

کوفہ میں چار ہزار سے زیادہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے اور آٹھ سو سے زیادہ حضرت ابوہریرہؓ کے شاگرد تھے۔ غرض امام صاحبؒ نے اتنے بڑے علمی مرکز میں تربیت وتعلیم حاصل کی اور علماء حرمین شریفین سے بھی برابر استفادہ فرماتے رہے، اسی لئے امام صاحبؒ

Marfat.com

کے شیوخ کی تعداد چار ہزار تک آئی ہے۔ (شرح سفر السعادت شیخ محدث دہلویؒ و مسند خوارزمی)
حافظ ابن حجر وغیرہ محدثین سے بھی ایسا ہی منقول ہے۔
امام صاحب کے اساتذہ میں صحابہ کے بعد اعلیٰ درجہ کے اہل علم و فضل تابعین تھے۔

امام صاحب کے بارے میں حدیثی بشارت

محدث کبیر علامہ جلال الدین سیوطی شافعیؒ نے تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ میں تحریر کیا ہے کہ حضرت سرور کائنات علیہ افضل الصلوات والتسلیمات نے امام ابوحنیفہ کے بارے میں بشارت دی ہے جس حدیث میں آپ نے فرمایا کہ "اگر علم ثریا پر بھی ہوگا تو کچھ لوگ ابناء فارس کے اس کو ضرور حاصل کرلیں گے۔" (اخرجہ ابونعیم فی الحلیۃ عن ابی ہریرۃؓ)
شیرازی نے "القاب" میں قیس بن سعد بن عبادہ سے ان الفاظ میں روایت کیا کہ "اگر علم ثریا پر بھی معلق ہوگا تو اس کو ابناء فارس کی ایک قوم ضرور حاصل کرلے گی۔"
حدیث ابی ہریرۃؓ مذکور کی اصل صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ان الفاظ سے ہے کہ "اگر ایمان ثریا کے پاس بھی ہوگا تو فارس کے کچھ لوگ اس کو وہاں سے بھی حاصل کرلیں گے۔"
مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ "اگر ایمان ثریا کے پاس بھی ہوگا تو ابناء فارس میں سے ایک شخص اس کو وہاں سے بھی حاصل کرلے گا۔"
قیس بن سعد سے معجم طبرانی کبیر میں اس طرح ہے کہ "اگر ایمان ثریا پر بھی معلق ہوگا کہ عرب اس کو نہ پہونچ سکیں تب بھی رجال فارس اس کو حاصل کرلیں گے۔"
حضرت ابن مسعودؓ سے معجم طبرانی میں اس طرح ہے کہ "اگر دین ثریا پر بھی معلق ہوگا تو اس کو کچھ لوگ ابناء فارس میں سے ضرور حاصل کرلیں گے۔"
یہ سب تفصیل علامہ سیوطیؒ نے ذکر کرکے تحریر کیا ہے کہ یہ حدیث اصل کے اعتبار سے صحیح ہے، بشارت و فضیلت کے باب میں معتمد ہے اور اس کے ہوتے ہوئے امام صاحب کی منقبت میں کسی غیر معتمد حدیث کی ضرورت نہیں جس طرح امام مالک اور امام شافعیؒ کے بارے میں بھی دو حدیثیں بشارت و فضیلت کے طور پر ائمہ نے ذکر کی ہیں اور وہ کافی ہیں۔

امام صاحب تابعی تھے

علامہ ابن حجر مکی شافعیؒ نے شرح مشکوٰۃ شریف میں تصریح کی ہے کہ امام صاحب نے آٹھ صحابہ کا زمانہ پایا ہے۔ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ وہ صحابی ہیں جن کے بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی نے بھی تہذیب التہذیب ص۴۴۹ج۱۰ میں تصریح کی ہے کہ امام صاحبؒ نے حضرت انسؓ کو دیکھا ہے۔
حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے کہ حضرت انسؓ کو جب وہ کوفہ میں تشریف لائے تو امام صاحبؒ نے اُن کو کئی بار دیکھا ہے
نواب صدیق حسن خان صاحب پیشوائے غیر مقلدین نے باوجود تعصب و مخالفت کے "التاج المکلل" میں رویت حضرت انسؓ کا

Marfat.com

اقرار کیا ہے۔ اور خطیب کی تاریخ بغداد سے اس کو نقل کیا۔

غرض حافظ ذہبی، امام نووی، ابن سعد، خطیب بغدادی، دارقطنی، حافظ ابن حجر، ابن الجوزی، حافظ جلال الدین سیوطی، حافظ ابن حجر مکی، حافظ زین عراقی، حافظ سخاوی، ابن مقری شافعی، امام یافعی، امام جزری، ابو نعیم اصفہانی، ابن عبدالبر، سمعانی، عبدالغنی مقدسی، سبط ابن الجوزی، فضل اللہ تورپشتی، ولی عراقی، ابن الوزیر، حافظ بدرالدین عینی، قسطلانی وغیرہ محدثین کبار نے رویت انس رضی اللہ عنہ کو تسلیم کیا ہے جو حدیث صحیح کے مطابق اور محققین محدثین کے اصول پر بھی تابعی ہونے کے لئے کافی ہے۔

اسی لئے حافظ ذہبی نے امام صاحب کو تذکرۃ الحفاظ میں طبقہ خامسہ میں ذکر کیا ہے اور تقریب میں طبقہ سادسہ میں ذکر کرنے کو لغزش قلم قرار دیا گیا ہے۔

تاریخ خطیب صفحہ ۲۰۸ ج ۴ میں ایک قول دارقطنی کی طرف بروایت حمزہ سہمی یہ بھی منسوب کیا گیا ہے کہ جب دارقطنی سے دریافت کیا گیا کہ امام صاحب کا سماع حضرت انس رضی اللہ عنہ سے صحیح ہے یا نہیں؟ تو کہا کہ "نہیں اور نہ رویت ہی صحیح ہے" حالانکہ دارقطنی نے کہا یہ تھا کہ "نہیں مگر رویت صحیح ہے"

شاطر مصححین نے "الا رؤیتہ" کو "ولا رؤیتہ" بنا دیا چنانچہ امام سیوطی کی تبییض الصحیفہ میں حمزہ سہمی سے ہی دارقطنی کا جواب تفصیل سے نقل کیا ہے کہ امام صاحب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یقیناً اپنی آنکھوں سے دیکھا مگر روایت نہیں سنی۔

علامہ ابوالقاسم بن ابی العوام نے اپنی کتاب "فضائل ابی حنیفہ واصحابہ" میں بڑی تفصیل سے امام صاحب کے معاصرین صحابہ کا تذکرہ کیا ہے۔ مکتبہ ظاہریہ دمشق میں یہ کتاب موجود ہے۔ (ذکرہ العلامۃ الکوثری فی تانیب الخطیب ص۱۵)

اس کے علاوہ مسند حصکفی میں ایک روایت بھی امام صاحب کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے یعنی "الدال علی الخیر کفاعلہ" اور یہ حدیث مسند بزار میں بھی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور ابن ابی الدنیا نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

نیز حافظ موفق نے مناقب الامام میں اپنی سند سے بھی امام ابو یوسف کے واسطہ سے امام صاحب سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ "رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا الدال علی الخیر کفاعلہ و اللہ یحب اغاثۃ اللھفان (یعنی جو شخص نیکی کا راستہ بتلائے وہ بھی نیکی کرنے والے کے برابر اجر و ثواب کا مستحق ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ مظلوم و مصیبت زدہ کی مدد و فریاد رسی کو پسند فرماتے ہیں)"

اسی طرح امام موفق نے کئی روایات امام ابو یوسف وغیرہ کے واسطہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے امام صاحب کی زبانی نقل کی ہیں اس سے مخالفین معاندین کی یہ بات بھی رد ہو گئی کہ اگر امام صاحب کی روایت کسی صحابی سے ثابت ہوتی تو آپ کے اصحاب ضرور اس کو روایت کرتے۔ ملاحظہ کر لیجئے کہ ایک امام ابو یوسف ہی سے کتنی روایات منقول ہیں۔

واضح ہو کہ حدیث میں طوبی لمن رآنی و آمن بی و طوبی لمن رأی من رآنی وارد ہے جس سے ایمان کے ساتھ محض رویت پر صحابیت اور اسی طرح محض رویت پر تابعیت کا ثبوت واضح ہے۔ اسی لئے جمہور محدثین نے رویت کے ساتھ روایت وغیرہ کی شرط نہیں لگائی ہے۔ امام رازی نے مقدمہ مناقب الامام میں اس پر بحث کی ہے وہ دیکھ لی جائے۔

Marfat.com

اور ہدیۃ المہدی جلد دوم میں مولانا وحید الزماں صاحب حیدر آبادی پیشوائے غیر مقلدین نے لکھا ہے کہ "تابعی وہ ہے جو کسی صحابی سے حالت ایمان میں ملا ہو" لہٰذا ابو حنیفہؒ بھی اس لحاظ سے تابعین میں سے ہیں کیونکہ انھوں نے حضرت انسؓ صحابی کو دیکھا ہے جس کو ابن سعد نے سند صحیح سے روایت کیا ہے۔

اسی طرح فتاویٰ حافظ ابن حجر میں بھی تصریح ہے کہ "امام صاحبؒ نے ایک جماعت صحابہ کو پایا جو کوفہ میں تھے لہٰذا وہ طبقہ تابعین میں سے تھے اور یہ فضیلت کسی کو آپ کے معاصر ائمہ امصار میں سے حاصل نہ ہوئی مثلاً امام شام اوزاعی، امام بصرہ ہر دو حماد، امام کوفہ سفیان ثوری، امام مدینہ امام مالک، اور امام مصر لیث بن سعد (یعنی ان سب جلیل القدر ائمہ امصار کو شرف تابعیت حاصل نہ ہوا جو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوا۔)

حافظ ابن حجر شافعی کا یہ قول نقل کر کے علامہ ابن حجر مکی شافعی نے "الخیرات الحسان" میں لکھا کہ امام صاحب اجلۂ تابعین میں سے تھے جن کے بارے میں حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۔ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔

یہاں اس امر کی صراحت بھی غالباً بے محل نہ ہوگی کہ امام اعظمؒ امام مالکؒ سے کم از کم پندرہ سال بڑے تھے کیونکہ امام صاحب ۸۰ھ میں پیدا ہوئے (اگرچہ اقوال اس سے قبل پیدائش کے بھی ہیں) اور امام مالکؒ ۹۵ھ میں پیدا ہوئے۔

گویا امام صاحبؒ کا زمانہ امام مالکؒ سے بہت مقدم ہے یہی وجہ ہے کہ صاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین خطیب نے "اکمال فی اسماء الرجال" کے باب ثانی میں ائمہ متبوعین کا تذکرہ کیا تو امام مالکؒ کو سب سے پہلے ذکر کیا اور یہ بھی لکھا کہ ہم نے امام مالکؒ کا ذکر سب سے پہلے اس لئے کیا ہے کہ وہ زمانہ اور مرتبہ کے اعتبار سے مقدم ہیں۔

ملاحظہ کیجیے کہ امام اعظمؒ کو صاحب مشکوٰۃ نے امام مالکؒ سے عمر اور مرتبہ دونوں میں کم قرار دیا۔ یہ ایسے جلیل القدر محدثین کا امام صاحب کے ساتھ انصاف ہے۔

زمانہ کے تقدم و تاخر کو تو ناظرین خود ہی دیکھ لیں کہ پیدائش میں بھی امام صاحب مقدم ہیں اور وفات میں بھی کہ امام صاحبؒ کی وفات ۱۵۰ھ میں ہو جاتی ہے اور امام مالک کی ۱۷۹ھ میں ہوئی۔

اس کے بعد مرتبہ کو دیکھیے کہ حافظ ابن حجر شافعی کی تصریح ابھی آپ پڑھ چکے کہ امام صاحب تابعی تھے اور امام صاحب کے بعد امام مالکؒ بھی تابعی نہیں تھے تو مرتبہ تابعی کا بڑا ہے یا تبع تابعین کا۔

جو امام مالکؒ کو علامہ ابن حجر مکی شافعی نے امام اعظمؒ کے تلامذہ میں شمار کیا ہے [illegible] تو مرتبہ استاد کا زیادہ ہے یا شاگرد کا۔ امام صاحبؒ سے امام مالک کی روایت حدیث پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے اور امام صاحب کی روایت امام مالک سے مشکوک ہے چنانچہ حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ امام صاحب کی روایت امام مالک سے ثابت نہیں ہے اور دارقطنی نے جو روایتیں ذکر کی ہیں ان میں کلام ہے کیونکہ وہ بطور مذاکرہ تھیں بطور تحدیث یا بالقصد روایت نہ تھیں۔

علامہ کوثریؒ نے اپنی بے نظیر محققانہ تصنیف "احقاق الحق بابطال الباطل فی مغیث الخلق" (جو امام الحرمین شافعی کے رد میں لکھی ہے)

Marfat.com

کے آخر میں ۶ صفحہ کا ایک رسالہ بنام "اقوام المسالک فی بحث روایۃ مالک عن ابی حنیفۃ وروایۃ ابی حنیفۃ عن مالک" ملحق کیا ہے جس میں اپنی حسب عادت تحقیق وتدقیق کا حق ادا کردیا ہے۔

اس سے بھی امام مالک کا تلمذ ثابت ہے۔ امام صاحب جب کبھی مدینہ طیبہ حاضر ہوتے تھے امام مالک ان سے علمی مذاکرات کرتے تھے، بعض اوقات پوری پوری رات مذاکرے میں گذر جاتی تھی، ایک دفعہ طویل مذاکرہ کے بعد اُٹھکر اپنے حلقۂ تلامذہ میں امام مالک آئے تو پسینہ میں تر تھے، کسی نے سوال کیا تو فرمایا کہ امام ابوحنیفہ کے ساتھ بحث کرتے کرتے مجھ کو اس قدر پسینہ آگیا ہے (اور اس سے تعجب کیا ہے؟) بیشک وہ بہت بڑے فقیہ ہیں (یعنی ان کے قوی دلائل سے مجھ کو اس قدر متاثر ہونا چاہیئے)۔

ایک بار کسی نے امام صاحب کا حال دریافت کیا تو فرمایا کہ "سبحان اللہ! ان کا کیا کہنا وہ اگر لکڑی کے ستون کے بارے میں دعویٰ کر بیٹھتے کہ یہ سونے کا ہے تو اس کو بھی دلائل کی قوت سے ثابت کردیتے"۔

پھر یہ بھی ثابت ہے کہ امام مالک امام اعظم کی کتابوں کی کھوج میں رہتے تھے اور بڑی کوشش سے حاصل کرکے مطالعہ کرتے اور مستفید ہوتے تھے۔ یہ بھی منقول ہے کہ ساٹھ ہزار مسائل امام صاحب کے اُن کو پہونچے، اور خود امام مالک کا تالیفی دور امام صاحب کی وفات کے بعد شروع ہوا ہے، اس لئے ان سے امام صاحب کے مستفید ہونے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

شاید صاحب مشکوٰۃ کے نظریۂ مذکورہ بالا کے تتبع میں ہی بعض غیر مقلدین نے مزید ترقی کرکے یہ بھی دعویٰ کردیا کہ امام اعظم نہ صرف امام مالک کے شاگرد تھے بلکہ تلمیذ التلمیذ تھے یعنی ایک مرتبہ اور نیچے گرادیا اور اس کا ثبوت بھی فراہم کردیا جس کی پوری سرگذشت مولانا امیر علی صاحب تلمیذ خاص مولانا سید نذیر حسین صاحب دہلویؒ محشی تقریب التہذیب نے تذہیب کے ص۵ پر لکھی ہے۔ مزید بصیرت کے لئے دیدۂ عبرت کشا سے اس کو بھی پڑھتے چلیئے!

"بعض اہل حدیث نے جن کے پاس احادیث کا صرف اتنا علم ہوتا ہے کہ اس سے اپنی متعصبانہ ذہنیت کا مظاہرہ کرسکیں لکھدیا ہے کہ "امام ابوحنیفہ نے ابوالولید طیالسی سے اور انھوں نے امام مالک سے روایت کی ہے لہذا امام صاحب امام مالک کے شاگرد کے شاگرد ہوئے لیکن حنفیہ کو تعصب نے اندھا کردیا ہے اس لئے وہ ان کے تلمذ کو تسلیم نہیں کرتے"، حالانکہ یہ بات سراسر غلط ہے کیونکہ یہ ابوالولید طیالسی سے روایت کرنے والے ابوحنیفہ نہیں ہیں بلکہ ابوخلیفہ ہیں۔ لہذا تعصب سے اندھا ہونے کی بات ایسے کم علم اہل حدیث پر ہی الٹی پڑتی ہے۔ نعوذ باللہ من شر العصبیۃ"۔

راقم الحروف کے سامنے اس وقت صاحب مشکوٰۃ کی "اکمال" مذکور کھلی ہوئی ہے، حاشا وکلا! اُن کی جلالت قدر سے، یا اُن کی بیش بہا اور گرانقدر کتاب مستطاب "مشکوٰۃ شریف" کی عظمت وافادیت سے سرمو انحراف وانکار نہیں مگر چونکہ یہ ہمارے درسی سلسلہ کی اہم کتاب ہے اس لئے بنظر افادۂ طلبہ علم دو تین باتیں اور بھی لکھتا ہوں۔

ص۶۲۳ پر امام مالکؒ کا ذکر مبارک دو کالم میں کرنے کے بعد امام صاحب کا ذکر خیر بھی ایک کالم میں کیا ہے۔ تحریر فرمایا کہ "امام صاحب نے چار صحابہ کا زمانہ پایا حضرت انسؓ وغیرہ کا مگر نہ کسی صحابی سے ملے اور نہ کسی سے روایت کی"۔ پھر امام صاحب سے روایت کرنے والوں میں امام مالک کا کچھ ذکر نہیں، خلیفہ منصور نے اُن کو کوفہ سے بغداد منتقل کردیا تھا جہاں وہ مقیم ہوئے اور وفات پائی۔

Marfat.com

ابن ہبیرہ نے کوفہ کی قضا قبول نہ کرنے پر کوڑوں کی سزا دی، پھر کچھ حضرات کے اقوال امام صاحب کی منقبت میں ذکر کئے ہیں امام صاحب کی درسی، افتائی اور بے نظیر علمی کارنامہ تدوین فقہ وغیرہ مہمات کا کوئی ذکر فکر نہیں۔ اور بس۔

ان کے بعد امام شافعیؒ کا ذکر مبارک تقریباً چار کالم میں ہے۔ اس میں امام محمدؒ کی خدمت میں رہنا، تلمذ، ان سے غیر معمولی استفادہ اور اس سلسلہ کی چیزیں جن کو امام شافعیؒ نے خود بڑی اہمیت سے بیان کیا ہے وہ سب ان کے تذکرہ میں سے حذف ہو گئیں البتہ امام مالکؒ کے تلمذ کا تذکرہ اچھی تفصیل سے فرمایا ہے۔

پھر لکھا ہے کہ ان کے فضائل کا شمار نہیں ہو سکتا وہ دنیا کے امام تھے، مشرق و مغرب کے عالم تھے اور اللہ تعالیٰ نے اُن کو وہ علوم و مفاخر عطا کئے تھے جو اُن سے پہلے اور اُن کے بعد کسی امام کے لئے جمع نہیں کئے اور اُن کا ذکر دنیا میں اس قدر پھیلا کہ کسی کا ذکر اتنا نہیں پھیلا۔ وغیرہ

اس کے بعد امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی وغیرہ کے تذکرے ہیں۔

علم

حضرت حمادؒ کے حلقہ درس میں ان کے سوا کوئی اور استاد کے سامنے نہ بیٹھتا تھا۔ دس برس ان کی خدمت میں رہے تھے کہ ایک دفعہ اپنی جگہ بٹھا کر حماد باہر گئے۔ امام صاحب لوگوں کے سوالات کے جواب دیتے رہے جن میں وہ مسائل بھی آئے جو استاد سے نہ سنے تھے۔

استاد کی واپسی پر وہ سب مسائل ان کی خدمت میں پیش کئے جن کی تعداد ساٹھ[۶۰] تھی، اُستاد نے چالیس[۴۰] سے اتفاق کیا بیس[۲۰] سے اختلاف، امام صاحبؒ نے قسم کھائی کہ ساری عمر حاضر رہوں گا چنانچہ استاد کی وفات تک ساتھ رہے۔ کل زمانہ رفاقت اٹھارہ[۱۸] سال ہوا۔

حضرت حمادؒ کے صاحبزادے اسماعیل نے بیان کیا کہ ایک بار والد سفر میں گئے اور کچھ دن باہر رہے واپسی پر میں نے پوچھا۔ ابا جان! آپ کو سب سے زیادہ کس کے دیکھنے کا شوق تھا؟ فرمایا ابوحنیفہ کے دیکھنے کا۔ اگر یہ ہو سکتا کہ میں کبھی نگاہ ان کے چہرے سے نہ اٹھاؤں تو یہی کرتا۔

عبادت و ورع

حضرت عبداللہ بن مبارک کا قول ہے کہ میں نے کوفہ ہو کر پوچھا کہ کوفہ والوں میں سب سے زیادہ پارسا کون ہے؟ لوگوں نے کہا ابوحنیفہ۔ ان ہی کا یہ بھی قول ہے کہ میں نے ابوحنیفہ سے زیادہ کوئی پارسا [illegible] کوڑوں سے، مال و دولت سے ان کی آزمائش کی گئی۔

سفیان بن عیینہ کا قول ہے کہ ہمارے وقت میں کوئی آدمی مکہ میں ابوحنیفہ سے زیادہ نماز پڑھنے والا نہیں آیا۔

ابو مطیع کا قول ہے کہ میں قیام مکہ کے زمانہ میں رات کی جس ساعت میں طواف کو گیا ابوحنیفہ و سفیان ثوری کو طواف میں مصروف پایا۔

ابوعاصم کا قول ہے کہ کثرت نماز کی وجہ سے ابوحنیفہ کو لوگ میخ کہنے لگے تھے

Marfat.com

شب بیداری وقرآن خوانی یحییٰ بن ایوب الزاہد کا قول ہے کہ امام ابوحنیفہ رات کو نہیں سوتے تھے۔
اسد بن عمرو کا قول ہے کہ ابوحنیفہ شب کی نماز میں ایک رکعت میں پورا قرآن مجید ختم کردیتے تھے اور یہ بھی کہا کہ جس مقام پر وفات ہوئی ہے وہاں امام صاحب نے سات ہزار ختم کئے تھے۔

ابوالجویریہ کا قول ہے کہ میں حماد بن ابی سلیمان، محارب بن دثار، علقمہ بن مرثد، عون بن عبداللہ اور امام ابوحنیفہ کی صحبت میں رہا ہوں میں نے ان سب میں کسی کو ابوحنیفہ سے بہتر شب گذار نہیں پایا۔ چھ مہینوں ان کی صحبت میں رہا لیکن ایک رات بھی ان کو پہلو لگاتے نہیں دیکھا۔

مسعر بن کدام نے بیان کیا کہ میں ایک رات مسجد میں گیا تو کسی کے قرآن مجید پڑھنے کی دلکش آواز سنی جو دل میں اتر گئی، وہ پڑھتے ہی رہے یہاں تک کہ پورا کلام مجید ایک رکعت میں ختم کردیا۔ میں نے دیکھا تو وہ ابوحنیفہ تھے۔

خارجہ بن مصعب کا قول ہے کہ خانہ کعبہ میں چار اماموں نے پورا قرآن پڑھا ہے حضرت عثمانؓ، تمیم داریؒ، سعید بن جبیرؒ اور امام ابوحنیفہؒ

قاسم بن معن کا بیان ہے کہ ایک رات امام ابوحنیفہ نے نماز میں یہ آیت پڑھی بل الساعۃ موعدھم والساعۃ ادھی وامر تمام رات اس کو دہراتے رہے اور شکستہ دلی سے روتے رہے۔

جود وسخاوت اور امداد مستحقین ہر شخص کی التجا وآرزو پوری کرتے تھے سب کے ساتھ احسان کرتے، مال تجارت بغداد بھیجتے اس کی قیمت کا مال کوفہ منگواتے سالانہ منافع جمع کرکے شیوخ محدثین کے لئے ضرورت کی اشیاء خرید لیتے، خوراک، لباس وغیرہ جملہ ضروریات کا انتظام کرتے اور نقد بھی دیتے۔

امام ابو یوسف کا قول ہے کہ امام صاحب ہر سائل کی حاجت پوری کرتے تھے، دربار کے عطیوں سے ہمیشہ بچتے رہے، خلیفہ منصور نے اُن کو ایک مرتبہ تیس ہزار روپے بھیجے انھوں نے خلاف مصلحت سمجھا کہا کہ میں بغداد میں غریب الوطن ہوں اجازت دیجئے کہ یہ رقم خزانہ شاہی میں ہی میرے نام سے جمع ہوتی رہے، منصور نے منظور کیا، بعد وفات منصور نے سنا کہ اس حیلہ سے احتراز کیا ہے اور یہ بھی سنا کہ امام صاحب کے پاس لوگوں کی امانتیں پچاس ہزار روپے کی تھیں جو بعد وفات بجنسہ واپس کردی گئیں۔ تو کہا کہ ابوحنیفہ میرے ساتھ چال چل گئے۔ امانت داری مسلم تھی۔ وکیع کا قول ہے کہ واللہ ابوحنیفہ بڑے امین تھے اللہ کی جلالت وکبریائی ان کے دل میں بھری ہوئی تھی اور کہا کہ امام صاحب جب اپنے بال بچوں کیلئے کپڑے بناتے تو ان کی قیمت کے برابر صدقہ کردیتے اور جب خود نیا کپڑا پہنتے تو اس کی قیمت کے برابر شیوخ علماء کے لئے لباس تیار کراتے۔ جب کھانا سامنے آتا تو اپنی خوراک کے مقدار سے دوگنا نکال کر کسی محتاج کو دیدیتے۔

دور عقل وزیرکی اور باریک نظری یہ عنوان خطیب نے مستقل قائم کیا ہے اور ہم اسی سلسلے میں مادحین امام اعظمؒ کے اقوال کے ضمن میں ثبوت پیش کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

امام صاحبؒ کے اساتذہ محدثین

حافظ ابن حجر مکی شافعی نے الخیرات الحسان میں لکھا ہے کہ امام صاحب نے چار ہزار اساتذہ سے حدیث حاصل کی۔ امام سیوطی نے

تبییض الصحیفہ میں اور امام موفق اور امام کردری نے مناقب میں امام صاحب کے بہت سے شیوخ و اساتذہ کے نام لکھے ہیں۔ واضح ہو کہ امام صاحب کے اساتذہ میں سے اکثر تابعین اور صحابہ کے شاگرد ہیں جن کی روایتیں کثرت سے صحاح ستہ میں موجود ہیں۔ اور جن کی روایات بعض محدثین نے نہیں لیں وہ یا تو بعد زمانہ کے سبب ان کے عدم معرفت کی وجہ سے ہوا، یا مخالفوں، حاسدوں کی افتراء پردازیوں کے باعث کسی غلط فہمی کی وجہ سے۔

اور چونکہ تحقیق حال کی سعی نہیں کی اس لیے اُن کو اپنے اساتذہ کے سلسلہ میں نہیں لیا مثلاً امام بخاری کے بعض اساتذہ ایسے بھی ہیں کہ امام مسلم وغیرہ نے ان میں کلام کر کے ان کی روایات کو داخل صحاح نہیں کیا اور بخاری کے نزدیک وہ ثقہ تھے اس لیے اُن کو اسناد دینا پڑا امام صاحب نے بھی اپنے سب اساتذہ کو ذاتی تحقیق حال کے بعد اسناد دینا پایا تھا اس لیے ان میں کسی کلام کی گنجائش نہیں۔

الحاصل امام صاحب کو جتنی روایات ان کے شیوخ سے پہنچیں ان کی صحت میں کلام نہیں اور اگر کسی روایت میں متاخرین کو تامل ہو تو بمقابلہ تقدم زمان و قلت وسائط و جلالت شان امام صاحب و دیگر قرائن قابل اعتبار نہیں۔

امام صاحب کا تفوق حدیث دوسرے اکابر علماء کی نظر میں

یزید بن ہارون میں نے علماء سے سنا ہے کہ ابوحنیفہ کے زمانہ میں ان کا مثل تلاش کیا گیا مگر نہ ملا [illegible] اعظم الناس ہیں۔ (مناقب موفق)

ابوبکر بن عیاش ابوحنیفہ اپنے زمانہ کے لوگوں میں افضل تھے۔

ابویحیی حمانی میں نے ابوحنیفہ سے بہتر شخص کبھی نہیں دیکھا۔ (مناقب موفق) ایک روز [illegible] ایک قوم آئی اور ابوحنیفہ کا ذکر کر کے پوچھا کہ آپ کا کیا حال تھا؟ کہا وہ ایک ایسے شخص تھے [illegible] آ گئے۔ (کردری، موفق، انتصار)

خارجہ بن مصعب میں ایک ہزار سے زیادہ علماء سے ملا ہوں مگر علم و عقل میں میں نے کسی کو ابوحنیفہ کا نظیر نہیں پایا علم سے مراد اس دور میں اکثر علم حدیث ہی ہوتا تھا [illegible] ورع و تقویٰ کی وجہ سے آدمی کی یہ حالت ہو جاتی تھی کہ اپنے نفس کو حقیر سمجھ کر متواضع ہو جاتا تھا۔ (موفق، کردری و انتصار)

عبداللہ بن مبارک کسی نے امام صاحب کا ذکر بے ادبی سے کیا تو فرمایا "تمام علماء [illegible] ابوحنیفہ [illegible] ہمارا پیچھا چھوڑو اور ہم کو عذاب میں مت ڈالو میں ان کی مجلس میں [illegible] مجلس میں میں اپنے آپ کو جس قدر ذلیل پاتا تھا اور کسی مجلس میں نہیں پایا۔ اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ [illegible] امام ابوحنیفہ پر کسی کو مقدم نہ کرتا۔ (موفق، انتصار)

سفیان ثوری ابوحنیفہ کی مخالفت ایسا شخص کرتا ہے جو ان سے قدر و مرتبہ [illegible] افسوس ہے کہ بعد کے دور میں ان سے [illegible] لوگوں نے مخالفت کی۔

سفیان بن عیینہ عبداللہ بن عباسؓ اپنے زمانہ کے عالم تھے ان کے بعد [illegible]

Marfat.com

اپنے زمانہ کے عالم ہوتے یعنی ان قرون ثلاثہ میں ہر ایک اپنے دور میں بے مثل تھا۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ ابوحنیفہ کا مثل میری آنکھوں نے نہیں دیکھا۔ (خیرات حسان)

مسیب بن شریک | اگر تمام شہروں کے لوگ اپنے اپنے علماء کو لائیں اور ہم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو پیش کریں تو وہ ہمارا مقابلہ نہ کر سکیں گے۔ (کردری)

خلف بن ایوب:۔ امام صاحب کے زمانہ میں ان سے بڑھا ہوا علم میں کوئی نہ تھا۔ (کردری)

ابومعاذ خالد بن سلیمان بلخی:۔ ابوحنیفہ سے افضل شخص میں نے نہیں دیکھا۔ (موفق و کردری)

عبدالرحمٰن بن مہدی:۔ ابوحنیفہ علماء کے قاضی القضاۃ ہیں (یعنی ان کے فیصلہ کو کوئی توڑ نہیں سکتا)۔ (موفق، انتصار، کردری)

مکی بن ابراہیم | امام ابوحنیفہ اپنے زمانہ کے علماء میں اعلم تھے یعنی علم میں سب سے زیادہ تھے، حالانکہ امام صاحب کے زمانہ کے علماء میں امام مالک، اوزاعی، سفیان ثوری، مسعر اور عبداللہ بن مبارک وغیرہ صدہا محدثین تھے جن کے شاگردوں میں اصحاب صحاح ستہ کے معتمد اساتذہ تھے۔ (تبییض الصحیفہ و خیرات حسان)

یہ مکی بن ابراہیم حدیث و فقہ میں امام صاحب کے شاگرد اور امام بخاری وغیرہ کے استاد ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ) امام بخاری ان کی شاگردی پر جس قدر ناز کریں کم ہے کہ صحیح بخاری کو جو ۲۲ ثلاثیات کا فخر حاصل ہے ان میں سے ۱۱ حدیثیں انہی کے طفیل سے ہیں اور باقی میں سے بھی ۹ ثلاثیات حنفی رواۃ سے ہیں اور صرف ۲ غیر حنفی رواۃ سے ہیں۔

شداد بن حکیم | امام ابوحنیفہ سے زیادہ علم والا ہم نے نہیں دیکھا۔ (تبییض الصحیفہ) فرمایا کہ نوح بن مریم جب کوئی روایت حلف سے بیان کرتے تو اس کے آخر میں امام صاحب کا قول ضرور بیان کرتے اور کہتے کہ جس طرح امام صاحب نے اس کی تفسیر و تشریح کی ہے کسی نے نہیں کی۔ (کردری)

امام مالک | امام شافعی نے امام مالک سے کئی محدثین کا حال دریافت کر کے امام ابوحنیفہ کا حال دریافت کیا تو فرمایا "سبحان اللہ وہ عجیب شخص تھے، ان کا مثل میں نے نہیں دیکھا۔ (الخیرات الحسان)

معروف بن حسان | میں نے جن علماء کو دیکھا اور برتا ان میں امام ابوحنیفہ کا مثل علم، فقہ، ورع اور صیانت نفس میں نہیں دیکھا۔ (موفق، انتصار، کردری)

یوسف بن خالد السمتی:۔ امام ابوحنیفہ دریائے بے پایاں تھے، ان کی عجیب بن قی ہیں نے ان کا مثل دیکھا نہ سنا۔ (موفق، انتصار، کردری)

قاضی ابن ابی لیلی:۔ امام ابویوسف سے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ کو مضبوط پکڑنا فقہ اور علم میں ان کا مثل نہیں ہے۔ (موفق و انتصار)

سعید بن ابی عروبہ | کئی مسائل میں امام صاحب سے گفتگو کی۔ آخر میں کہا کہ ہم نے جو متفرق اور مختلف مقامات سے حاصل کیا تھا وہ سب آپ کے پاس مجتمع ہے (یعنی جو حدیثیں انھوں نے خلق کثیر سے بہ تصریح ذہبی حاصل کی تھیں وہ سب امام صاحب کے پاس مجتمع تھیں)۔ (انتصار و کردری)

خلف بن ایوب | امام ابوحنیفہ ایک نادر الوجود شخص ہیں۔ (موفق، انتصار) علم خدا کی طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا پھر صحابہ میں تقسیم ہوا پھر تابعین میں، ان کے بعد ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب میں آیا۔ (تبییض الصحیفہ)

Marfat.com

بحرسقا میں امام ابوحنیفہ سے علمی مسائل میں بحث کیا کرتا تھا۔ ایک روز انھوں نے کہا کہ تم اپنے نام کی طرح بحر ہو۔ میں نے کہا کہ اگر میں بحر ہوں تو آپ بحور ہوں۔ (موفق، انتصار، کردری)

حسن بن زیاد لولوی:۔ امام ابوحنیفہ ایک دریائے بے پایاں تھے ان کے علم کی انتہا نہیں معلوم ہو سکی (موفق، انتصار)

اسرائیل بن یونس اس زمانہ میں لوگ جن چیزوں کے محتاج ہیں امام صاحب ان کو سب سے زیادہ جانتے تھے۔ (کردری)
جس حدیث میں فقہ کا کوئی مسئلہ ہو اس کو امام ابوحنیفہ خوب یاد رکھتے تھے (تبییض الصحیفہ)

یہ اسرائیل وہ ہیں کہ تہذیب التہذیب میں حافظ ابن حجر نے کہا کہ خلق کثیر نے حدیث میں ان [illegible] حافظ پر اعتماد [illegible] کیا کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ لوگوں کو فقہ وحدیث دونوں ہی کی شدید ضرورت تھی۔ تو گویا امام صاحب کو دونوں میں امام تسلیم کیا چنانچہ یہی [illegible] کہا کرتے تھے کہ آپ فقہ وحدیث دونوں کو خوب جانتے ہیں۔

حفص بن غیاث:۔ امام ابوحنیفہ جیسا عالم ان احادیث کا میں نے نہیں دیکھا جو احکام میں مفید وصحیح ہوں۔ (کردری)

ابوعلقمہ میں نے بہت سی حدیثیں جو اساتذہ سے سنی تھیں امام ابوحنیفہ پر پیش کیں انھوں نے ہر ایک کا ضروری حال بیان کر دیا کہ فلاں لینے کے قابل ہے اور فلاں نہیں۔ اب مجھے افسوس ہوتا ہے کہ کل حدیثیں ان کو کیوں نہ سنائیں۔ (موفق، کردری، انتصار)

معلوم ہوا کہ امام صاحب حدیث میں بھی امام تھے اور اسی لئے محدثین ابوداؤد وغیرہ نے آپ کو امام [illegible] ہے۔

ابراہیم بن طہمان:۔ امام ابوحنیفہ ہر بات کے امام ہیں۔ (کردری)

ابوامیہ:۔ ان سے پوچھا گیا کہ عراق سے جو علماء آپ کے پاس آئے ان میں افقہ کون ہے؟ [illegible] (کردری)

ابن مبارک فرمایا کرتے تھے کہ تم لوگ امام اعظم کی نسبت یہ کہو کہ مسئلہ ہو کہ وہ حدیث نہیں جانتے۔ (کردری)
اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ [illegible] امام صاحب [illegible]
جس کی اتباع سب محدثین کو کرنی چاہئے [illegible]

امام ابویحییٰ زکریا بن یحییٰ نیشاپوری [illegible]
[illegible]
انتفاع کرتے نکالا ہوں۔ (موفق، انتصار، کردری)

اور [illegible] کردری میں بھی روایت موجود ہے [illegible]
میں آپ سب سے فرمایا کرتے تھے کہ اپنے اپنے پاس جو آثار واحادیث ہوں بیان کرو [illegible]
میں اپنے پاس کی احادیث پیش کرتے تھے جس طرح [illegible] سب دوسروں
کے پاس روایت نہ ہوتی تو آپ پیش کر دیا کرتے تھے۔

غرض بلاشبہ یہ دونوں روایتیں [illegible]
علیہ وسلم کی صحبت مبارکہ سب صحابہ سے زیادہ آپ کو [illegible]
کہہ سکتا ہے کہ ان کے پاس احادیث نہ تھیں۔ [illegible]

Marfat.com

پھر آپ کے مخصوص و ممتاز کمالات کی وجہ سے سیکڑوں بڑے بڑے محدثین آپ کے پاس جمع ہوگئے تھے اور جب کوئی نیا عالم کوفہ آتا تو اپنے تلامذہ کو بھیجتے تھے کہ کوئی نئی حدیث ان کے پاس ہو تو لاؤ۔ پھر امام صاحب کے پاس احادیث رسول میں سے ناسخ و منسوخ کا علم بہت بڑا تھا جس کا تفحص امام صاحب خاص طور سے ہمیشہ رکھتے تھے اور احادیث کے معانی و مطالب کا فہم بھی غیر معمولی تھا۔ یہ اور اسی قسم کے دوسرے کمالات کی طرف اشارات و تصریحات علماء و محدثین سے بہ کثرت وارد ہیں۔

حافظ محمد بن میمون یہ حافظ فرمایا کرتے تھے کہ امام ابوحنیفہ کے افادات سننے میں جس قدر خوشی مجھے حاصل ہوتی ہے لاکھ اشرفی ملنے میں بھی نہیں حاصل ہوسکتی۔ (موفق، انتصار، خیرات، کردری)

معروف بن عبداللہ نے فرمایا کہ میں ایک روز علی بن عاصم کی مجلس میں تھا انھوں نے سب سے فرمایا کہ تم لوگ علم سیکھو۔ ہم نے کہا کیا آپ سے جو کچھ ہم سیکھتے ہیں وہ علم نہیں ہے؟ فرمایا علم وہ ہے جو امام ابوحنیفہ جانتے ہیں اگر امام صاحب کا علم ان کے زمانہ کے تمام علماء کے علم کے ساتھ وزن کیا جاتا تو اُن ہی کا علم غالب ہوتا۔ (موفق، انتصار، کردری)

ابوسفیان حمیری امام ابوحنیفہ امت کے بہترین اشخاص سے ہیں سخت مشکل مسائل کا کشف اور احادیث مبہمہ کی تفسیر جو انھوں نے کی کسی سے نہ ہوسکی۔ (موفق، انتصار، کردری)

مقاتل بن سلیمان میں نے امام ابوحنیفہ کو علم کی تفسیر کرتے دیکھا۔ وہ ایسی تفسیر و تشریح کرتے تھے کہ اس سے تسکین ہوجاتی تھی۔ (موفق، انتصار، کردری)

فضل بن موسیٰ سینانی ہم حجاز و عراق کے علماء کی مجلسوں میں پھرا کرتے تھے مگر جو برکت و نفع امام ابوحنیفہ کی مجلس میں تھا وہ کہیں نہ تھا۔ (مناقب موفق)

وکیع مشہور محدث کبیر، امام بخاری وغیرہ کے شیوخ کبار میں تھے، ان کی مجلس میں ایک حدیث پیش ہوئی جس کا مضمون بہت مشکل تھا وہ حیرت ہوگئے اور ٹھنڈی سانس بھر کر کہا اب ندامت سے کیا فائدہ؟ وہ شیخ یعنی ابوحنیفہ اب کہاں ہیں جن سے یہ اشکال حل ہوتا۔ (کردری)

ابن مبارکؒ فرمایا کرتے تھے کہ ابوحنیفہ کی رائے مت کہو بلکہ حدیث کی تفسیر کہو۔ (موفق، انتصار، کردری)
امام صاحب کی قبر پر کھڑے ہوکر کہا کہ ابراہیم نخعی اور حماد نے مرتے وقت اپنا خلیفہ چھوڑا تھا۔ خدا آپ پر رحم کرے کہ آپ نے اپنا خلف نہیں چھوڑا۔ یہ کہہ کر دیر تک زار زار روتے رہے۔ (خیرات)

یہ ہیں تمام محدثین کے شیخ اعظم جن کی تعریف میں محدثین نے دفتر کے دفتر لکھے ہیں لیکن آپ نے دیکھا کہ وہ خود کس جوہر قابل کی یاد میں مرمٹ رہے تھے۔ کچھ لوگوں نے ایسی باتیں بھی گھڑی ہیں کہ ابن مبارک نے کہا کہ ہم شروع زمانہ میں امام صاحب کے پاس غلط فہمی میں گئے مگر پھر ترک کردیا۔ کیا ایسے دروغ بے فروغ چند قدم بھی چل سکتے تھے۔

بالاتفاق سب مورخین نے لکھا ہے کہ یہ شیخ اعظم جس نے دنیائے حدیث کے گوشہ گوشہ میں جاکر لاکھوں روپے اسفار پر صرف کرکرکے اس دور خیر القرون کے ایک ایک محدث سے حدیثیں حاصل کی تھیں اور اپنے سینہ سے لاکھوں احادیث لگائے پھرتے تھے وہ جب امام صاحب کے پاس آئے تو آخر تک آپ سے جدا نہ ہوئے اور انتقال کے بعد بھی ان کی قبر مبارک پر کھڑے

Marfat.com

ہوئے کیا فرما رہے ہیں۔

یہ عجیب بات ہے کہ جھوٹی باتیں چلتی کرنے میں فرقۂ روافض کے بعد امام صاحب کے معاندین وحاسدین اہل حدیث کا نمبر معلوم ہوتا ہے۔ یہ بات حد درجہ افسوس ناک ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے۔

بعض محدثین نے یہ بھی کہا ہے کہ ابن مبارک امام صاحب سے علم میں بڑھے ہوئے تھے اسی پر ابوسعید بن معاذ مشہور محدث نے کہا تھا کہ ان لوگوں کی مثال رافضیوں کی سی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنا امام بنایا لیکن خود حضرت علیؓ نے جن کو اپنا امام بنایا تھا یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ ان کو امام نہیں سمجھتے اور طرح طرح سے اُن میں عیب نکالتے ہیں۔ اسی طرح یہ لوگ بھی ابن مبارک کو اپنا امام قرار دیتے ہیں اور خود انھوں نے جن امام اعظم کو اپنا امام وپیشوا بنایا تھا اُن کو کوئی درجہ دینے کو تیار نہیں۔

حالانکہ امام صاحب کے فضل وعلم کا اعتراف ان کے معاصرین تک نے بھی کیا ہے۔ مشہور ہے کہ امام سفیان ثوری کے بھائی کا انتقال ہوا۔ امام صاحب تعزیت کو گئے تو حضرت سفیان اُن کو دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے معانقہ کرکے اپنی جگہ بٹھایا اور خود روبرو بیٹھ گئے۔ امام صاحب کے جانے کے بعد ابوبکر بن عیاش نے کہا کہ آپ کے طرزِ عمل سے ہم سب اہل مجلس کو تکلیف ہوئی۔ فرمایا کیا بات ہے؟ کہا کہ آپ ابوحنیفہ کے لئے اُٹھے اور ان کو اپنی جگہ بٹھا کر خود سامنے شاگردوں کی طرح بیٹھ گئے۔

فرمایا اعتراض کی کیا بات ہے؟ میں ایسے شخص کے لئے اٹھا جو علم میں اعلیٰ درجہ پر ہے اور اگر فرض کرو کہ علم کی وجہ سے نہ بھی اٹھتا تو عمر کے لحاظ سے اٹھنا تھا، اگر عمر کی وجہ سے بھی نہ اُٹھتا تو اُن کے فقہ کی وجہ سے اُٹھنے کی ضرورت تھی۔ ابوبکر کہتے ہیں کہ اس کا جواب مجھ سے نہ ہوسکا۔

ایسے واقعات ایک دو نہیں بیسیوں ہیں۔ مگر غیر مقلدین زمانہ نے رافضیوں کی طرح امام صاحب کی برائیاں تلاش کرکے پروپیگنڈا کیا ہے اور ہمارے صوفی صافی بزرگ تقیوں سے اس کے مقابلہ میں امام صاحب کی خوبیوں کا پروپیگنڈا کچھ بھی نہیں کیا جس سے سادہ لوح ناواقف لوگ غیر مقلدوں کے دام میں پھنس جاتے ہیں۔

امام صاحب کے خلاف جس قدر مواد جمع ہوسکتا تھا خطیب نے اپنی تاریخ میں اس کو یک جا جمع کیا ہے جس کو ہر جگہ کے غیر مقلدوں نے بڑی مسرت کے ساتھ شائع کیا مگر علامہ کوثری کے درجات ہمدا بلند کرے تانیب الخطیب میں ہر واقعہ کی سند پر کلام کرکے اس کی قلعی کھولی ہے اور امام صاحب و اصحاب امام کے بارے میں بھی جس قدر جھوٹی حکایات گھڑی گئی تھیں اور شائع کی گئیں سب کا جھوٹ نمایاں کرکے اُمت مرحومہ پر احسان عظیم کیا ہے۔

علامہ محدث ابن حجر مکی شافعی نے الخیرات الحسان فی مناقب النعمان میں لکھا ہے کہ ایک بار امام صاحب [illegible] کا حج میں ساتھ ہوگیا تو سفیان ثوری نے یہ بات لازم کرلی تھی کہ جہاں امام صاحب کو دیکھتے [illegible] تھے اور جب کوئی مسئلہ ان سے پوچھا جاتا تو خاموش ہوجاتے تاکہ امام صاحب ہی جواب دیں [illegible]۔

کیا سفیان ثوری بھی تقیہ کیا کرتے تھے کہ ہمیشہ تعریفیں کرتے رہے اور انتقال کی خبر پہنچی تو بروایت نعیم خزاعی امام صاحب کی وفات پر خوشی کا اظہار کیا کہ اسلام کو سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والا چل بسا۔

کچھ ٹھکانہ ہے اس جھوٹ کا اور اس کے پر لگانے والے امام بخاری جیسے محتاط محدث کس طرح نقل با ور نہیں کرتی کہ امام بخاری

Marfat.com

جیسا بال کی کھال نکالنے والا شخص اور وہ جس نے سب سے پہلے وکیع اور ابن مبارک کی کتابیں یاد کیں اور تحصیل علم کے لئے ہر ہر شہر پہنچے بار بار گئے۔ اور کوفہ و بغداد تو اتنی دفعہ گئے کہ خود کہتے ہیں کہ ان کا شمار میں نہیں کر سکتا۔ کیا امام صاحب اور آپ کے اخص اصحاب کے صحیح حالات سے ان کو ایسی بے خبری ہو اور وکیع، ابن مبارک، مکی بن ابراہیم اور دوسرے اپنے بیسیوں شیوخ سے جو امام صاحب اور صاحبین کے شاگرد تھے، ان حضرات کے بارے میں اچھی باتیں نہ پہنچی ہوں؟ ہاں پہنچیں تو نعیم سے اور جیسی خبریں۔ حالانکہ سب اکابر رجال لکھتے ہیں کہ نعیم ترویج سنت کے لئے جھوٹی روایتیں کیا کرتے تھے اور امام صاحب پر طعن کرنے کیلئے جھوٹی حکایات گھڑا کرتے تھے۔

یا اپنی تاریخ ہی میں نقل کیا تو اپنے شیخ حمیدی کا قول کہ امام صاحب سنت حج کے موقعہ پر ایک حجام سے تین مسئلے سیکھے۔ بس اتنا علم تھا جس پر لوگوں نے ان کو قابل تقلید سمجھ لیا۔ ع بسوخت جان زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست۔

امام صاحب کے معاندین وحاسدین یا جن لوگوں نے کسی غلط فہمی سے ان پر طعن کیا سب پر بحث دوسری جگہ مستقل آئے گی اس لئے یہاں ترک کرتا ہوں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ سب سے زیادہ اس بارے میں امام بخاری کا رویہ قابل حیرت ہے اور کبھی کبھی تو دل کا میلان اس طرف بھی ہو جاتا ہے کہ کہیں یہ سب عبارتیں بھی امام بخاری کی تاریخ میں بعد کے لوگوں نے نہ داخل کر دی ہوں۔ واللہ اعلم

ابن مبارک ہی اپنے شاگردوں سے کہا کرتے تھے کہ آثار و احادیث کو لازم سمجھو مگر ان کے معانی کے لئے "ابوحنیفہ" کی ضرورت ہے کیونکہ وہ حدیث کے معنی جانتے ہیں۔ (موفق، انتصار، کردری)

امام ابو یوسفؒ

امام صاحبؒ کی وفات کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ کاش! امام صاحبؒ کی ایک مجلس مجھے نصیب ہوتی اور میں آدھا مال اس کے لئے صرف کر دوں۔ لکھا ہے کہ اس زمانہ میں ان کی ملکیت میں بیس لاکھ روپے تھے کسی نے اس آرزو کی وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ "بعض مسائل میں شبہات ہیں جن کو امام صاحب ہی حل فرما سکتے تھے۔ (کردری)

زہیر بن معاویہؒ

"خدا کی قسم امام ابوحنیفہ کے پاس ایک روز بیٹھنا میرے پاس ایک مہینہ بیٹھنے سے زیادہ نفع بخش ہے۔" (موفق وانتصار)

یہ تھے اس خیر القرون کے معاصرین کیسے نیک نفس تھے۔ اس قول سے معاصرت کی چشمک کی کہیں بو بھی آ رہی ہے؟ اس کے بعد وہ زمانہ آیا کہ اپنے شیوخ کا احترام کرنے والے بہت کم رہ گئے۔ صرف اپنے اپنے خیال وعقیدہ کے مطابق دھڑے بندیاں رہ گئے۔

وکیعؒ

محدثین سے کہا کرتے تھے کہ اے قوم! تم حدیثیں طلب کرتے ہو اور ان کے معانی طلب نہیں کرتے۔ اس میں تمہاری عمر اور دین ضائع ہو جائے گا۔ کاش مجھے امام ابوحنیفہ کی فقہ کا دسواں حصہ ہی نصیب ہوتا۔ ایک روز فرمایا۔ لوگو! حدیث سننا بغیر فقہ کے تمہیں کچھ نفع نہ دیگا اور نہ تم میں دین کی سمجھ پیدا ہوگی جب تک اصحاب ابوحنیفہ کے پاس نہ بیٹھو گے اور وہ ان کے اقوال کی تفسیر تم سے بیان کریں گے۔ (کردری)

یوسف بن خالد سمتیؒ

میں بصرہ میں عثمان بتی کی خدمت میں رہتا تھا۔ جایا کرتا تھا اور سمجھا کہ مجھے کافی علم آ گیا ہے مگر جب امام ابوحنیفہ کی خدمت میں پہنچا تو اس وقت میری آنکھیں کھلیں اور معلوم ہوا کہ علم کچھ بھی مجھے نہیں آیا پھر جو کچھ حاصل ہوا وہ امام صاحب کے پاس رہ کر ہوا۔ (موفق، انتصار)

شداد بن حکیمؒ

اگر خدا ہم پر احسان نہ فرماتا امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کے وجود سے جنہوں نے علم کو ظاہر کیا اور

Marfat.com

اس کی شرح کی۔ تو ہم نہ جان سکتے کہ کس چیز کو اختیار کریں اور کس کو نہیں۔ (موفق، انتصار، کردری)

علی بن ہاشم:۔ امام ابو حنیفہ علم کے خزانہ تھے جو مسائل اعلیٰ درجہ کے عالم پر سخت ہوں وہ اُن پر آسان تھے۔ (موفق، انتصار)

وقبہ بن مستقلہ امام ابو حنیفہ نے علم میں ایسا غوص کیا تھا کہ کسی نے اتنا نہیں کیا تھا۔ اس لئے جو وہ چاہتے تھے اُن کو حاصل ہو گیا۔ (موفق، انتصار، کردری)

یحییٰ بن آدم امام ابو حنیفہ نے فقہ میں ایسی کوشش کی کہ ان سے پیشتر کسی نے نہیں کی، اس لئے خدا نے اُن کو راہ بتلادی اور اُس کو آسان کر دیا اور خاص و عام نے ان کے علم سے نفع اٹھایا۔ (موفق، انتصار، کردری)

نضر بن محمد:۔ میرا ظن غالب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امام ابو حنیفہ کو رحمت پیدا کیا ہے اگر وہ نہ ہوتے تو بہت سا علم گم ہو جاتا (کردری)

ابو عمرو بن علا:۔ علم اگر پوچھو تو امام ابو حنیفہ کا ہے۔ اور یہ لوگ جس علم میں مصروف ہیں وہ بہت آسان ہے (موفق، انتصار)

امام صاحب کے لئے ائمہ حدیث کی توثیق

(۱) محمد بن سعد العوفی بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابن معین سے سنا وہ فرماتے تھے کہ امام حدیث ابو حنیفہ ثقہ تھے کوئی حدیث اس وقت تک بیان نہ فرماتے جب تک کہ اُن کو پوری طرح یاد نہ ہو اور جو یاد نہ ہوتی اس کو بیان نہ فرماتے تھے (تہذیب التہذیب صفحہ ۴۵۰ جلد ۱۰)

(۲) صالح بن محمد اسدی نے بیان کیا کہ امام ابن معین نے فرمایا۔ امام ابو حنیفہ حدیث میں ثقہ تھے۔ (تہذیب التہذیب صفحہ ۴۵۰ جلد ۱۰)

(۳) احمد بن محمد بن قاسم بن محرز، امام یحییٰ بن معین سے نقل کرتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ [illegible] والعدل [illegible] کوئی عیب نہیں تھا اور نہ وہ کبھی کسی برائی کے ساتھ متہم ہوئے۔ (تاریخ بغداد [illegible])

(۴) امام ابو داؤد سجستانی (صاحب سنن) فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ امام تھے [illegible]

(۵) حافظ ابن حجر مکی ہیتمی شافعی نے حضرت سفیان ثوری کا [illegible] قول نقل کیا ہے [illegible] حدیث و فقہ دونوں میں ثقہ [illegible] صدوق ہیں" (خیرات الحسان صفحہ [illegible])

حافظ ابن حجر مکی نے نقل کیا کہ ابن مدینی نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ سے ثوری ابن [illegible]

اور جعفر بن عون نے روایت کی ہے یعنی یہ سب ائمہ حدیث ہیں امام صاحب [illegible] ان میں کوئی عیب نہیں اور امام شعبہ بھی ان کے بارے میں بہت اچھی رائے [illegible] فرماتے تھے کہ ہمارے کچھ لوگ امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کے متعلق [illegible]

پھر کسی نے سوال کیا کہ کیا امام صاحب [illegible] یا کذب و غلط بیانی کی نسبت صحیح ہے؟ تو فرمایا ہرگز نہیں۔ ([illegible])

Marfat.com

خیرات حسان ہی میں ہے کہ خطیب نے اسرائیل بن یوسف سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا "امام ابوحنیفہ بہت ہی اچھے شخص تھے اور حدیث کو پوری طرح یاد رکھنے والا ان کے برابر کوئی شخص نہیں ہوا۔

(۶) حافظ بدرالدین عینی فرماتے ہیں کہ امام یحییٰ بن معین سے امام صاحب کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا "ثقہ ہیں، میں نے سنا ہی نہیں کہ امام ابوحنیفہ کو کسی نے ضعیف کہا ہو۔ (معلوم ہوا کہ اس دور کے اکابر واصاغر میں سے کسی نے بھی آپ پر جرح نہیں کی)

اور شعبہ بن الحجاج امام صاحب کو لکھا کرتے تھے کہ احادیث کی روایت ہمارے لئے کریں۔ اور فرماتے تھے کہ امام ابوحنیفہ ثقہ تھے اور سچے لوگوں میں سے تھے کہ کبھی بھی اُن کو جھوٹ کی تہمت نہیں لگی اور اللہ کے دین میں مامون و معتمد تھے۔ احادیث صحیحہ بیان فرماتے تھے

حضرت امام مالک، امام شافعی، امام احمد، حضرت عبداللہ بن مبارک حضرت سفیان بن عیینہ حضرت اعمش حضرت سفیان ثوری حضرت عبدالرزاق، حضرت حماد بن زید وغیرہ بڑے بڑے ائمہ وحفاظ نے امام صاحب کی تعریف کی ہے اور حضرت وکیع مدح کرتے تھے اور امام صاحب کی رائے کے موافق فتویٰ بھی دیا کرتے تھے۔ (رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین)

ان جلیل القدر ائمہ کے مذکورہ بالا اشارات سے چند نتائج نکلتے ہیں۔

(۱) ۱ و ۲ سے یہ بات خاص طور سے واضح ہوتی ہے کہ امام صاحب نہ صرف جلیل القدر حافظ حدیث تھے جن کو لاکھوں احادیث یاد تھیں بلکہ یہ بھی کہ وہ ہر حدیث کے ایک ایک لفظ، اس کے معنی و روح کی حفاظت کرتے تھے جس سے شارع علیہ السلام کی مراد کا کوئی گوشہ، کوئی نکتہ بھی ان کے منور دل و دماغ سے اوجھل نہ ہوتا ہوگا اور شاید اسی وجہ سے حفاظ حدیث و ائمہ مجتہدین میں سب سے اونچا منصب و مقام حاصل ہوا اور امام شافعی جیسے مجتہد عالی مقام کو بھی کہنا پڑا کہ الناس فی الفقہ عیال علی ابی حنیفۃ یعنی تمام لوگ فقہ میں امام صاحب کے عیال ہیں اور دست نگر ہیں۔ اور بڑے بڑے حفاظ حدیث کو کہنا پڑا کہ نحن الصیادلۃ وانتم الاطباء یعنی ہم لوگ صرف دوا فروش ہیں آپ لوگ طبیب ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ امام صاحب کی رہنمائی میں فقہ حنفی کی ترتیب و تدوین اس شان سے عمل میں آئی کہ دوسرے فقیہہ اس امتیاز کے حامل نہ ہو سکے۔

(۷) فن حدیث میں امام صاحبؒ کو نقادان احادیث کا پیشوا مانا جاتا ہے اور امام صاحبؒ کے قول کو رواۃ کی تنقید میں استدلالاً ائمہ حدیث نے پیش کیا ہے، چنانچہ امام ترمذیؒ نے امام صاحب کے قول کو جابر جعفی کی جرح میں پیش کیا ہے

صاحب خلاصہ رواۃ کی جرح و تعدیل میں امام صاحب کے قول کو پیش کرتے ہیں۔

حاکم نے مستدرک میں ایک مقام پر امام صاحب کے قول کو پیش کیا ہے۔ اس سے حضرت الامام کی مہارت و کمال فن حدیث میں معلوم ہوتا ہے۔

(۸) حافظ ذہبیؒ نے تذکرۃ الحفاظ میں امام صاحب کو طبقۂ خامسہ کے حفاظ حدیث میں ذکر کیا ہے اصطلاح محدثین میں حافظ حدیث وہ ہوتا ہے جس کو کم از کم ایک لاکھ احادیث یاد ہوں۔ اور تذکرۃ الحفاظ میں امام صاحب کی سند سے دو روایتیں بھی موجود ہیں۔

(۹) حضرت الامام قدس سرہٗ کے اساتذہ کا شمار چار ہزار تک پہونچا ہے اگر آپ نے ایک ایک استاد سے ایک ایک حدیث بھی سنی ہو تو کم سے کم چار ہزار تو یہی ہو جاتی ہیں۔ حالانکہ اس وقت حفاظ حدیث کی بڑی کثرت تھی اور بعد کے محدثین وحفاظ کے پاس کئی کئی لاکھ

Marfat.com

احادیث تھیں جبکہ اُن کو اتنی بڑی تعداد اساتذہ کی میسر بھی نہیں ہوئی۔

مثلاً امام بخاریؒ کہ ان کے اساتذہ ایک ہزار سے کچھ اوپر ہیں اور اُن کو چھ لاکھ احادیث یاد تھیں اور وہ حضرت امام صاحب کے بھی شاگردوں کے شاگرد ہیں۔ اسی سے قیاس ہو سکتا ہے کہ امام صاحب کو کتنی لاکھ احادیث یاد ہوں گی۔

(۱۰) حافظ ابن عبدالبر نے انتقاء میں نقل کیا ہے کہ امام محمدؒ نے ایک دفعہ امام مالکؒ کے تلامذہ و اصحاب کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا "تمہارے شیخ پر ضروری نہیں کہ کچھ فرمائیں اور ہمارے استاد امام ابوحنیفہ کے لئے خاموش رہنا درست نہیں تھا" مطلب یہ کہ امام مالک حدیث کے امام ہیں اگر فقہ و افتاء بھی کی ہے اس لئے اگر کچھ نہ فرمائیں تو بہتر ہے دوسرے اس فن میں ان سے بہتر موجود ہیں وہ جواب دے سکیں گے۔ اور امام ابوحنیفہ چونکہ فقہ کے امام تھے اس لئے اُن کو ہر سوال کا جواب دینا چاہیئے تھا کیونکہ ان سے اونچا مقام ان کے زمانہ میں کسی کو حاصل نہ تھا اور ان کے سکوت یا خاموشی سے علمی استفادہ رک جاتا۔

امام صاحب تمام اصحاب کتب حدیث کے استاذ ہیں

---

(۱۱) روایات حدیث میں نظر ہو تمام اصحاب کتب حدیث امام صاحب کے بواسطہ شاگرد ہیں۔

حافظ ابن حجر نے تقریب میں امام صاحب کے ترجمہ میں ابوداؤد و ترمذی کی علامت لگائی ہے کہ امام ترمذی و نسائی نے امام صاحب کی روایات کی تخریج کی ہے۔ اور تہذیب التہذیب میں ان روایتوں کو ذکر بھی کیا ہے۔

صاحب مجمع البحار نے بھی ترمذی و نسائی کا حوالہ دیا ہے

صاحب خلاصہ نے امام صاحب کے ترجمہ میں شمائل ترمذی و نسائی [illegible] کی علامت لگائی ہے۔

مسند ابی داؤد طیالسی میں امام صاحب کی ایک روایت موجود ہے

معجم صغیر طبرانی میں دو روایتیں موجود ہیں

مستدرک حاکم جلد دوم میں امام صاحب کی ایک حدیث شہادت میں پیش کی ہے [illegible]

امام دارقطنی نے اپنی سنن میں ۳۳ جگہ امام صاحب [illegible] تخریج [illegible]

بھی رکھتے تھے۔

---

(۱۲) مشہور محدث ابوحمزہ سکری نے بیان کیا [illegible] امام صاحب [illegible] حدیث کی [illegible] جاتی ہے تو اس کو لیتے ہیں [illegible] صحابہ کے اقوال آثار [illegible] ان کے دائرہ سے نہیں نکلے۔ البتہ جب کوئی قول تابعی کا [illegible] لڑتے تھے

خالد بن یزیع نے بیان کیا ہے [illegible] ابوحمزہ [illegible]

Marfat.com

سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے۔

ابو العلا رصاعد بن محمد نے ابو حمزہ سکری سے نقل کیا کہ میں نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سب سے بہتر و انسب طریقہ پر کلام کرنے والا امام ابو حنیفہ سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا۔ وہ ہر ایک صاحب فضل و کمال کے حق کو پورا پورا ادا کرتے تھے پھر اس سے بڑی بات یہ کہ وفات کے وقت تک کبھی کسی صاحب فضل کا خواہ صحابہ میں سے ہوں یا غیر صحابہ سے تنقیص و برائی کے ساتھ ذکر نہیں کیا۔ (الجواہر المضیئہ صفحہ ۵ جلد ۲)

امام صاحب اور قلت روایت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبوت کے چھٹے سال اسلام لائے اور آخر تک خدمت نبوی میں باریاب رہے مگر ان سے صرف ۵۳۷ حدیث مروی ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ پہلے مشرف باسلام ہونے والوں میں ہیں۔ آپ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پرورش میں لے لیا تقریباً ۲۴ سال خلوت و جلوت میں حضور کے ساتھ رہے مگر کل ۵۸۶ حدیث روایت کیں۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اسلام لانے کے بعد تقریباً ۲۲ سال برابر خدمت مبارکہ میں حاضر رہے اندر باہر اور موقعہ پر ساتھ رہے لیکن کل ۸۴۸ حدیث روایت کیں۔

یہ سب دوسرے مکثرین صحابہ حضرت ابو ہریرہؓ وغیرہ سے کہیں زیادہ روایات کرسکتے تھے مگر روایت حدیث خصوصاً براہ راست حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرکے روایت کرنا خلاف احتیاط خیال فرماتے تھے کہ مبادا بیان میں کوئی فرق ہو جائے اور وعید کے مستحق ہوں اس لیے بہت کم روایتیں ان سے مروی ہیں لیکن ان حضرات نے اپنی حدیثی وافر معلومات کو مسائل و فتاوی کی صورت میں بیان کیا چنانچہ وہ اس کثرت سے ہیں کہ ہر ایک کے لئے بڑی بڑی کتابیں تیار ہو سکتی ہیں۔

اعلام میں ہے کہ تمام صحابہ میں سے حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس، حضرت زید بن ثابت اور حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے فتاوی اس قدر زیادہ ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کے فتاوی سے ایک ایک موٹی ضخیم جلد تیار ہو۔

بعینہ یہی صورت امام اعظم کے طریق روایت حدیث کی ہے کہ ہزاروں لاکھوں مسائل و فتاوی کی تدوین ان کی راہ نما ہیں کی گئی اور یہی طریق روایت امام صاحب کے اتباع میں اکثر فقہاء حنفیہ نے بھی اختیار کیا۔ اور یہی بڑی وجہ ہے کہ امام صاحب اور آپ کے اصحاب و شرکاء تدوین فقہ قرآن و حدیث کے ساتھ تعامل و آثار صحابہ اور خصوصیت سے ان حضرات مذکورہ بالا کے تعامل، آثار و فتاوی کی تحقیق و جستجو کرتے تھے۔

پھر معانی حدیث کی تعیین میں بھی ان سے مدد لیتے تھے وغیر ذلک۔ یہی وہ طریق انیق تھا جس کو خلیفۂ عادل حضرت عمر بن

Marfat.com

عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اختیار کیا تھا جس کی وجہ سے انھوں نے تدوین حدیث کی مہم شروع فرماتے ہوئے جا بجا احکام بھیجے تھے کہ احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آثار و اقوال صحابہ بھی جمع کرو جس کی تفصیل گذر چکی ہے۔

ظاہر ہے کہ امام صاحب کا یہ طریقہ بہت ہی مستحکم، جامع اور محتاط تھا، اس کے برخلاف دوسری صدی کے بعد کے اس طریقہ کو دیکھئے جو بڑے محدثین یا اصحاب ظاہر اہل حدیث نے اختیار کیا کہ آثار و اقوال صحابہ سے صرف نظر، معانی حدیث کی جگہ ظاہر الفاظ کا تتبع، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری عمل اور ناسخ و منسوخ کی تحقیق کی بجائے صرف روایتی اعتبار سے حدیث کی قوت و ضعف پر مدار، زمانۂ خیر القرون میں جو احادیث اصح تھیں لیکن یفشوا الکذب کے دور میں داخل ہو کر اگر ان میں کوئی راوی مبہم آگیا تو وہ احادیث تو روایتی بنیاد پر گرگئیں اور ان کی جگہ ان کم درجہ کی احادیث نے لے لی جن کو اتفاق وقت سے رواۃ اچھے مل گئے مثلاً حدیث قلتین وغیرہ۔

غرض امام صاحب نے جس اچھے وقت میں تدوین فقہ کی مہم کو سر کیا اور جن اصولوں پر کام کیا اور جیسے بلند پایہ محدثین و فقہاء ان کے رفیق و معاون ہوئے (کہ بعد کے سارے محدثین ان ہی کے خوشہ چین ہیں) اس کی خوبی و برتری کا مقابلہ زمانہ مابعد میں نہ ہوسکتا تھا اور نہ ہوا۔

ظاہر ہے کہ فقہ حنفی کا یہ کھلا ہوا فضل و تفوق ہی حاسدین و معاندین کے تنگ دلوں اور متعصب ذہنوں کے لئے بڑی وجہ عداوت بن گئی اور پھر انھوں نے اپنے ان اساتذہ و بزرگوں کے ساتھ جو جو کچھ روا رکھے ان کے جواز و عدم جواز کا فیصلہ ناظرین خود کریں گے۔ اس کا رخیر کی تقسیم اس طرح ہوئی۔

(۱) کچھ محدثین نے تو اپنی حدیثی تالیفات میں امام صاحب اور اصحاب امام کی روایت درج کرنے سے بھی احتراز کیا، موافق احادیث کی روایت کم سے کم کی، نقل مذہب کی ضرورت سمجھی گئی تو وہ بھی تغیر و تبدیل الفاظ سے کی گئی، مذہب سے پوری طرح واقفیت حاصل کئے بغیر، بے تحقیق بھی مسائل کی نسبت غلط کر دی گئی (جس کی نشاندہی شرح بخاری میں ہوگی) جا بجا اعتراض کرتے رہیں گے ...

(۲) کچھ محدثین نے حق شاگردی ادا کرنے کو ایک دو روایات لیں اور نقل مذہب میں کسی قدر توسع سے کام لیا اگرچہ مذہب سے پوری واقفیت حاصل نہ کی۔

(۳) شراح حدیث نے موافق احناف احادیث کو روایتی طریقہ سے گرانے میں کسر نہیں چھوڑی، اگر کسی حدیث کے ایک حصہ میں بھی فرق پایا تو "لم اجده" کہہ کر اس کو ختم کیا۔ ملاحظہ ہو فتح الباری اور ضمیمہ ملیتہ الالمعی وغیرہ

(۴) تاریخ و رجال کے مؤلفین اور جرح و تعدیل کے مصنفین نے حتی الامکان رجال احناف کو ... بزرگوں پر بڑی چھوٹی روایات کی آڑ لیکر طعن کر گئے۔

(۵) کچھ لوگوں نے کتابوں کی طباعت کے وقت حذف و الحاق یا التصحیف کے ذریعہ ...

(۶) کچھ حضرات نے کتب تاریخ وغیرہ میں حکایات مکذوبہ روایت کر کے ائمہ حنفیہ کی پاک و پاکیزہ زندگی کو داغدار بنانے کی سعی کی وغیرہ

امام صاحب کی طرف قلت روایت کا طعن کرنے والوں کے لئے ایک جواب تو منقول ہوا ہے ...

Marfat.com

دو قسم کی ہیں، ایک وہ جو احکام سے متعلق ہیں، دوسری وہ جن کا تعلق احکام سے نہیں۔

اس دوسری قسم کی احادیث کی روایت سے فقہائے صحابہ اور خلفائے راشدین نے خود بھی اجتناب کیا اور دوسروں کو بھی روکا تھا تاکہ اس ابتدائی دور میں قرآن مجید اور حدیث کا اختلاط نہ ہو جائے، باقی احادیث احکام کا روایت کرنا اور جاننا تو دین پر عمل کرنے کے لئے ضروری تھا اس لئے ان کی روایت سے نہیں روکا گیا تھا چنانچہ مصنف عبد الرزاق میں ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ جب حضرت عمر فاروق خلیفہ ہوئے تو صحابہ سے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی روایت کم کرو بجز اُن احادیث کے جن کی عمل کے لئے ضرورت ہے"

مسلم شریف میں ہے کہ عبادہ بن صامتؓ نے فرمایا کہ "جن احادیث میں تم لوگوں کا دینی فائدہ تھا وہ سب میں نے تم سے بیان کر دی ہیں" علامہ نووی نے شرح مسلم میں قاضی عیاض سے اس کی تشریح بھی نقل کی ہے کہ عبادہ کے اس قول سے معلوم ہوا کہ انھوں نے وہ حدیثیں بیان نہیں کیں جن سے مسلمانوں کے کسی ضرر یا فتنہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ تھا یا جن کو ہر شخص نہیں سمجھ سکتا تھا اور یہ وہ احادیث تھیں جن کا تعلق احکام سے یا کسی حد سے حدود شرعیہ میں سے نہ تھا، ایسی احادیث کا روایت نہ کرنا کچھ عبادہ ہی سے مخصوص نہیں بلکہ ایسا کرنا دوسرے صحابہ سے بھی بہت زیادہ ثابت ہے

امام صاحب نے خلفائے راشدین اور فقہائے صحابہ کی رائے مذکور کا بھی اتباع کیا اور صرف وہی احادیث روایت کیں جن کا تعلق احکام سے تھا، ان کی تعداد کا اندازہ تین ہزار کیا گیا ہے، امام صاحب سے روایت شدہ احادیث بھی علاوہ اُن صریح مرفوع احادیث کے جو ان کی مسانید وغیرہ میں ہیں اور ان کا کافی ذخیرہ اس وقت ہمارے سامنے مطبوعہ شکل میں بھی آگیا ہے، احادیث موقوفہ و مسائل واحکام کی صورت میں ہزاراں ہزار کی تعداد میں موجود ہیں، و جس طرح حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے حضرت فاروق اعظم حضرت علی اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کو جمہور محدثین کے خلاف سی ہم کے مکثرین میں داخل کیا ہے اور اسی وجہ سے کیا جو ہم اوپر بھی بیان کر چکے ہیں، اسی طرح امام صاحب کو بھی تابعین کے مکثرین میں داخل کرنا مناسب ہے اور قلت روایت کی نسبت امام صاحب کی طرف درست نہ ہوگی حضرت شاہ صاحبؒ کی تحقیق ازالۃ الخفاء صفحہ ۲۱ مقصد دوم میں اس طرح ہے:۔

"جمہور محدثین نے مکثرین صحابہ آٹھ صحابہ کو قرار دیا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت عبد اللہ بن عمرؓ، حضرت عبد اللہ بن عباسؓ، حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ، حضرت انسؓ، حضرت جابرؓ اور حضرت ابوسعید خدریؓ اور متوسطین میں سے حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ وغیرہ کو شمار کیا ہے (جن سے دس سو سے ایک ہزار سے کم تک احادیث مروی ہیں) لیکن اس فقیر کے نزدیک ان حضرات سے احادیث بڑی کثرت سے موجود ہیں، کیونکہ جو احادیث بظاہر موقوف ہوتی ہیں وہ بھی حکماً و حقیقۃً مرفوع ہیں اور ان حضرات سے باب فقہ، باب احسان اور باب حکمت میں جس قدر ارشادات مروی ہیں وہ بہت سی وجوہ سے مرفوع کے حکم میں ہیں لہٰذا ان حضرات کو مکثرین میں داخل کرنا زیادہ موزوں ہے"

حضرت شاہ صاحبؒ نے ان حضرات کو مکثرین کے طبقہ میں اس بنا پر داخل کیا کہ ان کے بہت سے مسائل و فتاویٰ احادیث ہیں اور ان کو احادیث قرار دینا بہت سی دلائل و وجوہ سے ہے۔ پھر آگے حضرت شاہ صاحب نے ان دلائل میں سے ایک دلیل

یہ پیش کی ہے کہ ان احکام و مسائل کو اگر متداولہ کتب حدیث کی احادیث مرفوعہ سے موازنہ کیا جائے گا تو ان کی باہم موافقت و مطابقت ہی ملے گی۔ لہٰذا ان حضرات نے ان ہی احادیث کو احکام و مسائل و فتاویٰ کی صورتوں میں روایت کیا ہے۔

حضرت شاہ صاحب کی یہ تحقیق و تدقیق چونکہ سطحی افہام اور ظاہر پر اکتفا کرنے والی عقول سے بلند تھی اس لئے خود ہی آپ نے یہ بھی فرمایا کہ "قصہ کوتاہ! حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ و حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت کردہ بہت سی احادیث دفتر در دفتر موجود ہیں مگر ان حضرات کی جانب بحیثیت حدیث ان کا انتساب کم سمجھ اور غیر دانشمند لوگ نہیں کر سکیں گے (کہ ان کی افہام کی دسترس سے باہر ہے)"

اس موقع پر مجھے اس حقیقت کے اظہار کا بھی موقع دیجئے کہ یہ دفاتر وہی ہیں جن کی روشنی میں امام اعظم قدس سرہٗ اور آپ کے جانب رفقا، محدثین و فقہاء و مجتہدین نے "فقہ حنفی" کو مرتب کیا ہے۔

خلیفہ منصور نے امام صاحب سے دریافت کیا تھا کہ آپ نے علم کس سے حاصل کیا؟ تو امام صاحب نے جواب دیا تھا کہ اصحاب عمرؓ سے عمرؓ کا، اصحاب علیؓ سے علیؓ کا اور اصحاب عبداللہ بن مسعودؓ سے عبداللہؓ کا جس پر منصور نے کہا تھا "خوب خوب! ابو حنیفہ تم نے بہت مضبوط علم حاصل کیا وہ سب طیبین طاہرین تھے سب پر خدا کی رحمت ہو۔"

اور شاہ صاحب نے بھی حجۃ اللہ البالغہ میں یہی بحث کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ [illegible] ابراہیم نخعی نے اپنے مذہب کی بنیاد حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعود وغیرہ کے مسائل و فتاویٰ پر رکھی [illegible] کوفہ کے علوم کا مخزن تھے۔ ابن المسیب اور ابراہیم کے فقہ کے اکثر مسائل اصل میں سلف یعنی صحابہ سے مروی ہیں۔

ابراہیم کے فضل و کمال اور تفقہ و جلالت قدر پر تمام فقہا کوفہ متفق ہو گئے تھے اور سب نے ان کی شاگردی کا فخر حاصل کیا [illegible] وہی مسائل جمع کئے تھے جن کو مشہور احادیث اور قوی دلائل کی صحیح [illegible] حجۃ اللہ [illegible]

پھر آگے چل کر شاہ صاحب نے یہ بھی واضح کیا کہ ان مسائل کو [illegible] امام صاحب [illegible] سے جزئیات کا حکم دریافت کرنے میں غیر معمولی ملکہ رکھتے تھے [illegible] فروع کی تخریج پر کامل طور پر توجہ فرماتے تھے اور ابراہیم اور ان کے اقران کے اقوال [illegible] اور کتاب الآثار امام محمد کی مرویات سے موازنہ کر کے دیکھو گے تو چند مسائل کے سوا سب میں [illegible] حجۃ [illegible]

علامہ ابن قیم نے اعلام الموقعین میں نقل کیا کہ مسروق (جلیل القدر تابعی) نے بیان کیا [illegible] اصحاب کو گہری نظر سے دیکھا تو سب کے علم کا منتہیٰ حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابن مسعودؓ، حضرت زیدؓ [illegible] ابیؓ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو پایا۔ اور اس کے بعد پھر زیادہ گہری نظر سے دیکھا تو ان چھ [illegible] عبداللہ بن مسعودؓ کو پایا۔"

غرض اس تمام بحث سے یہ امر واضح ہے کہ امام صاحب کو تقلید [illegible]

علامہ محمد بن یوسف شافعی نے کتاب عقود الجمان میں جو امام صاحب کے مناقب میں ہے، ایک مستقل باب ۲۳ واں امام صاحب کی روایت حدیث کی کثرت اور آپ کے اعیان و اکابر و حفاظ حدیث ہونے [illegible] مناقب موفق صفحہ ۳۴ میں امام ابو [illegible]

Marfat.com

ابی حفص الکبیر بخاری سے امام صاحب کے چار ہزار شیوخ حدیث کا ذکر نقل کیا ہے اور یہ بھی کہا کہ یہ امام صاحب کے ادنیٰ فضائل میں سے ایک ہے۔

کبار محدثین کا امام صاحب سے استفادہ

امام زفر نے بیان کیا کہ بڑے بڑے محدثین وقت مثل زکریا ابن ابی زائدہ، عبد الملک ابن سلیمان، لیث بن سلیم، مطرف بن طریف، حصین بن عبد الرحمٰن وغیرہم امام صاحب کے پاس آتے جاتے تھے اور ان مشکل مسائل کے بارے میں جن کا حاصل کرنا ان کو دشوار ہوتا تھا اور ان احادیث کے بارے میں بھی جو ان پر مشتبہ ہوتی تھیں امام صاحب سے تشفی حاصل کرتے تھے۔ (مناقب کردری ص۱۰۱)

امام صاحب محدثین و فقہاء کے ماویٰ وملجا تھے

ابن سماک کوفہ کے استاد چار ہیں - سفیان ثوری، مالک بن مغول، داؤد طائی، ابوبکر نہشلی۔ اور یہ سب ابوحنیفہؒ کے حلقہ میں بیٹھے ہیں۔ (موفق، انتصار، کردری)

حارث بن عمیر جب امام ابوحنیفہ مکہ معظمہ جاتے تو ابن جریج اور عبد العزیز بن ابی رواد ان کے ساتھ بیٹھتے اور ابن جریج ان کی مدت کئے عبد العزیز سے جب کوئی مسئلہ پوچھتا تو امام صاحب سے حل کر معلوم کر کے بتاتے۔ (کردری، انتصار)

توبہ ابن سعد اہل مرو کے امام تھے، بقول ابن مبارک مومن قوی القلب تھے اور امام مالک کہا کرتے تھے کہ کاش! ان جیسا ایک شخص ہمارے یہاں ہوتا۔ یہ توبہ مذکور امام صاحب کے حلقہ میں بیٹھتے تھے، استفادہ کرتے تھے اور قضاء میں امام صاحب کے قول پر فیصلہ کرتے اور کہتے تھے کہ امام ابوحنیفہ میرے اور میرے رب کے درمیان ہیں۔ (کردری)

نوح بن مریم:۔ میں امام ابوحنیفہ کی صحبت وحلقہ میں رہا ہوں ان کے بعد ان کا مثل نہیں دیکھا۔ (کردری)

ابن مبارک:۔ فرمایا کرتے تھے کہ اگر ابوحنیفہ تابعین کے زمانہ میں ہوتے تو تابعین بھی ان کی طرف محتاج ہوتے۔ (موفق، انتصار، کردری)

یاسین بن معاذ زیات نے مکہ معظمہ میں ایک کثیر جماعت میں بلند آواز سے جس طرح اذان دی جاتی ہے پکار کے کہا کہ لوگو! ابوحنیفہ کو غنیمت سمجھو، ان سے علم حاصل کرو، ان سے زیادہ حرام وحلال کو جاننے والا تمہیں کوئی نہیں ملے گا۔ (موفق، انتصار، کردری) یاسین مذکور کو ذہبی نے کبار فقہاء کوفہ میں سے لکھا ہے۔ مفتی کوفہ بھی تھے۔

ابراہیم بن فیروز اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوحنیفہ کو دیکھا کہ مسجد میں بیٹھے ہیں اور اہل مشرق ومغرب کا ہجوم ہے وہ مسائل پوچھتے ہیں اور آپ جواب دیتے ہیں۔ وہ پوچھنے والے بھی فقہاء وخیار الناس تھے (موفق، انتصار، کردری)

ابونعیم لوگ طوعاً وکرہاً امام صاحب کے منقاد ہوتے جاتے تھے، آپ کے یہاں جو ہجوم رہتا تھا وہ دن ورات کے کسی حصہ میں منقطع نہیں ہوتا تھا خواہ آپ مسجد میں ہوں یا مکان میں۔ (کردری)

Marfat.com

خالد بن صبیح امام صاحب ایک رات عشاء کی نماز پڑھکر جا رہے تھے کہ امام زفر نے کوئی مسئلہ پوچھا۔ امام صاحب نے جواب دیا، اس میں دوسری بحث اور تیسری بحث نکلی اور صبح تک یہ سلسلہ چلتا رہا اور صبح کے بعد بھی یہ گفتگو رہی حتیٰ کہ زفر کو شرح صدر ہو گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب کے رات کے اوقات عبادت و نماز وغیرہ میں جب ہی گذرتے ہوں گے کہ آپ کے پاس طالبین علوم کا ہجوم نہ ہو ورنہ درس و افادہ ہی مقدم رکھتے ہوں گے جیسا کہ واقعہ مذکورہ سے معلوم ہوا۔

بعض ائمۂ حدیث نے لکھا ہے کہ جس قدر امام صاحب کے اصحاب و تلامذہ تھے کسی امام کو نصیب نہیں ہوئے۔ حافظ ابوالمحاسن شافعی نے نو سو اٹھارہ علمائے کبار کے نام بقید نسب لکھے ہیں جو امام صاحب کے حلقۂ درس سے مستفید ہوئے۔ غالبًا یہ تعداد مشہور محدثین کی ہوگی یا اُن محدثین و فقہاء کی جو اکثر ملازم حلقہ رہا کرتے تھے۔ اور اس کا ثبوت ردالمختار سے بھی ملتا ہے چنانچہ اس میں بحوالہ طحطاوی لکھا ہے کہ فقہ کے جمع کرتے وقت ایک ہزار عالم امام صاحب کے ساتھ تھے جن میں چالیس شخص درجۂ اجتہاد کو پہونچے ہوئے تھے۔

اتنے علماء میں ہر مسئلہ کی تحقیق ہوتی تھی اور سب کے اتفاق سے جب طے ہوتا تو اس وقت کتاب میں لکھا جاتا تھا۔ ہم امام صاحب کے خاص خاص تلامذہ و اصحاب کے مختصر مختصر حالات بھی لکھیں گے اور ابتداء میں ان چالیس محدثین و فقہاء کے حالات لکھیں گے جو تدوین فقہ کے شریک تھے۔

امام صاحبؒ کی امامتِ فقہ اکابرِ علم کی نظر میں

پہلے علم فقہ کی اہمیت اقوال اکابر سے ملاحظہ کیجئے:۔

حضرت عمرؓ[1]:۔ نے عبدالرحمن بن غنم کو صرف فقہ سکھانے کے لئے شام بھیجا تھا۔

امام مالکؒ[2] نے اپنے بھانجے ابوبکر اور اسمٰعیل سے کہا میں دیکھتا ہوں کہ تمہیں حدیث کا بہت شوق ہے اور اس کو طلب کرتے ہو۔ کہا ہاں! فرمایا اگر تم دوست رکھتے ہو کہ خدا تعالیٰ اس کا نفع تمہیں دے تو حدیث کی [illegible] کم کرو اور فقہ زیادہ حاصل کرو۔　(مختصر کتاب النصیحہ مولفہ خطیب بغدادی)

امام شافعیؒ[3] جو شخص صرف حدیثوں کو جمع کرتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی رات [illegible] ایسا بھی ہوگا کہ سانپ کو لکڑی سمجھ کر اٹھائے گا اور تکلیف اٹھائے گا　([illegible] خطیب بغدادی)

اعمش[4] کہتے ہیں کہ جب میں تحصیل حدیث سے فارغ ہوا تو فتویٰ دینے کے لئے مسجد میں بیٹھا۔ پہلا ہی سوال ہوا تو اس کا جواب مجھ سے نہ بن سکا۔

امام احمدؒ[5]:۔ سے کسی نے مسئلہ پوچھا۔ فرمایا فقہاء سے پوچھو، ابوثور سے پوچھو (جو مشہور فقیہ تھے)　(تو الی التاسیس)

علی ابن المدینی[6]:۔ بخاری نے نقل کیا کہ ابن مدینی کہتے تھے کہ تفقہ معانی حدیث یعنی فہم معنی حدیث نصف علم ہے اور معرفت

Marfat.com

رجال نصف علم ہے

امام ترمذی:۔ فقہار نے اس طرح تشریح کی ہے اور وہ معانی حدیث کو زیادہ جانتے ہیں۔ (جامع ترمذی)

عبداللہ بن مبارک:۔ ابوحنیفہ افقہ الناس تھے میں نے فقہ میں ان کا مثل نہیں دیکھا۔ (مناقب موفق والانتصار لسبط ابن الجوزی)

اعمش | ابوحنیفہ وہ مسائل جانتے ہیں کہ نہ حسن بصری جانتے ہیں، نہ ابن سیرین، نہ قتادہ، نہ بتی، نہ ان کے سوا کوئی اور۔ (انتصار و مناقب کردری) کسی نے اعمش سے مسئلہ پوچھا کہا کہ اس کا جواب ابوحنیفہ خوب جانتے ہیں۔ میرا ظن غالب ہے کہ ان کے علم میں برکت دیگئی ہے۔ (خیرات حسان)

سعید بن ابی عروبہ | سفیان بن عیینہ سے فرمایا کہ تمہارے بلاد سے ابوحنیفہ کی جو خبریں آئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سے زیادہ افقہ کوئی نہیں ہے۔ مجھے آرزو ہے کہ جو علم خدائے تعالیٰ نے اُن کو دیا ہے وہ تمام مسلمانوں کے دلوں میں ڈالا جائے۔ ان لوگوں نے فقہ میں تحیا ب کیا ہے گویا وہ اسی کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ (موفق، انتصار، کردری)

یحییٰ بن سعید القطان | کہا کرتے تھے کہ جو واقعات لوگوں پر وقتاً فوقتاً پیش آتے ہیں ان میں حکم شرعی بیان کرنے والا سوا ابوحنیفہ کے کوئی نہیں۔ (موفق، انتصار)

عثمان المدینی:۔ حماد، ابراہیم، علقمہ اور ابن اسود سے ابوحنیفہ زیادہ فقیہ تھے۔ (موفق، انتصار)

جریر بن عبداللہ | نے کہا کہ مجھ سے مغیرہ نے کہا کہ ابوحنیفہ کے حلقہ میں رہا کروگے تو فقیہ ہو جاؤگے۔ اگر ابراہیم نخعی ہوتے تو وہ بھی ان کے حلقہ میں بیٹھتے۔ (موفق، کردری)

مسعر:۔ کوفہ میں امام ابوحنیفہ سے زیادہ فقیہ میں نے دیکھا۔ ان کی فقاہت پر مجھے رشک آتا ہے۔ (موفق، انتصار)

مقاتل:۔ میں نے تابعین اور تبع تابعین کو دیکھا مگر ان میں ابوحنیفہ جیسا تفقہ میں اور بصیرت والا شخص نہیں دیکھا۔

یحییٰ بن آدم | تمام اہل فقہ اور اہل بینش کا اتفاق ہے کہ ابوحنیفہ سے فقہ کوئی نہیں۔ اس امر میں انھوں نے ایسی کوشش کی کہ ان سے پہلے کسی نے نہیں کی تھی اسی سے خدائے تعالیٰ نے انکو راستہ دکھادیا۔ (موفق، انتصار، کردری)

امام شافعی | جس کو فقہ کی معرفت منظور ہو وہ ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کو لازم پکڑے، کیونکہ فقہ میں سب ان کے عیال ہیں۔ (موفق، انتصار)

وکیع | میں کسی عالم سے نہیں ملا جو امام ابوحنیفہ سے زیادہ فقیہ ہو۔ (موفق، انتصار، کردری)

حالانکہ امام وکیع بڑے بڑے محدثین سے سنے تھے مثلاً ہشام بن عروہ، اعمش، اسماعیل بن ابی خالد، ابن عون، ابن جریج سفیان اور اوزاعی۔ اور امام احمد کہتے ہیں کہ میری آنکھوں نے وکیع جیسا عالم نہیں دیکھا۔ حدیث و فقہ میں وہ بہت بڑے پایہ کے تھے امام صاحب نے فرمایا کہ وکیع بڑی سمجھ سے کرتے تھے۔ یہ فقہ حنفی کی ہی طرف اشارہ ہے کیونکہ بتصریح ذہبی وہ امام صاحب کے قول پر فتویٰ دیتے تھے۔

واضح ہو کہ امام وکیع بھی اعمش اور اوزاعی کی طرح ابتدا میں امام صاحب کے مخالف تھے پھر صحیح حالات معلوم ہونے پر معتقد ہوگئے تھے۔

Marfat.com

سفیان ثوری | اگر سفیان ثوری کے پاس کوئی جاتا اور کہتا کہ میں امام ابوحنیفہ کے پاس سے آیا ہوں، تو فرماتے کہ تم ایسے شخص کے پاس سے آئے ہو کہ روئے زمین پر اس جیسا فقیہ عالم نہیں ہے۔ (الخیرات الحسان)

امام جعفر صادق:- ابوحنیفہ کل فقہائے کوفہ سے افقہ ہیں۔ (موفق، انتصار)

حسن بن عمارہ | یہ سفیان ثوری کے استاد ہیں۔ عبداللہ بن مبارک نے نقل کیا ہے کہ امام صاحب کے گھوڑے کی رکاب پکڑے ہوئے کہتے تھے کہ خدا کی قسم میں نے تم سے بڑا فقیہ، بلیغ و حاضر جواب نہیں دیکھا اور آپ تمام فقہاء کے سردار ہیں جو لوگ آپ پر طعن کرتے ہیں وہ صرف حسد سے کرتے ہیں۔ (تبییض الصحیفہ و خیرات الحسان)

اسحٰق بن راہویہ | امام بخاری کے اجلہ شیوخ میں تھے۔ کہا کہ میں نے ایسا شخص نہیں دیکھا جو احکام اور قضایا کو امام ابوحنیفہ سے زیادہ جانتا ہو۔ ہر چند قبول قضا پر زبردستی اور سختی کی گئی مگر انھوں نے قبول نہیں کیا۔ خالصاً لوجہ اللہ تعلیم اور ارشاد کیا کرتے تھے۔ (موفق، انتصار)

عیسیٰ بن یونس | نے اپنے شاگردوں کو ہدایت کی کہ اگر امام ابوحنیفہ کے بارے میں کوئی بدگوئی کرے تو ہرگز اس کا یقین مت کرنا۔ میں خدا کی قسم کھا کر تم سے کہتا ہوں کہ میں نے ان سے افضل اور فقیہ نہیں دیکھا۔ (خیرات)

امام شعبہ | اعمش اور سفیان ثوری کے استاد ہیں۔ ان کو جب امام صاحب کے انتقال کی خبر ملی تو انا للہ پڑھ کر کہا کہ اب کوفہ کی روشنی علم جاتی رہی۔ یاد رکھو کہ ان جیسا شخص وہ بھی نہ دیکھیں گے۔ (موفق، انتصار، کردری)

امام صاحب ورع و تقویٰ میں یکتا تھے

یحییٰ بن معین | کسی نے ان سے پوچھا کہ کیا ابوحنیفہ ثقہ تھے؟ کہا ہاں ثقہ، ثقہ تھے۔ خدا کی قسم ان کا رتبہ اس سے بہت زیادہ بلند تھا کہ جھوٹ کہتے، ورع میں وہ سب سے زیادہ تھے۔ ۔۔۔ جس کو ابن مبارک ۔۔۔ عدل کہا اس کو تم کیا کہتے ہو (موفق، انتصار، کردری)

عبداللہ بن مبارک | جب میں کوفہ پہونچا، لوگوں سے پوچھا کہ یہاں کے علماء میں سب سے بڑا فقیہ کون ہے؟ ابوحنیفہ! پھر پوچھا کہ زہد میں سب سے زیادہ کون ہے؟ کہا ابوحنیفہ ۔۔۔ سب سے زیادہ کون ہے؟ کہا ابوحنیفہ! (موفق، انتصار، کردری)

مکی بن ابراہیم | میں کوفہ کے تمام علماء کے ساتھ بیٹھا مگر ابوحنیفہ سے زیادہ اورع کسی کو نہیں دیکھا۔ تہذیب الکمال میں بھی یہ روایت موجود ہے، اس کا جو حصہ حافظ ابن حجر نے تہذیب التہذیب میں لیا ہے ۔۔۔ میں شوافع کے مناقب زیادہ نقل کئے اور حنفیہ کے کم ۔۔۔ تھا کہ وہ امام صاحب کے یا ان کے اصحاب کے شاگرد ہیں ۔۔۔

Marfat.com

ابو شیخ نو سال اور کئی ماہ میں ابو حنیفہ کے ساتھ بیٹھا۔ اس مدت میں کوئی بات ایسی نہیں دیکھی جو قابل انکار ہو۔ وہ صاحب ورع وصلوٰۃ وصدقہ ومواساۃ تھے۔ (موفق، انتصار، کردری)

بحیر بن معروف جس نے ابو حنیفہ کو دیکھا اس کو یہ بات معلوم ہوئی کہ اعلیٰ درجہ کے فقیہ اور صاحب معرفت اور پرہیزگار کیسے ہوا کرتے ہیں اور اُن کو دیکھنے والے پر یہ ثابت ہوجاتا تھا کہ وہ خیر ہی کیلئے مخلوق ہیں۔ (〃 〃 〃)

ابن جریج مجھے نعمان فقیہ اہل کوفہ کے حالات معلوم ہوئے ہیں کہ وہ ورع میں کامل اور دین وعلم کی حفاظت کرنے والے تھے اہل آخرت کے مقابلہ میں اہل دنیا کو اختیار نہیں کرتے تھے۔ میں گمان کرتا ہوں کہ قریب ہیں اُن کے علم کی عجیب شان ہوگی (موفق، انتصار، کردری)

عبد الوہاب بن ہمام جتنے مشائخ عدن طلب حدیث کے لئے کوفہ گئے تھے وہ بالاتفاق کہتے تھے کہ ابو حنیفہ کے زمانہ میں ان سے بڑا فقیہ اور اورع کوفہ میں ہم نے نہیں دیکھا۔ (موفق، انتصار)

وکیع:۔ حدیث کے باب میں ابو حنیفہ کو جس قدر ورع تھا کسی میں نہیں پایا گیا۔ (〃 〃 〃)

یزید بن ہارون:۔ میں نے ہزار شیوخ سے علم حاصل کیا مگر خدا کی قسم ابو حنیفہ سے اورع کسی کو نہیں پایا۔ (موفق، انتصار)

مناقب موفق وکردری اور الانتصار میں سفیان بن عیینہ، عشیر، عبد الرزاق بن ہمام صاحب مصنف مشہور، ابراہیم بن عکرمہ، عمر بن ذر، ابو غسان مالک، حفص بن عبد الرحمن، عطار بن جبلہ، شداد بن حکیم، عمرو بن صالح، عیسیٰ بن یونس اور دوسرے بڑے محدثین سے بہ سند متصل نقل کیا کہ امام صاحب سب سے زیادہ متقی، پرہیزگار عابد وزاہد تھے۔

امام صاحب کی تقریر اور قوت استدلال

قوت تقریر کا مدار کثرت معلومات، استحضار مضامین اور طبیعت نکتہ رس پر ہے اور امام صاحب (اپنے زمانہ کے علماء میں سے سب سے) علم وفضل میں فائق، قوت حافظہ میں ممتاز تھے اور طبیعت دقیقہ رس، نکتہ آفریں تھی اسی لئے آپ کی تقریر بھی غیر معمولی طور سے موثر ہوتی تھی۔ اس کے بارے میں معاصرین امام اور اکابر علماء کے اقوال پڑھئے:۔

یزید بن ہارون:۔ جب امام ابو حنیفہ کلام کرتے تو کل حاضرین کی گردنیں جھک جاتی تھیں۔ (موفق، کردری)

شیخ کنانہ امام ابو حنیفہ کا کُل علم مفہوم وکارآمد ہے اور دوسروں کے علم میں حشو وزوائد بہت ہیں۔ میں ان کی صحبت میں ایک مدت تک رہا مگر ایک بات بھی اُن سے ایسی نہیں سنی جو قابل مواخذہ ہو، یا اُس پر عیب لگایا جاسکے (موفق، انتصار، کردری)

ابو معاویہ ضریر:۔ شریک جہل وحسد کی وجہ سے امام ابو حنیفہ کے ساتھ دشمنی تو رکھتے تھے مگر جب ان کا کلام سنتے تو

ف کوفہ کے معزز عالم جو کہ نابینا تھے۔ ایک دفعہ ہارون رشید نے دعوت کی اور خود ہاتھ دھلائے۔ پوچھا۔ آپ جانتے ہیں کون آپکے ہاتھ پر پانی ڈال رہا ہے؟

Marfat.com

بیچارے سر نہ اٹھا سکتے میں نے امام صاحب سے زیادہ علم والا نہیں دیکھا۔ کوئی شخص تقریر میں ان پر غالب نہیں آسکتا تھا کبھی انکو مغلوب ہوتے نہیں دیکھا۔ (موفق، کردری)

یحییٰ بن آدم | امام ابوحنیفہ کا کلام خالصۃً للہ تھا اگر اس میں دنیوی امور کی آمیزش ہوتی تو ان کا کلام آفاق میں ہرگز نافذ نہ ہوسکتا کیونکہ ان کے حاسد اور کسرشان کرنے والے لوگ بہت تھے۔ (موفق، انتصار، کردری)

جس مجلس میں امام صاحب ہوتے تو کلام کا مدار اُن پر ہی ہوتا اور جب تک وہ وہاں رہتے کوئی دوسرا بات نہ کرسکتا۔ (خیرات، کردری)

مسعر بن کدام | کسی نے ان سے کہا کہ ابوحنیفہ کے دشمن کس قدر کثرت سے ہیں؟ یہ سن کر مسعر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور کہا دور ہو! میں نے جب کسی کو ان کے ساتھ مباحثہ کرتے دیکھا تو امام ہی کو غالب دیکھا۔

(موفق، انتصار، کردری)

مطلب بن زیاد: جب کبھی امام ابوحنیفہ نے کسی مسئلہ میں کسی کے ساتھ گفتگو کی تو وہ شخص ان کا مطیع و منقاد ہو گیا۔ (موفق)

امام مالکؒ | پوچھا گیا کہ اہل عراق میں سے جو آپ کے یہاں آئے ہیں ان میں افقہ کون ہیں؟ فرمایا: کون آئے ہیں؟ کہا گیا کہ ابن ابی لیلیٰ، ابن شبرمہ، سفیان ثوری اور امام ابوحنیفہ۔ امام مالک نے فرمایا کہ "نے ابوحنیفہ کا نام نہ لیا۔ میں نے اُن کو دیکھا کہ ہمارے یہاں کے کسی فقیہ سے ان کا مناظرہ ہوا اور تین بار اس کو اپنی رائے کی طرف رجوع کرائے امام صاحب نے آخر میں کہہ دیا کہ یہ بھی خطا ہے۔ (موفق)

اور امام شافعی کا بیان ہے کہ امام مالک سے امام ابوحنیفہ کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا سبحان اللہ! وہ تو ایسے شخص تھے کہ اگر تم سے کہہ دیتے کہ یہ ستون سونے کا ہے تو پھر اُس کو دلیل و حجت سے ثابت بھی کر دکھاتے۔ (کردری، خیرات، تبییض)

حافظ ابوحمزہ محمد بن میمون | نے قسم کھا کر کہا کہ ابوحنیفہ کی تقریر سننے سے مجھے جس قدر خوشی ہوتی وہ لاکھ اشرفی کے ملنے سے بھی نہیں ہوسکتی۔ (موفق، انتصار، کردری)

یوسف بن خالد سمتی | جب میں علم حاصل کر کے امام صاحب کے حلقہ میں بیٹھا اور اُن کی تقریریں سنیں تو معلوم ہوا کہ علم کے چہرہ پر نقاب تھا جو اُن کی تقریروں سے اٹھ گیا۔ (کردری) ظاہر ہے کہ جو نقاب دوسرے محدثین نہ اٹھا سکے وہ ظاہری تعارض احادیث اور مضامین کے اشکال کا تھا جس کو امام صاحب نے اٹھا دیا۔

عبداللہ بن یزید مقری | جو لوگ امام ابوحنیفہ کے فضل و تقدم کو نہیں جانتے وہ زندہ نہیں مردہ ہیں۔ (تبییض، خیرات) اور عبداللہ بن مبارک ایسے لوگوں کو سفہا کہا کرتے تھے۔

ابوسفیان حمیری | سخت مسائل کا کشف اور دقت سمجھ کی نظیر جو امام ابوحنیفہ [illegible] ہوسکی۔ (موفق، کردری)

مسعر | امام صاحب کے حلقہ میں لوگوں کا ہجوم و شور رہا کرتا تھا کوئی [illegible] مناظرہ کر رہا ہے مگر اس گڑبڑ میں جب امام صاحب تقریر شروع کرتے تو سب خاموش ہو جاتے [illegible] اس وقت [illegible] کرتے تھے۔

(بقیہ حاشیہ ۲) [illegible]

Marfat.com

آوازوں کو جس شخص کی تقریر سے اللہ تعالیٰ ساکت کر دیتا ہے وہ اسلام میں ایک عظیم الشان شخص ہے۔ (موفق۔انتصار)

امام ابوحنیفہ طبیبِ اُمّت تھے

سعدان بن سعید حلمی امام ابوحنیفہ اس امت کے طبیب ہیں اس لئے کہ جہل سے زیادہ کوئی بیماری نہیں اور علم ایسی دوا ہے کہ اس کی نظیر نہیں اور امام صاحب نے علم کی ایسی شافی تفسیر کی کہ جہل جاتا رہا۔

امام اوزاعی:۔ امام صاحب کو طبیب اُمت کہا کرتے تھے اور محدثین کو عطاروں میں داخل کرتے تھے۔

عفان بن سیار:۔ امام ابوحنیفہ کی مثال طبیب حاذق کی سی ہے جو ہر بیماری کی دوا جانتا ہے۔ (موفق، انتصار، کردری)

امام صاحب محسود تھے

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے آیت وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ تمام شرور کا مبدا حسد ہے۔ آسمان و زمین میں جو پہلا گناہ ہوا وہ حسد ہی تھا۔ وہاں ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام پر حسد کیا تھا یہاں قابیل نے ہابیل پر۔

سفیان ثوری آپ سے جب کوئی دقیق مسئلہ پوچھا جاتا تو فرماتے کہ اس مسئلہ میں کوئی عمدہ تقریر نہیں کر سکتا سوا اس شخص کے جس پر ہم لوگ حسد کرتے ہیں (یعنی ابوحنیفہ) پھر امام صاحب کے شاگردوں سے پوچھتے کہ اس مسئلہ میں تمہارے استاد کا کیا قول ہے؟ اور جو وہ جواب دیتے اسی کو یاد کر کے اسی کے موافق فتویٰ دیتے تھے۔ (موفق، کردری)

عبید بن اسحٰق:۔ امام ابوحنیفہ سید الفقہاء ہیں اور جو ان پر تہمت لگاتا ہے وہ حاسد ہے یا شریر شخص ہے۔ (موفق، انتصار، کردری)

ابن مبارک اگر میں سفہاء کی بات سنتا (جو حسد و عداوت کی وجہ سے امام صاحب کے پاس آنے سے روکتے تھے) تو ابوحنیفہ کی ملاقات فوت ہو جاتی جس سے میری مشقت اور خرچ جو تحصیل علم میں ہوا تھا سب ضائع ہو جاتا، اگر میں ان سے ملاقات نہ کرتا اور ان کی صحبت نصیب نہ ہوتی تو میں علم میں مفلس رہ جاتا۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ آثار و احادیث کو لازم پکڑو مگر اس کے لئے ابوحنیفہ کی ضرورت ہے۔ (موفق، انتصار، کردری)

یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ میں بہت سے شہروں میں رہا، علم حاصل کیا مگر جب تک امام صاحب سے ملاقات نہ ہوئی حلال و حرام کے اصول مجھے معلوم نہ ہوئے۔ (موفق و کردری)

حضرت عبداللہ بن مبارک امام صاحب پر نقد و جرح کرنے والوں کے بارے میں ایک مشہور شعر پڑھا کرتے تھے کہ جب کسی شخص کے علم و فضل کے غیر معمولی مرتبہ تک لوگوں کو پہنچنا دشوار ہوتا ہے تو اس پر حسد کرنے لگا کرتے ہیں اور حسد کی وجہ سے جرح

Marfat.com

پر اتر آتے ہیں، خود امام صاحب سے بھی چند اشعار ایسے منقول ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب کے پاکیزہ قلب پر بھی حاسدین کے حسد کا صدمہ تھا۔

قیس بن ربیع:۔ ابوحنیفہ پرہیزگار، فقیہ اور محسود خلائق تھے۔

حسن بن عمارہ:۔ لوگ امام ابوحنیفہ کی نسبت جو کلام کرتے ہیں اس کا منشا حسد ہے۔ تفقہ میں ان کی فضیلت مسلم تھی

امام صاحب مؤید من اللہ تھے

عبدالرحمٰن بن عبداللہ مسعودی امام ابوحنیفہ فقہ اور فتویٰ میں مؤید من اللہ تھے۔ ابوعبدالغفار نے کہا کہ امام صاحب ہمارے زمانہ کے فقیہ ہیں۔ قیس بن الربیع نے کہا کہ مسعودی نے سچ کہا۔ (کردری)

سوید بن سعید:۔ اگر امام ابوحنیفہ اور خدائے تعالیٰ کے درمیان کوئی امر محکم نہ ہوتا تو ان کو اس قدر توفیق نہ ہوتی۔ (موفق، انتصار، کردری)

امام مالک:۔ امام ابوحنیفہ کو فقہ کی توفیق دی گئی جس سے ان پر اس کی مشقت نہ رہی۔ (خیرات)

اعمش:۔ نے امام صاحب سے کہا تھا کہ اگر طلب سے فضیلت حاصل ہوتی تو میں تم سے افقہ ہو جاتا مگر وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہے۔ (کردری)

امام صاحب خدا کی رحمت تھے

ابوبکر بن عیاش میں نے محمد بن السائب الکلبی سے بارہا سنا ہے کہ "ابوحنیفہ خدا کی رحمت ہیں"۔ (موفق، کردری، انتصار)

امام صاحب کی مدح افضل الاعمال ہے

محدث شقیق بلخی عبدالوہاب مروزی نے نقل کیا کہ جب شقیق بلخی مکہ معظمہ آتے تو ہم ان کی مجلس میں اکثر جایا کرتے تھے۔ ان کی عادت تھی کہ امام ابوحنیفہ کی تعریف کثرت سے کیا کرتے تھے۔ ایک بار ہم نے کہا حضرت آپ کب تک آسمان کی تعریف و توصیف کریں گے۔ ایسی باتیں بیان کیجئے جن سے ہمیں کچھ نفع ہو۔ فرمایا افسوس ہے کہ تم لوگ ابوحنیفہ کے ذکر کو [illegible] ساقط

Marfat.com

کو افضل الاعمال نہیں سمجھتے۔ اگر اُن کو دیکھتے اور ان کے ساتھ بیٹھتے تو یہ بات کبھی نہ کہتے۔ (موفق، انتصار، کردری)

حضرت شعبہ یحییٰ بن آدم کہتے ہیں کہ شعبہ کے روبرو جب امام صاحب کا ذکر ہوتا تو ان کی تعریف و توصیف میں بہت اطناب کرتے تھے حالانکہ وہ امام صاحب کے اقران میں سے تھے۔ (حوالہ بالا)

شیخ یٰسین زیات محمد بن قاسم کا بیان ہے کہ یاسین زیات امام صاحب کی تعریف حد سے زیادہ کرتے تھے، جب کبھی ان کا ذکر آجاتا دیر تک ذکر کرتے اور خاموش رہنا نہیں چاہتے تھے۔ (موفق، انتصار)

تلامذۂ امامِ اعظمؒ

نسائی میں حافظ ابن حجرؒ کے حوالہ سے بعض ائمہ کا قول نقل ہے کہ اسلام کے مشہور ائمہ میں سے کسی کے اتنے اصحاب و شاگرد ظاہر نہیں ہوئے جتنے امام ابوحنیفہ کے تھے، اور جس قدر علماء نے آپ سے اور آپ کے اصحاب سے تفسیر آیات مشکلہ، حل احادیث مشتبہہ، تحقیق مسائل مستنبطہ، نوازل، قضایا اور احکام وغیرہ میں استفادہ کیا ہے اور کسی سے نہیں کیا۔

بعض محدثین نے آپ کے خصوصی تلامذہ میں سے آٹھ سو تلامذہ کا تذکرہ مع ذکر نسب و مقام وغیرہ تفصیل سے کیا ہے اور جنہوں نے آپ کی مسند کو روایت کیا ان کی تعداد پانچسو لکھی ہے۔

حافظ ذہبی نے امام صاحب کو حفاظ حدیث میں ذکر کیا ہے اور یہ بھی تصریح کی ہے کہ امام صاحب سے تحصیل علم کرنے والے دو قسم پر تھے۔ ایک وہ جو حدیث آپ سے اخذ کرتے تھے دوسرے وہ جو تفقہ کے لئے زانوئے ادب تہ کرتے تھے۔

حافظ محمد بن یوسف الصالحی شافعی مؤلف "السیرۃ الکبریٰ الشامیہ" نے عقود الجمان میں لکھا ہے کہ "امام ابوحنیفہ اعیان و کبار حفاظ حدیث میں سے تھے۔ اور اگر ان کی غیر معمولی توجہ و شغف حدیث کے ساتھ نہ ہوتی تو وہ استنباط مسائل فقہ نہیں کر سکتے تھے اور اسی کثرت اعتنا بالحدیث کی وجہ سے اُن کو حافظ ذہبی نے "طبقات الحفاظ" میں ذکر کیا ہے۔ اور ان کا یہ فعل نہ صرف درست و صواب بلکہ قابل تحسین ہے۔"

پھر ۲۳ ویں باب میں لکھا کہ "باوجود امام صاحب کے وسعت حافظہ کے جو ان سے روایت حدیث کم ہوئی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ استنباط مسائل میں زیادہ مشغول رہے۔ اور اسی طرح امام مالک و امام شافعی سے بھی روایت حدیث بہ نسبت ان کے کثیر الحدیث ہونے کے کم ہوئی ہے۔

جس طرح حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ وغیرہ صحابہ سے بہ نسبت ان کے کثرت علم حدیث کے روایت کم ہوئی ہے۔ پھر علامہ موصوف نے امام صاحب کی کثرت علم حدیث کے بھی کچھ واقعات پیش کئے ہیں اور اس کے بعد امام صاحب کی ۱۷ مسانید کی اسانید کو پوری تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

علامہ کوثریؒ نے نقل مذکور کے بعد تحریر فرمایا کہ امام صاحب کی یہ مسانید بطریق خیر رملی بھی امام صاحب سے مروی ہیں

Marfat.com

اور حافظ حدیث شمس ابن طولون نے بھی ان کی اسانید "فہرست اوسط" میں ذکر کی ہیں اور ہماری سند امام صاحب تک "التحریر الوجیز" میں ہے۔
خطیب بغدادی نے جس وقت دمشق کا سفر کیا تو اپنے ساتھ مسند[18] امام اعظم للدارقطنی اور مسند[19] امام لابن شاہین اور ایک مسند[20] خود اپنا لے گئے تھے۔

حافظ بدر الدین عینی حنفی نے اپنی تاریخ کبیر میں لکھا ہے کہ امام صاحب کے مسند[21] ابن عقدہ میں ایک ہزار حدیث سے زیادہ ہیں۔ علامہ حافظ سیوطی شافعی نے تعقبات میں لکھا کہ ابن عقدہ کبار حفاظ حدیث میں سے تھے جن کی سب نے توثیق کی ہے بجز کسی متعصب کے۔

ان کے علاوہ امام زفر نے بھی کتاب[22] الآثار تالیف کی تھی جس میں امام صاحب سے بہ کثرت احادیث مروی ہیں۔ اس نسخہ کا ذکر حاکم نے "معرفۃ علوم الحدیث" میں کیا ہے۔ (تانیب الخطیب ص ۱۵۶)

مسند خوارزمی میں ہے کہ امام صاحب جس وقت اپنے استاد امام حماد کی جگہ جامع مسجد کوفہ میں مسند درس پر رونق افروز ہوئے تو ایک ہزار شاگرد آپ کے پاس جمع ہو گئے جن میں چالیس ایسے محدثین و فقہاء تھے جن کو اجتہاد کا درجہ حاصل تھا۔ ان پر آپ کو فخر تھا اور ان کو دیکھ کر اکثر یہ جملہ فرمایا کرتے تھے:-

"تم سب میرے رازدار اور غم گسار ہو۔ میں نے اس فقہ کے اسپ تازی کو زین و لگام کے ساتھ بنا سنوار کر تیار کر دیا ہے اس پر تم اپنا دینی، علمی سفر طے کرو) تم میری مدد کرو کیونکہ لوگوں نے مجھ کو جہنم کا پل بنایا ہے۔ وہ سب اس پر سے گذر کر پار ہوتے ہیں اور سب بار بوجھ میری پیٹھ پر ہے۔ یعنی وہ لوگ تو تقلید سے نجات پالیں گے لیکن اگر اجتہاد و استنباط احکام میں ذرا سا بھی تساہل رونما ہوا تو اس کا مواخذہ مجھ سے ہو گا۔"

چنانچہ امام صاحب نے تدوین فقہ کی ایک مجلس شوریٰ ترتیب دی جس میں علاوہ ۴۰ فقہائے مذکورین کے دوسرے سینکڑوں محدثین و فقہاء بھی وقتاً فوقتاً شرکت کیا کرتے تھے جو امام صاحب کی خدمت میں دور دراز ملکوں سے تحصیل حدیث و فقہ کے لئے حاضر ہوتے رہتے تھے۔ کیونکہ تدوین فقہ کا یہ عظیم الشان کام تقریباً ۲۵۔۳۰ سال تک جاری رہا ہے۔

یہاں ہم امام صاحب کے تلامذہ محدثین کے کچھ نام لکھتے ہیں:-

تلامذہ محدثین امام اعظم رح

(۱) عبداللہ بن مبارک۔ خلیلی نے کہا کہ متفق علیہ امام ہیں۔ نسائی:- کہ اپنے زمانہ کے سب سے بڑے بزرگ اور صاحب اخلاق حمیدہ ہیں۔ نووی:- کہ امامت و جلالت [illegible] احمد:- کہ امام وقت و افضل المحدثین تھے اور کل احادیث از بر تھیں۔ باوجود اس کے کہا کرتے تھے [illegible] سب سے علوم کی طرف ہر محدث محتاج ہے۔ اور بعد تکمیل حدیث امام صاحب کے ساتھ آخر عمر تک رہے۔

(۲) **مسعر بن کدام**:- تذکرہ میں ہے الامام الحافظ۔ احد الاعلام۔ باوجودیکہ امام صاحب نے بھی ان سے روایت کی ہے مگر حلقہ درس امام میں روبرو بیٹھتے اور شاگردوں کی طرح سوال کرتے۔ امام صاحب کو دیکھتے ہی کھڑے ہو جاتے۔

(۳) **وکیع بن الجراح**:- تذکرہ:- امام حافظ، محدث العراق، تہذیب الکمال، تبییض الصحیفہ و خیرات الحسان میں ہے کہ امام صاحب کے شاگرد تھے۔

Marfat.com

(۴) مقری :- محدثین میں شیخ الاسلام اور امام سمجھے جاتے تھے، امام صاحب کے شاگرد تھے اور اُن کو شاہ مرداں کہا کرتے تھے۔

(۵) ابراہیم بن طہمان :- تذکرہ میں ہے کہ الامام الحافظ کہے جاتے تھے۔ امام احمد کی مجلس میں ذکر آتا تو سیدھے ہو کر بیٹھ جاتے تھے۔ تذکرہ وتبییض الصحیفہ میں ہے کہ امام صاحب کے شاگرد ہیں۔

(۶) یزید بن ہارون :- تذکرہ میں الامام القدوہ شیخ الاسلام۔ ۴۰ سال عشا کے وضو سے نماز صبح ادا کی۔ تلامذہ کا شمار نہیں ستر ہزار ایک وقت میں تھے تذکرہ وتبییض الصحیفہ میں ہے کہ امام صاحب کے شاگرد تھے اور سب اساتذہ پر ترجیح دیتے تھے کہ ان کا مثل بہت تلاش کیا مگر نہ ملا۔

(۷) حفص بن غیاث :- کردری نے ان کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے امام صاحب سے ان کی کتابیں اور آثار سنے ہیں۔ خطیب کا بیان ہے کہ امام صاحب کے مشہور شاگردوں میں ہیں۔

(۸) ابو عاصم الضحاک النبیل :- تذکرہ میں ہے کہ الحافظ اور شیخ الاسلام سمجھے جاتے تھے تہذیب الکمال وتبییض میں ہے کہ امام صاحب کے شاگرد ہیں۔

(۹) یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ :- تذکرۃ الحفاظ میں صاحب ابی حنیفہ کا لقب دیا ہے، مدت تک ساتھ رہے اور لکھنے کا کام سپرد تھا۔

(۱۰) یحییٰ بن سعید القطان :- حلقہ درس میں شرکت کرتے، اکثر اقوال لئے، امام صاحب کے قول پر فتویٰ دیتے حالانکہ سید الحفاظ تھے۔

(۱۱) عبد الرزاق بن ہمام :- تذکرہ میں الحافظ الکبیر۔ امام بخاری نے ان کی کتاب سے استفادہ کیا۔ ذہبی نے اس کتاب کو علم کا خزانہ کہا۔ تہذیب الکمال وتبییض الصحیفہ میں ہے کہ امام صاحب کے شاگرد تھے صحاح ستہ میں اُن سے روایات ہیں۔

(۱۲) اسحٰق بن یوسف ازرق :- تہذیب الکمال وتبییض الصحیفہ میں ہے کہ امام صاحب کے شاگرد ہیں صحاح ستہ میں ان سے روایات ہیں۔

(۱۳) جعفر بن عون :- خیرات حسان ″ ″ ″ ″ ″ ترمذی ابن ماجہ میں ″ ″ ″

(۱۴) حارث بن نبہان :- تہذیب التہذیب ″ ″ ″ ″ ″ ترمذی ابن ماجہ ″ ″ ″

(۱۵) حبان بن علی العنزی :- ″ ″ ″ ″ ″ ″ ابن ماجہ میں ان سے ″ ″

(۱۶) حماد بن دلیل :- ″ ″ ″ ″ ابو داؤد میں ″ ″ ″

(۱۷) حفص بن عبد الرحمن البلخی :- ″ ″ ″ ″ ″ ″ نسائی میں ″ ″ ″

(۱۸) حکام بن مسلم الرازی :- ″ ″ ″ ″ ″ مسلم وغیرہ میں ″ ″ ″

(۱۹) صخرہ بن حبیب الزیات قاری :- تہذیب الکمال ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″

(۲۰) خارجہ بن مصعب الضبیعی :- ″ ″ ″ ″ ترمذی ابن ماجہ میں ″ ″ ″

(۲۱) داؤد بن نصیر الطائی :- نفحات الانس جامی ″ ″ ″ ″ نسائی میں اُن سے ″ ″

(۲۲) زید بن حباب عکلی :- تہذیب التہذیب ″ ″ ″ ″ مسلم وغیرہ میں ″ ″ ″

(۲۳) شعیب بن اسحٰق بن عبد الرحمن الدمشقی :- ″ ″ ″ ″ ″ بخاری ومسلم میں ″ ″ ″

(۲۴) صباح بن محارب :- ″ ″ ″ ″ ″ ″ ابن ماجہ ″ ″ ″

(۲۵) صلت بن الحجاج الکوفی :- تہذیب الکمال ″ ″ ″ ″ بخاری ″ ″ ″

Marfat.com

(٢٦) عائذ بن حبیب العبسی :- نسائی و ابن ماجہ میں روایات ہیں، تہذیب الکمال تبییض الصحیفہ، تہذیب التہذیب میں ہے کہ امام صاحب کے شاگرد ہیں -

(٢٧) عباد بن العوام :- صحاح ستہ 〃 〃 〃 〃 تہذیب الکمال و تبییض 〃 حیرات 〃 〃

(٢٨) عبد الحمید بن عبد الرحمن الحمانی :- بخاری و مسلم وغیرہ 〃 〃 〃 〃 تہذیب التہذیب 〃

(٢٩) عبد العزیز بن خالد بن زیاد ترمذی :- نسائی میں 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

(٣٠) عبد الکریم بن محمد الجرجانی :- ترمذی 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

(٣١) عبد العزیز بن ابی رواد :- بخاری وغیرہ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

(٣٢) عبید اللہ بن عمرو الرقی :- صحاح ستہ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

(٣٣) عبید اللہ بن موسیٰ :- 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

(٣٤) علی بن ظبیان الکوفی :- ابن ماجہ میں 〃 〃 〃 〃 تہذیب 〃

(٣٥) علی بن عاصم الواسطی :- 〃 ابوداؤد، ترمذی 〃 〃 — 〃

(٣٦) علی بن مسہر :- صحاح ستہ میں ان سے 〃 〃 〃 〃 —

(٣٧) ابو نعیم الفضل بن دکین 〃 〃 〃 〃 〃 〃

(٣٨) الفضل بن موسی السینانی :- 〃 اسحٰق بن راہویہ نے فرمایا کہ میں نے ستر کتب کو ان سے لکھا ہیں —

(٣٩) عبد الوارث بن سعید :- صحاح ستہ میں انسے روایات ہیں تہذیب الکمال تبییض الصحیفہ میں ہے کہ

(٤٠) القاسم بن الحکم العرنی :- ترمذی 〃 〃 〃 تہذیب التہذیب

(٤١) القاسم بن معن المسعودی :- نسائی —

(٤٢) قیس بن الربیع :- ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ 〃 —

(٤٣) محمد بن بشر العبدی :- صحاح ستہ میں ان سے 〃 〃 —

(٤٤) محمد بن الحسن بن آتش الصنعانی :- امام احمد 〃 〃 〃

(٤٥) محمد بن خالد الوہبی :- ابوداؤد، ابن ماجہ وغیرہ 〃

(٤٦) محمد بن عبد الوہاب العبدی :- ترمذی، نسائی 〃

(٤٧) محمد بن یزید الواسطی :- 〃 〃

(٤٨) مروان بن سالم :- نسائی میں روایت ہے —

(٤٩) مصعب بن مقدام :- مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ 〃 تہذیب التہذیب

(٥٠) المعافی بن عمران الموصلی :- بخاری، ابوداؤد، نسائی 〃 — 〃

(٥١) مکی بن ابراہیم البلخی :- صحاح ستہ میں روایات ہیں 〃 تہذیب التہذیب

Marfat.com

(۵۲) النعمان بن عبدالسلام الاصبہانی :- ابوداؤد، نسائی میں اُن سے روایات ہیں، تہذیب الکمال، تبییض الصحیفہ اور تہذیب التہذیب میں ہے کہ امام صاحب کے شاگرد ہیں۔

(۵۳) نوح بن دراج القاضی :- تہذیب الکمال تبییض الصحیفہ و تہذیب التہذیب 〃 〃

(۵۴) نوح بن ابی مریم :- 〃 〃 〃 〃

(۵۵) ہریم بن سفیان :- صحاح ستہ میں روایات ہیں 〃 〃 — 〃

(۵۶) ہوذہ بن خلیفہ :- ابوداؤد 〃 〃 〃 — 〃

(۵۷) ہیاج بن بسطام البرجمی :- ابن ماجہ 〃 〃 〃 — 〃

(۵۸) یحییٰ بن یمان :- بخاری و مسلم 〃 〃 〃 — 〃

(۵۹) یزید بن زریع :- صحاح ستہ 〃 〃 〃 — 〃

(۶۰) یونس بن بکیر :- مسلم، ابوداؤد وغیرہ 〃 〃 — 〃

(۶۱) ابو اسحٰق الفزاری صحاح ستہ 〃 〃 〃 — 〃

(۶۲) موسیٰ بن نافع ابو شہاب الاکبر الحناط :- بخاری، مسلم وغیرہ 〃 〃 — 〃

(۶۳) حماد بن زید :- صحاح ستہ 〃 سفیان ثوری کے سامنے دو زانو ہوتے تھے خیرات میں [illegible]

(۶۴) ہشام بن عروہ :- 〃 〃 حدیث میں امام تھے 〃 〃 〃

(۶۵) یحییٰ بن القطان :- سید الحفاظ تھے صحاح ستہ کے شیوخ میں ہیں، امام احمد، امام یحییٰ بن معین، ابن المدینی وغیرہ اکابر محدثین کے شیخ ہیں۔ ابن المدینی شیخ امام بخاری کا قول ہے کہ یحییٰ القطان سے بڑا رجال کا عالم میں نے نہیں دیکھا۔ یہ بھی امام صاحب کے شاگرد اور ان کے مذہب کے متبع تھے۔

تلامذہ محدثین و اصحاب امام اعظمؓ

جامع مسانید امام اعظم جلد دوم (مطبوعہ حیدرآباد) میں صفحہ ... سے صفحہ ۵۷۴ تک امام صاحب کے ان تلامذہ کے اسماء گرامی چھپے ہوئے ہیں جن کو صاحب جامع نے اصحاب الامام کی حیثیت دی ہے۔ اور ساتھ ہی ان کی جلالت قدر کی طرف بھی اشارات کیے ہیں کہ مثلاً وہ شیوخ اصحاب صحاح ستہ یا شیوخ بخاری و مسلم میں سے ہیں، ساتھ ہی امام صاحب کے اصحاب میں سے اور امام صاحب کی مسانید کے راوی میں سے بھی ہیں۔ چند نام ان میں سے یہاں بھی درج کرتے ہیں۔

(۶۶) محمد بن ربیعہ ابو عبداللہ الکلابی الکوفی یروی عن الامام فی ہذہ المسانید

(۶۷) محمد بن خازم ابو معاویۃ الضریر :- (راوی صحاح ستہ) ولادت سنہ ۱۱۳ھ وفات سنہ ۱۹۵ھ 〃 〃

(۶۸) محمد بن فضیل بن غزوان الکوفی :- 〃 سنہ ۱۹۵ھ 〃 〃

(۶۹) محمد بن عمر الواقدی مدنی قاضی بغداد :- (ابن ماجہ) 〃 سنہ ۲۰۷ھ 〃 〃

(۷۰) محمد بن جابر الیمامی :- (ابوداؤد و ابن ماجہ) 〃 〃

Marfat.com

(۷۱) محمد بن حفص بن عائشہ :- یروی عن الامام فی مسانید

(۷۲) محمد بن ابان ابو عمر :- " "

(۷۳) محمد بن خالد الوہبی الحمصی الکندی " کثیر

(۷۴) محمد بن یزید بن مدبح الکوفی " "

(۷۵) محمد بن صبیح بن سماک الکوفی - ابو العباس " "

(۷۶) محمد بن سلیمان ابن حبیب ابو جعفر البغدادی "

(۷۷) محمد بن سلمۃ الحرانی ابو عبداللہ وفات ۱۹۱ھ "

(۷۸) محمد بن عبید ابو عبداللہ الطنافسی الکوفی [illegible] ۲۰۳ھ [illegible]

(۷۹) محمد بن جعفر ابو عبداللہ البصری الغندر شیخ مشائخ البخاری ومسلم وشیخ احمد [illegible]

(۸۰) محمد بن یعلی السلمی الکوفی "

(۸۱) محمد بن الزرقان ابو ہمام الاہوازی

(۸۲) محمد بن الحسن الواسطی کتب عنہ البخاری اول سنۃ [illegible] بالبصرۃ

(۸۳) محمد بن بشر ابو عبداللہ الکوفی وفات [illegible]ھ

(۸۴) محمد بن الفضل بن عطیۃ المروزی

(۸۵) محمد بن یزید الواسطی ابو سعید الکلاعی [illegible]

(۸۶) محمد بن الحسن المدنی

(۸۷) محمد بن عبدالرحمن ابو عمرو القرشی الکوفی القاضی روی عنہ الثوری و[illegible]

(۸۸) محمد بن اسحاق بن یسار [illegible] المدنی [illegible]

(۸۹) محمد بن میسر [illegible] الصاغانی

(۹۰) ابراہیم بن طہمان ابو سعید [illegible] وفات [illegible]

[illegible]

(۹۱) ابراہیم بن میمون [illegible]

(۹۲) ابراہیم بن طہمان الخراسانی [illegible]

(۹۳) ابراہیم بن [illegible] البصری

(۹۴) ابراہیم [illegible] [illegible]

(۹۵) ابراہیم بن [illegible]

(۹۶) اسمعیل بن عیاش بن سلیم [illegible] وفات [illegible] [illegible]

Marfat.com

(٩٧) ابراھیم بن سعید بن ابراھیم القرشی المدنی:- وفات سنہ ١٨٣ھ یروی عن الامام فی ہذہ المسانید

(٩٨) ابراھیم بن عبد الرحمن الخوارزمی:- " "

(٩٩) اسماعیل بن ابی زیاد من اصحاب الامام " "

(١٠٠) اسماعیل بن موسیٰ الکوفی الفزاری " سنہ ١٣٥ھ " "

(١٠١) اسماعیل بن یحییٰ بن عبد اللہ بن طلحۃ بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی بکرؓ (کوفی) " "

(١٠٢) اسحٰق بن یوسف الواسطی:- مع جلالۃ قدرہ وہو کونہ من شیوخ احمد ویحیی بن معین وہو شیخ بعض شیوخ البخاری ومسلم وفات سنہ ١٩٥ھ " الاحادیث الکثیرۃ

(١٠٣) اسحٰق بن حاجب بن ثابت العدل:- " سنہ ١٩٩ھ "

(١٠٤) اسحٰق بن بشر البخاری:- من فقہاء بخاری "

(١٠٥) اسباط بن محمد بن عبد الرحمن القرشی " سنہ ٢٠٠ھ " مع کونہ من شیوخ شیوخ البخاری ومسلم ومن شیوخ الامام احمد ویحیی بن معین

(١٠٦) اسد بن عمرو البجلی:- وفات سنہ ١٩٠ھ - یروی عن الامام الخ کثیراً مع کونہ من شیوخ احمد وامثالہ من صغار اصحاب الامام

(١٠٧) ابوبکر بن عیاش:- نام سے مشہور نہیں ہیں اور نام متعین بھی نہیں - وفات سنہ ١٩٣ھ - امام اعظم مخرج عنہ کثیراً فی البخاری ومسلم ویروی عن الامام

(١٠٨) اسرائیل بن یونس بن ابی اسحٰق السبیعی - ولادت سنہ ١٠٠ھ وفات سنہ ١٦٠ھ / ١٦١ / ١٦٢ مع جلالۃ قدرہ وکونہ من اعلام ائمۃ الحدیث ومن شیوخ شیوخ الشیخین یروی عن الامام الخ وہو من شیوخ احمد ایضاً

(١٠٩) ابان بن ابی عیاش البصری:- من کبار اصحاب الحسن البصری یروی عن الامام فی ... المسانید

(١١٠) ایوب بن ھانی:- " "

(١١١) احمد بن ابی ظبیہ:- " "

(١١٢) اسماعیل بن ملحان:- " "

(١١٣) اسماعیل بن النسوی:- " "

(١١٤) اسماعیل بن بیاع السابری:- " "

(١١٥) اسماعیل بن علیان:- " "

(١١٦) اخضر بن حکیم:- " "

(١١٧) الیسع بن طلحۃ:- " "

(١١٨) ابراھیم بن سعید:- " "

(١١٩) ابیض بن الاغر:- " "

(١٢٠) اسحاق بن بشر البخاری:- وفات سنہ ٢٠٦ھ " "

Marfat.com

قال الخطیب روی عنہ جماعۃ من الخراسانیین وقال اقدمہ ہارون الرشید بغداد فحدث بہا۔

(۱۲۱) بکر بن خنیس:۔		یروی عن الامام فی المسانید	
(۱۲۲) بشر بن المفضل البصری:۔	وفات ۱۸۶ھ	״	״
(۱۲۳) بکیر بن معروف الاسدی الدمشقی۔ قاضی نیشاپور	״ ۱۶۳ھ	״	״
(۱۲۴) بلال بن ابی بلال مرداس الفزاری		״	مع انہ شیخ شیخ البخاری
(۱۲۵) بشر بن زیاد		״	
(۱۲۶) بشار بن قیراط		״	
(۱۲۷) بقیہ بن الولید الکلاعی الحضرمی	وفات ۱۹۷ھ	״	
(۱۲۸) جنادہ بن مسلم العامری الکوفی		یروی عن الامام فی ... المسانید	
(۱۲۹) جارود بن یزید ابو علی العامری النیشاپوری		״	״
(۱۳۰) جریر بن عبد الحمید الکوفی الرازی	وفات ۱۸۸ھ	״	״
(۱۳۱) جعفر بن عون المخزومی الکوفی	״ ۲۰۷ھ	״	״
(۱۳۲) جریر بن حازم البصری	״ ۱۷۰ھ	״	مع جلالۃ قدرہ
(۱۳۳) حماد بن زید ابو اسمٰعیل الازرق	״ ۱۷۹ھ	״	کثیر
(۱۳۴) حماد بن اسامۃ الکوفی		״	
(۱۳۵) حماد بن زیاد الضبعی		״	
(۱۳۶) حماد بن یحیی ابو بکر		״	
(۱۳۷) حسن بن صالح بن حی الکوفی	ولادت ۱۰۰ھ وفات ۱۶۹ھ	״	
(۱۳۸) الحسن بن عمارۃ (خت، ت، ق)	״ ۱۵۳ھ	״	کثیر
(۱۳۹) حفص بن غیاث النخعی الکوفی قاضی بغداد	۱۹۶ھ		ومن رجال الستۃ
(۱۴۰) حاتم بن اسمٰعیل الکوفی	۱۸۶ھ		
(۱۴۱) حسان بن ابراہیم الکرمانی			
(۱۴۲) حمزۃ بن حبیب المقری الکوفی	۱۵۶ھ		کثیرا
(۱۴۳) حمید بن عبد الرحمٰن الکوفی			
(۱۴۴) الحسن بن الحسن بن عطیۃ ابو علی الکوفی	۲۰۱ھ	״	
(۱۴۵) حکیم بن زید قاضی مرو	من اصحاب الامام		
(۱۴۶) الحسن بن فرات التیمی		״	کثیرا

Marfat.com

(۱۴۷) حبان بن سلیمان الجعفی الکوفی — یروی عن الامام فی ... المسانید
(۱۴۸) حسین بن الولید النیشا بوری القرشی — وفات ۲۰۳ھ — ″ — ″
(۱۴۹) حسن بن الحر الکوفی — ″ — ″
(۱۵۰) حریث بن نبھان — ″ — ″
(۱۵۱) حسن بن بشر الکوفی — ″ ۲۲۱ھ — ″ — ″
(۱۵۲) حسین بن علوان الکلبی — ″ — ″
(۱۵۳) الحسن بن المسیب — وھو معروف عند اصحاب الحدیث — ″ — ″

صـ۴۳ جلد۲

---

(۱۵۴) خالد بن عبد اللہ الواسطی — وفات ۱۸۲ھ ممن یروی الکثیر عن الامام فی ... المسانید و ھو من شیوخ الامام احمد
(۱۵۵) خالد بن خداش المھلبی — ″ ۲۲۳ھ — ″ — قلیلا — ″ — ولکنہ عن اصحاب الامام و ″
(۱۵۶) خالد بن سلیمان الانصاری — یروی عن الامام — وشیخ شیخ البخاری
(۱۵۷) خلف بن خلیفۃ بن صاعد الاشجعی — ″ — وھو من شیوخ شیوخ البخاری ومسلم
(۱۵۸) خارجۃ بن مصعب ابو الحجاج الخراسانی الضبعی — ″
(۱۵۹) خارجۃ بن عبد اللہ بن سعد بن ابی الوقاص من اہل المدینۃ — یروی عن الامام فی ... المسانید
(۱۶۰) خاقان بن الحجاج — من کبار العلماء — ″ — ″
(۱۶۱) خلف بن یاسین بن معاذ الزیات — من اصحاب الامام — ″ — ″
(۱۶۲) خویل الصفار — ویقال خلید الصفار — وقال البخاری ھو خلاد الصفار الکوفی — ″ — ″
(۱۶۳) خلاد بن عبد الرحمن السلمی — ″ — ″

صـ۴۴ جلد۲

---

(۱۶۴) داؤد الطائی — زاھد ھذہ الامۃ — انہ من اجلاء اصحاب الامام — وروی عنہ فی ... المسانید — وفات ۱۶۰ھ
(۱۶۵) داؤد بن عبد الرحمن المکی — ″ — ″ — وروی عنہ الامام ایضا
(۱۶۶) داؤد الزبرقان — مع جلالۃ قدرہ وتقدمہ — ″ — ″
(۱۶۷) داؤد بن المحبر الطائی البصری — ″ — وفات ۲۰۶ھ

صـ۴۵ جلد

---

(۱۶۸) زکریا بن ابی زائدۃ الھمدانی الکوفی — مع جلالۃ قدرہ وتقدمہ کونہ من شیوخ شیوخ الشیخین
(۱۶۹) زھیر بن معاویۃ الحدیج الکوفی — ″ — ″ — ″ — ″
(۱۷۰) زائدۃ بن قدامۃ الثقفی الکوفی — ″ — مع تبحرہ فی علوم الحدیث

Marfat.com

(۱۷۱) زافر بن ابی سلیمان الایادی القوہستانی قاضی سجستان — روی عن الامام فی المسانید
(۱۷۲) زید بن الحباب بن الحسن التیمی الکوفی — روی عن الامام کثیراً مع جلالتہ وکونہ شیخ احمد وامثالہ
(۱۷۳) زہیر بن سعید الہاشمی القرشی — 〃 〃 کثیراً
(۱۷۴) زکریا بن ابی العتیک — 〃

ص ۵۶۳ جلد

(۱۷۵) نافع المقری المدنی — 〃
(۱۷۶) نعیم بن عمر المدنی — 〃
(۱۷۷) نوح بن دراج الکوفی (قاضی الکوفہ) وفات ۱۸۲ھ — 〃
(۱۷۸) نوح بن ابی مریم الکوفی — 〃
(۱۷۹) نصر بن عبد الکریم البلخی 〃 ۱۹۹ھ — 〃 صاحب مجلس الامام
(۱۸۰) نعمان بن عبد السلام ابو منذر — 〃

ضروری اشارات:-

(۱) علامہ موفق نے لکھا کہ مشائخ اسلام میں سے مختلف اطراف و اکناف کے سات سو مشائخ نے امام صاحب سے روایت حدیث کی یعنی چھوٹوں کا ذکر نہیں کیا وہ تو ہزاراں ہزار ہوں گے حالانکہ اس زمانہ کے چھوٹے بھی بعد کے محدثین کے کبار شیوخ ہوئے ہیں۔

(۲) علامہ مزی نے تہذیب الکمال میں ۹۵ شیوخ حدیث کے نام گنائے جو امام صاحب کے حدیث میں شاگرد تھے۔ اور غالباً وہ وہی ہیں جن کے اسمائے گرامی علامہ سیوطی نے تبییض الصحیفہ بمناقب الامام ابی حنیفہ میں لکھے ہیں۔

(۳) حافظ ابن حجر نے اپنی روایتی عصبیت کو کام میں لا کر ان شیوخ کی تعداد صرف ۲۳ دکھلائی اور بڑے بڑے محدثین جیسے ابن مبارک، داؤد طائی وغیرہ کے نام حذف کر دیئے۔ (۴) حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں ۱۰ فقہا اور ۶ کبار محدثین حفاظ حدیث کا ذکر کیا اور بنشر کثیر سے اشارہ کیا کہ ان کے علاوہ ان جیسے بہت ہیں۔ (۵) علی بن مدینی شیخ کبیر امام بخاری نے فرمایا کہ امام صاحب سے ثوری، ابن مبارک، حماد بن زید، ہشام، وکیع، عباد بن العوام، جعفر بن عون نے روایت حدیث کی۔

(۶) امام بخاری نے مزید اختصار کر کے لکھا کہ امام ابو حنیفہ سے عباد بن عوام، ہشیم، وکیع، مسلم بن خالد، ابو معاویہ ... حدیث کی اور تاریخ میں یہ بھی لکھ گئے کہ امام صاحب کی حدیث سے لوگوں نے سکوت کیا ... خود بھی لکھے جنہوں نے بقول امام بخاری ہی امام صاحب کی حدیث روایت کی، کچھ سکوت کا ... ابن مبارک اور ثوری جیسے ائمہ حدیث کی روایت حدیث کی شہادت ان کے شیخ اعظم علی بن مدینی سے پہنچ رہی ... امام بخاری کو کیا خبر تھی کہ امام صاحب اور آپ کے اصحاب کو حدیث کے میدان سے نکال کر دور پھینکنے کی مہم جو ان سے بلکہ ان کے شیخ حمیدی وغیرہ سے شروع ہو کر حافظ ابن حجر وغیرہ سے پاس ہو کر اس دور کے متعصب غیر مقلدین تک پہنچی وہ نہ صرف ناکام ہو گی بلکہ اس سے حدیث کو بھی نقصان پہونچے گا جس کی تلافی ناممکن ہو گی۔ واللہ المستعان۔

Marfat.com

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے تلامذہ کے کسی قدر تفصیلی نقشہ کے بعد ایک اجمالی خاکہ بھی بصورت دائرہ پیش ہے
جس سے ایک نظر میں امام صاحب کے تلامذہ محدثین پیش نظر ہو جاتے ہیں

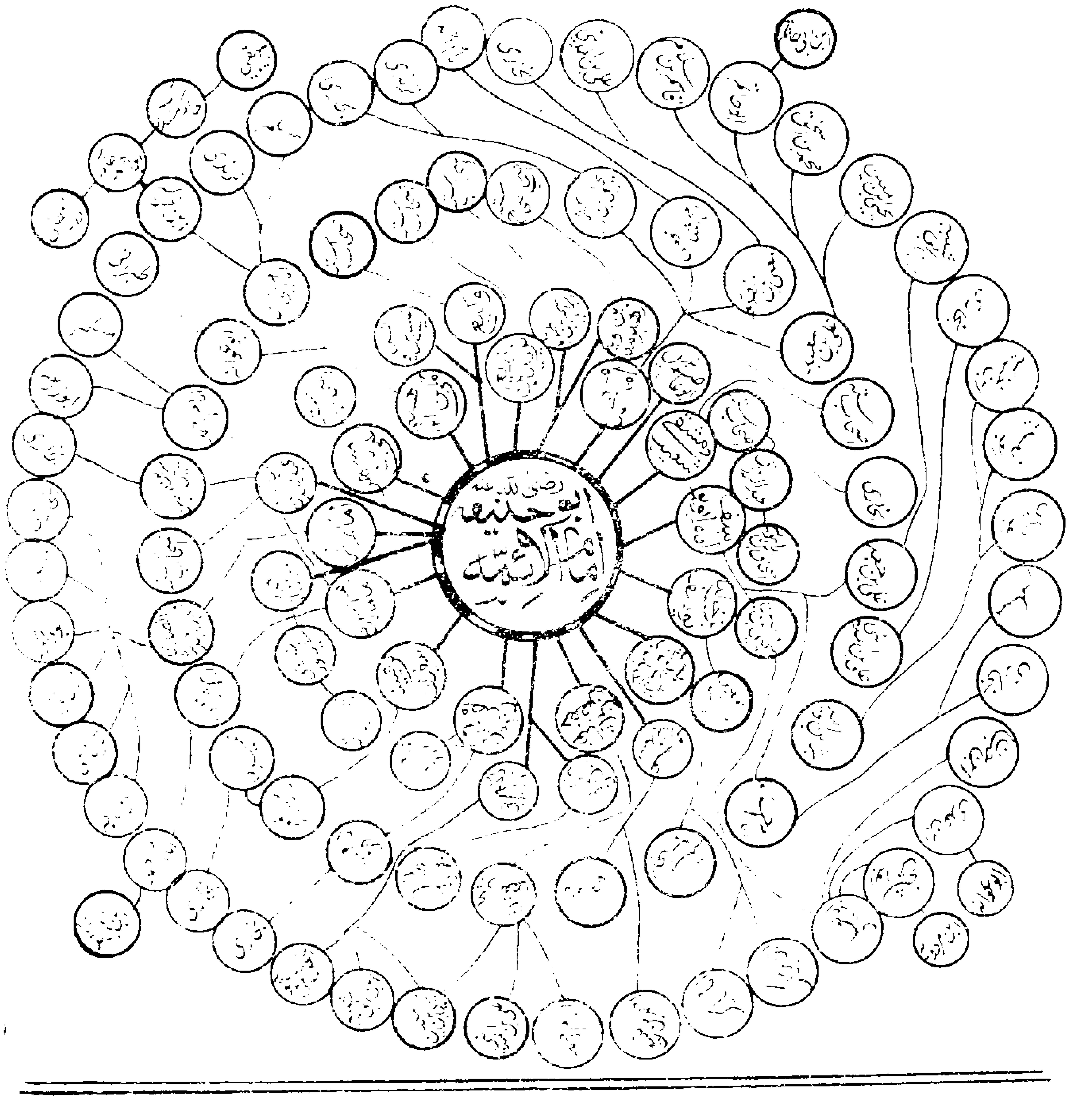

Marfat.com

حضرت امام الائمہ امام ابوحنیفہؓ کی سیاسی زندگی

اس موضوع پر مولانا سید مناظر احسن صاحب گیلانیؒ کی مستقل تصنیف نفیس اکیڈمی کراچی سے شائع ہوئی ہے جو قابل دید ہے۔ مولانا نے امام صاحب کی سیاسی زندگی کے سارے گوشے تاریخ کی روشنی میں نمایاں کئے ہیں اور ایسے دلچسپ انداز میں کہ پوری چار سو صفحہ کی کتاب مسلسل بے تکان پڑھی جاسکتی ہے۔ پھر مولانا نے جو موشگافیاں اور نکتہ آفرینیاں جگہ جگہ کی ہیں وہ تو ان کا خاص امتیاز تھا۔

مذکورہ بالا کتاب اور دوسری کتب تواریخ و مناقب کے مطالعہ کا حاصل و خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:

امام اعظمؒ پہلی صدی میں پیدا ہوئے، دور رسالت اور عہد صحابہ کے سارے حالات جن معتمد ذرائع سے اُن کو پہونچے تھے وہ ذرائع بعد کے لوگوں کو حاصل نہ ہو سکے اسی لئے ان کی روشنی میں امام صاحب نے اپنے محیر العقول دانشمندی سے جو سیاسی مسلک اختیار کیا تھا وہ ظاہر ہے کس قدر پختہ کار انہ ہوگا۔

دور بنی امیہ کے غیر اسلامی رجحانات اور دینی بے راہ روی کے حالات سے وہ بہت زیادہ متاثر تھے وہ دیکھ چکے تھے کہ [illegible] کی بے راہ روی کے اثر سے بتدریج عام مسلمان شریعت حقہ [illegible] زندگی بسر کرنے [illegible] محروم ہوتے جارہے تھے۔

ان خرابیوں پر نظر کر کے امام صاحب کا سیاسی رجحان یہ [illegible] انقلاب ہو [illegible] کوئی [illegible] آجائے۔ اور اسی تمنا میں انھوں نے [illegible] خلافت [illegible] کوششیں کیں [illegible] خلافت [illegible] وہ کچھ مطمئن سے ہوئے مگر ان کے حالات بھی جب ان کی توقعات کو پورا کرنے والے ثابت نہ ہوئے تو وہ پھر [illegible] حصول خلافت کے لئے آمادہ کرتے رہے حتیٰ کہ اسی کی وجہ سے خلیفہ ابوجعفر منصور کی نظر میں مشتبہ ہو گئے [illegible] روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو امام صاحب کی ان درپردہ کوششوں اور رجحانات کا یقین ہو گیا تھا اور اسی لئے اس نے امام صاحب کو بڑے بڑے ہدایا پیش کر کے اور وزارت و قاضی القضاۃ وغیرہ کے عہدے پیش کر کے اپنے ساتھ ملانا چاہا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ امام صاحب کا حلقۂ اثر دور دراز ملکوں تک پھیلا ہوا ہے۔ لیکن امام صاحب نے نہ سلطانی تحفے قبول کئے اور نہ کوئی عہدہ۔ خلیفہ نے ہزار سمجھایا، کوششیں کیں، ڈرایا دھمکایا مگر امام صاحب کو آمادہ نہ کرسکا۔

اس کی بڑی وجہ امام صاحب کا غیر معمولی ورع، تقوی اور پرہیزگاری تھی، دوسرے آپ [illegible] پروگرام تھا جو دنیا کی تاریخ میں بے مثال اثرات کا حامل تھا اور وہ اسلامی قانون کی [illegible] حکومت کے [illegible] اثر رہ کر وہ کوئی ایسا عظیم الشان بے لاگ کارنامہ انجام نہیں دے سکتے۔

چنانچہ انھوں نے اپنے ہزاروں اصحاب و تلامذہ میں سے چالیس اصحاب کا انتخاب کر کے [illegible] میں اس جماعت کی تشکیل کی۔ وہ سب مجتہد کا درجہ رکھتے تھے۔ صلہ ایک ایک مسئلہ پر گھنٹوں اور بعض مرتبہ ہفتوں بحثیں ہوتی تھیں [illegible] احادیث، آثار اور اجماع و قیاس کی روشنی میں آزادی سے گفتگو و بحث کرنے کا موقعہ دیا جاتا تھا۔ نقل ہے کہ امام صاحب کے سامنے [illegible] اپنے

صلہ ان میں بڑے بڑے محدث، مفسر، لغوی، امام تاریخ و مغازی اور ان علوم میں [illegible]

مقدمہ انوار الباری [illegible]

Marfat.com

اپنے دلائل پیش کرتے تھے اور بحث میں بسا اوقات ان کی آواز بھی بلند ہو جاتی تھی۔ عام بحث کے دوران میں خود امام صاحب سے بھی جو سب کے مسلّم استاد و شیخ تھے کوئی صاحب جھگڑ پڑتے تھے اور یہاں تک بھی کہہ گذرتے تھے کہ آپ نے فلاں دلیل میں خطا کی ہے۔

بعض اوقات اجنبی لوگوں نے اعتراض بھی کیا اور امام صاحب کے دوسرے اہل مجلس تلامذہ کو متوجہ کیا کہ تم لوگ ایسی گستاخی اور بے باکی سے بات کرنے والوں کو روکتے کیوں نہیں؟ تو امام صاحب خود ہی فرمایا کرتے تھے کہ میں نے خود ان لوگوں کو آزادی دی ہے اور اس امر کا عادی بنایا ہے کہ ہر ایک کے نئی کر میری بھی رائے پر نکتہ چینی کریں۔

لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی نقل ہے کہ اس مجلس کی پوری بحث کے بعد آخر میں امام صاحب جب بحیثیت صدر مجلس تقریر فرماتے تھے تو پھر سب دم بخود ہو کر ہمہ تن متوجہ ہو کر امام صاحب کے ارشادات سنتے تھے اور ان کو نوٹ کرتے تھے اُن کو یاد کرنے کی فکر میں لگ جاتے تھے اور امام صاحب جس طرح فرماتے تھے اس تنقیح شدہ مسئلہ کو تحریر میں باضابطہ محفوظ کر لیا جاتا تھا۔

سنی چیف جسٹسوں کے بے لاگ فیصلے

دور بنی امیہ میں محکمۂ عدلیہ (قضاء) پر ایسا وقت گذر چکا تھا کہ قاضی کے لئے معمولی لکھا پڑھا ہونا بھی ضروری نہ تھا، مشائخ دو وقت عدالت میں جا کر شریعت کی رو سے شہادت دیا کرتے تھے کہ خلفاء وسلاطین کی ذات قانونی دارو گیر سے بالاتر ہے۔

پھر دور عباسی میں بھی ابتداء میں حالات بہتر نہ تھے۔ قاضی شریک نے جب عہدہ قضا منظور کیا تو تحریر سے شرطوں پر ایک شرط یہ بھی رکھی کہ فیصلہ مقدمات میں رو رعایت نہ کریں گے۔ مگر جس کا حال یہ کہ خلیفہ کی ڈیوڑھی کی ایک لونڈی کی شکایت پر قاضی صاحب برطرف کر دیئے گئے۔

امام صاحب نے تمام حالات کا جائزہ لیکر یہ منصوبہ بنایا کہ تدوین فقہ کے ساتھ ہی ایسے قضاۃ تیار کریں جو ہر حالت میں قانون اسلام کی برتری کو برقرار رکھ سکیں۔ اور وہ اپنے علم و فضل، تقویٰ و طہارت، جرأت ایمانی اور معاملہ فہمی میں خصوصی کردار کے حامل ہوں۔ چنانچہ امام صاحب نے فرمایا تھا کہ میرے اصحاب میں نہ صرف محدثین، فقہاء و قضاۃ ہیں بلکہ ایسے بھی کچھ ہیں کہ وہ محکمہ افتاء و عدلیہ کی سرپرستی کے بھی اہل ہیں اور ایسے ہی اصحاب کو دیکھکر آپ خوش ہو کر فرمایا کرتے تھے کہ تم میرے دل کا سرور اور میرے غم و فکر کا مداوا ہو۔ گویا امام صاحب نے اپنے اُن تلامذہ و اصحاب سے بڑی اچھی اچھی امیدیں وابستہ کی تھیں اور خدا کا فضل ہے کہ وہ امیدیں حسب مراد پوری بھی ہوئیں۔

ایک طرف تو امام صاحب کے درس و تدریس کے مشغلہ نے دور دراز ملکوں تک صحیح علم و عمل کے محکم و استوار نمونے پھیلا دئے تھے، دوسری طرف فضل خصوصیات کے سبب ایسے بلند کردار کے قضاۃ و چیف جسٹس پیدا ہو گئے تھے کہ قانون اسلام کی سربلندی کے امکانات پوری طرح روشن ہو گئے تھے اور اسی مقصد کو پورا ہوتے دیکھکر امام عالی مقام مندرجہ بالا فقرے فرمایا کرتے تھے۔ پھر

Marfat.com

کو اپنے اس پاکیزہ مقصد میں کتنی کامیابی ہوئی اور آپ کے تلامذہ سے قاضی ہوئے [illegible] کس قسم کے تجربات [illegible] اور ان کے دلوں میں کس قدر احترام شریعت کا پیدا کرایا۔ اس کی چند مثالیں بھی ملاحظہ کیجئے:۔

(۱) ابوجعفر منصور کے بعد مہدی خلیفہ ہوا۔ بخارا میں قاضی ابویوسف کے شاگرد مجاہد بن عمرو قاضی تھے۔ مہدی نے اپنا ایک قاصد کسی خاص غرض سے بھیجا۔ قاضی صاحب نے اس کا جواب خلیفہ کی منشا کے خلاف دیا۔ قاصد نے اپنی طرف سے [illegible] بات جھوٹی بنا کر خلیفہ سے بیان کر دی۔ وہ قاصد بخارا کا ہی ساکن تھا۔ [illegible] قاضی صاحب [illegible] کوڑے لگوا دیئے۔ مجاہد کے شاگردوں کو تشویش ہوئی کہ مہدی کو اس کے قاصد [illegible] کی خبر ہوگی تو شاید کوئی ناگوار صورت پیش آئے۔ لیکن خلیفہ کو خبر ہوئی [illegible] قاضی صاحب [illegible] انعام و اکرام سے نوازا۔

قاضی صاحب مذکور [illegible]

کو تقسیم کر دیا اور خلعت کو بھی فروخت کر کے [illegible]

پھر قاضی صاحب بہت زاہد و عابد تھے [illegible]

[illegible]

(۲) مہدی کے بعد ہادی خلیفہ ہوا [illegible]

آدمی نے خود تمیز کے [illegible]

معلوم کر لیا کہ حق کس طرف [illegible]

مقدمہ میں آپ نے کیا کیا؟ [illegible]

دیا ہے وہ صحیح ہے۔

خلیفہ نے کہا کہ [illegible]

حق ہے۔ یہ سنتے ہی خلیفہ نے [illegible]

(۳) ہادی کے بعد ہارون رشید خلیفہ ہوا [illegible]

خاتون کا ایک [illegible]

کر لیا مگر ادائیگی [illegible] قاضی صاحب نے [illegible]

شاہ بیگم کو معلوم [illegible]

[illegible]

[illegible]

قصہ سے [illegible]

اس [illegible]

Marfat.com

کے جیل بھیجے ہوئے آدمی کو نہیں چھڑانے کا کیا حق تھا تو میں کیا جواب دونگا۔ اور کہا کہ اس وقت اس پارسی کو جیل واپس کرنے کی اجازت دیدیجیے، پھر میں قاضی صاحب کو راضی کر کے رہا کرادوں گا۔ زبیدہ نے غلام پر رحم کھا کر اجازت دیدی اور وہ پھر جیل پہونچ گیا۔

کچھ دیر بعد خلیفہ محل میں آئے تو ان سے زبیدہ نے شکایت کی کہ قاضی صاحب نے میرے آدمی کے ساتھ یہ معاملہ کیا ہے جس سے میری سخت توہین ہوئی ہے ایسے قاضی کو معزول کرنا چاہیئے۔ ہارون بہت متفکر ہوا کہ کیا کرے۔ کیونکہ زبیدہ کی کبیدگی خاطر بھی اسے بڑی شاق تھی آخر اس نے کچھ سوچ کر قاضی صاحب کو حکم لکھا کہ اس پارسی کے معاملہ کو رفع دفع کردو۔

ادھر خلیفہ یہ لکھوا رہا تھا اور ادھر قاضی صاحب کے لوگوں نے اُن کو اس کی خبر پہنچائی کہ ایسا حکم آنیوالا ہے۔ قاضی صاحب نے فوراً خراسانی کے گواہوں کو بلا کر ان کے بیانات قلمبند کرائے اور تحریری فیصلہ مرتب کر کے عدالت کی مہر لگانے کا حکم کیا تاکہ خلیفہ کے حکم سے پہلے تمام کارروائی مکمل ہوجائے۔ اتفاق سے اس کام میں دیر لگی اور اس کارروائی کے دوران ہی میں خلیفہ کا حکم آگیا مگر قاضی صاحب نے کہا کہ میں پہلے اپنے ہاتھ کا کام پورا کردوں پھر فرمان پڑھوں گا۔ خلیفہ کے آدمی نے بار بار حکم دینا چاہا اور کہا کہ امیر المومنین کا فرمان ہے مگر قاضی صاحب نے نہ سنا حتیٰ کہ تمام کارروائی باضابطہ پوری کردی۔

اس کے بعد فرمان پڑھا اور جواب دیدیا کہ فرمان پڑھنے سے پہلے ہی فیصلہ کرچکا ہوں۔ فرمان لانے والے نے کہا کہ آپ نے جان بوجھ کر فرمان نہیں لیا اور میرے سامنے سب کارروائی کی ہے۔ میں یہ بات بھی خلیفہ سے کہوں گا۔ قاضی صاحب نے کہا کہ تم ضرور کہدینا مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے۔

اس نے سب حال خلیفہ سے جا کر کہا۔ مگر خلیفہ بجائے اس پر ناراض ہونے کے قاضی صاحب کی جرأت اور موافق حق فیصلہ سے خوش ہوئے اور حاجب سے کہا کہ قاضی صاحب کی خدمت میں ۳۰ ہزار درہم روانہ کرو۔

اس صورت حال سے زبیدہ کو خبر دی گئی تو وہ اور بھی مشتعل ہوگئی۔ اور خلیفہ سے کہا کہ جب تک تم قاضی حفص کو برطرف نہیں کرتے ہو میرا تم سے کوئی علاقہ نہیں۔

ہارون رشید نے یہ سب کچھ دیکھا مگر چونکہ وہ حق کو حق سمجھنے پر مجبور ہوچکا تھا اس لئے انصاف کو ہاتھ سے نہ دیا اور جس طرح اسی قسم کے ایک واقعہ میں جہانگیر نے نور جہاں سے کہدیا تھا کہ اے جان جہاں میں نے تجھکو اپنی جان کا مالک بنایا ہے ایمان کا نہیں۔ ہارون نے بھی زبیدہ خاتون کو ایسی ہی بات صفائی سے کہی جس سے زبیدہ کا سارا نشہ ہرن ہوگیا اور اس نے اپنی خفت مٹانے کے لئے دوسرا طریقہ اختیار کیا یعنی نیازمندانہ خوشامد درآمد کر کے ہارون کو اس پر راضی کرلیا کہ قاضی صاحب کا تبادلہ کسی دوسری جگہ کو کردیا جائے چنانچہ خلیفہ نے ان کا تبادلہ ان کے وطن کوفہ کی طرف کردیا۔ (خطیب ص ۹۲/۱۳)

(۴) اسی ہارون رشید کے دور خلافت میں ایک بار قاضی ابو یوسف نے جو اب قاضی القضاۃ بھی ہوگئے تھے خلیفہ کے ایک وزیر علی بن عیسیٰ کی شہادت رد کردی تھی اس کی سخت ذلت ہوئی خلیفہ سے جا کر کہا، خلیفہ نے قاضی صاحب سے دریافت کیا کہ اس بیچارے کو آپ نے کیوں مردود الشہادۃ قرار دیدیا؟

قاضی صاحب نے کہا کہ میں نے اُن کو یہ کہتے سنا ہے کہ "میں خلیفہ کا غلام ہوں" اور غلام کی شہادت مقبول نہیں اور بعض روایات میں ہے کہ قاضی صاحب نے کہا کہ یہ شخص نماز جماعت کا تارک ہے۔ خلیفہ یہ سن کر خاموش ہوگیا۔ اور یہ بھی نقل ہے کہ پھر اس وزیر نے

Marfat.com

اپنے محل کے صحن میں مسجد تعمیر کرائی اور جماعت کی نماز کا التزام کیا۔ (موفق ج ۲ ص ۲۲)

یہ بھی موفق ہی میں ہے کہ قاضی ابو یوسف نے اسی طرح ایک فوجی افسر کی شہادت بھی اس کے عبد الخلیفہ کہنے کی وجہ سے مسترد کردی تھی۔ (مناقب موفق ج ۲ ص ۲۴)

(۵) ایک باغ پر ہارون رشید کا قبضہ تھا اس پر ایک بوڑھے کسان نے دعویٰ کیا کہ میرا ہے اور خلیفہ کا قبضہ غاصبانہ ہے، قاضی ابو یوسف نے پوچھا کہ تمہارے پاس کیا ثبوت ہے اس نے کہا کہ امیر المؤمنین سے حلف لیا جائے۔ قاضی صاحب نے خلیفہ سے کہا کہ آپ کو حلف اٹھانا چاہیئے! ہارون نے حلف کہا کہ یہ باغ میرے والد مہدی نے مجھ کو عطا کیا تھا اور میں اس کا مالک ہوں اور اسی لئے قابض ہوں۔ قاضی صاحب نے فیصلہ کردیا مگر اپنی اس کوتاہی پر رنج و افسوس کیا کرتے تھے کہ عدالت کے وقت خلیفہ کرسی پر بیٹھے تھے اور میں اتنا نہ کہہ سکا کہ جیسے آپ کا فریق زمین پر کھڑا ہے آپ بھی کرسی سے اتر کر زمین پر کھڑے ہوجائیے: یا اس کے لئے بھی کرسی منگوائیے! (موفق ج ۲ ص ۲۳۴)

(۶) ایک دفعہ خلیفہ ہارون رشید اور ایک یہودی کا مقدمہ امام ابو یوسف کی عدالت میں پیش ہوا تو یہودی خلیفہ سے پیچھے ہٹ کر بیٹھا۔ آپ نے یہودی سے کہا کہ خلیفہ کے برابر بیٹھو، عدالت میں کسی کو تقدم نہیں۔ یہاں امیر و غریب سب برابر ہیں۔ (سیر الاحناف ص ۵۹)

(۷) قاضی عافیہ اودی (امام صاحب کے خاص اصحاب میں سے ہیں اور مجلس تدوین فقہ کے رکن رکین) بغداد کے قاضی تھے، ایک مرتبہ کسی حاسد نے خلیفہ کے یہاں ان کی فصل مقدمات میں بیجا پاسداری کی شکایت پہنچائی۔ خلیفہ کو یہ امر ناگوار ہوا اور عافیہ کو طلب کیا۔ ابھی اصل معاملہ کے متعلق کوئی بات نہ ہوئی تھی کہ خلیفہ کو چھینک آئی اور ہر طرف سے یرحمک اللہ کی صدا بلند ہوئی، عافیہ نے کچھ نہ کہا۔ ہارون نے پوچھا کہ سب نے تو موافق سنت یرحمک اللہ کہا لیکن آپ خاموش رہے اس کی کیا وجہ ہے؟ عافیہ نے جواب دیا سنت اسی طرح ہے جس طرح میں نے کیا۔ حدیث میں ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں دو شخصوں کو چھینک آئی ایک نے الحمد للہ کہا اس پر آپ نے یرحمک اللہ فرمایا، دوسرا خاموش رہا تو آپ بھی خاموش رہے۔ اسی طرح آپ نے بھی الحمد للہ نہیں کہا اس لئے میں نے بھی حضور کی خاموشی کی سنت پر عمل کیا۔

ہارون نے پورا جواب سن کر کہا۔ جائیے آپ اپنا کام قضا کا کیجئے۔ بھلا جو شخص میری چھینک کے متعلق ذرا رعایت پر آمادہ نہ ہوسکا وہ کسی دوسرے کی پاسداری اپنے فیصلہ میں کیا کرے گا۔ پھر جھوٹی شکایت کرنے والوں کو سرزنش کی۔ (تاریخ بغداد ص ۳۰۵)

امام صاحب نے گویا یہ بات طے شدہ سمجھ کر حکومت تو معیاری لوگوں کے ہاتھ میں [illegible] بیچھا پر مدون کردیا جاسکتا ہے کہ ارباب حکومت اس کے سامنے جھکنے پر مجبور ہوں [illegible] امام صاحب کر گئے کہ بنی دنیا تک اسلامی قانون مرتب ہوگیا اور اسی تدوین فقہ کے ذریعہ [illegible] فقہ معیاری درجہ کے بنا گئے جن کی شاگردی اور شاگردوں کی شاگردی کا فخر امام شافعی [illegible] بخاری و مسلم اصحاب ستہ وغیرہ نے حاصل کیا۔

ابو جعفر منصور نے چاہا بھی کہ امام صاحب سے بے نیاز ہوکر دوسرے علماء وقت سے مدد لیکر مورخلافت و سلطنت کو قوت

Marfat.com

پہونچا سکے، اس میں کامیابی نہ ہوئی اور غیر حنفی علما حجاج بن ارطاۃ، وہب بن وہب وغیرہ کے ناکام تجربات خلفاء عباسیہ کو ہو چکے تھے اس لیے علماء حنفیہ اور فقہ حنفی سے ہی وابستگی لابدی نظر آئی بلکہ فقہ حنفی میں سے بھی امام صاحب کے اقوال کی اہمیت زیادہ تھی۔

قاضی خالد مرو کے قاضی تھے کہتے ہیں کہ ایک مقدمہ میں بجائے امام صاحب کے میں نے قاضی ابو یوسف کے قول کے مطابق فیصلہ کر دیا، اس کی خبر مامون کو ہوئی تو مجھے ہدایت بھیجی کہ مسئلہ میں جب تک امام ابو حنیفہ کا قول موجود ہو فیصلہ اسی کے مطابق کیا کرو اور اس سے ہرگز تجاوز نہ کرو۔ (مناقب موفق [illegible])

ہارون رشید نے مامون رشید کو فقہ حنفی کی اعلیٰ پیمانہ پر تعلیم دلائی تھی اور مامون کو خود بھی فقہ حنفی سے بڑی مناسبت تھی حتی کہ امام اعظم کی طرف سے مدافعت میں وہ محدثین کو لاجواب کر دیتا تھا۔

اس موقعہ پر ایک واقعہ بطور مثال سنیے!

نضر بن شمیل حدیث و ادب میں [illegible] کے امام تھے مگر فقہ میں کمزور تھے چنانچہ جب کبھی خلیفہ کی مجالس میں اصحاب امام اعظم سے ان کا مناظرہ ہوتا تو ان کو [illegible] اٹھانی پڑتی تھی۔ اپنے لوگوں کو وہ تنبیہ بھی کرتے تھے کہ امام ابو حنیفہ کا ذکر برائی سے مت کرو [illegible] ایک دفعہ کہا کہ لوگ سو رہے تھے ان کو ابو حنیفہ نے بیدار کیا [illegible] اور اس قسم کے توصیفی کلمات سے [illegible]۔

ایک بار کچھ اہل حدیث [illegible] امام صاحب کی کتابیں ضائع کرنے کے لیے دریا برد کرنے کی اسکیم بنائی۔ خالد بن صبیح قاضی مرو کو خبر ہوئی وہ فضل بن سہل کے پاس گئے جو خلیفہ ہارون رشید کی طرف سے اس وقت مرو کے گورنر تھے اُن کو خبر دی تو پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں اور ان کے سرغنہ کون ہیں؟ کہا وہ لوگ [illegible] اسحاق بن راہویہ اور احمد بن زہیر وغیرہ ہیں البتہ نضر بن شمیل بھی ان میں ہیں [illegible]۔

مامون نے کہا [illegible] ان سب کو بلاؤں گا [illegible] اسحٰق وغیرہ کو خبر پہونچی [illegible] کی طرف سے کون بات کرے گا [illegible] نضر بن شمیل [illegible] حدیث میں مامون سے مانوس [illegible] احمد بن زہیر کو بات کرنے کے لیے منتخب کیا۔

صبح کو سب مامون کے پاس جمع ہوئے مامون نے [illegible] کی طرف دیکھتے ہوئے خطاب کیا کہ تم لوگوں نے ابو حنیفہ کی کتابوں کو دریا برد کرنے کا ارادہ کیوں کیا؟ نضر تو خاموش رہے کچھ جواب نہ دیا۔ احمد بن زہیر بولے امیر المومنین! مجھے اجازت ہو تو بات کروں؟ مامون نے کہا اگر تم اچھی طرح بات کر سکتے ہو تو [illegible] بولو۔

کہا اے امیر المومنین ہم نے ان کتابوں کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف پایا۔ مامون نے کہا کس چیز میں [illegible] ایک مسئلہ [illegible] میں ابو حنیفہ نے کیا کہا ہے؟ خالد نے امام صاحب کے قول [illegible] احمد بن زہیر [illegible] مامون نے خود جواب دینا شروع کیا اور امام صاحب کے قول [illegible] جس سے وہ لوگ واقف نہ تھے۔

[illegible] احادیث [illegible] کی طرف سے احادیث سناتے رہے

Marfat.com

اور جب اس طرح کافی بحث ہو چکی تو مامون نے کہا:۔

"اگر ہم امام ابو حنیفہؒ کے اقوال کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مخالف پاتے تو ہم خود ہی اُن کو معمول بہ نہ بناتے آئندہ ہرگز ایسی حرکت کا اعادہ نہ ہو۔ پھر کہا کہ اگر یہ شیخ (نضر بن شمیل) تمہارے ساتھ نہ ہوتے تو تمہیں ایسی سزا دیتا کہ یاد کرتے۔"

مناقب موفق میں یہ واقعہ نقل کر کے یہ بھی اضافہ کیا کہ مامون جب خود بغداد میں تخت خلافت پر بیٹھا تو اپنے پاس دو سو فقہاء کو بٹھلاتا تھا اور ان میں سے کوئی وفات پاتا تو اس کی جگہ دوسرا متعین کر دیتا تھا کہ تعداد مذکور کم نہ ہو۔ اور مامون خود ان سب سے زیادہ عالم واقفہ تھا۔

مادحین امام الائمہ ابی حنیفہ رضی اللہ عنہم

امام صاحب کی سیرت لکھنے والوں نے ایک مستقل عنوان امام صاحب کی مدح و ثنا کرنے والوں کا بھی بنایا ہے اسی لئے راقم الحروف نے بھی اس سلسلہ کی کچھ چیزیں انتخاب و اختصار کر کے یہاں درج کی ہیں اور اس [illegible] کی رعایت کی ہے کہ ان ہی حضرات کے اقوال جمع کئے ہیں جن کی بلند پایہ شخصیات تمام محدثین کے یہاں مسلم ہیں اور ان کا بھی احصاء [illegible] یہاں [illegible] لئے سیکڑوں اکابر کے اقوال سب بھی نقل نہیں ہو سکے [illegible] اقوال لئے ہیں [illegible] بہت سے [illegible] اقوال چھوڑ کر پڑے۔ تاہم بطور نمونہ اور بقدر ضرورت شاید یہ بھی کافی ہو [illegible] ان کی پوری پوری سندیں درج کی گئی ہیں۔

(۱) امام یحییٰ بن سعید القطان

[illegible]

مغرب تک رجال کے درس [illegible] امام صاحب [illegible] اور امام صاحب کے شاگرد ہونے پر فخر کرتے تھے۔ تمام ائمہ صحاح ان سے روایت کرتے ہیں۔

فرماتے ہیں "خدا گواہ ہے ہم جھوٹ نہیں بول سکتے، ہم نے امام ابو حنیفہ [illegible] نہیں پایا [illegible] ان کے اکثر اقوال اخذ کئے ہیں۔"

"واللہ ہم امام ابو حنیفہ کی مجالس میں بیٹھے ہیں اور ان سے استفادہ کیا [illegible] نظر کرتا تھا تو مجھے یقین ہوتا تھا کہ وہ اللہ عز وجل کے خوف و خشیت سے پوری طرح [illegible]"

"لوگوں کو جو مسائل پیش آتے ہیں اُن کو حل کرنے کے واسطے امام ابو حنیفہ [illegible] پہلے پہلے امام صاحب کے علمی کمالات زیادہ نمایاں نہ تھے بعد کو ہم پر ان کی قدر و منزلت [illegible] (موفق ص۲۵)

"خدائے برتر کی قسم کہ امام ابو حنیفہ [illegible] قرآن و حدیث [illegible] عالم تھے۔" (مقدمہ [illegible] النعمان)

امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت عبداللہ بن مبارک

[illegible] حدیث کے [illegible] امام بخاری [illegible]

Marfat.com

مسلم میں ان کی روایت سے سیکڑوں احادیث موجود ہیں۔ امام صاحب کے مخصوص شاگردوں میں سے ہیں۔ امام بخاری نے اپنے رسالہ رفع یدین میں فرمایا کہ "ابن مبارکؒ اپنے زمانہ کے سب سے بڑے عالم تھے اور لوگ اگر دوسرے کم علم لوگوں کے اتباع کے بجائے ان کا اتباع کرتے تو بہتر ہوتا۔" اس کے بعد مطالعہ کیجئے کہ یہی امام بخاری کے شیخ الشیوخ امام اعظم کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔

(۱) فرمایا کہ "ابوحنیفہ فقہ میں سب علماء سے زیادہ تھے میں نے ان جیسا فقہ میں نہیں دیکھا۔"

(۲) ایک دفعہ فرمایا "خدا کی قسم ابوحنیفہ علم حاصل کرنے میں بہت سخت تھے، محارم سے دور رہتے تھے۔ وہی کہتے تھے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، ناسخ ومنسوخ حدیث کے بڑے ماہر تھے اور معتبر اور دوسری قسم کی احادیث کو فعل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے تلاش کیا کرتے تھے۔"

(۳) "میں نے مسعر بن کدام کو امام ابوحنیفہ کے حلقۂ درس میں مستفید ہوتے دیکھا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ ابوحنیفہ اور سفیان ثوری کے سبب سے میری فریادرسی نہ کرتا تو میں بھی اور عام آدمیوں کی طرح ایک آدمی ہوتا۔"

"علامہ کردری نے یہ بھی لکھا ہے کہ ابن مبارک امام صاحب کی طرف سے مدافعت کرتے تھے، ان کے مذہب کی تائید کیا کرتے تھے اور یہ بات مشہور و معروف تھی اسی طرح امام صاحب کی طرف اپنی نسبت اور شاگردی پر بھی فخر کیا کرتے تھے۔" (صلا)

(۴) "یہ بھی بیان کیا کہ جب میں کوفہ پہونچا تو وہاں کے علماء سے سوال کیا کہ تمہارے شہر میں کون سب سے بڑا عالم ہے سب نے کہا امام ابوحنیفہ، پھر میں نے پوچھا کہ سب سے زیادہ پرہیزگار کون ہے تو سب نے کہا امام ابوحنیفہ، پھر پوچھا کہ سب سے زیادہ زاہد کون ہے سب نے کہا کہ امام ابوحنیفہ، پھر پوچھا کہ سب سے زیادہ عابد اور علم کا شغل رکھنے والا کون ہے تو سب نے کہا کہ امام ابوحنیفہ غرض میں نے اخلاق محمودہ وحسنہ میں سے جس وصف کا بھی سوال کیا سب نے امام صاحب کو ہی افضل و برتر بتلایا۔" (حدائق ۲۶)

(۵) حموی نے شرح اشباہ میں صحیفہ ذہبی سے نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن مبارک نے فرمایا "حدیث تو مشہور و معروف ہوگئی اب اگر اجتہاد کی ضرورت پڑے تو اجتہاد مالک، سفیان و ابوحنیفہ کا ہے لیکن ان میں سے ابوحنیفہ اجتہاد کے لحاظ سے احسن اور رسائی کی حیثیت سے ادق اور دونوں سے افقہ ہیں۔"

یہ سب کے نزدیک مسلم امیر المومنین فی الحدیث کا فیصلہ خاص طور سے قابل لحاظ ہے کہ "حدیث تو مشہور و معروف ہوگئی" یعنی جس قدر ذخیرہ احادیث صحاح کا موجود تھا وہ سب نہ صرف اس وقت سامنے آگیا تھا بلکہ بدرجۂ شہرت پہونچ گیا تھا۔ اس زمانہ کی احادیث بھی اکثر ثنائیات وثلاثیات تھیں، زمانہ خیر القرون کا تھا جھوٹ کا شیوع بھی نہ ہوا تھا، رواۃ عدول وثقہ تھے اور خود حضرت عبداللہ بن مبارک نے تو ہزاروں لاکھوں روپیہ صرف کرکے حدیث حاصل کرنے کے لئے دنیائے اسلام کا کونہ کونہ چھانا تھا، پھر آخر میں امام ابوحنیفہ کے پاس پہونچے تو ان کے تبحر علوم حدیث وفقہ کے ایسے گرویدہ ہوگئے کہ امام صاحب ہی کے ہو رہے۔

ظاہر ہے کہ جس قدر ذخیرہ احادیث صحاح کا اس وقت مدون ہوگیا تھا وہ بعد کو مدون ہونے والی کتب حدیث کے لئے بطور اصول وامہات تھا اور اصحیت کے لحاظ سے بھی ان ہی کا نمبر اول تھا۔ اسی لئے ہم نے امام بخاری کے حال میں بہت سی کتب حدیث کے نام بھی لکھے ہیں جو پہلے سے موجود تھیں۔ افسوس ہے کہ کچھ لوگوں کی غلط رہنمائی سے اکابر شیوخ محدثین جن میں سے اکثر شیوخ اصحاب صحاح ستہ تھے، کی مساعی جمع حدیث نمایاں مقام حاصل نہ کر سکیں اور جو بھی متعارف کرایا گیا صحاح ستہ اور ان کے بعد کی کتابوں کا

Marfat.com

کرایا گیا، ان کے اصول وامہات اور دوسرے ذخیرے ثانوی درجہ میں سمجھے گئے حالانکہ صحت روایت وعلو سند کے اعتبار سے وہ اول فالاول تھے۔ اس سے ایک بڑا نقصان یہ بھی ہوا کہ بعد کے ذخیرۂ حدیث میں جو کچھ ضعف ضعفِ رواۃ کی وجہ سے پیدا ہوا وہ غلطی سے پورے ذخیرہ حدیث کی طرف منسوب ہوگیا۔ عبداللہ ابن مبارک فرماتے ہیں۔

(۶) میں تمام شہروں وبستیوں میں علم کی طلب کے لئے گیا ہوں لیکن امام ابوحنیفہ کی ملاقات سے قبل تک حلال وحرام کے اصول سے واقف نہ ہوسکا (کیونکہ فقہ واصول فقہ کے امام وہی تھے)

(۷) اگر امام صاحب تابعین میں ہوتے تو وہ بھی ان کی طرف محتاج ہوتے (یہ اس لئے کہا کہ امام صاحب تابعین کے آخری دور میں پیدا ہوئے اور امام صاحب کے علم وفضل کے ظہور کا زمانہ تابعین کے گذر جانے کے بعد کا ہے ورنہ ظاہر ہے کہ امام صاحب خود بھی تابعی تھے)

(۸) اکثر فرمایا کرتے تھے کہ امام ابوحنیفہ کی رائے کا لفظ مت کہو بلکہ تفسیر حدیث کہو (جو حقیقت ہے)

(۹) اگر مجھے افراط کا الزام لیے جانے کا خوف نہ ہوتا تو میں امام صاحب پر کسی کو بھی ترجیح نہ دیتا۔

(۱۰) فرمایا امام صاحب مجید الغور تھے یعنی مسائل کی گہرائیوں تک جاتے تھے۔

(۱۱) فرمایا کہ علما امام صاحب سے مستغنی نہیں ہوسکتے کم سے کم تفسیر حدیث کے لئے تو ان کی احتیاج ظاہر ہو جاتی ہے۔

(۱۲) اگر میں بعض بے وقوفوں کی بات پر رہتا تو میں امام صاحب سے محروم رہتا اور ان سے محروم ہوتا تو یوں کہنا چاہیے کہ علم کی راہ میں میری ساری مشقت وتعب اور ہزاروں لاکھوں روپے کا صرف رائگاں چلا جاتا۔

(۱۳) اگر میں امام صاحب سے نہ ملتا تو علم کے لحاظ سے دیوالیہ ہوتا۔ ایک روایت ہے کہ میں بھی دوسرے حدیث کے [illegible]

(۱۴) ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن مبارک کی مجلس میں امام صاحب کا ذکر ہوا اور کچھ لوگ کچھ مخالف باتیں کرنے لگے تو ابن مبارک نے [illegible] میں سے کسی کو امام صاحب جیسا پیش کرو ورنہ ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ دو اور ہمیں عذاب مت دو [illegible] مخالفت کا بیج اس وقت بھی موجود تھا اور ایسے لوگ بڑے بڑے حضرات کو بھی [illegible] روش سے تکلیف پہنچایا کرتے تھے

(۱۵) فرمایا کہ میں نے بڑے بڑوں کو دیکھا ہے کہ امام صاحب کی مجلس میں ان کی کوئی علمی حیثیت نہ تھی اور میں نے خود کو کسی مجلس میں [illegible] حقیر نہیں پایا سوا امام صاحب کی مجلس کے۔ اور میں نے کسی عالم کو نہیں دیکھا کہ [illegible] امام صاحب سے [illegible] اس کی علمی بے بضاعتی پر مجھے رحم نہ آیا ہو۔

(۱۶) فرمایا کہ وہ شخص محروم ہے جس کو امام صاحب کے علم سے حصہ نہیں ملا۔

(۱۷) فرماتے تھے کہ خدا اس کا برا کرے جو ہمارے شیخ کا ذکر برائی کے ساتھ کرے یعنی امام صاحب کا۔

(۱۸) ایک دفعہ ایک شخص نے کوئی مسئلہ پوچھا ابن مبارک نے طاؤس کا قول بھی نقل کردیا اور [illegible] شخص نے کہا کہ ہم تو طاؤس کے قول پر عمل کریں گے اور ابوحنیفہ کے قول کو دیوار پر پھینک [illegible] تو نے امام صاحب کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا۔ واللہ اگر تو ان کو دیکھ لیتا تو ایسی بات نہ کہتا اور [illegible] لاتے کہ تو ان کے ہوتے ہوئے امام صاحب کے قول کو دیوار پر نہ مار سکتا۔

(۱۹) ایک دفعہ ابن مبارک نے حدیث امام صاحب سے روایت کرکے سنائی ایک شخص نے [illegible] تو ابن مبارک نے [illegible]

Marfat.com

فرمایا کہ تم لوگوں کا اس سے کیا مقصد ہے، تم لوگوں کا اس سے کیا مقصد ہے جس کو خدا نے بلند مرتبہ بنایا ہے وہ ہی بلند ہوگا اور جس کو خدا نے برگزیدہ کردیا ہے وہی برگزیدہ ہوگا۔ (موفق ص۵۱ ج۲ و ص۵۲ ج۲ و ص۵۳ ج۲)

(۲۰) فرمایا ہے کہ میں نے امام ابوحنیفہ کو مسجد حرام مکہ معظمہ میں دیکھا ہے کہ مشرق و مغرب کے لوگوں کو فتویٰ دے رہے تھے اور لوگ اس زمانے کے جیسے تھے ظاہر ہے یعنی بڑے بڑے فقہاء تھے اور بہترین علم کے لوگ حاضر رہتے تھے۔ (موفق ص۵۷ ج۲)

راقم الحروف نے حضرت عبداللہ بن مبارک کے اقوال اس لئے زیادہ نقل کئے ہیں کہ امام بخاری نے اپنے رسائل میں ان کو اپنے زمانہ کا سب سے بڑا امام تسلیم کیا ہے اور ان کے مقابلہ میں دوسروں کو بے علم تک کہہ دیا ہے اور غالباً پہلے اور محدثین بھی ایسے تھے جو ابن مبارک کو تو امیرالمومنین فی الحدیث وغیرہ وغیرہ سب کچھ مانتے تھے مگر خود ابن مبارک جن کو اپنا بڑا اور سب کچھ سمجھتے تھے وہ ان کی نظر میں کچھ نہ تھے اس لئے محدث ابوعصمہ سعد بن معاذ جب محدثین سے یہ سنتے تھے کہ عبداللہ بن مبارک اعلم ہیں امام ابوحنیفہ سے تو فرمایا کرتے تھے کہ "جو لوگ عبداللہ ابن مبارک کو امام سمجھتے ہیں اور خود عبداللہ نے جس کو امام مانا تھا اس کو امام نہیں مانتے ان کی مثال شیعہ حضرات کی ہے کہ حضرت علیؓ کو تو امام مانتے ہیں لیکن جن کو حضرت علیؓ نے اپنے لئے امام تسلیم کیا تھا اُن کو امام ماننے کے لئے تیار نہیں یعنی حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم (موفق ص۔ ج۲)

(۳) محدث ابن داؤد

(۱) امام ابوحنیفہ پر طعن دو قسم کے لوگوں نے کیا ہے۔ ایک ان لوگوں نے جو ان سے ناواقف تھے اور دوسرے وہ جن کو اُن سے حسد ہے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ بصرہ والوں کا فخر چار کتابیں ہیں۔ جاحظ کی کتاب البیان والتبیین کتاب الحیوان سیبویہ کی کتاب اور خلیل کی کتاب العین۔ لیکن ہمارا فخر حلال و حرام کے ستائیس ہزار مسائل پر ہے جو ایک کوفی محمد بن حسن کے نتیجہ فکر ہیں وہ ایسے قیاسی و عقلی ہیں کہ کسی انسان کو ان کا نہ جاننا روا نہیں۔

(۲) جب کوئی آثار یا حدیث کا قصد کرے تو اس کے لئے سفیان ہیں اور جب آثار یا حدیث کی باریکیوں کو معلوم کرنا چاہے تو امام ابوحنیفہ ہیں۔

(۳) اہل اسلام پر نماز میں امام ابوحنیفہ کے لئے دعا کرنی ضروری ہے کیوں کہ انھوں نے دوسروں کے واسطے سنن و آثار کو محفوظ کر دیا ہے یعنی بصورت حدیث و آثار مدیہ بصورت احکام و مسائل۔ (حدائق الحنفیہ)

(۴) مکی بن ابراہیمؒ

بلخ کے امام اور امام بخاری وغیرہ کے استاد تھے (۱) فرماتے تھے کہ ابوحنیفہ اپنے زمانہ میں سب سے بڑے عالم زاہد، راغب فی الآخرت اور احفظ اہل زمانہ تھے۔ اور عالم کی اصطلاح محدثین کے یہاں یہ ہے کہ اس کو احادیث کے متون و اسناد دونوں حفظ ہوں۔

(۲) موفق کردری میں ہے کہ اسماعیل بن بشر کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم مکی کی مجلس میں تھے۔ انھوں نے فرمانا شروع کیا "یہ حدیث روایت کی ہم سے ابوحنیفہ نے" اتنا ہی کہا تھا کہ ایک مسافر اجنبی شخص چیخ پڑا کہ ہم سے ابن جریج کی حدیث روایت کرو۔ ابوحنیفہ سے روایت مت کرو مکی نے جواب دیا کہ ہم بیوقوفوں کو حدیث سنانا نہیں چاہتے۔ میں ہدایت کرتا ہوں کہ تم میری حدیث مت لکھو اور میری مجلس سے نکل جاؤ۔ چنانچہ جب تک وہ اُٹھکر نہ چلا گیا انھوں نے حدیث روایت نہ کی۔ اس کے جانے کے بعد پھر امام ابوحنیفہ سے ہی حدیث روایت کی۔

(۳) فرمایا میں علماء کوفہ کی مجالس میں بیٹھا ہوں میں نے ان میں کسی کو امام ابوحنیفہ سے زیادہ متورع نہیں پایا۔ (موفق ص۱۹۳)

(۵) محدث خلف بن ایوبؒ

(۱) میں اکثر علماء کی مجالس میں جایا کرتا تھا اکثر ایسا ہوتا تھا کہ بعض باتوں کے معنی نہ سمجھ سکتا تھا۔ پھر امام ابوحنیفہ کی مجلس میں جاتا، اُن سے دریافت کرتا، وہ مجھ سے ان کی تفسیر

Marfat.com

فرماتے اور اس تقریر و تفسیر سے میرے قلب میں ایک نور داخل ہو جاتا تھا۔

(۲) فرمایا کہ خدا سے علم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا، ان سے اصحاب کو، اصحاب سے تابعین کو اور تابعین سے ابو حنیفہ کو۔ اس بات سے خواہ کوئی راضی ہو یا نا راض ہو۔ (حدائق ص۴۵)

(۶) امام شعرانیؒ (۱) میں نے امام ابو حنیفہ کے مسانید ثلاثہ کے صحیح نسخوں کو مطالعہ کیا جن پر حفاظ کی تصدیق تھی۔ میں نے دیکھا کہ ہر حدیث بہترین عدول و ثقات تابعین سے مروی و منقول ہے مثلاً اسود، علقمہ، عطاء، عکرمہ، مجاہد، مکحول، حسن بصری وغیرہ وغیرہ سے۔ پس امام صاحب اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تمام راوی عادل، ثقہ، عالم اور بہترین بزرگ ہیں جن میں کوئی کذاب یا متہم بالکذب نہیں۔ (۲) ہمارے لئے کسی طرح موزوں نہیں کہ ایسے امام اعظم پر اعتراض کریں جس کی جلالت قدر [illegible]

(۴) امام اعظم ابو حنیفہ کے کثرت علم، پرہیزگاری، عبادت، استنباط و تدقیق کی زوت و گہرائی پر سلف و خلف کا اتفاق و [illegible] ہے۔ (حدائق)

(۷) محدث حسن بن زیاد: امام ابو حنیفہ چار ہزار احادیث روایت کرتے تھے دو ہزار حماد سے اور دو ہزار باقی شیوخ سے [illegible]

(۸) امام احمد امام احمد سے ابن حجر نے نقل کیا کہ ابو حنیفہ علم و تقویٰ، زہد و اختیار آخرت میں اس جگہ تھے کہ کوئی ان کو نہیں پہونچ سکتا۔ (شامی و خیرات حسان ص۳۳)

(۹) عطاء بن ابی رباح [illegible] کبار تابعین سے ہیں [illegible] آگے اپنے قریب بٹھاتے تھے۔ [illegible]

(۱۰) فضیل بن عیاض [illegible] ابو حنیفہ [illegible] کرنے میں بڑے حریص تھے۔ رات دن تعلیم کا [illegible] کیا جاتا تو خوب بولتے تھے۔ [illegible]

(۱۱) حفص بن عبد الرحمٰن بلخی ۱۹۹ھ [illegible] کسی کو نہیں دیکھا [illegible]

(۱۲) حسن بن صالح کوفی [illegible] بہت ہوتی تھی۔ اور حدیث و فقہ [illegible] تھے اور [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کی اخیر زندگی کے اعمال کے حافظ تھے۔ [illegible]

(۱۳) محدث شہیر ابن جریج [illegible] ابو حنیفہ [illegible] دین کا علم [illegible]

ص۴ اور ان کی سند حدیث بھی [illegible]

چرچا ہوگا۔

(۲) ایک روز کسی نے ان کے سامنے امام صاحب کا کسی قدر برائی سے ذکر کیا تو فرمایا۔ خاموش رہو وہ تو بہت بڑے فقیہ ہیں، بہت بڑے فقیہ ہیں، بہت بڑے فقیہ ہیں۔ (خیرات حسان ص۳۳)

(۳) خطیب نے روح بن عبادہ سے روایت کی کہ میں ابن جریج کے پاس تھا جب امام اعظمؒ کی خبر وفات اُن کو دی گئی تو سن کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور افسوس سے فرمایا کہ کیسا علم جاتا رہا (تبییض الصحیفہ امام سیوطیؒ)

شعبۃ بن الحجاج (م ۱۶۰ھ)

ائمہ صحاح کے اعلیٰ رواۃ سے ہیں سفیان ثوری ان کو امیر المومنین فی الحدیث کہا کرتے تھے۔

(۱) جب ان سے امام ابوحنیفہ کا حال دریافت کیا جاتا تو وہ بہت تعریف ان کی کیا کرتے تھے اور ہر سال نیا تحفہ امام صاحب کو بھیجا کرتے تھے۔ (موفق ص۲۶)

(۲) امام صاحب کو حسن الفہم جید الحفظ فرمایا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جن لوگوں نے ان پر تشنیع کی ہے واللہ وہ خدا کے یہاں اس کا نتیجہ دیکھ لیں گے کیونکہ خدا ان چیزوں سے پوری طرح واقف ہے۔ (خیرات ص۳۴)

(۳) جب خبر وفات پہونچی تو انا للہ پڑھا اور کہا آج کوفہ کا چراغ علم گل ہوگیا اور اب اہل کوفہ کو قیامت تک اس کی نظیر نہ ملیگی (خیرات ص۶۹)

محمد بن میمون (متوفی ۱۷۲ھ)

ائمہ صحاح کے اعلیٰ شیوخ میں سے ہیں۔ امام اعظم کے بارے میں فرمایا کہ امام صاحب کے زمانہ میں علم وورع اور زہد میں کوئی شخص اُن سے بڑھکر نہ تھا اور نہ کوئی شخص علم وفطانت میں ان کا مساوی تھا۔ بخدا مجھے اُن سے ایک حدیث سن لینے کی خوشی ایک لاکھ اشرفی کے مل جانے سے بھی زیادہ ہوتی تھی۔

محدث اسمٰعیل بن حماد بن ابی سلیمان

یہ حضرت حماد استاذ امام اعظم کے صاحبزادے تھے ان کا بیان ہے کہ امام ابوحنیفہ میرے والد ماجد کے خصوصی رازداروں میں سے تھے اور والد ماجد امام صاحب پر اپنی وہ خاص علمی چیزیں ظاہر کرتے تھے جو دوسروں پر نہیں کرتے تھے اس لئے میں بھی اپنے والد سے بہت سی علمی باتیں نہ سن سکا اور ان سے محروم رہا۔ اس کے بعد امام ابوحنیفہ ہی کے واسطہ سے مجھے اپنے والد ماجد کی خاص خاص چیزیں پہنچیں جو صرف ان کے پاس تھیں۔

اس خبر کے راوی یحیی بن آدم نے یہ بھی کہا کہ اسمٰعیل بن حماد بڑی عمر کے تھے بہت سے بڑے لوگوں کا زمانہ پایا تھا لیکن اپنے والد کے امام صاحب سے خصوصی تعلق کے باعث امام صاحب ہی سے سماع حدیث کیا۔ اس واقعہ سے بھی حضرت مغیرہ کے بیان کی تصدیق ہوتی ہے کہ حضرت حماد کے خصوصی علوم کے حامل امام صاحب ہی تھے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حصول علم کے لئے خاص تعلق ومناسبت کس قدر ضروری ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ امام صاحب بذل علم کے اعتبار سے بھی بڑے سخی تھے وغیرہ

محدث محمد بن طلحہ

محدث ابوغسیلہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ہم دونوں آپس میں امام ابوحنیفہ کی باتیں کر رہے تھے تو محمد بن طلحہ نے کہا کہ ابوغسیلہ! اگر تمہیں امام صاحب کا کوئی قول معتبر ذریعہ سے مل جائے تو اس کو مضبوط پکڑ لینا، اس کی قدر کرنا کیونکہ امام صاحب سے جو بات آتی ہے وہ چھنی چھنائی صاف ہوتی ہے یعنی کھرے سونے کی طرح بے کھوٹ ہوتی ہے (موفق ص۲۰)

محدث فضل بن موسیٰ سینانی

امام صاحب کے زمانہ میں بڑے مشہور ومعروف حفاظ حدیث میں سے تھے۔ امام صاحب سے بکثرت روایت حدیث کی ہے امام صاحب کی شاگردی پر فخر کیا کرتے تھے۔ اور

Marfat.com

مخالف علما سے جھگڑتے تھے، لوگوں کو امام صاحب کے مذہب کی طرف ترغیب دیا کرتے تھے۔
وہ فرماتے ہیں کہ ہم حجاز و عراق کے مشائخ علم کی مجالس میں آیا جایا کرتے تھے لیکن کسی مجلس کو امام صاحب کی مجلس سے زیادہ عظیم البرکت اور کثیر المنفعت نہیں پایا۔ (موفق ص ۲ج ۵)

امام شمس الدین شافعیؒ

عقود الجواہر المنیفہ میں عینی کی خلاصۃ الاثر سے نقل کیا ہے کہ امام شمس الدین محمد بن محمد بن علاء الباہلی شافعی فرمایا کرتے تھے کہ جب ہم سے فضل الائمہ کے بارے میں سوال ہوتا تھا تو ہم ابو حنیفہؒ ہی کو بتلایا کرتے تھے۔

علامہ ذہبی

تذکرۃ الحفاظ میں امام صاحب کو حفاظ حدیث میں شمار کیا اور آپ کا تذکرہ الامام الاعظم فقیہ العراق کے الفاظ سے شروع کیا اور لکھا کہ حضرت انسؓ صحابی کوفہ میں تشریف لائے تو امام صاحب نے اُن کو متعدد بار دیکھا اور امام صاحب نے عطاء، نافع، سلمہ بن کہیل، عمرو بن دینار اور خلق کثیر سے روایت حدیث کی اور امام صاحب سے فقہ حاصل کرنے والے یہ تھے جیسے زفر، داؤد طائی، قاضی ابو یوسف، محمد بن حسن وغیرہ اور حدیث حاصل کرنے والے یہ تھے جیسے وکیع، یزید بن ہارون، سعد بن الصلت، ابو عاصم، عبد الرزاق (صاحب مصنف)، عبید اللہ بن موسیٰ، ابو نعیم، ابو عبد الرحمن مقری اور ان کے علاوہ بہت سے لوگ تھے۔

امام صاحب عالم باعمل، عابد و زاہد اور بڑے عالی مرتبت انسان تھے۔ بادشاہوں کے نذرانے قبول نہیں کرتے تھے بلکہ خود تجارت کر کے کسب کرتے تھے۔ بنی نوع انسان میں امام صاحب نہایت زکی تھے۔

اس کے بعد علامہ ذہبی نے حضرت عبد اللہ بن مبارک وغیرہ بہ کثرت ائمہ کے اقوال امام صاحب کے مناقب میں نقل کیے ہیں جو ہم دوسری جگہ نقل کیے ہیں۔ علامہ ذہبی نے امام صاحب اور صاحبین کے مناقب پر مستقل کتاب بھی لکھی۔

محدث عمر بن ذرؒ

ہم جب بھی کہیں امام ابو حنیفہ کے ساتھ سفر میں جاتے تھے، دیکھتے تھے کہ امام صاحب وہاں کے تمام اہل علم پر فقہ، علم و ورع میں غالب رہتے تھے۔ (موفق ص ۵۵)

سیدنا علی الخواص شافعیؒ

ولیاء کاملین میں سے اور امام شعرانی شافعی کے شیخ تھے۔ فرمایا کہ امام اعظم ابو حنیفہ کے مدارک اجتہاد اس قدر دقیق ہیں کہ اولیاء اللہ میں سے بھی صرف اہل کشف و مشاہدہ ہی اُن کو اچھی طرح جان سکتے ہیں۔ اسی لیے انھوں نے امام ابو یوسف کے [illegible] مستعمل کو [illegible] ہے [illegible] امام صاحب وضو کے مستعمل پانی میں صاحب وضو کے گناہوں کو [illegible] تھے تو توبہ کی تلقین فرماتے تھے۔ (میزان کبریٰ)

علامہ ابن الاثیر جزریؒ

اگر امام ابو حنیفہ کے [illegible]

[illegible]

[illegible] علوم نہایت [illegible]

ابن ندیم

[illegible]

Marfat.com

امام مالکؒ

محمد بن اسماعیل کہتے ہیں کہ میں نے امام مالکؒ کو دیکھا امام صاحب کا ہاتھ تھامے جا رہے تھے جب مسجد نبوی میں پہنچے تو امام صاحب کو آگے بڑھایا میں نے سنا کہ امام صاحب نے مسجد نبوی میں داخل ہوتے ہوئے یہ دعا پڑھی بسم اللہ ھذا موضع الامان فآمنی من عذابک ونجنی من النار یعنی خدا کے نام کے ساتھ داخل ہوتا ہوں۔ یہ امان کی جگہ ہے یا اللہ! مجھکو اپنے عذاب سے مامون کر اور عذاب جہنم سے نجات دے۔ (موفق صہ۳۴)

امام شافعی نے فرمایا کہ میرے سامنے ایک شخص نے امام مالک سے پوچھا کہ کیا آپ نے امام ابوحنیفہ کو دیکھا ہے؟ تو فرمایا ہاں! میں نے ایسا شخص دیکھا ہے کہ اگر اس ستون کو سونے کا ثابت کرنا چاہے تو اس پر بھی دلیل قائم کر سکتا ہے (مناقب ذہبی صہ۱۹)

امام مالک اکثر اقوال امام صاحب کے اختیار کرتے تھے اور آپ کی آراء و اقوال کی تلاش میں رہتے تھے اکثر مسائل میں امام صاحب کے اقوال کو معتبر جانتے تھے ہم موسم حج و زیارت میں امام صاحب کا انتظار کیا کرتے تھے جب امام صاحب مدینہ طیبہ حاضر ہوتے تو کافی وقت امام صاحب کے ساتھ علمی مذاکرات میں گذارتے تھے۔

ایک دفعہ کوئی لمبی بحث چلی اور امام مالک امام صاحب کی مجلس سے اٹھے تو پسینہ پسینہ ہو رہے تھے۔ تلامذہ نے عرض کیا کہ آپ کو بہت پسینہ آیا! امام مالک نے فرمایا کہ ہاں۔ ابوحنیفہ کے ساتھ بحث میں ایسا ہوا اور تم ان کو کیا سمجھتے ہو وہ تو بہت بڑے فقیہ ہیں۔

امام ابویوسفؒ

(۱) اصمعی کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم چند احباب بیٹھے ہوئے اپنی اپنی آرزوؤں کا ذکر کرنے لگے تو میں نے امام ابویوسفؒ سے کہا کہ اب تو آپ بڑے سے بڑے مرتبہ پر پہونچ گئے ہیں کیونکہ قاضی القضاۃ تھے اور وہ بھی اس شان سے کہ خلفاء ان کے فیصلوں کے سامنے سر جھکاتے تھے، تو کیا اس سے زیادہ کی بھی کوئی تمنا آپ کو ہے؟ تو فرمایا کہ ہاں میری تمنا ہے کہ کاش مجھے ابن ابی لیلیٰ کا جمال مسعر بن کدام کا زہد اور امام ابوحنیفہ کا فقہ حاصل ہوتا۔ اصمعی کا بیان ہے کہ میں نے اس کا ذکر امیر المومنین یعنی خلیفہ وقت سے کیا تو انھوں نے کہا کہ امام ابویوسف نے جو تمنا کی ہے وہ خلافت سے بھی اونچی چیز کی ہے۔

(۲) ایک دفعہ امام ابویوسفؒ نے فرمایا کہ کاش مجھے امام ابوحنیفہ کی ایک مجلس میری آدھی دولت کے عوض نصیب ہو جاتی۔ اصمعی کہتے ہیں کہ اس وقت ان کی دولت بیس لاکھ روپیہ سے زیادہ کی ہیں تھی کہ یہ تمنا آپ کیوں کرتے ہیں تو فرمایا کچھ مسائل کی تحقیق کے لئے دل میں خلش ہے امام صاحب ہی سے تسلی ہو سکتی ہے۔ ان سے دریافت کر لیتا۔

(۳) عصام بن یوسف کا بیان ہے کہ میں نے امام ابویوسف سے کہا کہ علماء وقت کا اتفاق ہے کہ آپ سے بڑھکر علم حدیث و فقہ میں کوئی نہیں ہے۔ تو فرمایا میرا علم امام صاحب رضی اللہ عنہ کے علم کے مقابلہ میں بہت ہی کم ہے ایسا سمجھو جیسے ایک چھوٹا سا چھا یا نالہ بڑی نہر فرات کے مقابلہ میں۔

(۴) ایک روز فرمایا کہ امام ابوحنیفہ بڑے عظیم برکت تھے ان کی وجہ سے ہم پر دنیا و آخرت کے راستے کھل گئے۔

(۵) فرمایا کہ میں نے امام صاحب سے زیادہ تفسیر حدیث کا جاننے والا نہیں دیکھا۔ ہمارا کسی مسئلہ میں اختلاف ہوتا تھا تو امام صاحب کے پاس حاضر ہوتے اور امام صاحب اس کو فوراً ہی حل پیش کر کے ہماری تشفی کر دیتے تھے۔ (موفق صہ۲۴)

امام ابویوسف علم حدیث میں امام احمد، علی بن مدینی اور یحییٰ بن معین وغیرہ اکابر محدثین کے استاذ تھے جو امام بخاری وغیرہ محدثین کے شیوخ میں ہیں۔ ان کا تذکرہ مفصل آگے آئیگا۔ بادجود اس جلالت قدر کے امام ابوحنیفہ کے کس قدر مداح و قدر دان ہیں۔ امام صاحبؒ

Marfat.com

کے مرتبۂ عالی کا اسی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

حضرت سفیان بن عیینہ

مشہور محدث ہیں امام اعظم کے تلمیذ اور راوی مسانید الامام ہیں، حمیدی (استاد بخاری) کے استاد ہیں حمیدی راوی ہیں کہ امام سفیان بن عیینہ نے فرمایا کہ:۔ دو چیزیں ایسی تھیں کہ ہم ابتدا میں یہ تصور بھی نہ کرتے تھے کہ وہ کوفہ کے پل سے آگے بڑھیں گی حمزہ کی قراءت اور امام ابوحنیفہ کی رائے لیکن وہ دونوں تمام آفاق میں پہونچ گئیں (مناقب ذہبی ص)

امام شافعیؒ

علی بن میمون (شاگرد امام شافعیؒ) نے روایت کی کہ مجھ سے امام شافعی نے کہا:۔ میں ابوحنیفہ کے توسل سے برکت حاصل کرتا ہوں۔ ہر روز ان کی قبر کی زیارت کو جاتا ہوں۔ جب کوئی حاجت پیش آجاتی ہے دو رکعت نماز پڑھکر ان کی قبر کے پاس اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ دعا کے بعد مراد بر آنے میں دیر نہیں لگتی۔ خیرات حسان میں یہ قول بھی نقل ہے کہ امام ابوحنیفہ سے زیادہ کوئی عقیل آدمی پیدا نہیں ہوا۔

شامی میں ابن حجر مکی سے بحوالہ ربیع روایت ہے کہ امام شافعی نے فرمایا۔ لوگ فقہ میں ابوحنیفہ کے عیال ہیں کیونکہ میں نے ان سے زیادہ فقیہ کسی کو نہیں پایا۔ یہ بھی فرمایا کہ جو شخص ابوحنیفہ کی کتابوں کو نہ دیکھے وہ نہ تو علم میں متبحر ہوگا اور نہ فقیہ بنے گا۔ (حدائق ص)

یہ بھی فرمایا کہ ابوحنیفہ خاندان فقہ کے مربی اور مورث اعلیٰ ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ)

امام مزنی

مزنی سے کسی نے پوچھا کہ ابوحنیفہ کے حق میں کیا کہتے ہو؟ کہا سید ہم ان کے سردار ہیں۔ کہا ابو یوسف؟ کہا اتبعہم للحدیث ان میں حدیث کا سب سے زیادہ اتباع کرنے والے۔ کہا محمد بن حسن؟ کہا اکثرہم تفریعا سب سے زیادہ مسائل نکالنے والے۔ کہا زفر؟ کہا احسنہم قیاسا۔ قیاس میں سب سے بہتر۔

خلیفہ منصور عباسی

محمد بن فضیل عابد بلخی سے روایت کی کہ امام ابوحنیفہ نے بیان کیا کہ میں خلیفہ منصور کے پاس گیا تو مجھ سے پوچھا آپ نے علم کس سے حاصل کیا ہے؟ میں نے کہا حماد سے۔ حماد نے ابراہیم نخعی سے انھوں نے حضرت عمر بن الخطابؓ حضرت علی بن ابی طالبؓ، عبد اللہ بن مسعودؓ اور عبد اللہ بن عباسؓ سے۔ منصور نے سن کر کہا خوب خوب ابوحنیفہ تم نے بہت مضبوط علم حاصل کیا۔ وہ سب کے سب طیبین و طاہرین تھے۔ سب پر اللہ کی رحمت ہو۔

دوسری روایت اس طرح ہے کہ خلیفہ منصور سے عیسیٰ بن منصور نے کہا کہ یہ ابوحنیفہ آج دنیا کے عالم ہیں۔ پوچھا نعمان تم نے علم کس سے حاصل کیا؟ جواب دیا اصحاب عمرؓ سے عمرؓ کا۔ اصحاب علیؓ سے علیؓ کا۔ اصحاب عبد اللہؓ سے عبد اللہ کا۔ ابن عباسؓ کے زمانہ میں ان سے بڑھکر عالم روئے زمین پر نہ تھا۔

محدث حفص بن غیاثؒ

امام صاحبؒ کے تلمیذ خاص اور محدثین کے شیوخ کبار میں تھے۔ [illegible] ان کی کتابیں پڑھیں اور ان کے آثار دیکھے ہیں [illegible] باب احکام میں فاسد و صحیح کا علم رکھنے والا نہیں دیکھا۔

ایک دفعہ فرمایا کہ امام ابوحنیفہ یکتائے روزگار تھے۔ ان کی جیسی فہم و نظر کا کوئی شخص میں نے نہیں سنا۔ (موفق ص ج ٢)

محدث عیسیٰ بن یونس

مشہور محدث تھے۔ امام صاحب سے حدیث و فقہ میں شاگرد تھے۔ علماء کوفہ میں سے امام صاحب ہی کا قول اختیار کرتے تھے اور انہی پر فتویٰ دیتے تھے۔ اپنے شاگرد سلیمان بن شاذکونی کو یہ

٭ محدث عمرو بن دینار کی احادیث کے سب سے بڑے عالم تھے کوفہ آئے [illegible] علم [illegible]

Marfat.com

نصیحت فرمائی کہ امام ابو حنیفہ کے بارے میں ہرگز کوئی کلمہ برائی کا نہ کہنا، اور نہ کبھی کسی برائی بیان کرنے والے کی تصدیق کرنا۔ اس لئے کہ واللہ میں نے کسی کو ان سے افضل اور اورع نہیں دیکھا۔

محمد بن داؤد کا بیان ہے کہ ہم محدث عیسیٰ بن یونس کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے امام ابو حنیفہ کی ایک کتاب نکالی تاکہ ہمیں اس میں سے سنائیں۔ کسی نے مجلس میں سے کہا کہ آپ ابو حنیفہ سے روایت حدیث کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے ان کی زندگی میں اُن کو اور اُن کے علم و فضل کو پسند کیا تو کیا اب ان کی وفات کے بعد ان کو پسند نہ کروں گا

محدث یحییٰ بن آدم

امام علی بن المدینی (استاذ امام بخاری) فرمایا کرتے تھے کہ یحییٰ بن آدم علماء اور اُن کے اقاویل کے بڑے واقف تھے۔ حدیث و فقہ کے بڑے عالم تھے اور امام ابو حنیفہ کی طرف میلان شدید رکھتے تھے معلوم ہوا کہ امام صاحب سے تعلق رکھنے والے بڑے بڑے مسلّم محدثین تھے۔

اب سنئے! یہ محدث کبیر یحییٰ بن آدم فرماتے ہیں کہ امام صاحب نے فقہ میں وہ اجتہاد کیا جس کی سابق میں نظیر نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی خصوصی رہنمائی فرمائی اور اجتہاد و تفقہ کے دشوار راستے ان کے لئے سہل بنا دیئے۔ ان کے علم سے خواص و عوام دونوں طبقوں نے فائدہ اٹھایا۔

یہ بھی فرمایا کہ کوفہ فقہ کا مرکز تھا اس میں بڑی کثرت سے اکابر فقہاء موجود تھے جیسے ابن شبرمہ، ابن ابی لیلیٰ، حسن بن صالح، شریک وغیرہ لیکن امام صاحب کے اقاویل کے مقابلہ میں ان سب کے اقاویل بے قیمت ہو کر رہ گئے۔ امام صاحب کا علم ایک ایک شہر و بستی میں پہونچ گیا۔ خلفاء، ائمہ اور حکام نے اس کے مطابق فیصلے کئے اور علمی دنیا کے لئے وہی مدارِ عمل ٹھہر گیا۔ (موفق ص۲/۴۲)

امام زفرؒ

فرمایا کہ بڑے بڑے محدثین امام صاحبؒ کے پاس آتے جاتے تھے اور آپ سے مسائل مشکلہ میں حل طلب کرتے تھے اور جو احادیث ان پر مشتبہ المراد ہوتی تھیں ان کی تفسیر آپ سے کراتے تھے۔ (موفق ص۲/۴۹)

وکیع بن الجراح

اصحاب سنہ کے کبار شیوخ میں تھے۔ فرمایا کہ میں نے کسی شخص کو جو امام ابو حنیفہ سے زیادہ فقیہ اور اُن سے بہتر طور پر نماز پڑھنے والا ہو نہیں دیکھا (حدائق ص۷۵)

امام یحییٰ بن معین نے فرمایا کہ وکیع امام صاحب کے متعلق بہت اچھی رائے رکھتے تھے اور ورع و صحت دین کے اعتبار سے اُن کی تعریف کیا کرتے تھے۔ (موفق ص۱۹۷)

سلیمان بن مہران ابو محمد الاعمش الکوفی

محدثین کے مشہور و معروف شیخ الشیوخ ہیں۔ مسند خوارزمی میں امام اعمش کا قول منقول ہے کہ:- (۱) ابو حنیفہ مواضع فقہ دقیقہ اور غوامض علم خفیہ کو بخوبی جانتے ہیں اور اُن کو تاریک مقام میں بھی اپنے چراغِ قلب کی وسیع نورانی روشنی سے اچھی طرح دیکھ لیتے ہیں۔ اس لئے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ میری اُمت کے چراغ ہیں۔

(۲) فرماتے کہ اس مسئلہ کا بہتر جواب ابو حنیفہ ہی دے سکتے تھے۔ اور میرے خیال میں خدا نے ان کے علم میں بڑی برکت بخشی ہے۔ (خیرات ص۳۴)

(۳) ایک بار امام صاحب سے چند مسائل میں گفتگو کی۔ آپ نے جواب دیئے۔ پوچھا کہاں سے۔ امام صاحب نے احادیث بیان کرنی شروع کر دیں جو اعمش ہی سے سنی تھیں۔ اعمش نے کہا کہ بس کافی ہے آپ نے تو حد کر دی۔ میں نے جو احادیث سو دن میں آپ سے بیان

Marfat.com

کی نفیس وہ آپ نے ایک ساعت میں سنا دیں۔ مجھے یہ علم نہ تھا کہ آپ ان احادیث پر عمل کر رہے ہیں۔ اے جماعت فقہا! آپ لوگ طبیب ہیں اور ہم دوا فروش۔ اور آپ نے دونوں طرف (فقہ و حدیث) سے حظ وافر حاصل کیا (خیرات ص۱۰۶ خطیب عن الامام ابی یوسف)

(۴) حضرت اعمش نے ایک بار امام ابو یوسف سے پوچھا کہ تمہارے رفیق ابو حنیفہ نے عبداللہ کے قول عتق الامۃ طلاقہا کو کیوں ترک کر دیا؟ جواب دیا کہ اس حدیث کی وجہ سے جو آپ نے بواسطہ ابراہیم و اسود حضرت عائشہ رض سے روایت کی ہے کہ بریرہ جب آزاد ہو گئیں تو اُن کو اختیار دیا گیا۔ اعمش نے یہ سن کر بڑا تعجب کیا اور کہا ابو حنیفہ بہت زیرک ہیں۔

امام اسحٰق بن راہویہ

میں نے کسی کو احکام و قضایا کا امام صاحب سے زیادہ جاننے والا نہیں پایا۔ قضا کیلئے مجبور کیا گیا اور بار بار کہا گیا مگر قبول نہ کی۔ آپ کا محبوب مشغلہ یہ تھا کہ حسبۃً للہ تعلیم و ارشاد کرتے رہیں (مناقب موفق ص۲/۵۸)

یزید بن ہارون

اپنے زمانہ کے امام کبیر اور محدث ثقہ تھے۔ امام اعظم، امام مالک اور سفیان ثوری کے شاگرد اور یحییٰ بن معین و ابن مدینی وغیرہ شیوخ صحاح ستہ کے استاد تھے فرمایا (۱) میں نے ہزار شیوخ سے علم حاصل کیا لیکن خدا کی قسم میں نے امام ابو حنیفہ سے زیادہ کسی کو ورع، حافظہ اور عقل [illegible] نہیں پایا۔ (حدائق ص۵۹)

(۲) کسی نے پوچھا کہ ایک عالم فتویٰ دینے کے قابل کب ہوتا ہے؟ فرمایا کہ جب [illegible] ابو حنیفہ [illegible] ہو جائے۔ [illegible] سے کہا گیا کہ آپ ایسی بات کہتے ہیں؟ فرمایا ہاں! بلکہ اس سے بھی زیادہ مجھے کہنا چاہئے [illegible] کو نقیہ و متورع نہیں دیکھا۔ ایک روز میں نے اُن کو دیکھا کہ ایک شخص کے دروازے کے سامنے دھوپ میں بیٹھے [illegible] آپ سایہ میں [illegible] فرمایا میرے اس گھر والے پر کچھ روپے قرض [illegible] محمد بن یزید [illegible] بتلاؤ! اس سے بڑا درجہ بھی ورع کا ہو سکتا ہے۔

(۳) ایک روز یزید بن ہارون کی مجلس میں یحییٰ بن معین، علی بن مدینی [illegible] وغیرہ [illegible] کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اہل علم کے پاس جا کر معلوم کرو [illegible] فرمایا [illegible] اہل علم اصحاب ابی حنیفہ ہیں۔ تم تو عطار ہو۔ [illegible]

محدث ابو عاصم النبیل

امام صاحب کے ارشد تلامذہ میں سے [illegible] بخاری وغیرہ کے شیوخ [illegible] ہمارے [illegible] امید ہے کہ امام ابو حنیفہ کے لئے [illegible] کے برابر [illegible] کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کیوں؟ تو کہا اس لئے کہ لوگ برابر ان کے علم و اقوال سے نفع [illegible] سب امام صاحب ہوئے۔ [illegible]

ابو نعیم فضل بن دکین

صاحب تصانیف امام بخاری کے استاد ہیں۔ [illegible]

(۱) فرمایا امام ابو حنیفہ مسائل کی [illegible] (تہذیب [illegible])

(۲) امام صاحب بڑے خدا ترس تھے اور بعد جواب کے [illegible] ورنہ لایعنی باتوں [illegible] (حدائق [illegible])

بحر السقاء

بصرہ کے اکابر ائمہ حدیث میں سے تھے [illegible] امام ابو حنیفہ سے علمی [illegible] کرتے تھے کہ اے بحر! تم تو [illegible] علم کے سمندر ہو۔ تو [illegible] عرض کرتا [illegible] صرف ایک جرعہ ہوں لیکن آپ

Marfat.com

تو بہت سے محروم رہے۔ (موفق ص ۲)

خیال کیجئے امام صاحب کا بھی کتنا بڑا کمال تھا کہ چھوٹوں کے فضل و کمال کا بھی برملا اعتراف کرتے تھے اور ان کی حوصلہ افزائی فرماتے تھے۔ یہ امام صاحب کی علمی تربیت کی خصوصی شان تھی۔

محدث عبدالرحمٰن بن مہدی | بصرہ کے قابل فخر فقہاء و حفاظ حدیث میں سے تھے۔ امام صاحب کے معاصر تھے کہتے ہیں کہ میں حدیثیں نقل کرتا تھا۔ میری رائے علی وجہ البصیرۃ یہ ہے کہ سفیان ثوری علماء کے امیر المومنین تھے، سفیان بن عیینہ امیر العلماء تھے، شعبہ حدیث کی کسوٹی تھے۔ عبداللہ بن مبارک صراف حدیث تھے یحییٰ بن سعید قطان قاضی العلماء تھے اور ابوحنیفہ قاضی قضاۃ العلماء تھے۔ جو شخص تم سے اس کے سوا کوئی بات کہے اس کو بنی تیم کی کوڑی پر پھینک دو۔ (موفق ص ۲)

حافظ ابن حجر عسقلانی | (تہذیب التہذیب میں) نعمان بن ثابت امام ابوحنیفہ نے حضرت انس صحابی کی زیارت کی ہے۔ ابو عطاء، عاصم، علقمہ، حماد، حکم، سلمہ، ابوجعفر، علی، زیاد، سعید، حدی، عطیہ، ابوسفیان، عبدالکریم، یحییٰ اور ہشام سے حدیث پڑھی اور روایت کی ہے اور امام صاحب سے حماد، ابراہیم، حمزہ، زفر، قاضی ابویوسف، ابویحییٰ علیمی، وکیع، یزید، اسد، حکام، خارجہ، عبدالمجید، علی، محمد، عبدالرزاق، محمد بن حسن، یحییٰ بن یمان، ابوعصمۃ نوح، ابو عبدالرحمٰن، ابونعیم، ابوعاصم اور دوسروں نے روایت کی ہے۔ (ص ۴۴)

علامہ صفی الدین | خلاصۃ التہذیب میں ہے کہ "ابوحنیفہ امام العراق، فقیہ الامت نے عطاء، نافع، اعرج اور ایک جماعت محدثین سے حدیث پڑھی اور روایت کی ابن معین نے ان کی توثیق کی ہے اور ابن مبارک نے فرمایا کہ میں نے ابوحنیفہ کے مثل کسی کو فقیہ نہیں پایا۔ مکی فرماتے ہیں کہ ابوحنیفہ اپنے زمانے میں سب سے بڑے عالم تھے۔"

محدث یاسین الزیات | ایک روز مکہ معظمہ میں ان کے پاس بہت سے لوگ جمع تھے (غالباً مستفیدین و تلامذہ) سب کو مخاطب کیا کہ تم لوگوں کو چاہیئے امام ابوحنیفہ کے پاس کثرت سے آؤ جاؤ اور ان کی علمی مجالس کو غنیمت سمجھو، ان سے علم حاصل کرو کیونکہ تم ان جیسا پھر نہ پاؤگے اور نہ کسی کو ان سے زیادہ حلال و حرام کا عالم پاؤگے۔ اگر تم ان سے فائدہ نہ اٹھاؤگے تو علم کثیر سے محروم رہوگے۔

اس سال امام صاحب کو حج کے لئے پہنچے تھے غالباً اسی لیے یہ پر عظیم تعارف کرایا ہوگا۔ یہ بھی منقول ہے کہ حضرت یاسین زیات امام صاحب کے بہت بڑے مداح تھے اور جب امام صاحب کا ذکر شروع کردیتے تو خاموش ہونا اور ان کا ذکر ختم کرنا پسند نہ کرتے تھے۔

محدث عثمان المدنی | فرماتے تھے کہ امام ابوحنیفہ اپنے استاد حماد سے افقہ تھے بلکہ ابراہیم، علقمہ و اسود سے بھی زیادہ افقہ تھے۔ (موفق ص ۲)

محدث محمد الصاری | فرمایا کرتے تھے کہ امام ابوحنیفہ کی ایک ایک حرکت یہاں تک کہ بات چیت، اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے پر بھی دانشمندی کا اثر پایا جاتا تھا۔ (محدث اعظم)

محدث علی بن عاصم | فقہ و دیگر انواع علوم میں علی بن عاصم امام اہل واسط تھے۔ امام صاحب سے حدیث و فقہ

Marfat.com

کی روایت بہ کثرت کی ہے۔ جب آپ کے اصحاب [illegible] آپ سے زیادہ احادیث [illegible]

تھے۔ (موفق صـ۴۷ جلد ۲)

(۱) آدھی دنیا کی عقل ترازو کے ایک پلہ میں اور ابو حنیفہ کی عقل دوسرے پلہ میں رکھی [illegible]

(۲) اگر امام ابو حنیفہ کے علم کو ان کے زمانہ کے علماء کے علم کے ساتھ تولا جائے تو [illegible]

(۳) معروف بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں علی بن عاصم کی مجلس میں تھا فرمانے لگے کہ [illegible]

کہا جو کچھ ہم آپ سے حاصل کرتے ہیں [illegible]

(۴) فرمایا کہ امام صاحب کے اقوال علم [illegible] کی تفسیر ہیں۔ جو شخص [illegible]

اور حلال کو حرام سمجھ لے گا اور سیدھے راستے سے بھٹک جائے گا [illegible]

محدث خارجہ بن مصعب رح

[illegible]

جو ان دیکھتا تھا وہ اپنے علم کو حقیر سمجھنے لگتا تھا اور [illegible]

یہ خارجہ بن مصعب سرخس کے بڑے امام حدیث [illegible]

کا علم خراسان میں پھیلایا۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے [illegible]

اپنے والد سے بھی بکثرت حدیث سنی تھی۔ ان کے والد [illegible]

زبیر و اصحاب بدر سے [illegible]

عمرو بن دینار المکی

[illegible]

اور انہیں چھوڑ دیتے کہ امام [illegible]

کرتے تھے۔

مسعر بن کدام

[illegible]

(۱) ایک روز امام صاحب اور آپ کے [illegible]

بحث [illegible]

اور [illegible]

(۲) فرمایا کہ ہم نے امام صاحب کے [illegible]

بڑھ گئے فقہ میں [illegible]

(۳) ایک روز فرمایا کہ جو شخص [illegible] ابو حنیفہ کو [illegible]

Marfat.com

کہ اس کو کچھ خوف نہ ہوگا۔ پھر یہ اشعار پڑھے۔

حسبی من الخیرات ما اعددتہ یوم القیامۃ فی رضی الرحمان
دین النبی محمد خیر الوریٰ ثم اعتقادی مذہب النعمان (حدائق ص

معمر بن راشد جو صحاب صحاح ستہ کے شیوخ میں ہیں اور رئیس اصحاب حدیث تھے۔ کہا کہ جن لوگوں نے فقہ میں کلام و کوشش کی ہے ان میں کسی کو امام ابوحنیفہ سے بہتر نہیں جانتا۔ (حدائق ص۵۷)

سہل بن عبداللہ تستری درمختار میں ہے کہ جرجانی نے مناقب نعمانیہ میں سہل تستری سے روایت کی کہ اگر حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کی امتوں میں امام ابوحنیفہ جیسا کوئی شخص غزیر العلم، ثاقب الفہم، قائم بالحق اور عارف بالحق ہوتا تو وہ یہودی یا نصرانی نہ ہوتے۔ اس آخری جملہ کی وضاحت علامہ شامی نے یہ کی ہے کہ انہوں نے اپنے مذہب صحیح کی نقل میں تحریف کرکے جو یہودیت و نصرانیت بنالی تھی اگر امام صاحب جیسے مجتہدان میں ہوتے تو وہ دین کے اصول و فروع کو ایسی طرح منضبط کر دیتے کہ تحریف نہ ہو سکتی۔

یہ قول بھی منقول ہے کہ اگر بنی اسرائیل میں ابوحنیفہ جیسا کوئی عالم ہوتا تو وہ گمراہ نہ ہوتے۔ (حدائق ص۲۹)

محدث ابن السماک کوفہ کے کبار اہل علم و واعظین سے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ کوفہ کے استاد چار ہیں سفیان ثوری، مالک ابن مغول، داؤد طائی (صاحب ابی حنیفہ) اور ابوبکر نہشلی اور یہ سب امام صاحب کی مجلس علمی کے بیٹھنے والے تھے اور سب نے امام صاحب سے حدیث کی روایت کی ہے۔ (موفق ص۳۹ ج۲)

حضرت ابن السماک بڑا پُر اثر وعظ کہا کرتے تھے جس سے تمام سامعین روتے تھے اور رقت قلب وخوف و خشیت الٰہی کے اثرات لیکر ان کی مجلس وعظ سے اٹھا کرتے تھے۔ اور ان کا طریقہ تھا کہ وعظ کے بعد امام صاحب کے لئے دعا کرتے تھے اور سب حاضرین سے آمین کہلاتے تھے اور ان کو امام صاحب کی مجالست کی ترغیب بھی دیا کرتے تھے۔ یہ ہارون رشید کے زمانہ تک زندہ رہے ہیں ایک دفعہ خلیفہ مذکور کو ایسی نصیحت اور تذکیر آخرت کی وہ بہت متاثر ہوا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ (موفق ص۳۹ ج۲)

علامہ ابن سیرین مشہور و معروف عابد و زاہد اور علم تعبیر خواب کے بڑے عالم تھے۔ تاریخ ابن خلکان میں خطیب کی تاریخ سے نقل کیا کہ جب امام ابوحنیفہ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کھودنے کا خواب دیکھکر ایک شخص کو ابن سیرین کے پاس تعبیر پوچھنے کو بھیجا تو انھوں نے فرمایا کہ اس خواب کا دیکھنے والا اس حد تک علوم نبوت کو روشن و واضح کرے گا کہ اس سے پہلے کسی نے سبقت نہ کی ہوگی۔ (حدائق الحنفیہ ص۳)

محدث شہیر شقیق بلخی امام ابوحنیفہ اعلم الناس، اعبد الناس، اکرم الناس اور دین میں بڑی احتیاط کرنے والے تھے۔ (حدائق ص۲۶)

سفیان ثوری کردری ص۱ جلد۲ بروایت عبداللہ بن مبارک۔
(۱) بخدا امام ابوحنیفہ علم کے اخذ و تحصیل میں سخت مستعد و منہیات کی روک تھام کرنے والے تھے، وہی حدیث لیتے تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پایۂ صحت کو پہونچ چکی ہو، ناسخ و منسوخ کی پہچان میں قوی ملکہ رکھتے تھے، ثقہ اصحاب

Marfat.com

کی احادیث اور آخری فعل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تحقیق وتلاش میں رہتے تھے۔حق کی پیروی کامل جس بات پر جمہور علماء کوفہ کو متفق پاتے تھے اس سے تمسک کرتے تھے اور اسی کو اپنا دین ومذہب قرار دیتے تھے۔

کچھ لوگوں نے آپ پر بے جا طعن وتشنیع کی اور ہم نے بھی ان کے بارے میں خاموشی اختیار کی جس کی نسبت ہم خدا سے استغفار کرتے ہیں بلکہ ہم سے بھی پہلے آپ کے حق میں کچھ الفاظ بیجا نکلے ہیں۔ابن مبارک نے کہا مجھے امید ہے کہ خدا آپ کی اس خطا کو بخش دیگا (کردری خیرات ص۳۲)

(۲) ہم ابوحنیفہ کے سامنے ایسے تھے جیسے باز کے سامنے چڑیاں ہوتی ہیں اور امام ابوحنیفہ سید العلماء رہیں۔　　(قلائد العقیان)

(۳) امام نووی نے تہذیب الاسماء میں ابوبکر بن عیاش سے روایت کی کہ جب امام سفیان ثوری کے والد کا انتقال ہوا تو لوگ تعزیت کے لئے جمع ہوئے۔جب امام ابوحنیفہ آئے تو امام سفیان ثوری اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کی بڑی تعظیم وتکریم کی اور ان کو اپنی جگہ بٹھا کر خود ان کے سامنے بیٹھ گئے۔جب لوگ چلے گئے تو امام سفیان کے اصحاب نے عرض کیا کہ آج ہم نے آپ کو عجیب بات کرتے دیکھا آپ نے فرمایا کہ میرے پاس اہل علم میں سے ایک شخص آیا۔اگر میں اس کے علم کے لئے نہ اٹھتا تو اس کی عمر کے لئے اٹھتا، اگر اس کی عمر کے لئے بھی نہ اٹھتا تو اس کی فقاہت کے لئے اٹھتا اور اگر اس کی فقاہت کے لئے بھی نہ اٹھتا تو اس کی پرہیزگاری کے لئے اٹھتا۔　　(حدائق ص۔۔)

(۴) خطیب بغدادی نے محمد بن بشر سے نقل کیا کہ میں ابوحنیفہ اور سفیان ثوری کے پاس جایا کرتا تھا۔پس جب ابوحنیفہ کے پاس جاتا تو وہ پوچھتے کہاں سے آئے ہو؟ میں کہتا کہ سفیان کے پاس سے، وہ فرماتے : تم ایسے شخص کے پاس سے آئے ہو کہ اگر علقمہ واسود بھی موجود ہوتے تو اس کے محتاج ہوتے۔اور جب میں سفیان کے پاس جاتا تو وہ پوچھتے کہاں سے آئے ہو؟ میں کہتا کہ ابوحنیفہ کے پاس سے وہ فرماتے کہ تم ایسے شخص کے پاس سے آئے ہو جو ساری دنیا کے فقہاء سے فقہ میں بڑھ کر ہے۔　　(حدائق ص۔۔)

(۵) عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ میں نے ایک روز امام سفیان ثوری سے کہا کہ امام ابوحنیفہ غیبت سے کس قدر محتاط ہیں؟ کہ میں نے کبھی کسی دشمن کی بھی غیبت کرتے ہوئے ان کو نہیں سنا۔امام سفیان نے فرمایا کہ وہ تو بہت بڑے عاقل ہیں وہ کس طرح ایسی بات کرسکتے ہیں جس سے ان کی نیکیاں دوسرے کے حوالہ ہوجائیں۔　　(مناقب موفق ص۔۔)

محدث ابوضمرہ

امام صاحب کا ذکر اچھائیوں کے ساتھ کرتے تھے اور فرماتے کہ بڑا تعجب ہے کہ اس قدر علمی مشاغل کے باوجود اتنی زیادہ عبادت کس طرح کرتے ہیں۔　　(موفق ص۔۔)

محدث عبدالعزیز بن ابی سلمۃ الماجشون

مدینہ طیبہ کے فقہاء ومحدثین کبار میں سے تھے [illegible] کے تلامذہ میں تھے [illegible] حدیث [illegible] ثقہ [illegible] نے ان کی توثیق کی ہے۔ان کا ارشاد ہے کہ امام ابوحنیفہ مدینہ طیبہ آئے تو ہم نے [illegible] سے استدلال کرتے تھے اور ان کی [illegible] تو [illegible]　　(موفق ص۳۴)

محدث کبیر وشہیر حضرت مغیرہؒ

محدث [illegible] اگر ابراہیم نخعی امام صاحب کے استاد بھی زندہ ہوتے تو وہ بھی ان کی مجلس میں بیٹھتے۔ایک دفعہ فرمایا کہ امام صاحب کے حلقۂ درس میں ضرور رہا کرو فقیہ بن جاؤ گے۔

ایک بار حضرت مغیرہ نے کوئی فتویٰ دیا۔اس پر عمل کرنے میں لوگوں کو تامل ہوا تو انھوں نے فرمایا کہ ایسا ہی ابوحنیفہ بھی فرماتے تھے۔ دیگر

Marfat.com

روایت میں اس طرح ہے کہ حضرت مغیرہ سے جب لوگ کوئی مسئلہ معلوم کرتے اور ان کے جواب پر معترض ہوتے تو حضرت مغیرہ فرمادیا کرتے تھے کہ یہی جواب تو ابو حنیفہ کا بھی ہے۔ معلوم ہوا کہ امام صاحب کا قول اس زمانہ میں بھی بڑے بڑوں کے لئے سند ہوتا تھا۔

حضرت جریر ہی یہ بھی کہتے تھے کہ اگر میں کبھی امام صاحب کی مجلس میں نہ جاتا تو حضرت مغیرہ مجھے ملامت کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ امام صاحب کے ساتھ ہر وقت رہو اور ان کی مجلس سے کبھی غائب مت ہو کیونکہ ہم حضرت حماد کی مجلس میں بیٹھتے تھے تو ہم ان کے علوم سے اس قدر استفادہ نہ کرسکتے تھے جس قدر امام صاحب کر لیتے تھے۔ (موفق ص۳۵ ج۲)

یہ وہی حماد ہیں جن کے اقوال سے امام بخاری استشہاد کرتے ہیں اور ان کی علمی عظمت و رفعت کے معترف ہیں۔ مگر آپ نے دیکھا کہ حضرت مغیرہ جیسے عالی حوصلہ اور بے نفس عالم بھی اسی دنیا میں ہو گذرے ہیں۔ اتنے بڑے محدث و مفتی اور اپنے وقت کے مرجع انام و مقتدا ہو کر بھی امام صاحب کے علم و فضل کا کس کس طرح اعتراف کرتے ہیں۔ نہ معاصرت کی چشمک ہے نہ حسد و عناد۔ اور یہاں تک بھی کہدیا کہ امام حماد کے سب سے بڑے اور صحیح جانشین امام صاحب ہی تھے کہ ہمارے اور دوسرے شاگردوں کے لئے اُن کے علوم کے وہ دروازے نہ کھل سکے جو اُن کے لئے کھلے تھے۔

اس قسم کے اعتراف کی مثالیں خیر القرون کے علماء میں بکثرت ملتی ہیں۔ دور مابعد میں بہت کم ملتی ہیں۔

محمد بن سعدان یزید بن ہارون کی مجلس میں یحییٰ بن معین، علی بن مدینی، احمد بن حنبل، زہیر بن حرب اور ایک جماعت بیٹھی تھی کہ کسی شخص نے ایک مسئلہ دریافت کیا۔ یزید بن ہارون نے کہا کہ "اہل علم کے پاس جاؤ"۔ اس پر ابن مدینی نے کہا کہ کیا اہل علم اور اہل حدیث آپ کے پاس نہیں بیٹھے ہیں۔ انھوں نے فرمایا کہ اہل علم اصحاب ابو حنیفہ ہیں اور تم تو عطار ہو۔

علامہ ابن حجر مکی شافعی یہ وہم بھی نہ کرنا چاہیئے کہ امام ابو حنیفہ علم فقہ کے سوا اور علوم نہیں جانتے تھے۔ حاشا للہ! وہ علوم شرعیہ تفسیر، حدیث، اور علوم عالیہ ادبیہ، قیاسیہ و علوم حکمیہ کا ایک سمندر تھے۔ ان کے بعض مخالفوں کا قول اس کے خلاف ہے مگر ان کا منشا محض حسد اور اپنی برتری کی خواہش ہے۔ ہمیشہ علماء اور اہل حاجات امام ابو حنیفہ کی قبر کی زیارت کرتے اور مزار امام کو وسیلۂ قضاء حاجات گردانتے تھے جن میں امام شافعی بھی تھے الخ (خیرات حسان ص۶۹)

علامہ موصوف کی کتاب "الخیرات الحسان فی مناقب النعمان" باوجود اختصار کے اعلیٰ ترین معلومات کا خزینہ ہے۔ امام صاحب کے علمی و عملی کمالات کے ہر قسم کے نمونے اس میں یکجا مل جاتے ہیں۔ تھوڑے وقت میں امام صاحب کے تعارف کے لئے یہ مختصر کتاب بے نظیر و لاجواب ہے جس طرح مطولات میں مناقب امام اعظم للموفق و علامہ کردری مطبوعہ حیدرآباد نہایت معتبر مفید و نایاب تحفہ ہے۔ ضرورت ہے ان دونوں کتابوں کے اردو ترجمے مع وضاحتی نوٹس شائع کئے جائیں۔ واللہ الموفق

علامہ ابن عبد البر مالکی جو شخص فضائل صحابہ کرام و فضائل تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد امام مالک، امام شافعی اور امام ابو حنیفہ کے فضائل و مناقب کا مطالعہ غور و فکر سے کریگا اور ان کی بہترین سیرت و کردار سے واقف ہوگا تو وہ اس کو اپنا برگزیدہ عمل پائیگا، خدا ہم سب کو ان نفوس قدسیہ کی محبت سے نفع اندوز کرے۔

امام ثوری فرمایا کرتے تھے کہ ذکر صالحین کے وقت رحمت الٰہیہ متوجہ ہوتی ہے اور جس شخص نے ان حضرات کے حالات میں سے صرف ان باتوں کو یاد کیا جو حسد، غصہ، خواہشات نفسانی یا کسی غلطی یا غلط فہمی سے ایک دوسرے کو کہی گئی ہیں اور ان کے فضائل و مناقب کو

Marfat.com

نظر انداز کیا وہ شخص توفیق الٰہی سے محروم ہوا، غیبت میں داخل ہوا اور صحیح راستہ سے بھٹک گیا۔ خدا ہمیں اور تمہیں ان لوگوں میں سے کرے جو باتیں سب کی سنتے ہیں مگر اتباع صرف اچھی باتوں کا کرتے ہیں۔ ہم نے اس باب کو حدیث صحیح دب الیکم داء الامم قبلکم الحسد والبغضاء سے شروع کیا تھا جس کا معنی یہ ہے کہ تمہارے اندر بھی پہلی امتوں کی بیماری ضرور گھس کر رہیگی جو حسد و بغض ہے۔

ہم نے اپنی کتاب تمہید میں حدیث لاتحاسدوا ولاتقاطعوا نہ آپس میں ایک دوسرے پر حسد کرو اور نہ آپس کے تعلقات کو قطع کرو، کے تحت اس حدیث کی بھی اچھی طرح تشریح کی ہے اور بہت سے لوگوں نے نظم و نثر میں حسد کی برائی بیان کی ہے۔

(جامع بیان العلم وفضلہ ص[illegible])

امام یحییٰ بن معین

مشہور و معروف محدث اور رجال کے بڑے عالم تھے، امام بخاری وغیرہ کے استاد ہیں اور النجوم الزاہرہ کی روایت سے یہ بھی نقل ہے کہ امام بخاری فرماتے تھے کہ میں نے اپنے آپ کو سوائے یحییٰ بن معین کے کسی کے سامنے حقیر نہیں سمجھا۔ کسی نے ان سے پوچھا کہ کسی شخص کے پاس حدیث لکھی ہوئی ہے مگر اب وہ اس کے حافظہ میں محفوظ نہیں رہی کیا اس تحریر پر بھروسہ کر کے اس کی روایت کر سکتا ہے؟

فرمایا۔ امام ابوحنیفہ تو یہ فرمایا کرتے تھے کہ صرف وہی حدیث تم بیان کر سکتے ہو جس کو تم اچھی طرح پہچانتے ہو اور وہ تمہارے حافظہ میں بھی اول سے آخر تک محفوظ رہے۔ (موفق ص[illegible]) (یعنی اگر درمیانی مدت میں کسی وقت بھی حافظہ سے نکل گئی اور ذہول ہو گیا تو اس کو روایت کرنے کا حق نہیں رہا)

روایت حدیث میں امام صاحب کا یہ خاص [illegible] باوجود دوسرے محدثین [illegible] امام یحییٰ [illegible] ہی کے قول سے استناد کر رہے ہیں کیونکہ امام صاحب کے علم و فضل و کمال سے [illegible] ہیں۔

فرمایا کہ میں نے وکیع سے زیادہ افضل کسی کو نہیں دیکھا اور وکیع امام ابوحنیفہ کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے اور امام صاحب سے بہت سا علم حاصل کیا تھا۔ (ذہبی ص[illegible])

محدث حسن بن عمارہ

[illegible] اور ایک مسئلہ میں [illegible] جواب دیئے [illegible] امام ابوحنیفہ کا جواب زیادہ صحیح ہے [illegible] تسلیم کر لیا اور حکم دیا کہ اسی کو لکھ دیا جائے۔ لیکن امام صاحب [illegible] کے جوابات [illegible] بہتر اور صحیح تر جواب حسن بن عمارہ کا ہے۔

حسن بن عمارہ نے کہا کہ مجھے امام صاحب کے اس فرمانے سے بڑا تعجب [illegible] مفاخرت کی ہر شخص چاہتا تھا کہ میری بات اونچی ہو اور امام صاحب اگر چاہتے تو اپنی قوت [illegible] بات اونچی کر سکتے تھے مگر انھوں نے کسی چیز کی پرواہ نہیں کی اور میری بات کو ایسے موقعہ پر حق بتلایا، اس سے مجھے یقین ہوا کہ ان سب میں وہی سب سے زیادہ باورع ہیں۔

اس سے پہلے حسن بن عمارہ بھی امام صاحب سے کچھ بدظن تھے اور کسی موقعہ سے کچھ برائی بھی کر دیا کرتے تھے۔ مگر اس واقعہ

Marfat.com

کے بعد ہمیشہ امام صاحب کی غیر معمولی مدح وثنا کرتے تھے۔

محمد بن خزیمہ نے کہا کہ اسی وجہ سے اصحاب حدیث حسن بن عمارہ کی تضعیف کرنے لگے کیونکہ وہ امام صاحب کی طرف مائل ہوگئے تھے اس واقعہ کے ساتھ یہ بھی نقل ہے کہ نہ صرف حسن بن عمارہ کے دل میں امام صاحب کی عزت بڑھی بلکہ دوسرے لوگوں کا رجحان بھی ان کی طرف بڑھ گیا۔ (موفق ص ۱۹۶ ج ۱)

(۲) حماد بن الامام کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میرے والد (امام صاحب) اور حسن بن عمارہ کہیں ساتھ جا رہے تھے پُل پر پہنچے تو میرے والد نے اُن سے کہا کہ آپ آگے بڑھیئے! انھوں نے کہا کہ میں آگے نہیں بڑھوں گا۔ آپ ہی بڑھیں کیونکہ آپ ہم سب سے زیادہ افقہ، اعلم و افضل ہیں۔ (موفق ص ۳۳ جلد ۲)

علی بن المدینی م ۲۳۴ھ

امام بخاری کے استاذ۔ کہا کہ ابوحنیفہ سے سفیان ثوری، ابن مبارک، حماد بن زید، ہشام، وکیع، عباد بن العوام اور جعفر بن عون نے (جو سب کے سب پیشوائے محدثین اور ائمہ صحاح ستہ کے رواۃ ہیں) روایت حدیث کی ہے اور وہ ثقہ ہیں، کوئی عیب ان میں نہیں۔ (خیرات ص ۷۴)

عبید بن اسباط م ۱۵۰ھ

ترمذی و ابن ماجہ کے شیوخ میں ہیں۔ کہا کہ امام ابوحنیفہ سید الفقہاء تھے اور ان کے دین میں جو نکتہ چینی کرے وہ حاسد یا شریر ہوگا۔ (موفق ص ۴۲ ج ۲)

عبدالعزیز بن ابی رواد م ۱۵۹ھ

امام بخاری اور سنن اربعہ کے اعلیٰ شیوخ میں ہیں۔ کہا کہ جو شخص امام ابوحنیفہ سے محبت رکھتا ہو وہ سنّی ہے اور جو بغض رکھتا ہو وہ مبتدع ہے۔ ایک دفعہ کہا کہ امام ابوحنیفہ ہمارے اور لوگوں کے درمیان ہیں جو اُن سے محبت کریگا ہم اس کو اہل سنت سمجھتے ہیں اور جو اُن سے بغض رکھتا ہے ہم اس کو اہل بدعت قرار دیں گے۔

محدث سعید بن ابی عروبہ

بصرہ کے امام جلیل، حفظ، ثقہ، دیانت و زہد کے لحاظ سے وہاں کے مفاخر میں سے تھے۔ امام صاحب سے بہت محبت کرتے تھے اور امام صاحب ان کے پاس کوفہ سے ہدایا بھیجا کرتے تھے جن پر وہ فخر کیا کرتے تھے۔

کوفہ آتے تو امام ابویوسف کہتے ہیں میں بھی ان سے ملتا تھا۔ ایک روز کہنے لگے کہ میں امام صاحب کے پاس آتا جاتا ہوں علمی مذاکرات کرتا ہوں، ابویعقوب! تم جو علمی تحقیقی لحاظ سے ٹھوس، پختہ باتیں کرتے ہو شاید یہ سب امام صاحب ہی سے استفادہ کے باعث ہیں؟ میں نے کہا ہاں! ایسا ہی ہے۔ کہنے لگے ان کا طرز تحقیق کتنا اچھا ہے؟

پھر مجھے معلوم ہوا کہ وہ امام صاحب سے بہت سے اہم مسائل میں گفتگو کرتے رہے اور امام صاحب سے کہا کہ جو کچھ علمی تحقیقات ہم نے بہت سے لوگوں سے الگ الگ حاصل کی تھیں ان سب کو آپ کے پاس یک جا پایا۔ (موفق ص ۴۲ ج ۲)

محدث عمرو بن حماد بن طلحہ

جس مجلس میں امام ابوحنیفہ ہوتے تھے بات کرنے کا حق ان ہی کا سمجھا جاتا تھا اس لئے جب تک آپ موجود رہتے تھے کوئی دوسرا بات نہ کرتا تھا۔ (موفق ص ۴۳ ج ۲)

محدث عبید بن اسحٰق

امام ابوحنیفہ سید الفقہاء تھے، ان کے دین و دیانت پر حرف گیری کرنے والے یا حاسد تھے یا شرپسند۔ (موفق ص ۴۳ ج ۲)

Marfat.com

محدث یوسف بن خالد سمتی:- کبار مشائخ حدیث میں سے تھے۔ امام اعظم کے شاگرد اور امام شافعی وغیرہ اکابر ائمہ محدثین کے استاد [illegible]
ان کا بیان ہے کہ میں بصرہ میں تھا عثمان بتی کی خدمت میں جایا کرتا تھا۔ اپنے دل میں خیال کیا کرتا تھا کہ میں اب کمال کی انتہا تک پہونچ گیا اور علم سے
حظ وافر حاصل کرلیا ہے۔ امام ابوحنیفہ کے علم وفقہ کا شہرہ سنتا تھا میں نے بھی سفر کیا اور ان کی خدمت میں پہونچا آپ کے اصحاب [illegible]
تھے، ان کی علمی موشگافیاں سنیں ایسا محسوس ہوا کہ جیسے میرے [illegible] ایک پردہ پڑا ہوا تھا وہ اٹھ گیا اور گویا ان سے پہلے میں نے علمی [illegible]
سنی ہی نہ تھیں، پھر تو میں نے اپنے آپ کو بہت حقیر سمجھا اور اپنے علم کا سارا غرور ختم ہوگیا۔ یہ بھی فرماتے تھے کہ امام ابوحنیفہ [illegible]
تھے جس کا پانی ختم نہیں کیا جاسکتا۔ اور ان کی عجیب شان تھی میں نے ان جیسا [illegible] دیکھا۔

ہیاج بن بسطام:- امام اہل [illegible] امام صاحب کی [illegible] میں ۲۰ سال رہے۔ [illegible] کا قول ہے کہ میں نے کوئی عالم فقیہ امام صاحب سے
زیادہ عبادت گذار نہیں دیکھا۔

کہا کہ میں نے خواب دیکھا گویا قیامت [illegible] اور امام صاحب کو دیکھا [illegible]
ہیں میں نے عرض کیا کہ آپ کیوں کھڑے ہیں۔ فرمایا اپنے ساتھیوں کا [illegible]
ایک بہت بڑی تعداد لوگوں کی آپ کے پاس جمع ہوگئی [illegible]

کہتے ہیں کہ یہ خواب میں نے امام صاحب کی خدمت میں [illegible]
بخیر پہنچوا۔ (مناقب کردری ص ۱۱۴)

علامہ تقی الدین ابوالعباس احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام ابن تیمیہ:- [illegible]
کے ساتھ لیتے ہیں اور جب کسی مسئلہ پر بحث کرتے ہیں [illegible]
بعد امام مالک و شافعی و احمد کی بہت سی جگہ [illegible] کے مذہب کو قرآن و حدیث کی روشنی [illegible]

نہ صرف امام صاحبؒ کے اقوال نقل کرتے ہیں بلکہ امام ابویوسف [illegible]
و آثار بھی بطور استناد و استشہاد پیش کرتے ہیں [illegible]
کہ امام محمد نے ان [illegible] امام ابوحنیفہ و امام مالک اور ان کے طبقہ کے [illegible] علما [illegible]

علامہ ابن تیمیہ نے کتاب مذکور کے [illegible]
[illegible]
[illegible] سے کوئی تعلق نہیں تھا [illegible]
[illegible]
میں ان کو [illegible] اگرچہ اسلام و ایمان ان [illegible]
[illegible]

غرض ان دونوں [illegible]
بلکہ وہ [illegible]

مقدمہ انوار الباری

علماء [illegible] چونکہ یہ بات تصریح کی ایمان فرق بالقلب کی وجہ سے اس [illegible] کسی قدر سختی قال سے پیش کیا گیا لہذا یہ بہت سی بدعت تھی بلکہ اس کے خلاف جن لوگوں نے کہا ان دونوں میں اختلاف اسمی ولفظی تھا حکمی وحقیقی نہ تھا کیونکہ جن فقہاء کی طرف قول مذکور منسوب ہے مثلاً امام حماد بن ابی سلیمان (استاذ امام اعظم) اور امام ابوحنیفہ وغیرہ وہ سب اہل سنت کے تمام عقائد کے ساتھ پوری طرح متفق ہیں ان کی رائے درحقیقت الگ نہیں ہے۔ وہ حضرات بھی دوسرے تمام اہل حق کی طرح کہتے ہیں کہ اہل کبائر کو عذاب غیر مخلد ہوگا جیسا کہ احادیث صحیحہ سے بھی ثابت ہے۔ وہ یہ بھی مانتے ہیں کہ ایمان صرف عمل قلبی نہیں بلکہ زبان سے بھی اقرار ضروری ہے۔ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اعمال مفروضہ کی ادائگی واجب و لازم ہے اور ان کی ترک کرنے والا دنیا میں ملامت اور آخرت میں عذاب کا مستحق بنتا ہے۔

غرض اعمال کا جزو ایمان ہونا یا نہیں یا استثناء وغیرہ کے مسائل ہیں جو کچھ بھی اختلاف ہے وہ نزاع لفظی ہے۔ چنانچہ ایک صفحہ کے بعد علامہ نے فرمایا کہ اس لفظی نزاع کی وجہ سے جن اکابر پر ارجاء کی تہمت لگی ہے ان کا ارجاء اسی نوع کا ہے۔ (مجموعہ رسائل کبری ص ۲۸۴ و ۲۸۹ ج ۲)

البتہ ایک فرقہ مرجئہ اہل بدعت کا بھی تھا جس کا یہ قول تھا کہ اعمال مفروضہ کے ترک سے ایمان کو کوئی ضرر نہیں ہوتا۔ ان کا قول غیر مقبول ہے۔ نہ وہ لوگ اہل سنت تھے۔

صفحہ پر فرمایا کہ اوپر جو نزاع ذکر ہوا وہ اہل علم و دین ہی میں اسی قسم کا ہے جیسے بہت سے احکام میں ہوا ہے حالانکہ وہ سب ہی اہل ایمان و اہل قرآن ہیں۔"

یہاں ہم نے علامہ ابن تیمیہ کی عبارات اس لیے پیش کی ہیں تاکہ معلوم ہو کہ بعض محدثین امام بخاری وغیرہ نے جو امام صاحب وغیرہ کو مرجی کہہ کر تضعیف کی یا امام بخاری نے فرمایا کہ میں نے اپنی کتاب میں ایسے رواۃ سے روایت نہیں کی جو اعمال کو جزو ایمان نہیں کہتے تھے۔ یہ محض تشدد یا تعصب تھا یا بقول علامہ ابن تیمیہ کسی نے غلطی سے نزاع لفظی و حقیقی کو حکمی نزاع بنا دیا تھا جس سے اہل سنت اہل ایمان و قرآن ہی بے وجہ دو ٹولیاں بن گئے۔ اسی طرح امام بخاری نے امام محمد کو جہمی کہہ دیا اور علامہ ابن تیمیہ نے اسی مجموعہ رسائل کے ص ۳۶۴ میں امام محمد سے ہی روایت پیش کی ہے کہ وہ جہمی عقائد والے کو خارج ملت قرار دیتے تھے۔

افسوس آج علامہ ابن تیمیہ کے خاص متبعین اہل حدیث حضرات امام بخاری وغیرہ کے اقوال کو شائع کرکے امام صاحب رحمہ اللہ کے خلاف پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ واللہ المستعان

علامہ ابن تیمیہ نے مجموعہ رسائل مذکورہ کے ص ۲۴۲ و ص ۲۴۳ میں یہ بحث بھی صاف کردی ہے کہ مشہور اختلافی مسائل میں اختلاف صرف افضلیت و استحباب یا ترجیح کے درجہ کا ہے۔ مثال کے طور پر بتلایا کہ:

(۱) قراءت فاتحہ نماز جنازہ میں بہت سے سلف سے ماثور نہیں ہے اور یہی مذہب امام ابوحنیفہ و مالک کا بھی ہے۔ پھر قائلین میں سے بعض وجوب کے قائل ہوئے اور بعض صرف استحباب کے، اور یہی استحباب کا قول اعدل الاقوال ہے کیونکہ سلف سے پڑھنا نہ پڑھنا دونوں ہی منقول ہیں۔

(۲) پھر بسم اللہ بھی اسی طرح ہے کہ سلف میں نماز جہر بسم اللہ کے ساتھ بھی تھی اور بغیر جہر کے بھی۔

(۳) رفع یدین بھی بعض سلف سے منقول ہے اور بغیر رفع کے بھی سلف میں نماز پڑھتے تھے۔

(۴) امام کے پیچھے قراءت کرتے بھی تھے اور نہیں بھی کرتے تھے۔

Marfat.com

(۵) نماز جنازہ میں کبھی تکبیر کہتے تھے کبھی پانچ اور چار بھی ثابت ہیں۔

(۶) اذان میں بھی ترجیع اور عدم ترجیع دونوں ثابت ہیں جس طرح اقامت میں [illegible] دونوں ثابت ہیں [illegible] حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ماثور ہیں۔ اور ان میں [illegible] کی وجہ سے [illegible] جو بھی کوئی عمل کریگا اس کو بلا تکبیر درست کہا جائے گا۔

آگے امام بخاری کے حالات میں البیّنات [illegible] امام بخاری کے ضمن میں [illegible] خلف الامام [illegible] و قرارت کے لئے انھوں نے کیسے کیسے سخت الفاظ استعمال کئے ہیں [illegible] کو معمولی خلاف فضیلت و استحباب کا قرار دیا ہے اور [illegible] الاستاذ الامام شاہ صاحب قدس سرہ کا رسالہ فصل الخطاب [illegible] امام بخاری وغیرہ کی آڑ لیکر اپنی عدم تقلید کے [illegible] علامہ ابن تیمیہ وغیرہ نے کیا تحقیق کی ہے۔

صـ۲۳ میں استخارہ سے طہارت [illegible] طہارت بھی اور عدم طہارت بھی [illegible] نجاست جب [illegible] اس کی مزید وضاحت کی [illegible]

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب [illegible]

ابو حنیفہ کے عیال ہیں [illegible]

جس طرح امام سیوطی شافعی اور علامہ ابن حجر مکی شافعی [illegible] کا اولین مصداق [illegible]

بھی اس حدیث کا مصداق [illegible]

[illegible]

[illegible]

آپ ہی کے ذریعہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

محی الدین [illegible]

[illegible]

Marfat.com

نقد و جرح

امام اعظم کے حالات و سوانح حیات، کچھ مادحین کے اقوال بیان ہوچکے۔ بڑے لوگوں کے جہاں مدح و ثنا کرنے والے اور متبعین و حلقہ بگوش ہوتے ہیں کچھ حاسدین، معاندین یا غلط فہمی کی بنا پر مخالفت کرنے والے بھی ہوتے ہیں۔ بڑوں کے مرتبے جہاں ان کے ذاتی کمالات و خصوصی فضائل و مناقب سے بلند ہوتے ہیں، غیروں کی بدگوئیوں اور دل آزاریوں پر صبر کرنے سے بھی ترقی پاتے ہیں۔ پھر صبر کے ... بھی بقدر مراتب درجات ہیں حضرت عبد اللہ بن مبارک نے ایک دفعہ اپنے شفیق استاد حضرت سفیان ثوری سے عرض کیا کہ امام صاحب کس قدر محتاط ہیں کہ کبھی کسی دشمن کی بھی غیبت نہیں کرتے۔ تو سفیان نے فرمایا۔ بھائی! "ان کا درجہ اس سے بہت بلند ہے"

آپ نے دیکھا کہ ایک امیر المومنین فی الحدیث بڑوں کے بھی بڑے امام جلیل القدر نے اظہار تعجب کیسے کیا۔ ظاہر ہے کہ وہ خود اپنے وقت کے ولی کامل تھے۔ انھوں نے دیکھا ہوگا کہ پانی سر سے گزر جاتے کہنے والوں نے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی لیکن امام اعظم ہیں کہ ذرہ بھر بھی متاثر نہیں ہوئے۔ نہ کسی کا جواب دیتے ہیں، نہ کبھی کسی دشمن و بدخواہ کی برائی کرتے ہیں، اتنا بڑا ظرف عالی یقیناً قابل تعجب ہے مگر جواب دینے والے کا کمال اور بھی زیادہ ہے جس نے اپنے چہار حرفی جواب ہوا ذہل من ذلک سے بتایا کہ امام صاحب جس مرتبہ پر ہیں اس کی رو سے تعجب میں پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ گویا اس طرف اشارہ تھا کہ امام صاحب اعلیٰ علیین کے رجال میں سے ہیں ایسے لوگوں کا حال ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔ بغرض! بات دونوں ہی اماموں کی بہت اونچی ہے۔

حضرت امام محمدؒ کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا گیا، پوچھا کیا معاملہ ہوا۔ فرمایا خدا نے بخشدیا اور فرمایا کہ اگر مجھے تم کو عذاب دینا ہوتا تو اپنا علم تمہارے سینہ میں نہ رکھتا۔ پوچھا امام ابو یوسف کس حال میں ہیں؟ فرمایا کہ وہ مجھ سے ایک دو درجہ اوپر ہیں۔ پوچھا امام اعظم ابو حنیفہ کہاں ہیں؟ فرمایا، اللہ اللہ وہ کہاں؟ وہ ہم سے بہت اوپر اعلیٰ علیین میں ہیں

اسی لیے امام ناقدین رجال حضرت یحییٰ بن معین فرمایا کرتے تھے کہ "ہم لوگ آج ان حضرات پر نقد و جرح کر رہے ہیں جو ہم سے بہت پہلے جنت میں ڈیرے خیمے نصب کر چکے ہیں"

امام صاحب پر نقد و جرح بھی اسی قبیل سے ہے اس لیے اس کا مستقل تذکرہ اور جواب دہی بھی چنداں ضروری نہیں معلوم ہوتی مگر چند ضروری باتیں بطور تکمیل تذکرہ لکھی جاتی ہیں وبیدہ التوفیق و منہ الاستمداد۔

(۱) **قلت حدیث**:۔ امام صاحب کے حق میں یہ طعنہ بہت پرانا ہے۔ امام بخاری نے اپنے استاد حمیدی سے نقل کر دیا کہ امام صاحب نے چار سنتیں ایک حجام سے حاصل کی تھیں اور صرف اتنے مبلغ علم حدیث پر ان کو لوگوں نے اپنا امام و مقتدیٰ بنا لیا۔ خود امام بخاری نے اپنی

ملے حضرت مسعر بن کدام کا بیان ہے کہ میں نے ابو حنیفہ کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ خدا نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ فرمایا کہ بخش دیا۔ میں نے کہا کہ علم و فضل کے طفیل میں؟ فرمایا نہیں۔ فتویٰ تو بڑی ذمہ داری کی چیز ہے۔ میں نے کہا پھر؟ فرمایا لوگوں کی ناحق نکتہ چینیوں کے طفیل۔ جو لوگ مجھ پر کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ [illegible] مجھ میں نہیں۔ (جامع بیان العلم)

Marfat.com

تاریخ میں تحریر فرما دیا کہ سکتوا عن رأیہ وحدیثہ امام صاحب کی رائے اور حدیث سے لوگوں نے سکوت کیا ہے (یعنی رائے بے وزن اور حدیث بوجہ قلت یا ضعف ناقابل ذکر پائی)

لیکن انصاف کی دہائی! امام صاحب کو مجتہد بلکہ امام المجتہدین سب ہی نے تسلیم کیا ہے تو کیا کوئی مجتہد بغیر پوری مہارت علوم قرآن و حدیث کے مجتہد ہو سکتا ہے؟ بلکہ ائمہ اصول حدیث نے تو لکھا ہے کہ مجتہد کو آثار، تاریخ، لغت اور قیاس میں بھی ماہر و کامل ہونا ضروری ہے۔ ہم امام صاحب کے مناقب کے ذیل میں امام صاحب کے علم حدیث پر کافی لکھ آئے ہیں اور دراسات اللبیب میں شیخ معین سندی نے فرمایا:

"میں حیرت میں ہوں کہ امام اعظم ابو حنیفہ کی طرف جو خدا کے عظیم کی طرف سے علوم عقلیہ و نقلیہ کے دریچے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ تھے امام بخاری جیسے کی طرف سے [illegible] کا بطلان اور خلاف [illegible] و سنت و اجماع ہونا بلکہ اس کا بطلان ضروریات دین میں سے ہونا اور اس کے قائل کی حماقت و بے عقلی مثل سوفسطائیوں کی حماقت و بے عقلی کے ظاہر و باہر ہے۔ لیکن خدا کی تقدیر اسی طرح تھی، چار و ناچار اس کا ظہور ہونا تھا ہم خدا کی تقدیر و قضا پر راضی ہیں [illegible] ہے۔ باقی رہا امام بخاری کا امام صاحب کے حق میں سکتوا عن رأیہ وعن حدیثہ کہنا تو [illegible] ان کے بھی ہے کہ کبار مشائخ میں سے عباد بن العوام، ابن مبارک، ہشیم، وکیع، مسلم بن خالد، ابو معاویہ مقری وغیرہ شیوخ بخاری جیسے ائمہ حدیث نے امام صاحب سے روایت حدیث کی ہے اور دوسرے حضرات تو سینکڑوں کی تعداد میں امام صاحب سے سماع حدیث کرنے والے گنائے ہیں اور امام صاحب کی رائے کو اخذ کرنے والوں سے تو دنیا بھری ہوئی ہے جتنی کہ بجز ملک تو ایسے ہیں کہ امام صاحب کے مذہب کے سوا دوسرے مذہب کا وہاں رواج نہ ہوا۔ پھر میں نہیں سمجھتا کہ امام صاحب کی رائے سے سکوت کرنے والے ان کی رائے پر عمل کرنے والوں کے مقابلہ میں کتنے نفر ہوں گے [illegible] ہوئے تو ایک قطرہ [illegible] کی نسبت [illegible] جو شخص [illegible] میرے اس بیان کی تصدیق کرے گا۔" (دراسات طبع جدید کراچی ص ۲۵۲)

(۳) ارجاء: [illegible] صحیح ہو سکتی ہے لیکن [illegible] معصیت سے کوئی ضرر نہیں [illegible]

[illegible]

Marfat.com

(۳) **قلت حفظ**:۔ امام دارقطنی کی طرف منسوب ہے کہ امام صاحب کو سیئ الحفظ کہا۔ اس کا مفصل جواب تو علامہ عینی وغیرہ نے دیا ہے مختصر یہ ہے کہ اول تو امام دارقطنی خود بھی اپنی سنن میں امام صاحب سے روایت کرتے ہیں جو ان کے حافظہ پر اعتماد کی بڑی دلیل ہے۔ دوسرے یہ کہ امام صاحب کا حافظہ تو ضرب المثل تھا، اُن کو سیئ الحفظ کہنا "برعکس نہند نام زنگی کافور" کا مصداق ہے۔ حافظ ذہبی نے امام صاحب کا شمار حفاظ حدیث میں کیا ہے اور امام صاحب کی شرط روایت حدیث سب سے زیادہ سخت تھی کہ جس وقت سے حدیث سنی ہو وقت روایت تک کسی وقت بھی وہ ذہن سے نہ نکلی ہو۔ اتنی کڑی شرط امام بخاری وغیرہ کے یہاں بھی نہیں ہے۔ پھر امام صاحب کے حافظہ کی تعریف کرنے والے امیر المومنین فی الحدیث شعبہ جیسے ہیں جو اصحاب ستہ کے شیوخ کبار میں تھے۔ امام احمد اُن کو رجال و حدیث کا امام بتاتے تھے اور سفیان پر بھی ترجیح دیتے تھے۔ امام حماد بن زید فرمایا کرتے تھے کہ جب امام شعبہ میری موافقت پر ہوں تو مجھے کسی کی مخالفت کی پروا نہیں۔ امام شافعی فرمایا کرتے تھے کہ اگر شعبہ نہ ہوتے تو عراق میں حدیث کا فروغ نہ ہوتا۔ امام سفیان کو شعبہ کے انتقال کی خبر پہنچی تو فرمایا کہ ان کے ساتھ علم حدیث رخصت ہوا۔

صالح جزرہ نے فرمایا کہ سب سے پہلے رجال حدیث پر امام شعبہ نے کلام کیا پھر امام قطان نے پھر امام احمد اور امام یحییٰ بن معین نے۔ غرض یہ امام شعبہ امام صاحب کے بارے میں فرماتے ہیں کہ "واللہ امام ابو حنیفہ بہت عمدہ فہم، جید حفظ والے تھے۔ لوگوں نے ان پر وہ تہمتیں لگائیں کہ خدا ہی اُن کو خوب جانتا ہے۔ واللہ وہ لوگ اس کے نتائج خدا کے یہاں دیکھ لیں گے"۔

امام صاحب بڑے جید حافظ قرآن تھے یہاں تک کہ ایک رکعت میں پورا قرآن مجید پڑھا ہے۔ بیت اللہ میں ایک دفعہ داخل ہوئے تو ایک پیر پر دوسرا پیر رکھ کر کھڑے ہوئے نصف قرآن مجید ایک رکعت میں پڑھا پھر اسی طرح دوسرے پیر پر باقی نصف ختم کیا اور فرمایا کہ یا رب میں تجھکو پہچان سکا جیسا کہ پہچاننا چاہیئے، نہ تیری عبادت ہی کا حق ادا ہو سکا۔ بیت اللہ کے گوشہ سے جواب ملا کہ تم نے اچھی معرفت حاصل کی اور عبادت بھی اخلاص سے کی۔ ہم نے تمہیں بخش دیا اور ان کو بھی جو قیامت تک تمہارے مذہب پر چلیں گے۔ (کردری جلد ۱)

جس جگہ آپ کی وفات ہوئی صرف اسی جگہ سات ہزار قرآن مجید ختم کئے۔ ہر روز ایک ختم کے عادی تھے اور ماہ رمضان میں عید کی رات اور عید کا دن ملا کر ۶۲ ختم کیا کرتے تھے۔ (مناقب کردری ص ۲۳۵) کیا سیئ الحفظ ایسے ہی ہوتے ہیں؟

(۴) **استحسان**:۔ امام صاحب کی قدر و منزلت گھٹانے کی سعی کرنے والوں نے امام صاحب اور آپ کے اصحاب کے ترک قیاس و اخذ استحسان کو بھی نشانہ ملامت بنایا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ امام صاحب اپنی بے نظیر علمی و دینی بصیرت کی وجہ سے استحسان کی غیر معمولی صلاحیت و مہارت رکھتے تھے۔

امام محمد فرماتے ہیں کہ امام صاحب [illegible] جب [illegible] سے قیاس میں گفتگو کرتے تھے تو لوگ ہمسری کرتے تھے لیکن جوں ہی امام صاحب فرماتے کہ اب ہم استحسان سے یہ بات کہتے ہیں تو پھر سب بالکل دم بخود رہ جاتے تھے کیونکہ اس درجہ تک ان میں سے کسی کی رسائی نہ تھی۔ جب امام محمد کا یہ حال ہے جن کی کتابوں کے مطالعہ سے امام شافعی جیسے مجتہد مطلق [illegible] اور امام شافعی نے ان سے [illegible] حاصل کیا تو اگر دوسرے لوگ یا امام شافعی بھی امام صاحب [illegible] تو کیا تعجب ہے۔

امام مالک سے بھی استحسان [illegible] منقول ہے کہ [illegible] استحسان [illegible] ہیں۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب [illegible] استحسان [illegible] حقیقت [illegible] واقف ہو گئے [illegible] والے اس کے سمجھنے سے

Marfat.com

عاجز رہے۔ امام مالک بھی امام صاحب سے بہت مستفید ہوئے ہیں۔ بلکہ علامہ ابن حجر مکی نے تو ان کو امام صاحب کے تلامذہ میں شمار کیا ہے۔ اور علامہ کوثری نے روایت حدیث کا بھی ثبوت دیا ہے۔

استحسان درحقیقت قیاس خفی ہے اور کسی قوی وجہ سے قیاس جلی کو ترک کرکے اس کو اختیار کیا جاتا ہے اسی لئے امام صاحب نے استحسان کو ترجیح دی ہے اور جن لوگوں نے ایسے موقعہ پر بھی قیاس کو لیا انھوں نے راجح کی موجودگی میں مرجوح کو لیا ہے جو خالص فقہی نقطہ نظر سے غیر مستحسن ہے۔ ہم استحسان کی مفصل بحث کسی موقعہ پر آئندہ مع مثالوں کے لکھیں گے۔ انشاء اللہ۔

(۵) حیلہ: امام صاحب اور آپ کے اصحاب کی طرف غیر شرعی حیلوں کو بھی منسوب کیا گیا ہے مگر وہ نسبتیں سب غلط ہیں حتی کہ امام بخاری نے بھی بخاری کی کتاب الحیل میں احناف کے خلاف سخت جارحانہ پہلو اختیار کیا ہے لیکن ہم ذکر کر آئے ہیں کہ حضرت شاہ صاحب قدس سرہ اس کو امام بخاری کی حنفی مذہب سے ناواقفیت کا نتیجہ قرار دیتے تھے وغیرہ۔ حافظ ذہبی نے بھی امام محمد کے تذکرہ میں ان کی اور دوسرے اصحاب امام کی طرف کتاب الحیل کی نسبت کو غلط کہا ہے۔

(۶) قلت عربیت: عراق نحو کا مرکز رہا ہے بڑے بڑے سب نحوی [illegible] جو فصاحت و بلاغت کے امام تھے امام صاحب کی نشوونما، تربیت، تعلیم سب اسی [illegible] بڑے بڑے نحوی [illegible] خود امام صاحب [illegible] لیکن نہ معلوم کس طرح امام صاحب کی طرف قلت عربیت کو منسوب کر دیا گیا۔

درحقیقت امام صاحب عربیت کے بھی بڑے [illegible] تھے اسی لئے ابوسعید [illegible] ابوعلی فارسی [illegible] ابن جنی جیسے [illegible] عربیت نے باب الایمان میں امام صاحب کے الفاظ کی شرح [illegible] تالیف کی ہیں اور آپ کی [illegible] لغت [illegible] تعجب ہوئے ہیں البتہ مخالفین نے امام صاحب کی طرف ایک کلمہ [illegible] منسوب کیا ہے جو کسی [illegible] سند سے نہیں ہے اور اگر صحیح بھی ہو تو بعض قبائل عرب کی وجہ سے کوفیوں کی [illegible] کا استعمال [illegible] الف کے ساتھ ہی آیا ہے اور اسی سے یہ مشہور شعر ہے۔

[illegible] قد بلغا فی المجد غایتاہا [illegible]

ظاہر ہے کہ امام صاحب کوئی نئے [illegible] حضرت [illegible] نے [illegible] ابا جہل فرمایا۔ دوسرے ابا قبیس اس لکڑی کو کہتے ہیں جس پر گوشت لٹکایا جاتا ہے [illegible] امام صاحب کی مراد یہی ہو سکتی ہے نہ جبل ابی قبیس جیسا کہ مخالفین نے سمجھا ہے۔　　(تاریخ خطیب [illegible])

امام ابوبکر رازی نے کہا ہے کہ امام اعظم کے اشعار [illegible] لطیف [illegible] فصیح ہیں [illegible] جودۃ شعر بغیر کمال بلاغت ممکن نہیں۔　　(مناقب کردری [illegible])

غرض اس قسم کے اعتراضات مخالفین و حاسدین کی طرف سے [illegible] امام صاحب کی طرف منسوب کی ہیں جن سے وہ بری ہیں۔ البتہ کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو کسی غلط [illegible] درپے [illegible] اظہار افسوس و ندامت کیا جیسے امام اوزاعی و سفیان ثوری رحمہ [illegible]

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں [illegible] امام صاحب [illegible] کی طرف [illegible]

اور ایسی باتیں گھڑی گئیں جو ان کی شان کے لائق نہ تھیں۔

یہ بھی لکھا ہے کہ جن لوگوں نے امام صاحب سے روایت حدیث کی ہے، جنہوں نے اُن کی توثیق کی ہے اور جنہوں نے اُن کی مدح و ثنا کی ہے وہ اُن سے بہت زیادہ ہیں جنہوں نے اعتراض کیا ہے اور اہل حدیث کی طرف سے زیادہ عیب رائے و قیاس کے استعمال کا لگایا گیا ہے حالانکہ ہم بتا چکے ہیں کہ وہ کوئی عیب نہیں ہے۔ اہل فقہ امام صاحب پر طعن کرنے والوں کی طرف توجہ نہیں کرتے اور نہ اُن کی برائیوں کی تصدیق کرتے ہیں۔

امام وکیع فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو اُن کو رنجیدہ و افسردہ پایا۔ غالباً قاضی شریک کی طرف سے کچھ باتیں اُن کو پہونچی تھیں۔

محدث عیسیٰ بن یونس (شیخ اصحاب صحاح ستہ) کا قول ہے کہ تم اس شخص کو ہرگز سچا مت سمجھنا جو امام صاحب کا ذکر برائی سے کرتا ہو کیونکہ واللہ میں نے ان سے بڑھکر فقیہ و افضل کسی کو نہیں دیکھا۔

امام اعمش (شیخ صحاح ستہ) سے کوئی مسئلہ دریافت کیا گیا فرمایا اس کا اچھا جواب نعمان ہی دے سکتے ہیں جن پر تم حسد کرتے ہو۔

محدث یحییٰ بن آدم (شیخ اصحاب ستہ) سے کہا گیا کہ آپ امام صاحب کی برائی کرنے والوں کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا کہ وہ لوگ امام صاحب کی کچھ علمی باتیں سمجھ سکے اور کچھ نہ سمجھ سکے اس لئے حسد کرنے لگے اور فرمایا کہ امام ابو حنیفہ کا کلام فقہ میں خدا کے لئے تھا اگر اس میں کچھ شائبہ بھی دنیوی غرض کا ہوتا تو ان کا کلام ایسے اثر و نفوذ کے ساتھ باوجود حاسدوں اور منتقدوں کی کثرت کے ساری آفاق میں نہ پھیل سکتا۔

اسد بن حکیم نے فرمایا کہ امام صاحب کی برائی کرنے والا یا تو جاہل ہے یا مبتدع ہے۔

ابو سلیمان نے فرمایا کہ امام صاحب کی شخصیت عجیب و غریب تھی اور اُن کی باتوں سے اعتراض کرنے والے وہی لوگ ہیں جو اُن کو نہیں سمجھ سکے۔ امام فن تنقید رجال کا قول ہے کہ ہمارے اصحاب (اہل حدیث) امام صاحب اور آپ کے اصحاب کے بارے میں تفریط کا معاملہ کرتے ہیں کسی نے کہا کیا وہ خلاف واقعہ کہتے تھے فرمایا وہ اس سے بہت بلند تھے۔

علامہ تاج سبکی نے طبقات میں لکھا کہ جرح کا یہ اصول ایسا نہ سمجھ لینا کہ اہل نقد و جرح نے جو قاعدہ مقرر کیا ہے کہ جرح مقدم ہے تعدیل پر وہ علی الاطلاق ہر جگہ ہے کیونکہ صحیح یہ ہے کہ جس شخص کی عدالت و امامت ثابت ہو چکی ہو اور اس کے جرح کرنے والے بہ نسبت مدح کرنے والوں کے کم ہوں اور وہاں کوئی ایسا قرینہ بھی ہو جس سے معلوم ہوتا ہو کہ جرح کسی مذہبی تعصب وغیرہ کے باعث ہے تو اس جرح کا کوئی اعتبار نہ کریں گے۔

پھر طویل بحث کے بعد لکھا کہ ہم تمہیں بتلا چکے ہیں کہ جرح اگرچہ مفسر بھی ہو اس شخص کے حق میں قبول نہ ہوگی جس کی طاعات معصیت پر غالب ہوں اور مدح کرنے والے مذمت کرنے والوں سے زیادہ ہوں، تزکیہ کرنے والے جارحین سے بیش ہوں، پھر جب کوئی قرینہ بھی اس امر کا موجود ہو کہ وہ تنقید و جرح کسی مذہبی تعصب یا دنیوی منافست کی وجہ سے ہوئی ہے جیسا کہ معاصرین و اقران میں باہم ہوتا ہے۔

عبدالرحمٰن بن مہدی کا قول ہے کہ میں حدیثیں نقل کیا کرتا تھا میں نے ثوری کو امیر المؤمنین فی العلم پایا، سفیان بن عیینہ کو امیر العلماء، عبداللہ بن مبارک کو صراف الحدیث، یحییٰ بن سعید کو قاضی العلماء، امام ابو حنیفہ کو قاضی قضاۃ العلماء پایا اور جو شخص اس کے سوا کچھ کہے تو اس کو بنی سلیم کی کوڑی پر پھینک دو۔

Marfat.com

یہاں جن اکابر کی تعریف کی گئی ہے ان میں ثوری امام صاحب کے خاص مداحین میں ہیں۔ ابن عیینہ امام صاحب کے شاگرد ہیں مسانید میں امام صاحب سے بہ کثرت روایت کرتے ہیں۔ ابن مبارک امام صاحب کے تلمیذ خاص اور بڑے مداحین میں ہیں یحییٰ بن سعید امام صاحب کے تلمیذ اور حنفی ہیں امام صاحب کے مذہب پر فتویٰ دیا کرتے تھے اور امام ابو یوسف سے جامع صغیر پڑھی ہے۔ (مقدمہ انوار الباری)

سبط ابن الجوزی نے مرآۃ الزمان میں لکھا کہ خطیب پر تو کوئی تعجب نہیں کیونکہ علماء کی ایک جماعت پر انھوں نے طعن کیا ہے [illegible] عجب تو نانا جان (ابن الجوزی) کی روش سے ہے کہ انھوں نے کیوں خطیب کا شیوہ اختیار کیا بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ گئے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب سے بھی بعض کتابوں میں کچھ باتیں ایسی آگئی تھیں جن سے تقلید و حنفیت کے خلاف لوگوں نے فائدہ اٹھایا مگر آخر میں "فیوض الحرمین" میں انھوں نے صاف طور سے فرمادیا کہ مجھکو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا کہ مذہب حنفی میں ہی وہ طریقہ انیقہ ہے جو دوسرے سب طریقوں سے زیادہ اس سنت معروفہ کے موافق ہے جو بخاری و دیگر اصحاب صحاح کے دور میں مرتب و منقح ہو کر مدون ہوگئی ہے۔ (فیوض الحرمین)

حضرت شاہ صاحب کو جو شرح صدر "مذہب حنفی" کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ خاص کے ذریعہ حاصل ہوا وہ بڑی اہم دستاویز ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بخاری اور اس دور کی دوسری کتب صحاح مدون کے مجموعہ سے تقویت [illegible] ہی کو ہوئی ہے، ان اشارات سے احناف کو مستفید ہونا چاہیئے۔

حضرت شاہ صاحبؒ نے اپنی اس آخری تحقیق و شرح صدر ہی کی روشنی میں اپنے کو صاف طور سے حنفی لکھا ہے [illegible] نقل راقم الحروف نے "مقدمہ خیر کثیر" میں درج کردی تھی جو عرصہ ہوا مجلس علمی ڈابھیل سے شائع ہو چکی ہے۔

علامہ عینیؒ نے عمدۃ القاری شرح بخاری صفحہ ۶ اور بنایہ شرح ہدایہ میں دارقطنی کی جرح کا مفصل جواب دیا ہے [illegible] امام اعظم ابو حنیفہؒ کی توثیق و مدح اکابر ائمہ محدثین نے کی ہے اور ان کے علوم سے دنیا کا ہر گوشہ آباد ہے [illegible] دارقطنی کو کیا ہے جبکہ وہ خود تضعیف کے مستحق ہیں کہ اپنی سنن میں منکر معلول، سقیم اور موضوع حادیث [illegible] کردیں پھر حلف دیا گیا تو کہا کہ واقعی اس میں کوئی حدیث صحیح قوی نہیں ہے۔ اور بنایہ میں [illegible] اور بیحیائی ہے کہ امام صاحب کی طرف ضعف کو منسوب کیا [illegible] میں ابن قطان وغیرہ کی کیا دنعت ہے

مولانا عبدالحی صاحب نے التعلیق الممجد میں فرمایا کہ بعض جروح متاخرین متعصبین سے صادر ہوئی ہیں جیسے دارقطنی، ابن عدی وغیرہ [illegible] قرائن شاہد ہیں کہ انھوں نے تعسف و تعصب سے کام لیا ہے اور متعصب کی جرح مردود ہے [illegible]

علامہ شعرانی نے میزان کبریٰ میں فرمایا کہ امام ابو حنیفہ کے بارے میں بعض متعصبین کے کلام [illegible] نیت ہے کہ وہ اہل رائے میں سے تھے بلکہ جو لوگ امام صاحب پر طعن کرتے ہیں محققین [illegible]

نیز فرمایا کہ "امام اعظم ابو حنیفہ کی کثرت علم و ورع و عبادت [illegible] مدارک و استنباط [illegible] والے نقل کر رہے ہیں کوئی حنفی نہیں کہ عقیدت پر محمول کرلیا جائے۔

علامہ ابن خلدون نے اپنی تاریخ میں لکھا کہ بعض متعصبین نے یہ بھی کہا ہے کہ بعض ائمہ سے [illegible]

ایسا خیال کبار ائمہ کے بارے میں کسی طرح بھی صحیح نہیں ہو سکتا کیونکہ شریعت و فقہ کا مدار قرآن و حدیث پر ہے بغیر قرآن و حدیث کے کس طرح فقہ کی تدوین ہو سکتی تھی۔

باقی قلت روایت کی وجہ غایت ورع اور شروط تحمل روایات و نقل میں سختی ہے یہ نہیں کہ بے وجہ عمداً روایت حدیث ترک کر دی اور ان کے کبار مجتہدین و محدثین میں سے ہونے پر یہ دلیل ہے کہ علماء میں ان کا مذہب ہمیشہ معتمد اور رداً و قبولاً مذکور ہوتا رہا۔

نواب صدیق حسن خان صاحب نے ریاض المرتاض ص۲۱ پر لکھا ہے کہ حضرت مجدد صاحبؒ سرہندی کے کشف کبھی بھی شریعت کے خلاف نہیں ہوئے بلکہ اکثر کی شریعت نے تائید کی ہے اس لئے ان کے کشف کے مراتب بہت بلند و برتر ہیں۔ وہی مجدد صاحب امام اعظم کے مذہب کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:-

"بے شائبہ تکلف و تعصب کہا جاتا ہے کہ نظر کشفی میں مذہب حنفی کی نورانیت دریائے عظیم کی طرح معلوم ہوتی ہے اور دوسرے مذاہب چھوٹی چھوٹی نہروں اور حوضوں کی طرح معلوم ہوتے ہیں اور ظاہر نظر سے بھی دیکھا جائے تو سواد اعظم اہل اسلام امام اعظم کا متبع ہے۔ (مکتوبات جلد ثانی مکتوب ص۵۵)

حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء قدس سرہ نے حضرت زبدۃ العارفین خواجہ فرید گنجشکر قدس سرہ کا قول نقل فرمایا کہ: امام اعظم کی شان کا تو کہنا ہی کیا - ان کے ایک شاگرد امام محمدؒ کا وہ درجہ تھا کہ وہ جب سوار ہو کر کہیں جاتے تھے تو امام شافعیؒ ان کے گھوڑے کی رکاب کے ساتھ پیدل چلتے تھے۔ (راحۃ القلوب) اور یہ بھی فرمایا کہ اسی سے دونوں مذاہب کا فرق بھی معلوم ہو گیا۔

مشہور امام حدیث اسحق بن راہویہ (جو حضرت عبداللہ بن مبارک تلمیذ امام اعظم) کے تلمیذ خاص اور پہلے حنفی تھے پھر بعض اساتذہ کے اثر سے ان میں ظاہریت آگئی تھی اور امام بخاری کے بڑے شیوخ میں تھے) امام اعظم کے بارے میں فرمایا کہ میں نے کسی کو ان سے زیادہ احکام و قضایا کا عالم نہیں پایا۔ قبول قضا کیلئے ان کو مجبور کیا گیا اور مارا بھی گیا مگر انھوں نے کسی طرح قبول نہ کیا اور تعلیم و ارشاد محض خدا تعالیٰ کے لئے کرتے تھے۔ (کردری ص۵۸ ج۲)

امام اہل بلخ حضرت مقاتل بن حیان جلیل القدر عالم حدیث جنھوں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز، حسن بصری، نافع اور ایک جماعت کبار تابعین کا زمانہ پایا اور ان سے روایت حدیث بھی کی، امام اعظم کی خدمت میں پہونچے اور استفادہ کیا۔ فرماتے تھے کہ میں نے تابعین کا دور پایا لیکن امام ابوحنیفہ سے اجتہادی مسائل میں بالغ نظر جس کا تمام باطن سے مطابق و متشابہ اور باطن ظاہر سے متشابہ ہو کسی کو نہیں دیکھا فتویٰ دے تو فرما دیتے کہ یہی قول کوفہ کے شیخ امام ابوحنیفہ کا ہے۔ (کردری ص۵۹ ج۲)

بعض کتب منزلہ سابقہ میں امت محمدیہ کے تین شخصوں کے اوصاف مذکور ہوئے ہیں جو اپنے زمانہ کے سب لوگوں پر فقہ و علم میں فائق ہوں نعمان بن ثابت، مقاتل بن سلیمان، وہب بن منبہ اور بعض روایات میں وہب کی جگہ کعب احبار کا نام ہے۔ (موفق ص۶ ج۲)

حضرت مقاتل بن سلیمان علم تفسیر کے مشہور امام جو امام اعظم کے شریک درس بھی رہے اور تابعین حضرت عطاء، نافع، محمد بن منکدر، ابوالزبیر اور ابن سیرین وغیرہ سے دونوں نے ساتھ ہی سماع حدیث کیا ہے۔ وہ اکثر امام صاحب کی تعریف کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ امام ابوحنیفہ کی ۱۵ منقبتیں وہ ہیں جن میں ان کا کوئی ہم عصر شریک و سہیم نہیں ہوا۔ (موفق ص۵۹ ج۲)

حافظ ابن حجر نے مقدمہ فتح الباری میں لکھا کہ اسی لئے جارحین کی جرح امام ابوحنیفہ کے بارے میں مقبول نہیں جنھوں نے امام اعظم

Marfat.com

کثرت قیاس۔ قلت عربیت یا قلت روایت حدیث وغیرہ سے مطعون کیا کیونکہ یہ سب جروح ایسی ہیں کہ ان سے کسی راوی کو مجروح نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح علامہ سخاوی وغیرہ کی مدافعت ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں جنہوں نے امام بخاری وغیرہ کی روش سے کبھی محترز رہنے کی ہدایت کی ہے۔ اب کچھ میزان الاعتدال کی الحاقی جرح کے بارے میں لکھ کر اس بحث کو مختصر کرتا ہوں۔

امام صاحب کے مخالفوں کے کارنامے

کچھ لوگ جن کو امام صاحب سے بغض و عداوت یا حسد ہے۔ کہتے ہیں کہ حافظ ذہبی نے میزان میں اُن کی تضعیف کی ہے لیکن یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ بات نئے دشمنوں کا دھوکہ ہے اور پرانے دشمنوں کے نقش کا کارنامہ سے متعلق ہے کہ انھوں نے میزان میں ایسی عبارت داخل کر دی چنانچہ امام ذہبی کی تذکرۃ الحفاظ اور تذہیب التہذیب شاہد ہے کہ ان کتابوں میں انھوں نے بجز تعریف کے ایک لفظ بھی جرح کا نہ لکھا اور نہ نقل کیا۔ دوسرے اس بات کے غلط و بے اصل ہونے کی وجہ یہ بھی ہے کہ خود حافظ ذہبیؒ نے میزان کے مقدمہ میں اس کی تصریح کر دی کہ میں اس کتاب میں ائمہ متبوعین امام ابوحنیفہ امام شافعی وغیرہ کا ذکر نہیں کروں گا کیونکہ ان حضرات کی جلالت قدر مسلم ہے اور بزرگی و برتری لوگوں کے قلوب میں جاگزیں ہے اور ذکر سے مستغنی ہے۔ (میزان صفحہ ۱)

علامہ سخاوی شرح الفیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ امام ذہبیؒ نے ابن عدی کی طرح ہر شخص کے ذکر کرنے میں [illegible] باوجودیکہ کچھ کلام کیا گیا ہے لیکن پھر بھی اس امر کا التزام کیا ہے کہ نہ تو کسی صحابی کو ذکر کیا اور نہ ائمہ متبوعین کو۔

حافظ سیوطیؒ تدریب الراوی میں بیان کرتے ہیں کہ امام ذہبیؒ نے نہ تو کسی صحابی کا ذکر کیا اور نہ کسی امام کا ائمہ متبوعین میں سے۔

حافظ عراقی نے شرح الفیہ میں تصریح کی ہے کہ ابن عدی نے کتاب الکامل میں ہر ایسے شخص کو ذکر کیا ہے جس میں کلام کیا گیا ہے گو وہ ثقہ ہی کیوں نہ ہو اور ان ہی کی اتباع امام ذہبی نے میزان میں کی ہے لیکن انھوں نے کسی صحابی یا کسی امام کو ائمہ متبوعین میں سے ذکر نہیں کیا ہے۔

ان سب ائمہ کبار کی شہادتوں کے بعد یہ امر واضح ہے کہ امام صاحب کا ترجمہ میزان میں الحاقی ہے۔ دوسرے یہ کہ حافظ ذہبی نے میزان میں یہ بھی التزام کیا ہے جن لوگوں کا اسمار کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔ اُن کا ذکر کنیت سے باب الکنی میں بھی ضرور کرتے ہیں اور الحاق کرنے والوں سے یہ چوک ہو گئی کہ باب الکنی میں یہ الحاق نہیں کیا۔ یہ بھی الحاقی ہونے کا بڑا ثبوت ہے۔

واضح ہو کہ کتابوں میں الحاق اور ضروری اجزا کے حذف کا باقاعدہ منظم فن استعمال ہوتا رہا ہے جس [illegible] اور حاسدوں نے بڑی بڑی جلیل القدر تالیفات کی کتابت و طباعت کے وقت دکھائے ہیں اور ان کا ایک نمونہ پیش کیا گیا ہے [illegible] دوسرے نمونے بھی پیش کیے جائیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

یہ فن پروپیگنڈہ کا ایک بڑا جزو ہے جس سے کسی سفید چیز کو سیاہ اور سیاہ کو سفید رنگ ثابت کر دینے کے جوہر دکھائے جاتے ہیں یورپ کے عقلاء نے اس فن کو بڑی ترقی دی ہے مگر اسلامی دور کی تاریخ میں بھی اس نوع کے کارنامے بڑی کثرت [illegible] میں بدقسمتی سے ایک فرقہ ابتداء ہی سے ایسا پیدا ہو گیا تھا جو جھوٹ کو کار خیر و ثواب سمجھ کر پھیلاتا رہا [illegible]

Marfat.com

مسلمانوں پر بھی پڑتے رہے۔ حالانکہ ایسے ہی جھوٹ کی روک تھام کے لئے صادق ومصدوق سردار انبیاء علیہم السلام نے ارشاد فرمایا تھا کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع یعنی ایک شخص کے جھوٹا ہونے کے لئے یہ بھی کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات کو بے تحقیق آگے چلتا کر دے۔

اس قسم کی بے سند باتوں کے ذکر سے پہلے زمانہ میں تو امام صاحب کے دشمنوں اور حاسدوں نے فائدہ اٹھایا تاکہ امام صاحب رح کی جلالت قدر کو کم کر کے دکھایا جائے یا خوبیوں کے ساتھ برائیاں بھی کہیں کہیں سے لیکر سامنے کی گئیں تاکہ اُن کمالات وخوبیوں کا کوئی اثر نہ رہے یا لوگ شک وتردد میں پڑ جائیں یا ان کے فقہ کی عالمگیر مقبولیت کو کم کیا جائے۔ اکثر اسلامی حکومتوں کا مذہب بھی فقہ حنفی رہا اور عہدہ قضا وغیرہ حنفی علماء کے پاس رہے، یہ بات بھی حسد وعداوت کا بڑا سبب بنی رہی۔ پھر نئے دور میں غیر مقلدین رونما ہوئے اور انھوں نے تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حسد وعداوت کا وہ معاملہ کیا کہ ریکارڈ ہی مات کر دیا۔ ان کی نظر میں "ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیبے ست" والی بات پوری پوری صادق ہوگئی۔ اسی لئے ان حضرات نے تو امام صاحب قدس سرہ کی علو قدر وعظمت شان اور علمی رفعت کو گرانے اور چھپانے میں کوئی دقیقہ بھی فروگذاشت نہیں کیا اور اس کار ثواب میں دن رات ایک کر دیا۔

ان قدیم وجدید تلبیسات کا پردہ چاک کرنے کیلئے خدا کا شکر ہے کہ ہمارے شیوخ واکابر نے بر وقت توجہ کی اور برابر اپنی تالیفات و درسی افادات میں احقاق حق وابطال باطل کا فریضہ ادا کیا

قریبی دور میں مصر میں علامہ کوثری کی جلیل القدر شخصیت گذری ہے جنہوں نے اس سلسلہ میں گرانقدر تالیفات کیں اور مصری رسائل میں لاتعداد تحقیقی مضامین شائع کئے جن کے مطالعہ سے اہل علم کبھی مستغنی نہیں ہو سکتے۔ ان کی کتابوں سے معاندین کے حوصلے پست ہوگئے ہیں اور جب تک ان کی اشاعت ہوتی رہے گی ان کے مطالعہ واستفادہ کی وجہ سے علماء حق معاندین مذہب حنفی پر غالب رہیں گے انشاء اللہ

اسی طرح ہمارے اکابر حضرت گنگوہی حضرت نانوتوی حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن حضرت مولانا خلیل احمد صاحب (صاحب بذل المجہود) حضرت علامہ کشمیری حضرت علامہ عثمانی حضرت مولانا مدنی رحمہم اللہ تعالیٰ نے اپنی تالیفات و درسی افادات میں اس فتنۂ قدیم وجدید کی طرف پوری توجہ فرما کر حنفی مسلک کی تائید اور معاندین کے اعتراضات وشبہات کے مدلل ومکمل جوابات دیئے ہیں جو موقع بموقع اسی شرح بخاری میں پیش کئے جائیں گے۔

پھر اس دور میں اس فتنۂ جدید کے خلاف قابل ذکر خدمات مخدوم ومحترم حضرت مولانا العلامہ مفتی سید مہدی حسن صاحب صدر المفتیین دارالعلوم دیوبند دامت برکاتہم وعم فیضہم کی ہیں جنہوں نے غیر مقلدین کے رد میں بیشتر علمی مضامین لکھے، فیصلہ کن کتابیں تالیف کیں اور طبع کرا کر شائع کیں۔ جزاہم اللہ خیر الجزاء

آپ جامعیت علوم وفنون، وسعت مطالعہ، کثرت معلومات اور خصوصیت سے فن حدیث وفقہ میں بلند پایہ عالم ربانی اور اپنے اکابر کا نمونہ ہیں۔ احقر کو مجلس علمی ڈابھیل ہی کے زمانہ سے حضرت موصوف کے ساتھ تعلق ارادت وعقیدت رہا ہے اور مجلس ومجلسی افراد آپ کے علوم وفیوض سے مستفید ہوتے رہے اور اب بھی برابر میں آپ کے افادات علمی سے متمتع ہوتا رہتا ہوں۔

اس مختصر مقدمہ کی جمع وترتیب میں بھی مستند کتب مناقب اور حضرت علامہ کشمیری قدس سرہ کے ارشادات کے علاوہ آپ کی تالیفات وخصوصی ارشادات سے استفادہ کیا ہے اور توقع ہے کہ شرح بخاری کے اثناء میں بھی حضرت موصوف دام ظلہم کی تحقیقات عالیہ پیش کر سکوں گا۔

یہاں احساس ہے کہ امام اعظم کا تذکرہ باوجود سعی اختصار جزو مقدمہ ہونے کی حیثیت سے طویل ہو گیا ہے لیکن چونکہ تمام محدثین کے

Marfat.com

مسلم امام امیر المومنین فی الحدیث حضرت عبداللہ بن مبارک کا ارشاد ہے کہ امام ابوحنیفہ کی رائے مت کہو بلکہ تفسیر حدیث کہو۔ پھر امام بخاری نے خاص طور سے ابن مبارک کو اپنے زمانہ کا سب سے بڑا عالم حدیث اور قابل تقلید فرمایا ہے

ان ظروف میں امام صاحب نے جو اپنے ۴۰ فقہاء و مجتہدین کے ساتھ تدوین فقہ کی جس کے ایک رکن رکین خود ابن مبارک بھی تھے، اور ساڑھے بارہ لاکھ مسائل کی تدوین اسی مجلس سے عمل میں آئی جو بمنزلہ احادیث موقوفہ ہیں کہ قرآن و حدیث سے بصراحت یا بطریق استنباط ماخوذ ہیں، دوسری طرف امام بخاری کی جامع صحیح احادیث مجردہ مرفوعہ کا بہترین شاہکار مجموعہ۔ اس لئے امام اعظم کی شخصیت کا جس قدر تعارف بھی کرایا جائے وہ کم ہے۔ پھر دوسرے درجہ پر بڑا تعارف خود امام بخاری کا کرایا گیا ہے۔ اگر بنظر تامل و تدقیق دیکھا جائیگا تو معلوم ہوگا کہ یہ مقدمہ نہ صرف تذکرہ محدثین ہے بلکہ شرح حدیث کا ایک لازمی و ضروری اور اہم جزو بھی ہے۔

ان سب اکابر کی علمی شخصیات سے صحیح تعارف کے بعد ان کی حدیثی تشریحات، استنباطات، آراء و اقوال کی قدر و قیمت صحیح ترین اندازوں میں سامنے آئے گی۔ انشاء اللہ تعالے

تالیفات امام اعظم رضی اللہ عنہ

امام صاحب کی طرف بہت سی تصنیفات منسوب ہیں اور امام مالک وغیرہ کے حالات میں یہ بسند صحیح منقول ہے کہ وہ امام صاحب کی کتابوں میں نظر کرتے تھے اور ان کی تلاش و جستجو رکھتے تھے۔ ایک مجموعہ فقہ بھی ضرور امام صاحب نے مرتب کرا دیا تھا جس کا ذکر عقود الجمان میں میں جا بجا ملتا ہے۔ اسی طرح علامہ کوثری نے بلوغ الامانی کے حاشیہ میں ص ۱۸ پر تحریر فرمایا کہ مولفات اقدمین میں امام صاحب کی مندرجہ ذیل کتب کا ذکر ملتا ہے۔

کتاب الرائ (ذکرہ ابن ابی العوام)، کتاب اختلاف الصحابہ (ذکرہ ابو عاصم العامری و مسعود بن شیبہ)، کتاب الجامع (ذکرہ العباس بن مصعب فی تاریخ مرو)، کتاب السیر۔ الکتاب الاوسط۔ الفقہ الاکبر۔ الفقہ الابسط۔ کتاب العالم والمتعلم۔ کتاب الرد علی القدریہ۔ رسالۃ الامام الی عثمان البتی فی الارجاء۔ چند مکاتیب بطور وصایا جو آپ نے اپنے چند احباب کو لکھے اور یہ سب کتب مشہور ہیں۔

لیکن اس وقت تک ہمارے سامنے صرف العالم والمتعلم۔ الفقہ الاکبر اور مکاتیب و وصایا آسکے ہیں اور باقی [illegible] اس وقت کہیں موجود نہیں ہیں۔ اس زمانہ کی ہزاروں کتابوں کے نام کتب تراجم میں ملتے ہیں جو اس وقت [illegible]

امام صاحب کے معاصرین میں سے بھی امام اوزاعی، سفیان ثوری، حماد بن سلمہ [illegible] عبداللہ بن مبارک وغیرہ نے حدیث و فقہ میں بڑی بڑی کتابیں لکھیں لیکن آج ان کا کہیں پتہ نہیں ملتا۔ اس لئے امام رازی نے مناقب شافعی میں لکھا کہ امام ابوحنیفہ کی کوئی تصنیف باقی نہیں رہی، غالباً اس وقت فقہ اکبر وغیرہ بھی نمایاں نہ ہوئی ہوں گی اور ممکن ہے کچھ مخفی علمی نوادر امام صاحب وغیرہ کے اور بھی کسی وقت ظاہر ہوں۔

اس سلسلہ میں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ بعض ممتاز اہل علم نے امام محمد کی کتاب الآثار کو بھی امام اعظم کی تصنیف قرار دیا ہے۔ در

Marfat.com

شاید امام ابو یوسف کی کتاب الآثار کے بارے میں بھی یہی خیال ہو مگر ہمارے ناقص خیال میں ابھی تک اس کی صحیح توجیہ نہیں آئی کیونکہ اول تو متقدمین علماء نے ان کو امام صاحب کی تصنیفات میں شمار نہیں کیا۔ دوسرے یہ کہ ان میں روایت کرنے والے امام محمد اور امام ابو یوسف ہیں امام صاحب سے جس سے ظاہر ہے کہ مولف و مصنف بھی یہی ہیں۔ واللہ اعلم۔

البتہ امام صاحب کے تذکروں میں جہاں امام صاحب کی وسعت اطلاع حدیث زیر بحث آتی ہے تو آپ کے مسانید کا تذکرہ ضرور ہوتا ہے چنانچہ کوثری صاحب نے تانیب کے صفحہ ۱۵۶ پر امام صاحب کی طرف منسوب مسانید کی تعداد ۲۱ گنائی ہے اور چونکہ کتاب الآثار کے نام سے بھی امام ابو یوسف، امام محمد اور امام زفر تینوں نے کتابیں تالیف کی ہیں اور ان میں بھی بکثرت احادیث امام صاحبؒ سے ہی مروی ہیں۔ اُن کو ملا کر یہ سب ۴۲ مجموعے احادیث کے آپ کی ذات مبارک سے منسوب ہو جاتے ہیں جن میں ہزار ہا احادیث اور ہزار ہا آثار آپ سے بسند صحیح مروی ہیں۔ وکفی بھا مزیۃ و فخرا۔

کتب مناقب الامام الاعظم رضی اللہ عنہ

آخر میں تکمیل تذکرہ امام کیلئے مناسب ہے کہ آپ کے مناقب میں جو مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں وہ بھی ذکر کردی جائیں۔ ضمناً جن کتابوں میں امام صاحب کے مناقب ذکر ہوئے ہیں اُن کو ہم بخوف مزید طوالت ترک کرتے ہیں۔

(۱) عقود المرجان۔ (۲) قلائد عقود الدرر والعقیان۔ یہ دونوں امام طحاوی کی تصنیف ہیں

(۳) البستان فی مناقب النعمان۔ علامہ محی الدین بن عبد القادر بن ابی الوفا قرشی (صاحب جواہر مضیہ) کی تصنیف ہے۔

(۴) شقائق النعمان فی مناقب النعمان۔ علامہ جار اللہ زمخشری کی تصنیف ہے۔

(۵) کشف الاسرار علامہ عبد اللہ بن محمد حارثی نے لکھی۔

(۶) الانتصار لامام ائمۃ الامصار علامہ یوسف سبط ابن الجوزی نے تالیف کی۔

(۷) تبییض الصحیفہ فی مناقب الامام ابی حنیفہ۔ امام جلال الدین سیوطی شافعی نے لکھا

(۸) تحفۃ السلطان فی مناقب النعمان۔ علامہ ابن کاس نے تصنیف کیا۔

(۹) عقود الجمان " " علامہ محمد یوسف دمشقی شافعی نے تالیف کی۔

(۱۰) الابانۃ فی رد المشنعین علی ابی حنیفہ۔ علامہ احمد بن عبد اللہ شیر آبادی نے لکھی۔

(۱۱) تنویر الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ۔ علامہ یوسف بن عبد الہادی کی تصنیف ہے۔

(۱۲) الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان۔ شارح مشکوٰۃ علامہ حافظ ابن حجر مکی شافعی کی تالیف لطیف ہے۔

(۱۳) قلائد العقیان " " " یہ بھی علامہ موصوف ہی کی تصنیف ہے۔

(۱۴) الفوائد المہمہ علامہ عمر بن عبد الوہاب عرضی شافعی نے لکھی۔

Marfat.com

(۱۵) مرأۃ الجنان فی مناقب النعمان - علامہ یافعی شافعی کی تالیف ہے

(۱۶) مناقب الامام ابی حنیفہ وصاحبیہ ابی یوسف ومحمد بن الحسن - حافظ ذہبی شافعی رصاحب تذکرۃ الحفاظ ومیزان الاعتدال وغیرہ کی تصنیف ہے

(۱۷) جامع الانوار - علامہ محمد بن عبد الرحمٰن غزنوی کی تالیف ہے -

(۱۸) الانتقاء فی فضائل الثلاثۃ الائمۃ الفقہاء - الامام الحافظ یوسف بن عبد البر مالکی کی تصنیف ہے -

(۱۹) مناقب الامام الاعظم - علامہ صدر الائمہ موفق بن احمد مکی کی تالیف قیم ہے - ۲ جلد مطبوعہ حیدر آباد

(۲۰) مناقب الامام الاعظم - تالیف علامہ امام حافظ الدین محمد بن محمد بن شہاب کردری - ۲ جلد ״

(۲۱) فتح المنان فی مناقب النعمان - ״ ״ شیخ محدث دھلوی قدس سرہٗ

(۲۲) اخبار ابی حنیفہ واصحابہ - تالیف ابی عبد اللہ حسین بن علی صیمری (متوفی ۴۳۶ھ)

(۲۳) مناقب الامام الاعظم - تالیف ابی القاسم عبد اللہ بن محمد بن احمد السعدی معروف با بن العوام

(۲۴) کشف الغمۃ عن سراج الامہ (اردو) تالیف علامہ مولانا السید مفتی محمد مہدی حسن صاحب شاہجہانپوری دام فیضہم

(۲۵) سیرۃ النعمان (اردو) علامہ شبلی نعمانی رحمہ اللہ

(۲۶) "ابو حنیفہ" تالیف محمد ابو زہرہ مصری تقریباً ۵ سو صفحات کی جدید الطرز تحقیقی کتاب ہے -

ان کے علاوہ جن کتابوں میں امام صاحب کا تذکرہ ہوا ہے وہ ۶۰ سے اوپر تو راقم الحروف کے پاس یادداشت میں درج ہیں اور مستقل کتابیں بھی دوسری بہت ہیں - یہاں احصاء مقصود نہیں تھا - ولعل الاخوان شاء اللہ تعالیٰ - واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم -

آخر میں امام اعظم رضی اللہ عنہ کے حالات میں دو باتیں اور لکھنی ہیں ایک تو جرح وتعدیل میں ان کے اقوال کی حجیت جس کا ضمناً کچھ ذکر ہو بھی ہے دوسرے جامع المسانید کے بارے میں - واللہ الموفق والہادی الی الصواب -

امام اعظم رض اور فن جرح وتعدیل: امام صاحب کے اقوال جرح وتعدیل کی اس فن کے علماء نے اسی طرح تلقی بالقبول کی ہے جس طرح امام احمد امام بخاری، ابن معین اور ابن مدینی وغیرہ کے اقوال کی - یہ بھی آپ کی عظمت وسیادت اور وسعت علم پر بڑی شہادت ہے - اس سلسلہ کی چند نقول جواہر مضیئہ ص۳۰ ج۱ وص۲۲۱ سے پیش کی جاتی ہیں -

(۱) امام ترمذی نے کتاب العلل جامع ترمذی میں امام صاحب کا قول فضل عطاء بن ابی رباح [illegible]

(۲) مدخل لمعرفۃ دلائل النبوۃ للبیہقی میں ہے کہ ابو سعد صغانی نے امام صاحب [illegible] ثوری سے حدیث لینے کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا ثقہ ہیں ان کی احادیث لکھو بجز احادیث ابی اسحٰق عن حارث اور احادیث جابر جعفی کے (۳) امام صاحب نے فرمایا کہ طلق بن حبیب قدری عقیدہ رکھتے تھے - (۴) فرمایا کہ زید بن عیاش ضعیف ہیں (۵) امام سفیان بن عیینہ نے فرمایا کہ میں کوفہ پہنچا تو امام صاحب نے میرا تعارف کرایا اور توثیق کی جس سے سب لوگوں نے میری حدیث سنی - (۶) حافظ حماد بن زید نے محدث جلیل نے فرمایا کہ حافظ عمرو بن دینار

Marfat.com

کی کنیت ابو محمد سب سے پہلے ہمیں امام صاحب ہی سے معلوم ہوئی ورنہ صرف ان کے نام سے جانتے تھے (۷) امام صاحب نے فرمایا کہ خدا عمرو بن عبید پر لعنت کرے کہ اس نے کلامی مسائل سے فتنوں کے دروازے کھول دیئے۔ (۸) فرمایا خدا جہم بن صفوان اور مقاتل بن سلیمان کو ہلاک کرے ایک نے نفی میں افراط کی، دوسرا تشبیہ میں حد سے بڑھ گیا۔ (۹) فرمایا کہ حدیث کی روایت کسی سے اسی وقت درست ہے کہ جس وقت سے سنی روایت کے وقت تک برابر اس کو یاد رکھا ہو۔ (امام صاحب کی یہ شرط دوسرے محدثین کے مقابلہ میں بہت سخت تھی اس لئے نیز دوسری احتیاطوں کے باعث ہی خود امام صاحب نے روایت کم کی ہے) (۱۰) امام صاحب سے سوال کیا گیا کہ اخبرنا وغیرہ سے روایت کیسی ہے؟ تو فرمایا کچھ حرج نہیں۔ (۱۱) محدث جلیل ابو قطن نے امام صاحب کا قول بطور سند پیش کیا کہ شیخ کو حدیث سنا کر بھی حدثنی سے روایت کر سکتے ہیں۔ (۱۲) امام صاحب نے فرمایا کہ میرے نزدیک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سراویل پہننے کی روایت پایۂ ثبوت کو نہیں پہونچی۔

جامع المسانید للامام الاعظم رضی اللہ عنہ:۔ محدث خوارزمیؒ نے اپنے جمع کردہ پندرہ مسانید کے اصحاب مسانید کے حالات و مناقب بیان کئے ہیں اور اپنی سند ان تمام اصحاب مسانید تک بیان کی ہے۔ علامہ کوثری نے تانیب میں مسانید کی تعداد ۲۱ لکھی ہے۔ ان سب مسانید کی اسانید متصل ہیں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے "انسان العین فی مشائخ الحرمین" میں اپنے استاذ الاساتذہ محدث عیسیٰ جعفری مغربی م ۱۰۸۰ھ کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ "انھوں نے امام اعظم ابو حنیفہ کی ایک ایسی مسند تالیف کی ہے جس میں اپنے سے امام صاحب تک اسناد کا سلسلہ متصل کیا ہے" اور اس سے لوگوں کی یہ بات قطعاً غلط ہو جاتی ہے کہ حدیث کا سلسلہ آج تک متصل نہیں رہا ہے"۔ حضرت شاہ صاحب نے سلسلۂ حدیث کی سند کو متصل ثابت کرنے کیلئے دلیل ہی امام صاحب کے سلسلۂ سند کے اتصال کی دی ہے جس پر شاہ صاحب کو بہت بڑا اعتماد تھا۔ امام ذہبی نے مناقب الامام الاعظم میں لکھا کہ امام صاحب سے محدثین و فقہاء کی اتنی بڑی تعداد نے حدیث کی روایت کی ہے جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔ حافظ مزی نے تہذیب الکمال میں ایک سو کے قریب کبار محدثین کے نام گنائے ہیں، مطبوعہ جامع المسانید دو جلد میں سیکڑوں محدثین کی روایات امام صاحب سے موجود ہیں جن میں اکثر وہ ائمہ حدیث و جبال علم ہیں جو اصحاب صحاح ستہ اور دوسرے بعد کے کبار محدثین کے شیوخ و اساتذۂ حدیث ہیں۔

مشہور حافظ حدیث محمد بن یوسف صالحی شافعی (صاحب سیرۃ شامیہ کبری) نے "عقود الجمان فی مناقب النعمان" میں، اسانید امام کی اسانید اپنے زمانہ سے جامعین مسانید تک بیان کی ہیں۔ علامہ شعرانی نے بڑے فخر و مسرت کے ساتھ بیان کیا کہ امام اعظم کی مسانید ثلاثہ کے صحیح نسخوں کی زیارت و مطالعہ سے مشرف ہوئے جن پر حفاظ حدیث کے توثیقی دستخط تھے جن کی اسناد بہت عالی اور رجال سب ثقہ ہو عدول تھے۔

غرض ان نقول سے ثابت ہوا کہ امام اعظم کی مسانید کی اہمیت تمام دوسری مسانید و تالیفات حدیثیہ سے زیادہ رہی ہے اور ان کی اسناد کے اتصال و بیان اتصال کا بھی اکابر امت نے ہمیشہ اہتمام کیا ہے۔ حسب تصریح علامہ کوثریؒ امام صاحب کے مسانید کو محدثین سفر و حضر میں ساتھ رکھتے تھے۔ (تانیب) مسانید امام اعظم میں احادیث احکام کا بہترین ذخیرہ ہے جن کے رواۃ ثقہ اور فقہاء محدثین ہیں۔ اس تفصیل کے بعد ناظرین حیرت کریں گے کہ علامہ شبلی مرحوم نے "سیرۃ النعمان" میں محدث خوارزمی کی جامع المسانید کو امام صاحب کی طرف مجازاً منسوب کیا ہے حالانکہ عقود الجمان بھی ان کے مطالعہ میں رہی ہے جس کا ذکر اوپر ہوا۔ غالباً ان کو مغالطہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی حجۃ اللہ البالغہ سے ہوا جس میں طبقہ رابعہ کی کتابوں کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ مسند خوارزمی بھی تقریباً اسی طبقہ میں داخل ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ یہ جملہ الحاقی ہے حضرت شاہ صاحب کا نہیں ہے یا جامع المسانید خوارزمی کے مطالعہ کے بغیر لکھا ہوگا اور اس کا قرینہ یہ بھی ہے کہ بستان المحدثین میں حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نے بھی اس کا کچھ ذکر نہیں کیا۔ اگر اس کتاب کا کچھ تعارف اس وقت ہوا بھی ہوگا تو سنا سنایا ہے

---

۸۰ [illegible] صاحب کی رویت صحابہ بالاتفاق اور روایت میں اختلاف ہے اور علامہ ابن عبدالبر مالکی جیسے اکابر نے بھی امام صاحب کی روایت عن الصحابی اپنی کتاب "جامع بیان العلم و فضلہ" باب فضل العلم ص ۴۵ میں نقل کی ہے جو اہل علم میں بہترین معتمد و مستند کتاب سمجھی جاتی ہے۔ واللہ اعلم

Marfat.com

امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ولادت ۹۳ھ وفات ۱۷۹ھ بعمر ۸۶ سال

نام ونسب مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرو بن الحارث بن غیمان بن خثیل۔ (اصابہ) حارث کا لقب ذو اصبح تھا اس لیے امام مالک کو اصبحی بھی کہتے ہیں آپ تبع تابعین کے طبقہ میں ہیں۔ امام اعظم سے تقریباً ۱۳ سال چھوٹے تھے، کیونکہ امام صاحب کی ولادت اصح قول میں ۸۰ھ میں ہوئی ہے۔ کما حققہ الکوثری
اس سے معلوم ہوا کہ صاحب مشکوٰۃ نے جو "اکمال" میں امام مالک کو زماناً اور قدراً مقدم کہا اور استاذ الائمہ قرار دیا وہ خلاف تحقیق ہے۔ امام اعظم ان سے عمر میں بڑے، قدر و مرتبہ میں زیادہ اور وہی استاذ الائمہ اور تابعی ہیں امام مالک ان سے مستفید ہیں، حسب تحقیق علامہ ابن حجر مکی (شارح مشکوٰۃ) وغیرہ امام اعظم کے تلمیذ ہیں۔

مشائخ واساتذہ زرقانی نے لکھا کہ امام مالک نے ۹ سو سے زائد شیوخ سے اخذ علم کیا ہے اور ابتداء عمر ہی سے حضرت نافع کے پاس جانے لگے تھے اور حدیث سنتے تھے چنانچہ موطا میں بھی بڑی کثرت سے روایات ان ہی سے ہیں۔ نیز اصح الاسانید میں سے مالک عن نافع عن ابن عمرؓ کو قرار دیا گیا ہے بلکہ اس کو سلسلۃ الذہب بھی کہا گیا ہے۔
ہارون رشید نے امام مالک سے کہا کہ ہم نے آپ کی کتاب میں حضرت علی و ابن عباس کا ذکر نہیں دیکھا؟ فرمایا کہ وہ میرے شہر میں نہ تھے اور نہ میں ان کے اصحاب سے مل سکا (یہ فخر امام ابوحنیفہ کو حاصل ہے)
ابن فرحون نے کہا کہ امام مالک سلیمان بن یسار کا قول اختیار کیا کرتے تھے اور سلیمان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول اختیار کرتے تھے۔ تہذیب میں ابن معین سے مروی ہے کہ امام مالک جس سے بھی روایت کریں وہ ثقہ ہے سوا عبدالکریم کے۔
اعلام الموقعین میں ہے کہ دین، فقہ اور علم امت میں اصحاب ابن مسعود، اصحاب زید بن ثابت، اصحاب عبداللہ بن عمر اور اصحاب ابن عباس کے ذریعہ پھیلا ہے۔ لہٰذا اکثر لوگوں کا علم ان ہی چار کے اصحاب سے ماخوذ ہے پھر اہل مدینہ کا علم اصحاب زید بن ثابت و عبداللہ ابن عمر سے۔ اہل مکہ کا اصحاب ابن عباس سے اور اہل عراق کا اصحاب ابن مسعود سے۔

امام اعظم شیوخ امام مالک ہیں بعض روایات غلطی سے اس طرح روایت ہوئیں کہ ان سے کہ حضرت امام ... نے امام مالک سے روایت کی ہے، مثلاً مسند ابن شاہین ... اسماعیل بن حماد عن ابی حنیفہ

ع بعینہ اسی طرح روایت امام ابوحنیفہ کی نافع عن ابن عمر موجود ہیں۔ ملاحظہ ہو عقود الجواہر المنیفہ جلد اول ص ۱۳۵ و ص ۱۴۳ و ص ۲۱۷ وغیرہ اور ابوحنیفہ عن عطاء عن ابن عباس ص ۱۲۵ اور مقسم عن ابن عباس ص ۲۱۰ اور عبدالکریم عن انس ص ۱۴۰ اور عن جابر عن علی ص ۱۵۰ وغیرہ بہ کثرت روایات ہیں مگر امام صاحب کے ان سلسلوں کو سلسلۃ الذہب نہیں بتلایا جاتا۔ واللہ المستعان والیہ المشتکی

Marfat.com

عن مالک روایت ہوئی جو درحقیقت حماد بن ابی حنیفہ عن مالک تھی۔ بلکہ حماد کو بھی اکابرین سے شمار کیا گیا ہے اس خیال سے کہ ان کی وفات امام مالک سے تین سال قبل ہوئی ہے اور غالب یہ ہے کہ ان کی ولادت بھی امام مالک سے قبل ہوئی ہو گی (تانیب الخطیب میں کوثری صاحب نے اس پر بحث کی ہے) ایک روایت ابو حنیفہ عن نافع تھی جس کے درمیان میں مالک کا واسطہ نہیں ہے لیکن اسی کو ابو حنیفہ عن مالک عن نافع سمجھا اور نقل کیا گیا اسی لئے حافظ ابن حجر شارح بخاری نے فیصلہ کیا کہ امام ابو حنیفہ کی روایت امام مالک سے ثابت نہیں ہے۔ اور دارقطنی و خطیب نے جو دو روایتیں نقل کی ہیں ان دونوں کی سند میں کلام ہے۔ اس کے علاوہ ابن ابی حاتم نے تقدمہ جرح و تعدیل میں جو لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ امام مالک کی کتابوں کا مطالعہ کیا کرتے تھے وہ بھی غلط ہے جس کو ہم آگے لکھیں گے۔ دوسرے یہ کہ امام مالک نے موطا سے پہلے کوئی تالیف نہیں کی اور یہ تالیف بھی انھوں نے اواخر عہد منصور عباسی میں امام اعظم کی وفات کے بعد کی ہے۔ پھر یہ کہ امام مالک کے عروج و ارتفاع شان کا دور ان کے ابتلاء ۱۴۷ھ کے بعد شروع ہوا ہے اور اس کے بعد ان کا اجتماع امام صاحب کے ساتھ ثابت نہیں ہے اور امام صاحب و امام مالک کی وفات کے درمیان ۲۹ سال کا فاصلہ ہے۔ (اقوم المسالک علامہ کوثریؒ)

یہ تو غلط و غیر ثابت روایات کا تذکرہ تھا اس کے بعد صحیح واقعات پڑھیے:۔

(۱) امام شافعیؒ نے کتاب الام صہ ۲۴۲ میں فرمایا کہ میں نے دراوردی سے پوچھا کیا مدینہ میں کوئی اس کا قائل تھا کہ مہر ربع دینار سے کم نہ ہونا چاہیئے؟ کہا نہیں! واللہ مجھے معلوم نہیں کہ امام مالک سے قبل کوئی اس کا قائل ہوا ہو اور میرا خیال ہے کہ امام مالک نے اس کو امام ابو حنیفہ سے لیا ہو گا۔

(۲) علامہ مسعود بن شیبہ نے امام طحاوی کی کتاب اخبار اصحاب الامام سے نقل کیا کہ دراوردی نے امام مالک سے سنا فرمایا کہ میرے پاس امام ابو حنیفہ کے فقہ سے ستر ہزار مسائل ہیں اور اسی کے مثل ایک روایت موفق صہ ۹۶ میں ہے۔

(۳) قاضی عیاض نے اوائل مدارک میں نقل کیا کہ لیث بن سعد نے فرمایا میں امام مالک سے مدینہ میں ملا اور کہا کہ میں دیکھتا ہوں آپ اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھ رہے ہیں؟ فرمایا ہاں! امام ابو حنیفہ کے ساتھ بحث کرنے میں پسینہ آ گیا۔ اے مصری! وہ بہت بڑے فقیہ ہیں۔ ناقل کہتے ہیں کہ پھر میں امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یہ شخص (امام مالک) کیسی قدر و منزلت کے ساتھ آپ کی باتوں کو قبول کرتے ہیں۔ امام صاحب نے فرمایا میں نے ان سے زیادہ جلد صحیح جواب دینے والا اور پوری پرکھ والا نہیں دیکھا۔ امام صاحب نے امام مالک کی سمجھ، تفقہ اور ذکاوت کے ساتھ نقد تام یعنی حدیث کی پوری پرکھ اور پہچان کی بھی داد دی۔

اگر امام صاحب بقول حمیدی وغیرہ کے فن حدیث میں کامل نہیں تھے تو امام مالک ایسے مسلم امام حدیث کے علم حدیث کی داد کیونکر دے سکتے تھے۔ اور امام مالک فقہی و حدیثی مسائل میں گھنٹوں بحث کر کے ان کے تفقہ کی تعریف کیسے کرتے۔ کیا تفقہ بغیر حدیث ہی کے امام صاحب کو حاصل ہو گیا تھا؟ اور اگر تفقہ بغیر مطابقت حدیث کے تھا تو اس کی تعریف ایسا امام جلیل کیوں کرتا؟

(۴) امام صیمری نے اپنی کتاب مناقب الامام میں ابن دراوردی سے نقل کیا کہ میں نے امام اعظم اور امام مالک کو مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھا کہ عشاء کی نماز کے بعد سے مذاکرہ و مدارسہ شروع کیا تو صبح کی نماز تک اسی میں مشغول رہے۔ جب کسی مسئلہ میں ایک شخص ان میں سے دوسرے کے قول سے مطمئن ہو جاتا تھا تو بے تامل اس کو اختیار کر لیتا تھا کسی کو اپنی بات پر بے دلیل جمود نہیں ہوتا تھا نہ دوسرے کی حق بات کو قبول کرنے سے کوئی عار لاحق ہوتی تھی۔

Marfat.com

(۵) مناقب موفق ص۳۳ ج۲ میں بسند صحیح اسماعیل بن اسحٰق بن محمد سے نقل ہے کہ امام مالک بسا اوقات مسائل میں امام ابو حنیفہ کا قول معتبر سمجھتے تھے۔

(۶) موفق ص۳۳ میں محمد بن عمر واقدی سے نقل کیا کہ امام مالک اکثر اوقات امام ابو حنیفہ کی رائے پر عمل کرتے تھے۔

(۷) علامہ ضیمری نے نقل کیا کہ ایک شخص نے امام مالک سے پوچھا جس کے پاس دو کپڑے ہوں جن میں ایک بغیر تعیین کے پاک اور دوسرا ناپاک ہو تو نماز کس میں پڑھے۔ فرمایا کہ تحری کر کے ایک میں پڑھ لے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک سے کہا کہ امام ابو حنیفہ کی رائے تو یہ ہے کہ ہر ایک میں نماز پڑھے تو امام مالک نے فوراً اس سائل کو واپس بلایا اور پھر مسئلہ وہی بتلایا جو امام صاحب کی رائے تھی۔

(۸) ابو العباس احمد بن محمد بن عبد اللہ بن ابی العوام نے جو اضافات اپنے دادا کی کتاب اخبار ابی حنیفہ پر کئے ہیں۔ امام شافعی سے بن الدراوردی نقل کیا کہ امام مالک امام ابو حنیفہ کی کتابوں کا مطالعہ کیا کرتے تھے اور ان سے استفادہ کرتے تھے۔ یہ کتاب مخطوطہ مذکورہ مکتبہ ظاہریہ دمشق میں ۶۲۳ میں موجود ہے۔　　　(اقوم المسالک لکوثریؒ)

امام مالک کے تلامذہ و اصحاب:۔ بقول امام ذہبی عزیز کی بڑی کثرت امام مالک کے تلامذہ و اصحاب کی ہے۔ اور روات احادیث بھی بہت بڑی مقدار میں ہیں۔ بلکہ امام مالکؒ سے ان کے بعض شیوخ نے بھی روایت کی ہے مثلاً زہری، ابو الاسود، یوسف بن ربیعہ، یحییٰ بن سعید انصاری، محمد بن ابی ذئب، ابن جریج، اعمش وغیرہ

امام احمد اور اصحاب صحاح نے امام مالک سے روایت کے لئے اپنی اپنی صوابدید سے اکثر [illegible] اکتفا کئے ہیں مشہور اہل علم وفضل تلامذہ میں سے امام محمد، امام شافعی، عبد اللہ بن مبارک، لیث بن سعد، شعبہ، سفیان ثوری، ابن جریج، [illegible] یحییٰ القطان، ابن مہدی وغیرہ ہیں۔　　　(مقدمہ [illegible])

فضل و شرف، عادات و معمولات:۔ امام مالک مدینہ منورہ میں جس مکان میں [illegible] رضی اللہ عنہ کا تھا، کرایہ پر لے کر ہمیشہ اسی میں رہتے، اپنا ذاتی مکان نہیں بنایا اور مسجد نبوی میں نشست [illegible] جگہ کرتے تھے جہاں پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نشست کرتے تھے اور وہ وہی جگہ تھی جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اعتکاف کے وقت بستر مبارک بچھایا جاتا تھا۔ امام مالک فرمایا کرتے تھے کہ میں نے کبھی کسی بے وقوف یا کوتاہ عقل والے کی صحبت میں نہیں بیٹھا۔ امام محمدؒ نے فرمایا کہ یہ امام مالک کی ایسی فضیلت ہے جو کسی اور کو حاصل نہیں ہوئی [illegible] کے لیے یہ بہت بڑی نعمت ہے کیونکہ کم عقل لوگوں کی صحبت نور علم کو تاریک کر دیتی ہے اور تحقیق کی بلند چوٹی سے گرا کر تقلید کی پستی میں گرا دیتی ہے جس کی وجہ سے [illegible] آجاتا ہے۔　　　(بستان المحدثین)

امام مالک میں طلب علم کی خواہش کے جذبات غیر معمولی طور پر ودیعت تھے [illegible] توڑ کر اس کی کڑیوں کو فروخت کر کے کتب وغیرہ خریدتے تھے۔ اس کے بعد دولت [illegible] مال و دولت اور نمود آنی شروع ہو گئی دنیا نے یہ جدی مکان [illegible] اعلیٰ [illegible] کو پھر کبھی نہیں کھولا۔ علامہ زرقانی نے بحوالہ امام مالکؒ نقل [illegible] ایک لاکھ احادیث لکھیں جب آپ [illegible] سات صرف ابن شہاب کی حدیث کے تھے۔ اور آپ کا حلقہ درس آپ کے [illegible]

Marfat.com

دروازہ پر حدیث وتفقہ حاصل کرنے کے واسطے اسی طرح جمع ہوتے تھے جیسے بادشاہوں کے محلات پر جمع ہوتے ہیں۔ آپ ایک دربان بھی رکھتے تھے جو پہلے خواص کو اندر جانے دیتا تھا پھر عوام کو۔

ایک روایت ہے کہ اندر سے ایک جاریہ (باندی) آکر دریافت کرتی کہ آپ لوگ حدیث کے لئے آئے ہیں یا مسائل کے لئے؟ اگر کہتے کہ مسائل کے لئے تو فوراً باہر آتے اور فتویٰ دیتے تھے، اگر کہتے حدیث کے لئے تو کہلا دیتے کہ توقف کریں اور غسل کرکے نئے کپڑے پہنتے عمامہ باندھتے، یا لمبی ٹوپی اوڑھتے، خوشبو لگاتے، پھر ادب سے بیٹھکر حدیث سناتے اور تعظیم حدیث کے لئے پوری مجلس عود سے مہکتی رہتی تھی۔ تین دن میں ایک بار بیت الخلاء جاتے اور فرماتے کہ مجھے بار بار جاتے شرم آتی ہے، تمام عمر قضاء حاجت کے لئے مدینہ طیبہ کے حرم سے باہر تشریف لے جاتے تھے بجز بیماری وغیرہ مجبوری کے، سر پر بڑا رومال ڈالتے تھے کہ نہ کوئی اُن کو دیکھے نہ وہ دوسروں کو دیکھیں (ہمارے حضرت شاہ صاحب کے بارے میں لوگوں نے بیان کیا کہ دہلی میں قیام مدرسہ امینیہ کے زمانہ میں جب بازار میں نکلتے تھے تو سر پر رومال ڈالتے تھے کہ چہرہ پر بھی اس کا کچھ حصہ بطور نقاب آجاتا تھا، غالباً اسی مصلحت مذکورہ سے ہوگا)

امام مالک ایسی جگہ کھانے پینے سے بھی احتراز کرتے تھے جہاں لوگوں کی نظریں پڑیں۔ کسی نے پوچھا کیسی صبح کی آپ نے؟ فرمایا ایسی عمر میں جو کم ہو رہی ہے اور ایسے گناہوں میں جو زیادہ ہو رہے ہیں

باوجود ضعف وکبرسنی بھی مدینہ طیبہ میں کبھی سوار ہوکر نہیں چلتے تھے کہ جس ارض مقدس کے اندر جسم مبارک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہو اس کے اوپر سوار ہوکر چلنا خلاف ادب جانتے تھے۔

مادحین امام مالکؒ: ابن مہدی کا قول ہے کہ سفیان ثوری امام حدیث تھے امام سنت نہ تھے امام اوزاعی امام سنت تھے امام حدیث نہ تھے لیکن امام مالک دونوں کے امام ہیں۔ ابن صلاح نے اس کی وضاحت کی کہ سنت سے یہاں ضد بدعت مراد ہے کیونکہ بعض لوگ عالم بالحدیث تو ہوتے ہیں مگر عالم بالسنۃ نہیں ہوتے۔

امام اعظمؒ نے فرمایا کہ میں نے امام مالک سے زیادہ جلد صحیح جواب دینے والا اور اچھی پرکھ والا نہیں دیکھا۔ امام شافعی نے فرمایا کہ امام مالک بعد تابعین کے خدا کی حجت تھے اس کی مخلوق پر۔ (تہذیب صہ)

امام بخاری سے سوال کیا گیا کہ سب سے زیادہ صحیح سند کون سی ہے تو فرمایا۔ مالک عن نافع عن ابن عمر (تہذیب صہ) پہلے بتلایا جاچکا کہ امام اعظم سے بھی یہ اصح الاسانید مروی ہے اگرچہ امام بخاری وغیرہ نے اس کو نہیں بتلایا۔

امام یحییٰ القطان اور امام یحییٰ بن معین نے فرمایا کہ امام مالک امیر المومنین فی الحدیث ہیں۔ اسحٰق بن ابراہیم کہتے تھے کہ جب ثوری، مالک اور اوزاعی ایک امر پر متفق ہوجائیں تو وہی سنت ہے اگرچہ اس میں نص صریح نہ ہو۔ امام احمد فرمایا کرتے تھے کہ جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ امام مالک سے بغض رکھتا ہے تو سمجھ لو کہ وہ بدعتی ہے مصعب الزبیری کا قول ہے کہ امام مالک ثقہ، مامون، ثبت، عالم فقیہ حجت ورع ہیں۔ ابن عیینہ اور عبدالرزاق کا قول ہے کہ حدیث ابو ہریرہ کے مصداق اپنے زمانہ میں امام مالک ہیں۔

تالیفات: امام مالک کی مشہور ومقبول ترین کتاب تو مؤطا ہی ہے۔ لیکن اس کے سوا ان کے بہت سے رسائل ہیں جن کی تفصیل مقدمہ اوجز المسالک میں حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم نے کی ہے۔ ابن الہیاب نے ذکر کیا کہ امام مالک نے ایک لاکھ احادیث روایت کی تھیں ان میں سے دس ہزار منتخب کرکے مؤطا میں درج کیں پھر برابر اُن کو کتاب وسنت اور آثار واخبار صحابہ پر

Marfat.com

پیش کرتے رہے یہاں تک کہ وہ کم ہوکر پانچسو[۵] رہ گئیں۔ علامہ کیا الہراسی نے اپنی تعلیق اصول میں کہا۔ موطا مالک میں ۹ ہزار احادیث تھیں پھر کم ہوتے ہوتے ۷ سو رہ گئیں۔ علامہ ابوبکر ابہری نے کہا کہ موطا میں کل آثار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین کے ایک ہزار سات سو[۱۷۲۰] بیس ہیں جن میں مسند ۶ سو ہیں۔ محدث ابو نعیم نے حلیہ میں لکھا کہ ابو خلید نے کہا میں امام مالک کی خدمت میں حاضر ہوا۔ موطا چار روز میں پڑھا امام مالک نے فرمایا وہ علم جس کو ایک شیخ نے ساٹھ سال میں جمع کیا تھا تم نے اس کو چار دن میں حاصل کر لیا۔ تم لوگ کبھی فقیہ نہ بن سکو گے امام مالک سے ان کے زمانہ ہی میں تقریباً ایک ہزار لوگوں نے موطا کو سن کر جمع کیا تھا اور فقہاء، محدثین، صوفیاء، امراء اور خلفاء نے تبرکاً بھی آپ سے موطا کی سند حاصل کی۔ موطا کا سب سے مشہور نسخہ مصمودی اندلسی کا ہے اور فقہ و حدیث و آثار کی جمع و ترتیب کے اعتبار سے امام محمد کا موطا سب سے زیادہ اہم و اعظم ہے۔ موطا امام مالک کی شروح بڑی کثرت سے لکھی گئیں جن کی تفصیل شیخ الحدیث نے مقدمہ اوجز میں کی ہے

بعض اقوال و کلمات امام مالکؒ:۔ امام مالکؒ اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے جو علم و حکمت سے پُر اور ایک حدیث نبوی کا مضمون ادا کرتا ہے ۔ وخیر امور الدین ما کان سنۃ ؛ و شر الامور المحدثات البدائع ۔ یعنی دین کا بہترین کام وہ ہے جو طریقۂ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہو اور بدترین وہ ہے جو سنت کے خلاف اور نئی نئی بدعتیں تراش لی جائیں۔

فرمایا کرتے تھے کہ علم کثرتِ روایت کا نام نہیں ہے بلکہ وہ ایک نور ہے جو اللہ تعالیٰ کسی کے دل میں ڈال دیتا ہے۔ امام اعظم پر قلت روایت کا طعن کرنے والے ذرا اسی مقولۂ امام مالک پر غور کریں۔

ایک دفعہ کسی نے طلب علم کے بارے میں کچھ پوچھا، فرمایا طلب علم اچھی چیز ہے مگر انسان کو زیادہ اس امر کا خیال کرنا چاہیئے کہ صبح سے شام تک جو امور واجبہ ہیں اُن پر مضبوطی سے اور استقلال کے ساتھ عمل کتنا کیا ہے۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ عالم کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ علمی مسائل کو ایسے لوگوں کے سامنے بیان کرے جو اُن کو سمجھنے سے قاصر ہوں کیونکہ اس سے علم کی اہانت و ذلت ہوتی ہے۔

ایک مرتبہ ایک شخص ۶ ماہ کی مسافت طے کر کے امام مالک کی خدمت میں پہونچا اور ایک مسئلہ دریافت کیا۔ آپ نے بے تکلف فرمادیا کہ مجھے اس کا جواب اچھی طرح معلوم نہیں۔ وہ حیران ہو کر کہنے لگا کہ اچھا! میں اپنے شہر والوں سے کیا کہوں؟ فرمایا! کہدینا کہ مالک نے اپنی لاعلمی کا اقرار کیا ہے۔

ایک دفعہ فرمایا کہ بے کار اور غلط باتوں کے پاس پھٹکنا بربادی ہے۔ غلط بات زبان پر لانا سچائی سے دوری کی بنیاد ہے۔ اگر انسان کا دین بگڑنے لگے تو دنیا کتنی بھی زیادہ ہو بیکار ہے۔ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ علم گھٹتا اور گھٹتا رہے گا بڑھے گا نہیں اور ہمیشہ نزول کتب سماویہ اور بعثت انبیاء علیہم السلام کے بعد گھٹا ہی کرتا ہے

ایک مرتبہ خلیفہ ہارون رشید مدینہ طیبہ حاضر ہوا تو وزیر جعفر برمکی کو آپ کے پاس بھیجا کہ سلام پہنچا [illegible] موطا لا کر مجھے سنادیں۔ آپ نے فرمایا کہ خلیفہ سے بعد سلام کہدینا کہ علم کسی کے پاس نہیں جاتا بلکہ لوگ [illegible] جعفر نے پیغام پہنچا دیا۔ پھر امام مالک بھی خلیفہ سے ملے تو خلیفہ نے شکایت کی کہ آپ نے میرا حکم رد کر دیا۔ امام مالک نے اول تو سند کے ساتھ روایت سنائی کہ زید فرماتے ہیں نزول وحی کے وقت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا زانوئے مبارک میرے زانو پر تھا صرف کلمہ غیر اولی الضرر نازل ہوا تھا کہ اس کے وزن سے میرا زانو چور چور ہوجانے کے قریب ہو گیا تھا۔ پھر فرمایا کہ علوم نبوت [illegible] سال کی مسافت سے ہم تک پہنچے ہیں ہمیں بھی ان کی تعظیم و توقیر کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عزت و بادشاہت دی ہے اگر آپ ہی ان علوم کی قدر نہ کریں گے تو خطرہ

Marfat.com

ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی عزت برباد نہ کردے، یہ سن کر خلیفہ اُٹھا اور موطا سننے کیلئے امام کے ساتھ ہوگیا۔ یہ بھی ایک روایت ہے کہ اس موقع پر خلیفہ نے اپنے صاحبزادوں کو بھی ساتھ لیا تاکہ وہ بھی موطا سنیں۔ امام مالک نے اس کو اپنی مسند پر بٹھایا لیکن جس وقت موطا پڑھنے کا وقت آیا تو خلیفہ نے کہا کہ آپ ہی مجھے پڑھکر سنایئے۔ امام نے فرمایا کہ میں خود پڑھکر سنانا چھوڑ چکا ہوں دوسرے پڑھتے ہیں اور میں سنتا ہوں خلیفہ نے کہا اچھا! میں خود سنتا ہوں مگر اور سب لوگوں کو آپ باہر کردیجئے! فرمایا کہ علم کی خاصیت یہ ہے کہ اگر خاص لوگوں کی رعایت سے عام لوگوں کو محروم کیا جائے تو پھر خواص کو بھی اس سے نفع نہیں ہوتا۔ اس کے بعد آپ نے معن بن عیسیٰ کو حکم دیا کہ وہ قرارت کریں اور جب قرأت شروع کی تو امام صاحب نے فرمایا کہ اے امیر المومنین! اس شہر میں اہل علم کا یہ دستور ہے کہ وہ علم کے لئے تواضع کرنا پسند کرتے ہیں۔ خلیفہ ہارون رشید یہ سن کر مسند سے اُتر کر سامنے آبیٹھا اور موطا سننے لگا۔

امام مالک کا ابتلاء ۱۴۶ھ:۔ والی مدینہ جعفر بن سلیمان سے کسی نے شکایت کردی کہ امام مالک آپ لوگوں کی بیعت کو صحیح نہیں سمجھتے تو اس پر جعفر کو سخت غصہ آیا اور امام مالک کو بلواکر کوڑے لگوائے، اُن کو کھینچا گیا اور دونوں ہاتھوں کو کھنچواکر مونڈھے اُتروا دیئے، ان سب باتوں سے امام صاحب کی عزت و وقعت بہت بڑھ گئی اور شہرت دور دراز تک پہونچ گئی۔ بعض کہتے ہیں کہ تقدیم عثمان علی پر وجہ ابتلا ہوئی بعض نے طلاق مکرہ کا مسئلہ بیان کیا کہ امام صاحب اس کو درست نہ کہتے تھے

یہ ابتلا رغالباً ۱۴۶ھ کا ہے اس کے بعد جب خلیفہ منصور حج کے لئے حرمین حاضر ہوا تو امام مالکؒ کا قصاص جعفر بن سلیمان سے لینا یعنی سزا دینی چاہی مگر امام مالک نے روک دیا اور فرمایا خدا کی پناہ! ایسا نہیں ہوسکتا۔ واللہ! جب بھی مجھ پر کوڑا پڑتا تھا تو میں اس کو اسی وقت حلال و جائز کردیتا تھا بسبب جعفر کی قرابت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ دراوردی کہتے ہیں کہ میں اس وقت موجود تھا جب کوڑے مارے جاتے تھے تو امام صاحب فرماتے تھے اے اللہ! ان کو بخشدے وہ مجھے نہیں جانتے۔ یہ بھی نقل ہے کہ جب آپ کوڑوں کی ضرب سے بیہوش ہوگئے اور گھر پر لائے گئے تو ہوش میں آتے ہی فرمایا کہ تم سب گواہ رہو کہ میں نے اپنے مارنے والے کو معاف کردیا ہے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ الی الابد۔

امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ولادت ۱۵۰ھ، وفات ۲۰۴ھ عمر ۵۴ سال

اسم و نسب:۔ ابوعبداللہ محمد بن ادریس بن العباس بن عثمان بن شافع، قریشی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جد اعلیٰ عبد مناف میں آپ کا نسب مل جاتا ہے۔ بیت المقدس سے دو مرحلہ پر ایک مقام غزہ یا عسقلان میں آپ کی ولادت ہوئی۔ دو سال کی عمر میں آپ کے والدین آپ کے مکہ معظمہ آگئے تھے۔ نہایت تنگدستی میں آپ کی پرورش ہوئی یہاں تک کہ علمی یادداشتوں کیلئے کاغذ میسر نہ ہوتا تو ہڈیوں پر لکھ لیتے تھے۔

تحصیل علم:۔ آپ کی ابتدائی عمر ادب، تاریخ و شعر وغیرہ کی تحصیل میں گذری ایک مرتبہ منیٰ میں تھے کہ پشت کی طرف سے آواز سنی علیک بالفقہ یعنی فقہ سیکھو۔ اس کے علاوہ مسلم بن خالد زنجی نے بھی آپ کی فہم و ذکاوت اور حسن استعداد کا اندازہ کرکے ترغیب دی کہ علم فقہ حاصل کریں چنانچہ اولاً اُن ہی کی شاگردی اختیار کی، پھر امام مالک کی خدمت میں پہونچے اُس وقت موطا حفظ کرچکے تھے اور عمر صرف

Marfat.com

۱۳ سال تھی۔ امام مالک کے سامنے موطا کی قرأت زبانی کی۔ امام مالک کو تعجب ہوا اور قرأت پسند کی اور فرمایا۔ تم تقویٰ کو اپنا شعار بنانا ایک زمانہ آئے گا کہ تم بڑے شخص ہو گے۔ یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل میں ایک نور ودیعت کیا ہے معصیت سے اس کو ضائع نہ کرنا امام شافعی امام مالک کے پاس صرف آٹھ ماہ رہے جیسا کہ تانیب ص۱۸۲ میں ہے۔

امام محمدؒ و امام شافعی کا تلمذ امام مالک سے:۔ امام محمد (استاذ امام شافعی) امام مالک کی خدمت میں تین سال سے زیادہ رہے ہیں، اسی لئے قاضی ابوعاصم محمد بن احمد عامری نے اپنی مبسوط میں (جو مبسوط سرخسی کی طرح تیس جلدوں میں ہے۔ یہ عامری شیوخ سرخسی کے طبقہ میں تھے) لکھا ہے کہ ایک دفعہ امام شافعی نے امام محمد سے سوال کیا کہ امام ابوحنیفہ اور امام مالک میں سے آپ کے نزدیک کون زیادہ اعلم ہے؟ امام محمد نے کہا کس اعتبار سے؟ کہا علم کتاب اللہ کے اعتبار سے۔ فرمایا ابوحنیفہ، پھر پوچھا علم سنت کے اعتبار سے؟ فرمایا امام ابوحنیفہ معانی حدیث کے زیادہ عالم تھے اور امام مالک الفاظ حدیث کی بصیرت زیادہ رکھتے تھے۔ پوچھا اقوال صحابہ کا علم کس کے پاس زیادہ تھا؟ تو اس پر امام محمد نے دکھلانے کے لئے امام اعظم کی کتاب "اختلاف الصحابہ" طلب کی الخ (پورا واقعہ حسب روایت عامری)۔ واقعہ بظاہر صحیح یہی ہے جس کو الٹ پلٹ کر اور مسخ و تحریف کر کے جھوٹے رواۃ کی روایت سے خطیب وغیرہ نے کچھ سے کچھ کر دیا ہے جو روایت و درایت کی رو سے مغالطہ آمیزی کا اعلیٰ شاہکار ہے۔ علامہ کوثری نے تانیب، بلوغ الامانی اور احقاق الحق بابطال الباطل فی مغیث الخلق میں ان غلط روایات کی پوری طرح تردید کر دی ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ کے حالات میں ہم بھی کچھ بیان کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

امام شافعی کا پہلا سفر عراق:۔ امام شافعی مدینہ طیبہ سے مکہ معظمہ پہونچے اور وہاں محدث شہیر سفیان بن عیینہ (تمہید باالخطر فی الحدیث) سے حدیث حاصل کی۔ اس کے بعد یمن چلے گئے اور وہاں فکر معاش کی وجہ سے علمی مشاغل سے ہٹ کر بعض ولاۃ و حکام کے یہاں کچھ کام انجام دیکر روزی حاصل کرتے رہے، علامہ ابن عماد حنبلی حافظ ابن عبدالبر سے امام شافعی کے تذکرہ میں نقل کرتے ہیں کہ امام شافعی وہاں سے علوی خاندان کے نو اشخاص کے ساتھ گرفتار ہو کر بغداد آئے۔ ہارون رشید اس وقت رقہ میں تھا اس لئے یہ لوگ بغداد سے رقہ آئے اور خلیفہ کے سامنے پیش ہوئے۔ وہاں رقہ کے قاضی امام محمد موجود تھے جو امام شافعی کے محب تھے جب ان کو معلوم ہوا کہ امام شافعی ہارون رشید کی مخالفت پر طعن کرنے کے الزام میں گرفتار ہو کر آئے ہیں تو وہ بہت بے چین ہوئے اور امام شافعی کو بچانے کی فکر میں لگے رہے پیشی کے بعد وہ لوگ تو قتل کر دیئے گئے، ایک علوی نوجوان اور امام شافعی بچ گئے۔ اس نوجوان نے الزام سے برات ظاہر کی مگر مسموع نہ ہوئی وہ بھی قتل کر دیا گیا بعد خلیفہ نے امام شافعی سے سوالات کئے اور اس وقت امام محمد بھی دربار میں پہونچ گئے تھے۔ امام شافعی نے کہا میں تو مطلبی ہوں ان لوگوں کے ساتھ گرفتار کر کے لایا گیا ہوں میں بنی عبدالمطلب سے ہوں اور اس کے ساتھ کچھ علم بھی رکھتا ہوں قاضی صاحب بھی ان سب باتوں سے واقف ہیں۔ ہارون رشید نے کہا اچھا آپ محمد بن ادریس ہیں؟ ... پھر خلیفہ نے امام محمد سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ کیا واقعہ اسی طرح ہے جس طرح یہ کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا بیشک ایسا ہی ہے اور علم میں ان کا پایہ بہت بلند ہے، جو شکایت ان کی کیگئی ہے وہ ان کی شان سے بعید ہے۔ خلیفہ نے کہا اچھا تو آپ ان کو اپنے ساتھ لے جایئے! میں ان کے حالہ پر غور کرونگا۔

خود امام شافعی فرماتے ہیں کہ امام محمد مجھ کو اپنے ساتھ لے گئے اور اس طرح وہی میری گلوخلاصی کا سبب ہوئے۔ گویا امام محمد کا یہ پہلا اور بڑا احسان نہ صرف امام شافعی پر بلکہ ان کے سارے متبعین الیٰ یوم القیامۃ پر ہے کہ امام شافعی کی جان بچائی۔

Marfat.com

رحلت مکذوبہ امام شافعی:- مگر افسوس ہے کہ متبعین میں آبری اور محدث بیہقی وغیرہ بھی ہوئے جنہوں نے اس احسان عظیم کی مکافات میں ایک رحلۃ مکذوبہ اپنی کتابوں میں نقل کی۔ پھر امام رازی نے بھی مناقب شافعی میں اس کو نقل کرکے اور آگے چلتا کیا اور آج تک اُس کو نقل کرنے والے اور بہت سے غیر محقق مزاج ہوگئے۔

تحقیق حافظ ابن حجر:- چنانچہ حافظ ابن حجر نے توالی التاسیس بمعالی ابن ادریس ص۷۱ میں لکھا کہ اس رحلۃ مکذوبہ کو آبری اور بیہقی وغیرہ نے مطول و مختصر نقل کیا اور امام رازی نے بھی اسی کو چلتا کر دیا حالانکہ اس کی کوئی معتمد سند نہیں ہے اور وہ جھوٹ ہے اکثر حصہ اس کا موضوع اور کچھ حصے دوسری روایات کے ٹکڑے جمع کرکے جوڑ دیئے گئے ہیں اور سب سے زیادہ واضح جھوٹ اس میں یہ ہے کہ امام ابویوسف اور امام محمد نے ہارون رشید کو امام شافعی کے قتل پر آمادہ کیا۔ اور اس کا بطلان دو وجہ سے ہے ایک تو یہ کہ امام شافعی جس وقت بغداد آئے تو اس وقت امام ابویوسف موجود ہی نہ تھے۔ کیونکہ ان کا انتقال ۱۸۲ھ میں ہوچکا تھا اور امام شافعی پہلی بار ۱۸۴ھ میں اس سے دو سال بعد وہاں پہونچے ہیں۔ دوسرے یہ کہ وہ دونوں اس امر سے بہت برگزیدہ تھے کہ کسی بے گناہ مسلمان کے قتل کے لئے سعی کریں، ان کا منصب عالی اور جلالت قدر اور جو کچھ ان کے دین و تقویٰ کے بارے میں مشہور و معروف ہے وہ ایسے امور کے قطعاً منافی ہے۔

امام شافعی کا امام محمد سے تعلق و تلمذ:- امام شافعی کی ملاقات اس موقعہ پر امام محمد سے ضرور ہوئی ہے اور وہ اُن کو پہلے سے بھی حجاز سے جانتے تھے اور انھوں نے امام محمد سے علم حاصل کیا بلکہ ان کی خدمت میں رہ پڑے تھے۔ نیز حافظ ابن حجر نے ساجی کی ایک دوسری روایت کی بھی تردید کی اور کہا کہ یہ بھی بے سند بات ہے کیونکہ امام محمد نے امام شافعی کے ساتھ ہمیشہ لطف و محبت اور مساعدت کا معاملہ کیا ہے اور اسی لئے امام شافعی سے بھی ائمہ میں سے کسی امام کے حق میں اتنی ثنا و مدح منقول نہیں ہے جس قدر امام محمد کے بارے میں ہے (واقعی وہ ایسی تعریف کے مستحق بھی تھے) اور یہ خود بہت بڑی تکذیب ... جھوٹ گھڑنے والوں کیلئے ہے جس کی تردید نہیں کی جاسکتی۔

معذرت:- راقم الحروف معذرت خواہ ہے کہ ایسے امور کے بیان میں خاص طور سے اطناب و تطویل کو ترجیح دی ہے جس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ اردو میں ان بزرگوں کے حالات لکھنے والے ہمارے حنفی علما نے بھی ضرورت سے زیادہ اختصار سے کام لیا ہے اور ایسے اہم واقعات کا ذکر تک نہیں کیا، ان کی تنقیح، تصحیح وغیرہ تو کیا کرتے اسی لئے ہمارے اکابر کا صحیح اور کامل تعارف بہت کم سامنے آیا، اور دوسری طرف حاسدین و معاندین برابر ایسی ہی بے سند جھوٹی باتوں کا پروپیگنڈا کرکے عوام و خواص کو اکابر احناف سے بدظن کرتے رہے ہمارا مطمح نظر یہ ہے کہ صحیح واقعات و حالات کے تمام گوشے یکجا ہوکر ضرور سامنے ہوجائیں۔ وبیدہ التوفیق۔ خداتعالیٰ جزائے خیر دے علامہ کوثری کو کہ ان کی وجہ سے ہمیں ایسے تاریخی حقائق کے بیان میں بڑی مدد مل جاتی ہے۔

حاسدین و معاندین کے کارنامے:- رحلۃ مکذوبہ مذکورہ بالا کے ساتھ دونوں مذہب کے بدخواہوں نے اختلاف و تعصب کو ہوا دینے کے لئے دوسری حاشیہ آرائیاں بھی کیں مثلاً کہا گیا کہ امام ابویوسف اور امام محمد امام شافعی پر حسد کرتے تھے حالانکہ امام شافعی اس زمانہ میں طالب علم کی حیثیت میں تھے اس وقت ان میں کوئی خاص فضل و امتیاز قابل حسد نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ امام شافعی نے جو موطا امام مالک سے روایت کیا تھا اس کا تداول بھی اور موطاؤں کی طرح نہ ہوا کیونکہ وہ ان کی ابتدائی دور کی چیز تھی اور وہ مدینہ سے مکہ ہوکر یمن چلے گئے تھے جہاں عرصہ تک وہ علمی زندگی سے الگ رہے۔

دوسرے اگر امام شافعی اس وقت بھی محسود ہوگئے تھے تو وہ اپنے حاسد امام محمد ہی کا کیوں دامن پکڑتے، ان سے ہی علم حاصل کرتے

Marfat.com

باقاعدہ تلمیذ بنتے اور اپنی کتابوں میں بھی ان سے روایت کرتے اور ہمیشہ بقول حافظ ابن حجرؒ ان کی تعریف ہی سب سے زیادہ کرتے۔ امام محمدؒ کی خدمت میں رہنے کے زمانہ میں امام شافعی اس طرح رہتے تھے کہ راحۃ القلوب میں حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء نے حضرت زبدۃ العارفین خواجہ فریدالدین شکر گنج کا قول ذکر کیا ہے کہ امام اعظمؒ کی شان تو بہت ہی بلند ہے ان کے شاگرد امام محمد کا درجہ بھی [illegible] سوار ہو کر کہیں جاتے تھے تو امام شافعی ان کی رکاب کے ساتھ پیدل چلتے تھے اور فرمایا کہ اسی سے دونوں مذاہب کا فرق کا بھی [illegible] جا سکتا ہے۔ انتہی ملخصاً۔ (حدائق الحنفیہ صـ[illegible])

پھر یہ بھی ہر دوست دشمن امام محمد کے حالات پڑھ کر جانتا ہے کہ اہل علم میں سے وہ اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ کلمۂ حق کی آواز بلند کرنے والے تھے چنانچہ علوی کے امان کا مشہور واقعہ اس کے لئے کافی ہے کہ خلیفہ ہارون رشید کے وفور جذبات غیظ و غضب کی پرواہ نہ کرتے ہوئے امام محمد نے اس کے امان کی آخر تک تائید کی جبکہ دوسرے علماء نے مداہنت کی۔ یہ واقعہ امام محمد کے حالات میں لکھا جائے گا۔ علامہ کوثری نے اس موقعہ پر لکھا ہے کہ محدث بیہقی کو تعصب تو معرفۃ السنن سے بھی معلوم تھا کہ امام [illegible] الزامات لگائے بلکہ اپنے معائب ان کی طرف منسوب کئے مگر یہ خیال نہ تھا کہ وہ جھوٹے واقعات بلوی ایسے کذاب راوی [illegible] وامام محمد ایسے جلیل القدر ائمہ پر بھی نقل کر دیں گے اور اس امر کی تائید [illegible] کریں گے کہ صحیح تاریخ کی روشنی میں [illegible] سکے گا تو کتنی فضیحت ہوگی چنانچہ بیہقی یا خطابی کے [illegible] امام [illegible] وفخرالدین رازی جیسے [illegible] جو خود تنقیح و تمحیص روایات [illegible] جذبات غضب سے مجبور [illegible] جس کا جواب علامہ کوثری نے [illegible] لکھی۔ ارادہ ہے کہ ان مفید و نادر کتابوں کے [illegible] ادارہ نشر العلوم [illegible]

غرض امام شافعی کی طرف [illegible] ایک رحلہ [illegible] ابن حجر سے آپ پڑھ چکے [illegible] منہاج میں اور ان سے پہلے [illegible] بلوی [illegible] کذاب [illegible]

دوسری رحلۃ مکہ [illegible] شافعی [illegible] کی گئی بلکہ اس کو دلچسپ قصہ کے طور پر [illegible] کی طرف [illegible] تاکہ زیادہ رواج ہو [illegible] امام شافعی [illegible] بھی دعویٰ کر دیا کہ امام شافعی ۱۸۴ھ میں مدینہ سے عراق چلے گئے تھے تاکہ امام ابو یوسف و امام محمد [illegible] پہلی سب اکاذیب بات صحیح بھی جائیں۔ یہ بھی نقل کیا گیا کہ اس وقت امام شافعی نے [illegible] ان کے خاص کتب نما [illegible] امام اعظم کی [illegible] تو اس کی تغلیط بھی کرنے لگے اور امام محمد اپنی کتاب میں امام شافعی [illegible] نے لکھا کہ امام شافعی ۱۸۴ھ میں [illegible] بھی نہ ہوئی تھی۔ جبکہ [illegible] امام [illegible] شافعی کتاب [illegible]

Marfat.com

غرض یہ سب واقعات بے بنیاد ہیں اور خود حافظ ابن حجر کی تصریح سے کہ امام شافعی ۱۸۴ھ سے پہلے بغداد پہنچے ہی نہیں۔ یہ سارے اکذوبات حرفِ غلط کی طرح ختم ہو جاتے ہیں۔ (بلوغ الامانی ص۲۰ تا ص۳۵)

افسوس ہے کہ ہمارے بعض محترم معاصرین نے بھی امام شافعیؒ کے تذکرہ میں مدینہ طیبہ کے بعد عراق کے سفر کا ذکر بے تحقیق کر دیا ہے اور پھر اس چیز کا بھی ذکر تک نہیں کیا کہ عراق پہنچ کر امام شافعی نے امام محمد کے پاس برسوں رہ کر وہ علوم حاصل کئے جن سے وہ امام مجتہد بنے کیونکہ ان کی ساری ممتاز علمی زندگی کا دور امام محمد کی خدمت میں رہنے کے بعد ہی سے شروع ہوتا ہے ۱۸۴ھ سے قبل کی زندگی علمی اعتبار سے قابل ذکر نہیں ہے۔

امام شافعیؒ امام محمدؒ کی خدمت میں:- غرض امام شافعی اس الزام سے بَری ہو کر جس میں گرفتار ہو کر یمن سے بغداد آئے تھے امام محمد ہی کی خدمت میں رہ کر علم فقہ وغیرہ کی تحصیل کرتے رہے، تقریباً ساٹھ دینار صرف کر کے امام محمد کی تصنیفات نقل کرائیں اور خود بھی نقل کی ہوں گی۔ امام محمد سے ایک بختی اونٹ کے بوجھ کی برابر کتابوں کا علم حاصل کیا جو امام شافعی نے ان سے تنہا پڑھیں یعنی دوسرے تلامذہ کے ساتھ جو کچھ علم حاصل کیا وہ اس کے سوا ہے اور اس کی بعد ان کی قدر و منزلت بڑھنی شروع ہو گئی۔

امام محمدؒ کی خصوصی توجہات:- امام شافعی نے ابتداء میں جب کتابیں نقل کرا رہے تھے اور ایک دفعہ کتابیں دینے میں امام محمد صاحبؒ نے کچھ دیر کی تو امام محمد کو چار شعر لکھ کر بھیجے جن کا مفہوم یہ تھا کہ اس شخص کو جس کو دیکھنے والوں نے اس کا مثل نہیں دیکھا اور جس نے اس کو دیکھا اس نے گویا اس سے پہلے کے اساتذہ و امام کو بھی دیکھ لیا، میرا پیغام پہنچا دو کہ علم اہل علم کو اس امر سے روکتا ہے کہ وہ مستحقین علم سے روکا جائے کیونکہ امید یہی ہے کہ وہ مستحق علم بھی آگے کے مستحق علم ہی کو مستفید کریگا۔

ابن جوزی نے منتظم میں نقل کیا کہ امام محمد ان اشعار کو پڑھ کر اتنے مسرور و متاثر ہوئے کہ مطلوبہ کتابیں عاریتاً نہیں بلکہ فوراً ہی بطور ہدیہ امام شافعی کے پاس بھیجدیں۔ اس واقعہ کو مع ابیات کے ابن عبد البر نے جامع بیان العلم میں اور صیمری وغیرہ نے بھی مع سند کے نقل کیا ہے اس سے اندازہ کیا جائے کہ امام شافعی جیسے جلیل القدر امام بطور خوشامد جھوٹی تعریف تو کر نہیں سکتے تھے اور وہ امام محمد سے پہلے امام مالک، امام وکیع، سفیان بن عیینہ جیسے جبالِ علم حدیث و فقہ کو دیکھ چکے تھے پھر بھی اعتراف کیا کہ انہوں نے امام محمد جیسا نہیں دیکھا اور امام محمد ہی کے علم و فضل سے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے فضل و امتیاز کا بھی اندازہ لگا لیا اور برملا اس کا اعتراف بھی کر لیا۔ یہ خود ان کی بڑائی و برتری کی بھی بڑی شہادت ہے۔ وھکذا یکون شان اھل العلم والتقی، یرحمھم اللہ جمیعاً وجعلنا معھم یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم۔

یہ امام شافعی کا قلب سلیم ہی تھا جس کی ہم نوائی ان کی زبان و قلم نے بھی کی پھر ان کے ہی متبعین میں وہ لوگ ہوئے جنہوں نے اپنے امام کے اساتذہ و اماموں کے ساتھ غیر منصفانہ رویہ جائز رکھا۔ یوں بھی امام شافعی کی علمی زندگی اس کی گواہ ہے کہ ان کے دل میں امام اعظم کی بے حد قدر و منزلت تھی۔ خود فرمایا کرتے تھے کہ میں امام ابوحنیفہ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور ان کی قبر پر روزانہ حاضر ہوتا ہوں اور جب کبھی مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے تو دو نفل پڑھ کر امام صاحب کی قبر پر حاضر ہوتا ہوں اور وہاں خدا سے اپنی حاجت مانگتا ہوں جس سے بہت جلد میری ضرورت پوری ہو جاتی ہے۔ (موفق ص۱۹۹ ج۲)

مالی امداد:- حافظ ذہبی نے اپنی تاریخ کبیر میں ابوعبید سے نقل کیا کہ میں نے امام شافعی کو دیکھا کہ امام محمدؒ نے ان کو پچاس اشرفیاں

Marfat.com

دیں اور اس سے پہلے پچاس روپے اور دے چکے تھے۔ اور کہا کہ اگر آپ علم حاصل کرنا چاہیں تو میرے ساتھ رہئے۔ یہ بھی فرمایا کہ اس رقم کو لینے میں آپ کوئی تکلف و تامل نہ کریں جس پر امام شافعی نے کہا اگر آپ میرے نزدیک ان لوگوں میں سے ہوتے جن سے مجھے تکلف برتنا چاہیئے تو یقیناً میں آپ کی امداد قبول نہ کرتا۔ اس سے امام شافعی نے اپنے خاص تعلق و یگانگت کا بھی اظہار فرمادیا۔

امام شافعی کا حسن اعتراف: امام شافعی نے یہ بھی فرمایا کہ علم اور اسباب دنیوی کے اعتبار سے مجھ پر کسی کا بھی اتنا بڑا احسان نہیں ہے جس قدر امام محمد کا ہے اور یہ واقعہ ہے کہ امام محمد اکثر اوقات ان کا خیال رکھتے تھے۔ ابن سماعہ کا بیان ہے کہ امام محمد نے امام شافعی کے لئے کئی بار اپنے اصحاب سے ایک ایک لاکھ روپے جمع کرکے دیئے۔

امام مزنی سے منقول ہے کہ امام شافعی فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ عراق میں قرضہ کی وجہ سے میں محبوس ہوگیا امام محمد کو معلوم ہوا تو مجھے چھڑا لیا۔ اسی لئے میں ان کا سب سے زیادہ شکر گذار رہوں۔ (کردری ص[illegible])

امام شافعی فرماتے تھے کہ میں نے امام محمد سے زیادہ کسی کو کتاب اللہ کا عالم نہیں دیکھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا ان ہی پر اتری ہے۔ ایک دفعہ فرمایا کہ امام محمد کی کتابیں نقل کرانے میں میں نے ساٹھ اشرفیاں صرف کیں پھر غور و تدبر کیا تو ان کے اکثر ہر مسئلہ کے ساتھ ایک ایک حدیث رکھی یعنی سب اقوال و مسائل کو [illegible] حدیث [illegible]

امام محمد کی مزید توجہات: ابن ابی حاتم نے بھی نقل کیا کہ امام شافعی نے فرمایا میں امام محمد کی خدمت میں رہا ان کی کتابیں نقل کیں اور ان حضرات کے اقوال و نظریات پر مطلع ہوا اور جب امام محمد [illegible] ہوتے تھے تو میں ان [illegible] بحث و مباحثہ بھی کرتا تھا۔ امام محمد نے ایک روز فرمایا کہ میں نے سنا تم میرے اصحاب سے [illegible] مباحثہ [illegible] ساتھ بھی شاہد و یمین کے مسئلہ پر بحث کرو۔ مجھے ادب مانع ہوا، انہوں نے بڑے اصرار سے مجھے [illegible] کیا، مجھے داد دی اور اس کا ذکر ہارون رشید سے بھی کیا، خلیفہ نے بھی اس [illegible] مجھے [illegible]

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امام محمد امام شافعی پر بے پایاں شفقت فرماتے تھے اور [illegible] افزائی فرماتے تھے اور خلیفہ کے یہاں بھی ان کی قدر افزائی [illegible] امام شافعی کا فرمانا [illegible] وغیرہ [illegible] سے معلوم ہوسکتا ہے کہ جو قصے دوسرے [illegible] کے [illegible] گئے [illegible] کے اعتبار سے [illegible] نہیں [illegible]

علامہ صیمری نے ربیع سے یہ بھی روایت کی کہ امام شافعی نے فرمایا [illegible] کچھ نہ کچھ ناگواری کے آثار ظاہر کئے [illegible] امام محمد کو [illegible] پوری [illegible] [illegible]

خطیب نے امام شافعی کے [illegible] ایک روایت امام محمد و امام شافعی [illegible] کی طرف سے بھی تائید امام شافعی کی [illegible] نقل کی [illegible]

خطیب حافظ کا ذکر خیر: [illegible] خطیب کی عادت [illegible]

تنبیہ کئے بغیر نقل کردیا کرتے ہیں [illegible] لئے خطیب کی پیروی کی اور ان سے بھی زیادہ [illegible] حالانکہ وہ یقیناً جانتے ہوں گے کہ [illegible] جھوٹی [illegible] خطیب کی [illegible]

Marfat.com

کرتے۔ اس لیے یہ عذر بھی نہیں ہو سکتا کہ حافظ نے بیہقی کا اس معاملہ میں اتباع کیا ہو۔ (بلوغ الامانی صـ۲۶)

امام شافعی اور اصول فقہ:- امام شافعی نے ابن مہدی کی فرمائش پر اصول فقہ میں "الرسالہ" کے نام سے تصنیف کی جس کی وجہ سے ان کو اصول فقہ کا مؤسس و بانی بھی کہا گیا ہے مگر یہ غلط ہے کیونکہ ان سے پہلے امام ابو یوسف اصول فقہ پر تصنیف کر چکے تھے اس لیے اصل مؤسس و بانی تو وہ تھے البتہ امام شافعی نے اصول فقہ شافعی پر سب سے پہلی تصنیف کی ہے۔

فقہ شافعی:- فقہ میں امام شافعی کا خاص طریقہ یہ تھا کہ آپ صحیح احادیث کو لیتے اور حجت سمجھتے تھے ضعیف احادیث کو ترک کر دیتے تھے کسی اور مذہب و فقہ میں ایسا نہیں ہے چنانچہ فقہ حنفی میں بھی حدیث ضعیف قیاس کے مقابلہ میں حجت ہے لیکن دنیا کو پروپیگنڈے کے زور سے باور کرایا گیا کہ احناف اہل الرائے و قیاس ہیں حدیث مرسل بھی فقہ حنفی میں قیاس کے مقابلہ میں راجح و مقبول ہے جبکہ بعض دوسرے محدثین اس کو حجت نہیں مانتے۔ غرض احناف کی مظلومیت کی داستان اس قدر طویل ہے کہ شاید بخاری شریف کے آخری پارہ تک ہم اس پر کچھ لکھتے ہی رہیں گے۔ واللہ الموفق

دوسرا سفر بغداد:- امام شافعی دوسری بار امام محمد کی وفات سے ۶ سال بعد ۱۹۵ھ میں بغداد آئے ہیں اور دو سال رہ کر پھر مکہ معظمہ واپس گئے، پھر تیسری بار ۱۹۸ھ میں بغداد آئے اور صرف ایک ماہ قیام کر کے مصر تشریف لے گئے اور وہیں ۲۰۴ھ میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ (ابن الاثیر، [illegible])۔

صاحب مشکوٰۃ کا تعصب:- صاحب مشکوٰۃ نے امام شافعی کے اساتذہ میں امام محمد کا کوئی ذکر نہیں کیا اور نہ پہلی مرتبہ ۱۸۴ھ [illegible] کے بغداد آنے کا کوئی تذکرہ کیا۔ شاید اس لیے کہ اس کے ساتھ امام محمد کی خدمت میں رہ کر تحصیل علم کے زمانہ کے حالات کا تذکرہ کرنا ہوتا حالانکہ حافظ ابن حجر وغیرہ سب ہی نے ان باتوں کو پوری فراخدلی کے ساتھ تسلیم کیا ہے۔ دوسری طرف وہ لوگ ہیں کہ امام ابو یوسف و امام محمد سے منافرت اور عناد و عداوت ثابت کرنے کیلئے انھوں نے ۱۸۴ھ میں پھر ۱۹۵ھ میں بھی امام شافعی کا بغداد پہنچنا ثابت کرنے کی سعی کی ہے۔ بعض معاصرین نے بھی غالباً صاحب مشکوٰۃ وغیرہ کی اتباع میں صرف ۱۹۵ھ اور ۱۹۸ھ کے سفر بغداد کا ذکر کر کے اپنا فرض تاریخ نگاری پورا کر دیا اور صحیح حالات کی تحقیق و جستجو کی تکلیف نہ فرمائی ؎

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ با من آنچہ کرد آں آشنا کرد

صاحب مشکوٰۃ نے امام شافعی کی منقبت میں ایک جملہ یہ بھی فرمایا کہ ان کے لیے علوم و مفاخر اس قدر جمع ہو گئے تھے جو ان سے پہلے کسی امام کے لیے جمع ہوئے نہ ان کے بعد ہوئے اور ان کا ذکر بھی اتنا پھیلا کہ کسی کا نہیں پھیلا تھا۔ امام موصوف کی تعریف کے موقع پر کچھ [illegible] ہوتی ہے لیکن دوسرے ائمہ کی شان میں کمی کرنا [illegible] ان کی شان کے مناسب [illegible] سے زیادہ [illegible] ہے۔

امام شافعی کا امام محمد سے خصوصی استفادہ:- [illegible] بن حرب کا بیان ہے کہ ایک بار امام شافعی کو امام محمد کی مجلس میں دو زانو بیٹھے ہوئے دیکھا کہ غور سے امام محمد کی باتیں سن رہے تھے، یحییٰ بن اکثم کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی کو دیکھا کہ امام محمد سے بعض مسائل و قیفہ کی تشریح کرانے کیلئے عاجزانہ التماس کرتے تھے۔ اسحٰق بن ابراہیم نے کہا امام شافعی پہلے اصحاب حدیث کے مذہب پر تھے پھر جب امام محمد اور ان کے اصحاب کی صحبت میں آئے تو ان سے فقہی مذہب اختیار کیا۔

علی بن حسن رازی کا بیان ہے کہ ایک تقریب نکاح پر چند اصحاب اہل علم جمع ہوئے ان میں امام شافعی بھی تھے فقہ کے کچھ دقیق

Marfat.com

مسائل میں بحث ہونے لگی سفیان بن سحبان نے امام شافعی کو نیچا دکھانے کی کوشش کی مگر وہ نہ سمجھ سکے تو اور زیادہ ادق مسائل میں مذاکرہ شروع کر دیا جس سے وہ اور زیادہ متحیر و پریشان ہوئے امام محمد کو اس کی خبر ہوئی تو اپنے اصحاب سے فرمایا۔ ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرو اور آئندہ کبھی ایسا نہ کرنا اگر وہ پریشان ہوں وہ ہمارے شریک مجلس و مصاحب ہیں۔ پھر یہی سفیان کہا کرتے تھے کہ اگر امام محمد امام شافعی سے خوش عقیدہ نہ ہوتے تو ہم ان سے اچھی طرح بحث و مباحثہ کرتے۔ یہ سفیان امام محمد کے اصحاب میں سے بہت ذکی، ذہین اور طباع تھے اور مزاج میں غالباً شوخی بھی تھی اس لیے امام شافعی کو معاصرانہ چشمک کے باعث ستاتے ہوں گے جس سے امام محمدؒ نے روکا

محمد بن شجاع نے کہا کہ ایک دن امام شافعی سے ایک مسئلہ [illegible] فرمایا کہ یہی طرز ہمارے شیخ واستاذ امام محمدؒ کا ہے۔ (کردری صفحہ ۱۵۱)

امام شافعی فرمانے تھے کہ [illegible] تو مجھے [illegible] کوئی مناسبت پیدا نہ ہوتی سب لوگ علم میں اہل عراق کے دست نگر ہیں اہل عراق [illegible] (کردری صفحہ ۱۵۲)

امام شافعی نے فرمایا کہ میں نے دس سال امام محمد کی مجالست کی [illegible] لکھے اور اگر اپنی عقل و فہم کے اندازہ سے ہم [illegible] اسی لئے ہم نے فائدہ اٹھایا۔ (کردری صفحہ ۱۵۵)

ایک دفعہ فرمایا کہ حلال و حرام کے مسائل اور ناسخ و منسوخ [illegible] (کردری صفحہ ۱۵۵) [illegible] کلمات امام اعظم واستاذ امام محمدؒ کے بارے میں امام [illegible]

ایک دفعہ امام محمد اور امام شافعی [illegible] ہے۔ امام شافعی کو [illegible] تعجب [illegible] نماز پڑھی تو اور بھی تعجب ہوا [illegible] امام محمد [illegible] ساری رات جاگ کر [illegible] عبادت و بیداری کو بھول گیا کیونکہ عبادت کرتے [illegible] (صفحہ ۱۵۵)

اور واقعہ بھی یہ ہے کہ ساری رات [illegible] زندگیوں کے سارے حالات عجیب [illegible]

ایک شخص نے امام شافعی سے کوئی [illegible] میرے جیسی کسی فقیہ کو [illegible] امام محمد [illegible] آنکھیں [illegible]

حمیدی سے روایت ہے [illegible] کی طرف چلے جا [illegible] امام محمد تین بار [illegible]

Marfat.com

اب بڑھئی بن گیا ہوں۔ (کردری ص۱۵۲)

محدث محمد بن عبد السلام کا بیان ہے کہ میں نے امام ابو یوسف سے ایک مسئلہ پوچھا، جواب دیا۔ پھر امام محمد سے وہی مسئلہ پوچھا تو دوسرا جواب دیا اور دلائل سے سمجھایا، میں نے کہا امام ابو یوسف نے تو آپ کے خلاف جواب دیا ہے اگر آپ دونوں مل کر فیصلہ کردیں تو اچھا ہے وہ مسجد میں جمع ہوئے اور دونوں میں بحث ہونے لگی ابتداء میں میں نے کچھ باتیں سمجھیں مگر پھر ایسی باریک باتیں ہونے لگیں کہ میں کچھ نہ سمجھ سکا (کردری ص۱۵۲)۔ یہاں سے چند باتیں معلوم ہوئیں:- امام صاحب یا امام ابو یوسف و امام محمد کے مدارک اجتہاد و استنباط بہت بلند تھے کہ اُن کو پوری طرح سمجھنا بڑے بڑوں کیلئے بھی آسان نہ تھا بقول علامہ کوثری رحمہ اللہ اُن کے باہم تعلقات نہایت خوشگوار تھے جس طرح ایک کنبہ کے افراد کے آپس میں ہوتے ہیں۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ امام شافعی کا تعلق تلمذ امام محمد سے دس سال تک رہا ہے جس کی ابتداء مکہ معظمہ سے ہوئی اور پھر ۱۸۴ھ میں امام شافعی بغداد پہنچے تو غالباً امام محمد کی آخر عمر تک ان کی خدمت میں رہے ہیں۔ امام مزنی امام شافعی کے تلمیذ خاص بھی امام محمد کی بہت زیادہ تعریف کیا کرتے تھے اور اگر کوئی اس پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتا تو فرمایا کرتے تھے کہ میں تو کم بیان کرتا ہوں امام شافعی کو میں نے اس سے بہت زیادہ کہتے ہوئے سنا ہے۔ (ملاحظہ ہو کردری ص۱۵۲)

یہ اس لئے لکھا گیا کہ بعد کو امام مزنی میں کسی دوسرے کے اثر سے کچھ فرق ہو گیا تھا جس طرح نضر بن شمیل، اسحٰق بن راہویہ اور نعیم بن حماد خزاعی وغیرہ چند حضرات میں بھی کچھ فرق پڑ گیا تھا۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم و احکم۔

بعد وفات امام شافعیؒ کو ربیع بن سلیمان مرادی نے خواب میں دیکھا، پوچھا اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ فرمایا۔ فرمایا مجھے ایک سنہری کرسی پر بٹھا کر میرے اوپر تازہ بتازہ موتیوں کی بچھیر کی۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ الی ابد الآباد۔

دو نایاب علمی تحفے

فصل الخطاب فی مسئلۃ ام الکتاب (عربی)
مسئلہ قراءۃ خلف الامام پر حضرت علامہ کشمیری قدس سرہ کی بے نظیر محققانہ محدثانہ تصنیف جس میں مخالفین کے تمام دلائل کے جوابات بھی دیئے ہیں۔
قیمت دو روپے ۲/- علاوہ محصول ڈاک

السہم المصیب فی الرد علی الخطیب (عربی)
ملک معظم شرف الدین عیسیٰ بن عادل حنفی بادشاہ مصر و شام نے تاریخ خطیب بغدادی کے اُس حصہ کا محققانہ رد کیا ہے جس میں انھوں نے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے خلاف نشان واقعات بے سند یا مجروح رواۃ کی سند سے جمع کئے تھے۔ قیمت دو روپے ۲/- علاوہ محصول ڈاک

مکتبہ ناشر العلوم دیوبند (یو۔پی)

Marfat.com

امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ولادت ۱۶۴ھ، وفات ۲۴۱ھ، عمر ۷۷ سال

اسم ونسب:- الامام الحافظ ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی المروزی رضی اللہ عنہ۔ بغداد میں پیدا ہوئے اور وہیں وفات پائی۔ اول بغداد کے علما و شیوخ سے علم حاصل کیا پھر کوفہ، بصرہ، یمن، شام وغیرہ اور حرمین شریفین کا بھی سفر کیا۔ شیخ تاج الدین سبکی نے امام ابو یوسف امام شافعی، امام وکیع، یحییٰ بن ابی زائدہ وغیرہم کو آپ کے اساتذہ میں اور امام بخاری، مسلم وابوداؤد وغیرہ کو تلامذہ میں شمار کیا ہے۔

صاحب مشکوٰۃ نے اکمال میں اساتذہ یزید بن ہارون، یحییٰ القطان، سفیان بن عیینہ، امام شافعی، عبدالرزاق بن الہمام کے نام لکھ کر وخلق کثیر سواہم لکھدیا اور امام ابو یوسف کا نام ذکر نہیں کیا۔ امام بخاری کو تلامذہ میں لکھنے کے بعد یہ بھی لکھا کہ انھوں نے اپنی صحیح میں امام احمد سے بجز ایک حدیث کے کوئی روایت نہیں کی جو آخر کتاب العقوبات میں تعلیقاً ہے۔

امام ابو یوسف سے تلمذ:- امام احمد فرمایا کرتے تھے کہ سب سے پہلے مجھے حدیث کا علم امام ابو یوسف ہی کی خدمت میں رہ کر حاصل ہوا پھر اسی میں ترقی کی۔ ابراہیم حربی کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد سے سوال کیا کہ یہ دقیق مسائل آپ نے کہاں سے حاصل کئے؟ تو فرمایا کہ امام محمد کی کتابوں سے۔ (موفق [illegible])

حافظ ابن سید الناس نے شرح السیرۃ وغیرہ میں لکھا ہے کہ امام احمد نے بغداد میں امام ابو یوسف سے پہلے فقہ وحدیث کا علم حاصل کیا تین سال تک ان سے پڑھتے رہے اور ان سے بقدر [illegible] کتابیں لکھیں اور امام محمد کی کتابوں سے بھی استفادہ کیا [illegible]

مولانا عبدالحی صاحبؒ نے التعلیق الممجد میں انساب سمعانی سے یہ نقل کیا کہ امام احمد فرمایا کرتے تھے جب کسی مسئلہ میں تین حضرات کی رائے جمع ہو جائے تو پھر کسی کی بھی مخالفت کی پرواہ نہ کی جائے، پوچھا گیا وہ کون ہیں؟ تو فرمایا ابو حنیفہ، ابو یوسف، و محمد بن الحسن کیونکہ ابو حنیفہ قیاس کی بصیرت میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں۔ ابو یوسف کا علم آثار سے متعلق بہت وسیع ہے، و محمد عربیت کے امام ہیں۔

اسی طرح وکیع، یحییٰ بن ابی زائدہ، یحییٰ القطان، سفیان بن عیینہ، عبدالرزاق اور یزید بن ہارون بھی امام اعظم کے فن حدیث کے تلامذہ میں سے تھے لیکن تحریر حالات کے وقت بڑے بڑے حضرات بھی خدا جانے کیوں اس سے چشم پوشی کر جاتے ہیں۔

امام یحییٰ القطان امام اعظم سے خاص مستفید ین میں تھے اور امام صاحب ہی کے مذہب پر [illegible]

امام احمد، علی بن مدینی اور یحییٰ بن معین تینوں ایک ساتھ ان کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے، ان کے [illegible] اور یہ تینوں [illegible] باندھے ان کے سامنے کھڑے ہو کر احادیث سنتے اور رجال کا علم حاصل کرتے تھے [illegible] رعب وجلال کا یہ عالم تھا کہ نہ ان کو خود بیٹھنے کی جرأت تھی نہ وہ فرماتے تھے۔ یہ تینوں بھی اپنے وقت کے حدیث ورجال کے بلند پایہ عالم ہوئے ہیں اور تینوں حضرات کی شاگردی کا فخر امام بخاری کو حاصل ہے بلکہ علی بن مدینی اور ابن معین کے بارے میں تو فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اپنے آپ کو صرف ان ہی کے سامنے علمی اعتبار سے حقیر وکمتر پایا ہے۔ یزید بن ہارون کو علامہ ذہبی نے امام صاحب کے تلامذہ حدیث میں شمار کیا ہے [illegible] ایک مدت تک امام صاحب

Marfat.com

کی خدمت میں رہے اور امام صاحب سے روایت حدیث بھی کرتے ہیں۔ سفیان بن عیینہ بھی فن حدیث میں امام صاحب کے شاگرد ہیں اور جامع مسانید امام اعظم میں امام صاحب سے روایت حدیث بھی کرتے ہیں۔ اسی طرح دوسرے مذکورہ حضرات ہیں۔

امام شافعی سے بھی امام احمدؒ کو خصوصی تلمذ کا فخر حاصل تھا اور جب تک امام شافعی بغداد میں رہے وہ ان سے جدا نہیں ہوئے۔ امام شافعی بھی امام احمد سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے اور ان کے ورع و تقویٰ کی تعریف فرمایا کرتے تھے۔ امام شافعی نے قیام مصر کے زمانہ میں خواب دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام احمد کو سلام کہلایا اور خلق قرآن کے مسئلہ میں امتحان پر ثابت قدم رہنے کی تلقین فرمائی۔ امام شافعی نے اس خواب کو لکھ کر امام احمد کے پاس بھیجدیا۔ امام احمد اس کو پڑھ کر بے حد مسرور ہوئے اور اپنا نیچے کا کرتہ اتار کر قاصد کو بطور انعام بخشا۔ وہ شخص واپس مصر پہنچا تو امام شافعی نے فرمایا کہ تکلیف تو میں تمہیں نہیں دیتا کہ وہ کرتا ہی مجھے دیدو، البتہ یہ چاہتا ہوں کہ اس کو پانی میں بھگو کر نچوڑ کر اس کا پانی مجھے دیدو تاکہ میں اسی کو بطور تبرک اپنے پاس رکھ لوں۔ (طبقات)

اس واقعہ ابتلا کی تفصیل طبقات شافعیہ وغیرہ میں مذکور ہے جس کو بطور اختصار یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔ خلق قرآن کے مسئلہ کی وجہ سے لوگوں پر ظلم و ستم کا آغاز خلیفہ مامون کے عہد میں ہوا پھر معتصم باللہ اور واثق باللہ کے عہد میں مامون کی وصیت کے باعث اس کی تکمیل ہوئی۔ سب سے پہلے جس شخص نے یہ کہا کہ قرآن مخلوق ہے وہ جعد بن درہم تھا جو جہم کا استاد تھا جس کو خالد بن عبداللہ القسری نے قتل کر دیا تھا۔ پھر جہم بن صفوان نے بھی صفت کلام کی حدوث کا نعرہ لگایا اور قرآن غیر مخلوق نہیں مخلوق ہے کا نعرہ لگایا۔ پھر معتزلہ کا دور شروع ہوا انہوں نے بھی صفات باری کا انکار کیا۔ پھر خدا کے کلام کرنے سے انکار کیا وکلم اللہ موسیٰ تکلیما کی تاویل کی کہ خدا نے صفت کلام پیدا کی اور کہا کہ خدا نے جس طرح اور تمام چیزیں پیدا کی ہیں اسی طرح صفت کلام بھی پیدا کی ہے لہٰذا قرآن مخلوق ہے۔ معتزلہ مامون پر مسلط ہو گئے اور اس کے دماغ میں یہ بات بٹھا دی کہ نصاریٰ نے حضرت مسیح کو کلمۃ اللہ کہہ کر ہی خدا کا شریک قرار دیا تھا لہٰذا قرآن کو کلام اللہ غیر مخلوق کہنے سے بھی لوگ خدائی میں شرک کرنے لگیں گے۔ مصری علماء میں سے بشر بن غیاث بھی ان کی طرف مائل ہو گئے تھے جو امام ابو یوسف کے شاگرد تھے اور امام ابو یوسف نے ان کو سمجھانے کی سعی کی جب وہ نہ مانے تو اپنی مجلس سے نکال دیا۔

معتزلہ کی تحریک اگرچہ ہارون رشید کے زمانہ میں شروع ہو گئی تھی مگر وہ ان سے متاثر نہ ہوا تھا بلکہ بشر کے بارے میں شکایت پہنچی تو اس کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ اس کے دور میں وہ روپوش ہو گیا تھا۔

علماء میں سے احمد بن ابی داؤد معتزلی پر بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اس نے ہی مامون کو خلق قرآن کے مسئلہ میں بے حد متشدد پسند بنا دیا تھا اور کہا جاتا ہے کہ سب حکام اسی کے اشارے پر دیئے جاتے تھے جس کو مامون نے اپنا وزیر و مشیر بھی بنا لیا تھا۔ مامون نے تمام علماء و محدثین پر داروگیر کا سلسلہ اپنے نائب اسحٰق بن ابراہیم کے ذریعہ قائم کیا تھا جو بغداد میں رہتا تھا۔ اس نے امام احمد کو بلا کر پوچھا کہ قرآن کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ امام احمد نے کہا قرآن کلام الٰہی ہے۔ اسحٰق نے کہا کیا وہ مخلوق ہے؟ امام احمد نے کہا وہ کلام الٰہی ہے اور میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہتا۔ اسحٰق نے کہا کہ خدا کے مشابہ تو کوئی نہیں ہو سکتا۔ امام احمد نے کہا کہ میں بھی لیس کمثلہ شیء وھو السمیع البصیر مانتا ہوں۔ اسحٰق نے کہا خدا کے سمیع و بصیر ہونے کے کیا معنی ہیں۔ امام احمد نے کہا اس نے جیسا اپنا وصف بیان کیا ہے ویسا ہی ہے۔ اسحٰق نے کہا اس کے کیا معنی ہو سکے؟ امام احمد نے کہا میں نہیں جانتا

Marfat.com

بس وہ ویسا ہی ہے جیسا اس نے اپنا وصف بیان کیا۔

اسحٰق نے اور لوگوں کے جوابات کے ساتھ امام احمد کا بیان بھی قلمبند کر کے مامون کے پاس بھیجدیا جس کے جواب میں مامون نے لکھا کہ احمد کو بتا دو کہ امیر المومنین اس کے مفہوم ومنشا سے پوری طرح واقف ہیں۔ اس مسئلہ میں وہ اس کے جاہلانہ عقیدہ سے مطلع ہوئے اس کا خمیازہ بہر حال اُسے اٹھانا پڑے گا۔ اور اسی طرح دوسرے علماء کو بھی تخویف وتہدید کی جنہوں نے خلق قرآن کا عقیدہ تسلیم نہیں کیا تھا ان کے لئے تعذیب کا حکم بھیجدیا چنانچہ ایسے سب حضرات پر خوب ظلم وستم کئے گئے اور جو لوگ ضعیف الجسم کے تھے وہ ان مظالم کی تاب نہ لاکر شہید ہوگئے۔ امام احمد باقی رہے جو برابر کوڑے کھاتے رہے اور محبوس رہے، مامون کے بعد معتصم باللہ کا دور آیا جو علم سے بھی کورا تھا اس نے تمام اختیارات احمد بن ابی داؤد کو سپرد کر دیئے۔ معتصم نے دربار میں بلا کر امام احمد کو سمجھانے کی سعی کی مگر لاحاصل سختیاں بھی کیں، جب دیکھا کہ امام احمد کسی طرح نہیں مانتے تو حیلہ سے رہا کر کے بھی دیا گیا معتصم کے بعد واثق باللہ کا دور آیا تو امام احمد کے پاس لوگوں کے آنے جانے کی ممانعت کر دی گئی اور وہ گھر میں ہی بطور نظر بند رہنے لگے حتی کہ نماز وغیرہ کے لئے بھی گھر سے باہر نہیں نکلتے تھے۔

واثق کے بعد امام احمد کا ابتلائی دور ختم ہو گیا جو تقریباً پانچ سال یعنی ۲۳۲ھ تک جاری رہا تھا اور وہ درس وتحدیث کی مسند پر رونق افروز ہوئے۔ پہلے بھی اشارہ ہو چکا کہ اس ابتلاء میں نہ صرف امام احمد ہی ماخوذ تھے بلکہ دوسرے علماء حق بھی تھے متعدد شہروں سے فقہاء ومحدثین گرفتار ہو کر آتے اور سختیاں جھیلتے تھے چنانچہ فقیہ مصر [illegible] بھی [illegible] خلق قرآن [illegible] اور حالت قید ہی میں وفات پائی۔ نعیم بن حماد بھی [illegible] وفات پائی اور بہت سے [illegible] ساتھ ہی جو گرفتار ہوئے تھے مظالم کی تاب نہ لاکر شہید ہو چکے تھے۔ بہر حال امام احمد نے [illegible] استقلال وعزیمت [illegible] ادا کیا وہ قابل تقلید شاہکار رہے۔

تصانیف:۔ امام احمدؒ کی مشہور ومقبول ترین تالیف آپ کی مسند ہے جس میں کچھ زیادات آپ کے صاحبزادے عبد اللہ نے اور کچھ راوی مسند مذکور ابو بکر قطیعی نے کئے ہیں۔ مسند مذکور ۱۸ مسندوں پر مشتمل ہے۔ مسند مذکور کو امام احمد نے بطور بیاض جمع کیا تھا ترتیب نہیں دی تھی۔ یہ خدمت شیخ عبد اللہ مذکور نے انجام دی جس میں بہت سی اغلاط بھی ہو گئیں۔ اصفہان کے بعض محدثین نے اس کو ترتیب الواب پر بھی مرتب کیا تھا مگر وہ شائع نہ ہو سکا۔ البتہ اب مصر سے "الفتح الربانی" کے نام سے فقہی ابواب کی ترتیب مع حواشی کے تقریباً ۲۳-۲۴ سال سے زیر طبع ہے غالباً ۲۳ حصے طبع ہو چکے ہیں اور ۲-۳ حصے مزید طبع ہوں گے انشاء اللہ۔ امام احمد نے اس مسند کو ۷½ لاکھ احادیث سے منتخب کر کے تالیف کیا [illegible] چالیس ہزار ورنہ تیس ہزار احادیث ہیں۔ امام احمد نے یہ بھی فرمایا کہ اس کتاب کو معیار ومرجع بنایا [illegible] میں نہ ہو اس کو غیر معتبر سمجھا جائے۔ مگر شاہ عبد العزیز صاحب نے بستان میں فرمایا کہ اس [illegible] احادیث ہو سکتی ہیں جو درجہ شہرت یا تواتر معنی کو نہیں پہنچیں ورنہ ایسی احادیث مشہورہ صحیحہ [illegible] ابو زرعہ کا بیان ہے کہ امام احمد کو دس لاکھ احادیث زبانی یاد تھیں۔ امام احمد کی دوسری تصانیف یہ ہیں۔

ایک [illegible] تفسیر، کتاب الزہد، کتاب الناسخ والمنسوخ [illegible] کتاب المناسک الصغیر، کتاب حدیث شعبہ

[illegible]

Marfat.com

کتاب فضائل صحابہ، کتاب مناقب صدیق اکبر و حسنین رضی اللہ عنہم - ایک کتاب تاریخ میں، کتاب الاشربہ

ثنائے اماثل: - اسحٰق بن راہویہ کا قول ہے کہ امام احمد اس زمین پر اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان بطور حجت ہیں۔ امام شافعی نے فرمایا کہ میں بغداد سے نکلا تو اس میں امام احمد سے زیادہ اورع، اتقی، افقہ و اعلم نہیں چھوڑا - ابو داؤد سجستانی نے فرمایا کہ امام احمد کی مجلس آخرت کی مجلس تھی اس میں کوئی بات دنیا کی نہیں ہوتی تھی۔

حسن بن العزیز کے پاس ورثہ میں ایک لاکھ اشرفی مصر سے آئیں - انھوں نے تین تھیلیاں ایک ایک ہزار کی امام احمد کی خدمت میں بھیجیں اور کہا کہ یہ حلال و طیب مال ہے اس سے اپنی ضرورتوں میں مدد لیجئے - امام احمد نے اُن کو واپس کر دیا کہ میرے پاس بقدر ضرورت کافی ہے - عبد الرحمٰن بن احمد کا بیان ہے کہ میں اپنے والد کو اکثر یہ دعا کرتے ہوئے سنتا تھا کہ یا اللہ جس طرح آپ نے میری پیشانی کو اپنے غیر کے سجدہ سے بچایا اسی طرح اپنے غیر کے سوال سے بھی اس کو بچائیے۔

فقہ حنبلی کے پانچ اصول: - (۱) کسی مسئلہ کے متعلق نص صریح موجود ہو تو کسی کی مخالفت کی پرواہ کئے بغیر اس نص پر عمل کرنا چنانچہ مبتوتہ کے لئے امام احمد کے نزدیک فاطمہ بنت قیس کی حدیث کی وجہ سے نفقہ و سکنی دونوں واجب نہیں امام مالک و امام شافعی کے نزدیک سکنی ہے نفقہ نہیں - امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ نفقہ و سکنی دونوں واجب ہیں - کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فاطمہ کی مروی یہ حدیث کو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کی مخالفت کی وجہ سے رد کر دیا تھا - معلوم ہوا کہ ایسی جگہ خبر واحد پر عمل درست نہ ہوگا جہاں اس کی وجہ سے کتاب اللہ و سنت مشہورہ کا ترک لازم آئے - اور یہی اصول حنفیہ کا ہے جس کی تائید حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول مذکور سے بھی ہو رہی ہے۔

(۲) فتاویٰ صحابہ کی حیثیت حتی کہ حافظ ابن قیم نے تصریح کی کہ امام احمد کے نزدیک فتاویٰ صحابہ کی اہمیت حدیث مرسل سے بھی زیادہ تھی - اسحٰق بن ابراہیم نے امام احمد سے دریافت کیا کہ آپ کو صحیح مرسل حدیث زیادہ محبوب ہے یا صحابی کا صحیح اثر؟ فرمایا صحابی کا صحیح اثر

(۳) جس مسئلہ میں صحابہ کا اختلاف ہو اس میں جس کا قول کتاب و سنت سے قریب ہو اسی کو اختیار کرنا - یہی مسلک امام ابو حنیفہ کا ہے

(۴) ضعیف و مرسل حدیث کو قیاس پر مقدم رکھنا - یہی اصول احناف کا بھی ہے۔

(۵) قیاس کا استعمال صرف اس وقت کرنا جب کسی مسئلہ میں کوئی منصوص حکم نہ ملے یہی اصول احناف کا بھی ہے۔

امام احمد اور ائمۂ احناف: - جیسا کہ ابتدا میں ذکر ہوا امام احمد ائمہ احناف کی طرف کامل میلان رکھتے تھے اور ان کی شاگردی کی ہے مگر جب وہ فقہ و استنباط احکام سے کچھ زیادہ خوش نہ رہتے اور بعض مسائل سے بھی رجوع کیا بلکہ روایت حدیث سے بھی تورع اختیار کر لیا تھا - پھر ان کے دور میں حنفی قضاۃ کے رویہ کی وجہ سے بدمزگی پیدا ہوئی ہوگی اس لئے اسی دور میں ائمہ احناف کے بارے میں کچھ باتیں ایسی فرمائیں جو ابتدائی دور کے اقوال سے مختلف تھیں مگر پھر آخر میں بھی امام ابو حنیفہ وغیرہ کے بارے میں اچھی رائے کا اظہار فرماتے تھے جیسا کہ ان کے شاگرد سے ابوالورد نے اپنی کتاب اصول الدین میں ذکر کیا اور اسی کو علامہ سلیمان بن عبد القوی الطوفی حنبلی نے بھی شرح مختصر الروضہ میں نقل کیا یہ کتاب مکتبہ ظاہریہ دمشق میں موجود ہے - (بلوغ الامانی ص۵۲)

ترجمہ کتاب استاذ محمد ابو زہرہ "امام احمد بن حنبل" (نشائع کردہ مکتبہ سلفیہ لاہور) ص۳۰۰ پر جو یہ لکھا گیا ہے کہ "امام احمد باوجود غیر معمولی فقہی شغف کے فقہائے عراق مثلاً امام ابو حنیفہ اور ان کے تلامذہ کے نتائج فکر سے متفق نہیں تھے" اس سے ہمیں اتفاق نہیں کیونکہ امام

Marfat.com

احمد فرماتے تھے کہ جس قول پر امام ابوحنیفہ امام ابو یوسف و امام محمد متفق ہو جائیں تو پھر کسی کی مخالفت کی پرواہ نہ کرنی چاہیے۔
اسی طرح کتاب مذکور میں امام احمد کے اساتذہ میں امام ابو یوسف کو کوئی خاص مقام نہیں دیا گیا حالانکہ سب سے پہلے امام احمد ان ہی کی خدمت میں رہ کر تین سال حدیث و فقہ حاصل کرتے رہے اور بقدر تین الماریوں کے ان کے پاس سے کتابیں لکھیں اور امام ابو یوسف کو آثار و حدیث کا سب سے بڑا عالم بھی کہتے تھے۔ ص۳۴۵ میں امام ابوحنیفہ کی طرف خبر واحد صحیح پر قیاس کو ترجیح دینے کی نسبت بھی صحیح نہیں ہے اسی طرح اور بھی قابل تنقید امور ہیں۔ ولذکرہ محل آخر ان شاء اللہ

فقہ حنبلی کے تفردات

بطور نمونہ بعض تفردات بھی ذکر کئے جاتے ہیں تاکہ ناظرین کو بصیرت ہو۔
(۱) جس برتن میں کتا منہ ڈال دے اس کو سات مرتبہ دھو کر آٹھویں مرتبہ مٹی سے مانجھا جائے۔ دوسرے ائمہ اس کے قائل نہیں ہیں۔ (۲) دوسری نجاستوں کو پاک کرنے میں بھی امام احمد کا راجح قول یہی ہے کہ سات مرتبہ دھونا ضروری ہے دوسرے ائمہ تین بار کافی سمجھتے ہیں۔ (۳) اگر کسی شخص کے پاس دو برتن ہوں ایک پاک پانی ہو اور دوسرے میں نجس پھر ان میں شک ہو جائے کہ کون سا پاک ہے تو دونوں پانی کو پھینک کر تیمم کرنا چاہیے۔ امام ابوحنیفہ و شافعی تحری کرتے ہیں مالکی کہتے ہیں کہ دونوں سے وضو کرکے نماز پڑھے۔ (۴) مشرکوں کے برتن نجس ہیں بغیر پاک کئے ان کا استعمال جائز نہیں۔ دوسرے ان کو نجس نہیں سمجھتے۔
(۵) نیند سے اٹھ کر ہاتھ دھونا واجب ہے، دوسرے ائمہ مستحب کہتے ہیں۔ (۶) وضو میں مضمضہ و استنشاق فرض ہے دوسرے ائمہ مستحب کہتے ہیں
(۷) اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے [illegible] دوسرے ائمہ [illegible] نہیں [illegible]

ائمہ اربعہ کے ابتلاؤں پر ایک نظر

ان میں امام ابوحنیفہ سب سے پہلے [illegible] [illegible]
میں کہ [illegible] [illegible]
اختلاف ہی کا نتیجہ تھا۔ [illegible]
غلط کاریوں کے باعث [illegible] امام صاحب [illegible]
علمی و دینی منصب اور [illegible] میں [illegible] مقبولیت [illegible]
بنا لیا گیا۔ امام صاحب کے کوڑے کھائے، قید و بند کی مصیبت ہی [illegible] گیا۔
[illegible] میں [illegible] منصور نے قاضی القضاۃ کا عہدہ پیش کیا [illegible] آپ کے [illegible]
کہ اس عہدہ کے لئے وہ شخص موزوں ہو سکتا ہے جس کا اتنا بڑا اقتدار [illegible] آپ پر [illegible] اور [illegible]
احکام نافذ کر سکے اور میں ایسا نہیں ہوں [illegible] خلیفہ نے کہا کہ اگر [illegible] ہے تو آپ جو [illegible]
تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ سے زیادہ [illegible] اور [illegible] نہیں کیونکہ [illegible]
یہ ہے کہ آپ [illegible] میں [illegible] بھی مستحق نہیں [illegible]
صاحب کے [illegible] اور [illegible] کوڑے [illegible] آپ کے [illegible]
صاحب نے پھر [illegible] فرمایا کہ میں اس عہدہ کے لائق [illegible] خلیفہ تو اور غصہ [illegible]
فرمایا کہ اب تو آپ نے خود ہی فیصلہ [illegible] ہوں [illegible] کو ایسا [illegible]

Marfat.com

نے حلف اٹھایا کہ آپ کو یہ عہدہ ضرور قبول کرنا پڑے گا۔ امام صاحب نے فوراً ہی جوابی حلف اٹھایا کہ میں ہرگز قبول نہیں کروں گا۔ وزیر دربار نے امام صاحب کو توجہ دلائی کہ آپ امیر المومنین کے مقابلہ میں ان کے حلف پر حلف اٹھا رہے ہیں ایسا تو نہ کیجیے! امام صاحب نے بڑے اطمینان قلب کے ساتھ فرمایا کہ میں نے غلطی نہیں کی۔ اگر امیر المومنین چاہیں تو وہ مجھ سے زیادہ سہولت سے کفارۂ حِنث ادا کرنے پر قادر ہیں۔ گویا سرِ دربار ہی یہ بھی کہہ ڈالا کہ اگر خلیفہ چاہے تو حلف کے خلاف کرے، میں اپنے حلف کے خلاف کرنے والا نہیں ہوں۔

اللہ اکبر! یہ تھی جرأتِ ایمانی اور قوتِ قلب جس کی نظیر مشکل سے ملے گی۔ کتب تاریخ میں ہے کہ امام صاحب کی اس جرأت و بیباکی پر تمام درباری حیرت زدہ تھے۔ چنانچہ اسی مجلس میں اسی وقت خلیفہ کے چچا عبد الصمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس نے خلیفہ کو آگے قدم بڑھانے سے روکا اور کہا کہ یہ آپ کیا غضب کر رہے ہیں؟ ابھی آپ کے مقابلہ پر ایک لاکھ تلواریں میانوں سے نکل کر آجائیں گی۔ یہ معمولی شخص نہیں ہے یہ فقیہ عراق ہے یہ تمام اہل مشرق کا پیشوا ہے۔ اس پر خلیفہ نے بھی معاملہ کی نزاکت کا احساس کیا، اس کی تلافی کے لیے ہر کوڑے کے مقابلہ میں ایک ہزار درہم کا حساب کرکے تیس ہزار درہم امام صاحب کی خدمت میں بطور معذرت و اظہار افسوس پیش کیے عبد العزیز کہتے ہیں کہ اس وقت روپیہ بہت کم تھا اور گویا اس وقت کا ایک روپیہ آج کے ایک سو روپیہ کے برابر تھا یعنی تیس ہزار تیس لاکھ کے برابر تھے مگر جس وقت یہ عظیم القدر رقم امام صاحب کے سامنے لائی گئی تو اس کو ٹھکرا دیا۔ کسی نے عرض کیا کہ لیکر صدقہ کر دیجیے گا تو ناراض ہو کر فرمایا کیا ان لوگوں کے پاس کوئی حلال کی کمائی ہے، کیا ان کے پاس کچھ حلال طیب مال ہے کہ میں اُس کو لیکر فقراء کو دیدوں یعنی ایسے مال کا صدقہ بھی درست نہیں۔

ملوک و امراء کے ہدایا و تحائف ہمیشہ اسی جرأت سے رد کر دیتے تھے اور اسی طرح عہدہ قضا کو بھی بار بار ٹھکرایا ہے اور بالآخر قید و بند کو بھی گوارا کیا۔ جیل میں حکم تھا کہ ہر روز دس کوڑے آپ کے مارے جائیں مگر آپ نے انکار کیا پھر ایک سو کوڑوں کا حکم ہوا اس پر بھی وہی انکار رہا۔ دس دس روز تک کھانے پینے سے روکا گیا۔ یہ بھی ایک روایت ہے کہ زہر کا پیالہ پیش کیا گیا۔ آپ نے پہچان کر پینے سے انکار کیا کہ خودکشی کا شائبہ ارتکاب نہ ہو مگر اس کے پینے پر مجبور کیا گیا اور منھ میں ڈال دیا گیا۔ جب وفات کا وقت قریب ہوا تو سجدہ میں گر گئے اور تقریباً تین سال کی قید کے بعد اسی جیل کی چہار دیواری میں واصل بحق ہوئے۔

قاضی حسن بن عمارہ نے (جو آپ کے عاشق و محب صادق تھے) آپ کو غسل دیا اور انھوں نے ہی نماز جنازہ پڑھائی۔ خطیب نے نقل کیا ہے کہ لوگ بیس روز تک آتے اور نماز پڑھتے رہے۔ خلیفہ بھی جنازہ پر حاضر ہوا اور اپنے کیے پر سخت افسوس کرنے لگا۔ پہلی بار نمازیوں کی تعداد پچاس ہزار تھی۔ لیکن لوگ آتے رہے یہاں تک کہ چھ بار نماز ہوئی۔

درحقیقت انھوں نے حکومت سے باہر رہ کر بادشاہوں سے زیادہ بادشاہی کی۔ پھر ان کی آنکھیں دیکھنے والے تربیت یافتہ حضرات نے بھی اسی طرح بادشاہی کی جیسا کہ امام ابو یوسف اور امام محمد کے واقعات اس پر شاہد ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

یہ وہ دور تھا کہ منصب قضا وغیرہ کے لیے بہت سے لوگ دل و جان سے آرزو کرتے تھے ایک تنہا امام صاحب ہیں جو بار بار مناصب خلافت کو ٹھکرا کر مصیبتوں کا پہاڑ سر پر اٹھاتے ہیں۔ امراء و ملوک کے ہدایا و تحائف کبھی قبول نہیں کرتے تھے اور اگر کبھی کسی مصلحت یا احباب کے زور دینے پر قبول کیا تو بدستور امانت رکھوا دیئے کہ مرنے کے بعد واپس کر دیئے جائیں۔ اور واپس کیے گئے۔

کہا گیا ہے کہ امام صاحب مالدار تھے اس لئے ان کے ہدایا قبول نہ کرتے تھے اور امام احمد نادار ہونے کے باوجود قبول نہ کرتے تھے

Marfat.com

لیکن اس طرح موازنہ کرنے والوں نے یہ نہیں دیکھا کہ امام صاحب نے قید و بند کے زمانہ میں بھی اپنی خورونوش کے لئے ایک پیسہ حکومت یا کسی مالدار سے نہیں لیا بلکہ اس ناداری کے وقت بھی کوفہ سے اپنے خرچ کے لئے گھر سے منگاتے تھے حتیٰ کہ ایک دفعہ روپے پہنچنے میں دیر ہوئی تو اپنے صاحبزادہ کو شکایت کہلائی کہ میرا خرچ معمولی ستو وغیرہ کا ہے اس کے بھیجنے میں بھی تم بخل کرتے ہو۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام صاحب بہت کم خوراک اور معمولی خوراک کے عادی تھے۔

غرض امام صاحب نے گھر کی راحت و عیش اور عزت کی زندگی چھوڑ کر مناصب حکومت کو ٹھکرایا اور مصائب و ذلتیں برداشت کیں مال و دولت کو چھوڑ کر اولاد کے چند دراہم بھیجنے پر زندگی بسر کی جس پر امام احمد خود فرمایا کرتے تھے کہ انھوں نے وہ مقام حاصل کیا جس کو حاصل کرنے کی دوسرے ہوس نہیں کرسکتے۔ امام احمد کا ابتلاء یقیناً بہت بڑا ہے اور ان کی ثابت قدمی بھی بے نظیر ہے مگر ان کے ساتھ اور بہت سے علماء و مشائخ شریک ابتلا تھے اور نہ صرف امام احمد اس وقت مصائب کا شکار ہوئے تھے بلکہ دوسرے بعض وہ بھی تھے جو کہ مصائب کی تاب نہ لاکر شہید ہوئے اور کچھ جیل میں فوت ہوئے۔

دوسرے خلق قرآن کا مسئلہ تھا بھی اسی قدر اہم کہ معتزلہ کے غلط نظریہ کے مقابلہ پر تمام اہل حق کو ایک صف میں کھڑا ہونا ہی چاہیے تھا۔ اس لئے امام احمد اور دوسرے حضرات نے جو کچھ قربانیاں دیں وہ وقت کے اہم وظیفہ کی ادائگی کے مرادف ہیں۔ البتہ امام صاحب نے جن نظریات کے ماتحت ایک جائز امر کے قبول سے انکار کرکے بڑی بڑی تکالیف اٹھائیں اور پھر جیل ہی کی زندگی میں وفات پائی وہ تنہا میدان میں آئے اس لئے ان کی قربانی نمبر اول پر آجاتی ہے۔ دوسرے درجہ میں امام احمد اور ان کے ساتھ دوسرے شریک ابتلا ہیں تیسرے نمبر پر امام مالک ہیں کہ انھوں نے بھی حکومت وقت کی ناراضی کی پرواہ کئے بغیر کلمۂ حق کہا اور تکالیف برداشت کیں۔ چوتھے نمبر پر امام شافعی کا ابتلاء ہے کہ یمن سے گرفتار ہوکر بغداد لائے گئے مگر امام محمد وغیرہ کی کوشش سے بری ہوگئے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

امام احمد کے واقعۂ ابتلاء کو بعض اہل قلم نے بہت بڑھا چڑھا کر [illegible] کمال بناکر نہایت دلکش و موثر انداز میں پیش کیا ہے۔ اس طرح سے امام صاحب کے واقعہ ابتلاء کو آج تک [illegible] پیش کرنے کا حوصلہ نہیں کیا۔ ہم نے بھی یہی بات زیادہ پسند کی کہ سادے و مختصر انداز میں دونوں بزرگوں کے حالات لکھنے پر اکتفا کریں۔ موازنہ و محاکمہ کی ذمہ داری اگر ناظرین کرام خود سنبھالیں گی تو زیادہ اچھا ہے۔ واللہ المستعان

نطق انور

یعنی ملفوظات گرامی حضرت امام العصر مولانا محمد انور شاہ صاحب [illegible]

مرتب "انوار الباری شرح اردو صحیح بخاری" نے حضرت کے جو ملفوظات [illegible] تھے اور ان کا کچھ حصہ ماہنامہ "نقش" دیوبند میں ۱۲، ۱۳ [illegible] کتابی صورت میں لکھوایا جا رہا ہے جن کا حصہ اول تقریباً دو صفحے [illegible] قریب شائع ہو جائے گا [illegible] اعلیٰ کاغذ و طباعت، قیمت دو روپے علاوہ محصول ڈاک

مکتبۂ ناشر العلوم۔ دیوبند، یوپی

Marfat.com

تدوینِ فقہ حنفی

امام اعمش سے اگر کوئی مسئلہ پوچھتا تو فرماتے کہ ابو حنیفہ کے حلقہ میں جاؤ۔ وہاں جو مسئلہ پیش ہوتا ہے اس پر وہ لوگ یہاں تک غور کرتے ہیں کہ وہ روشن ہو جاتا ہے۔ اس موقعہ پر اگر یہ دعویٰ کیا جائے کہ جتنی حدیثیں ممالک اسلامیہ میں پہنچی تھیں وہ سب امام صاحب کے اجتہاد کے وقت موجود تھیں تو بے موقع نہیں بلکہ بعض محدثین نے تو صاف کہہ دیا کہ صحابہ کا کل علم امام صاحب اور ان کے اصحاب میں موجود تھا جس سے ثابت ہے کہ فقہ حنفی سے کوئی حدیث خارج نہ رہی۔

حضرت شاہ صاحبؒ کی رائے گرامی: حضرت علامہ کشمیریؒ فرمایا کرتے تھے کہ حنفیہ کی اکثر جزئیات احادیث کے ماتحت نکلینگی بخلاف دیگر مذاہب کے کہ ان کے یہاں تخصیصات زیادہ ہیں اسی لئے حنفیہ کا مذہب زیادہ اسعد ہے"۔ اسی وجہ سے اکابر محدثین نے ان کے اقوال پر فتویٰ دیئے اور ان کے فقہ کی توثیق کی۔ علامہ کردری نے مناقب میں ابن جریج کا قول نقل کیا ہے کہ ما افتی الامام الا من اصل محکم امام صاحب کا ہر فتویٰ ایک اصل محکم پر مبنی ہے یعنی قرآن و حدیث پر۔

امام صاحب کے شیوخ: امام اعظم نے چار ہزار شیوخ سے احادیث حاصل کیں اور عبداللہ بن مبارک نے بھی چار ہزار شیوخ سے حاصل کیں جو امام صاحب کی مجلس کے بڑے رکن تھے اور آخر تک امام صاحب ہی کے پاس حاضر باش رہے۔ پھر اصحاب امام میں سے جو حضرات تدوین فقہ کی مجلس کے ارکان خصوصی تھے ان میں سے بقول امام وکیع حفص بن غیاث، یحییٰ بن ابی زائدہ، حبان بن علی اور مندل تو خاص طور پر حدیث میں ممتاز تھے۔ پھر صدہا محدثین ہر ملک سے حدیث کے ذخائر حاصل کر کے آتے تھے اور امام صاحب کی خدمت میں حدیث و فقہ وغیرہ کی تحصیل کے لئے موجود رہتے تھے۔

امام صاحب کے دور میں حدیث: اس طرح خیال کیجئے کہ امام صاحب کے پاس تدوین فقہ کے طویل زمانہ میں لاکھوں احادیث رسول و آثار صحابہ و تابعین کا ذخیرہ بہترین اسناد سے ہر وقت موجود رہتا تھا۔ یہ بھی واضح ہو کہ جتنا زمانہ گذرتا گیا اور عہد رسالت سے بعد ہوتا گیا علم میں کمی آتی گئی صحابہ کے زمانہ میں جس قدر علم تھا وہ تابعین کے عہد میں نہ رہا اور اسی طرح انحطاط ہوا۔

امام صاحب کے زمانہ کا علم: امام صاحب کے زمانہ میں جس درجہ کا علم تھا اور جیسے جیسے جلیل القدر محدثین و فقہا تھے وہ بعد کو نہیں ہوئے دیکھئے! امام احمد کو محدثین نے آٹھویں طبقہ میں لکھا ہے ان کو ساڑھے دس لاکھ احادیث پہونچی تھیں، امام بخاری نویں طبقے میں ہیں اور ان کو صرف چھ لاکھ پہونچیں صرف ایک طبقہ کے ہی تقدم و تاخر سے اتنا فرق ہو گیا کہ ۴ لاکھ احادیث کم ہو گئیں۔ یہ اس کے باوجود ہے کہ امام بخاری امام احمد کے شاگرد ہیں جنہوں نے ساڑھے سات لاکھ احادیث سے مسند احمد کو مرتب کیا ہے اور امام احمد کے علاوہ ایک ہزار شیوخ امام بخاری کے اور تھے تو گویا ان سب سے حاصل شدہ احادیث امام بخاری کے پاس صرف ۶ لاکھ تھیں۔ اسی سے قیاس کر لیجئے کہ امام صاحب پانچویں طبقہ میں تھے انکو خود کتنی احادیث چار ہزار اساتذہ سے پہونچی ہونگی جبکہ امام بخاری کو ایک ہزار سے بھی اساتذہ سے ۶ لاکھ پہونچیں۔

تعصب سے قطع نظر: اب تعصب سے دور ہو کر امام صاحب اور امام بخاری کے علم کا موازنہ کیا جائے تو صاف واضح ہو گا کہ خود امام صاحب کے پاس ابتدائی سعی سے احادیث کا ذخیرہ اور وہ بھی بدرجہا زیادہ صحت و قوت کے ساتھ امام احمد اور امام بخاری وغیرہ سے بہت زیادہ تھا

Marfat.com

اور جو اُن کے پاس محدثین کبار کے اجتماعِ عظیم کے باعث جمع ہو گیا تھا اُس کو بھی ملا لیا جائے تو کتنی عظیم القدر چیز بن جاتی ہے پھر جبکہ یہ بھی دیکھا جائے کہ وہ حضرات جو امام صاحب کے گرد جمع ہوئے تھے وہ مابعد کے تمام محدثین امام احمد، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابوبکر بن ابی شیبہ وغیرہ وغیرہ کے شیوخ حدیث بھی تھے

حضرت ابن مبارک: یہی وجہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک نے جن کو سب ہی محدثین نے بالاتفاق امیر المومنین فی الحدیث کا لقب دیا۔ امام صاحب کو امام اعظم کا لقب حدیث دانی ہی کی وجہ سے دیا تھا۔

امام صاحب کے مناظرے: امام صاحب نے اپنے وقت کے بڑے بڑے محدثین سے مناظرے کیے اور غالب آئے یہ بھی ان کے غیر معمولی طور پر حدیث دانی پر دلیل ہے۔ اسی طرح دور دور سے بڑی بڑی تعداد میں محدثین آ کر امام صاحب کے حلقۂ درس میں شریک ہوتے تھے اس سے بھی ان کا محدثِ اعظم ہونا عیاں ہے۔ اس زمانہ میں بڑی اہمیت علم حدیث ہی کی تھی اور جو اس میں ناقص ہوتا وہ محدثین کا مرجع نہیں بن سکتا تھا۔

مجلس تدوین فقہ کا طریق کار: تدوین فقہ کی مجلس میں جب مسائل پر بحث ہوتی تھی تو سب شرکاء حصہ لیتے تھے جن میں بڑے بڑے محدثین بھی تھے اور سب کے آخر میں امام صاحب ہی محاکمہ کر کے قول فیصل ارشاد فرماتے تھے۔ یہ بات بھی آپ کے علم میں اور خصوصاً حدیث میں امتیازِ خاص بتلاتی ہے۔

پھر امام صاحب اپنے وقت کے مفتی اعظم تھے اور مشکلات نوازل میں اُن ہی کا قول آخر تھا۔ بغیر عظیم الشان سرمایہ حدیث کے فتویٰ دینا اور وہ بھی اس دور میں کہ قدم قدم پر جلیل القدر محدثین بیٹھے ہوئے تھے، ناممکن تھا۔

افتاء کا حق: امام احمد سے کسی نے سوال کیا تھا کہ فتویٰ دینے کے لیے کیا ایک لاکھ حدیثیں کافی ہیں؟ فرمایا نہیں، وہ شخص بڑھاتا گیا یہاں تک کہ اس نے پانچ لاکھ کہا تو فرمایا کہ میں امید کرتا ہوں کہ اتنی حدیثیں کافی ہو جائیں گی۔ اس اعتبار سے امام صاحب نے فتویٰ کیلئے بھی کم سے کم پانچ لاکھ احادیث تو بقول امام احمد ضرور رہوں گی جبکہ اُن کے اقوال و فتاویٰ [illegible]

اہم نقطۂ فکر: ایک بہت ضروری و اہم بات یہاں یہ بھی کہنی ہے کہ پانچ لاکھ یا سات لاکھ کی تعداد امام احمد کے وقت تک حدیث کے تعددِ طرق و کثرتِ اسناد کے باعث ہو گئی تھی کہ حسب تصریح حضرت شاہ ولی اللہ [illegible] ان کے وقت میں ایک ایک حدیث کے سو سو طریقے متن و سند کے اختلاف سے ہو گئے تھے اور ظاہر ہے کہ یہ چیز امام صاحب وغیرہ کے سامنے دور میں نہ تھی [illegible] گیا طرق حدیث بھی بڑھتے گئے۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ حضرت صدیق اکبر کا دور چونکہ عہد رسالت سے قریب تھا [illegible] پہلی امتوں کی طرح اصل کتاب کی اہمیت کم ہو جائے۔ پھر حضرت عمر کا دور آیا اور اسلام [illegible] بڑی شدت کے ساتھ سامنے آئی [illegible] اور اس کی تکمیل بغیر احادیث و آثار ناممکن تھی اس لئے حضرت عمر نے ضرورت حدیث کا احساس کیا تاہم اس خیال سے کہ لوگ روایت میں بے احتیاطی نہ کریں اس پر سختی کی کہ کوئی شخص بغیر پورے اطمینان و تحقیق کے کوئی روایت بیان نہ کرے۔ اسی لئے بعض اوقات گواہ تک طلب کرتے تھے۔

اس روک تھام کے ساتھ اور اس لئے بھی کہ وہ دور اخیار و اتقیاء کا تھا، روایات کا سلسلہ محتاط اور کم رہا۔ پھر تابعین کا دور آیا

Marfat.com

اور اسلامی فقہ کی ضرورت کا احساس بڑھا تو روایات میں اور اضافہ ہوا اور لوگوں میں اخذ و نقل روایات کا رجحان ترقی پذیر ہوا۔ تاہم یہ دور بھی خیر القرون میں تھا اور لوگ صدق و دیانت کے شیدائی تھے اس لئے روایات کا دائرہ عدول و ثقات تک ہی رہا۔

لہٰذا امام احمد کے زمانہ کی پانچ لاکھ احادیث کو امام صاحب کے زمانہ کی پانچ ہزار کے برابر سمجھنا چاہیئے۔ اس سے اس زمانہ کے بعض جاہل عالموں کی اس بات کا جواب ہو گیا جو کہا کرتے ہیں کہ متاخرین کو لاکھوں احادیث پہونچی ہیں جو مجتہدین کو نصیب نہیں ہوئیں اس لئے کہ لاکھوں حدیثیں پہونچنا تو مسلّم ہے مگر وہ حدیثیں وہی تھیں جو مجتہدین کے پاس بھی تھیں، وہی اسنادوں کی کثرت اور متون کے اختلاف سے لاکھوں بن گئیں ورنہ ان کو موضوعات کہنا پڑیگا کہ پہلوں کے پاس نہ تھیں اور بعد کو وضع کرلی گئیں۔

اصح ترین متون حدیث:۔ بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ جس قدر صحیح متون احادیث کے قدماء کو ملے تھے وہ سب متاخرین کو قوی و صحیح طریقوں سے نہ پہونچ سکے اور برابر اس میں کمی ہوتی گئی اور کمی ہوتی رہے گی۔ اندازہ کیجئے کہ امام احمد کو ساڑھے سات لاکھ حدیثیں پہونچیں مگر ان کے ارشد تلامذہ امام بخاری کو صرف ۶ لاکھ پہونچیں جبکہ ان کا حافظہ بے نظیر اور سعی حصول حدیث بھی غیر معمولی تھی، اسی طرح پانچویں طبقہ سے نویں طبقہ تک سوچئے۔!

اسی سے یہ بھی کہنا بجا ہے کہ جو ذخیرہ صحیح حدیثوں کا امام صاحب کے پاس تھا وہ امام بخاری تک نہیں پہونچا اور جو ذخیرہ امام بخاری وغیرہ محدثین مابعد کے پاس پہونچا ہے اس سے کہیں زیادہ امام صاحب کے پاس تھا۔

تدوین فقہ کے شرکاء کی تعداد:۔ اسی دور میں امام اعظم کے گرد دُنیائے اسلام کے بہترین محدثین جمع ہو گئے اور امام صاحب نے اپنی غیر معمولی قابلیت و صلاحیت سے کام لیکر تدوین فقہ کی مجلس ترتیب دی جس کے متعین ارکین تو چالیس ہی تھے مگر دوسرے عمدہ محدثین بھی اس سلسلہ میں برابر اعانت کرتے رہتے تھے جس کو میں نے دوسری جگہ نقل کیا ہے۔ اس کے بعد حسب تصریح حدیث صحیح وہ دور آیا جس میں جھوٹ کو فروغ ہونا شروع ہوا لوگوں نے احادیث تک وضع کرنی شروع کر دیں اور اسی لئے جرح و تعدیل کے فن کی ضرورت ہوئی۔ صحیح روایات بیان کرنے والوں میں بھی کثرت روایات کا رجحان بڑھا اور یہی چیز رفتہ رفتہ ترقی کرکے اس حد تک پہونچی کہ بقول حضرت شاہ ولی اللہ صاحب امام احمد کے وقت میں ایک ایک حدیث کی روایت سو سو طریقوں سے ہونے لگی اور محدثین کی اصطلاح میں ایک ہی حدیث الفاظ حدیث کے اختلاف اور روایت کرنے والوں کی کثرت سے بڑھ جاتی ہے مثلاً ایک حدیث کے ایک سو راوی ہوں تو اُن کو ایک سو احادیث گنا جائے گا اور اسی طرح ایک حدیث کا متن والفاظ دس راوی الگ الگ بیان کریں تو وہ ایک نہیں دس حدیثیں گنی جائیں گی۔ اسی سے بعد کے محدثین کے پاس یہ کہا جانے لگا کہ مثلاً امام احمد کے پاس دس لاکھ احادیث تھیں امام بخاری کے پاس ۶ لاکھ تھیں۔ حالانکہ یہ تعداد حدیث کے ابتدائی طبقات کے لحاظ سے بہت کم تھی کیونکہ وہاں نہ تو اتنے زیادہ ایک ایک حدیث کے روایت کرنے والے تھے اور نہ متون کا اس قدر اختلاف تھا۔

اسی لئے جو احادیث مجتہدین امت کو پہونچی تھیں وہ بہ نسبت دور مابعد کے زیادہ قوی اور باوثوق تھیں اور کیا عجب ہے کہ اسی لئے حق تعالیٰ نے تقدم و فوقیت ہی کے لحاظ سے مذاہب اربعہ کو رواج و قبول بخشا ہو اور ان کے بعد کے جو مذاہب ہوئے وہ تھوڑے عرصہ کے بعد ہی ختم ہو گئے۔ یہاں سے مذہب حنفی کی برتری بھی مفہوم ہوتی ہے کہ حسب اعتراف امام سیوطی شافعی وغیرہ امت محمدیہ کا نصف یا دو تہائی حصہ ہر دور میں اسی کا متبع رہا۔ اس کے بعد درجہ بدرجہ باقی تینوں مذاہب حقہ کا رواج و قبول ہوا

Marfat.com

امام اعظم کی جامع المسانید دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن سے دو ضخیم جلدوں میں چھپ کر شائع ہو چکی ہے اس کے رواۃ بیشتر وہ کبار محدثین ہیں جو اصحاب صحاح ستہ کے بھی شیوخ ہیں۔ جامع مسانید میں علامہ خوارزمی نے آخر میں رجال کے تذکرہ میں جا بجا اس پر تنبیہ کی ہے

امام اعظم اور رجال حدیث: پھر امام اعظم نہ صرف محدث اعظم تھے بلکہ ان کے اقوال رجال حدیث کی جرح و تعدیل میں بھی بطور سند مانے جاتے تھے چنانچہ امام ترمذی و حافظ ابن حجر وغیرہ نے کتب حدیث و رجال میں ان کے اقوال پیش کئے ہیں۔

غرض تدوین فقہ کے بانی اعظم امام صاحب کا خود بھی علم حدیث میں نہایت بلند مرتبہ تھا اور فقہی مسائل کے استنباط میں بھی انہوں نے حدیث کی رعایت سب سے زیادہ کی ہے چنانچہ فخر الاسلام بزدوی نے لکھا ہے کہ امام صاحب اور آپ کے اصحاب شرکاء تدوین فقہ حضور سے بھی بہت زیادہ قریب ہیں کیونکہ انہوں نے اولاً نسخ کتاب سنت سے جائز رکھا۔ ثانیاً مراسیل پر عمل کیا اور ان کو رائے و قیاس پر مقدم کیا۔ ثالثاً روایت مجہول کو بھی قیاس پر مقدم کیا۔ رابعاً قول صحابی کو بھی قیاس پر مقدم کیا، یہ سمجھ کر کہ قول صحابی بھی غیر مدرک بالقیاس میں حدیث ہی کے قریب درجہ رکھتا ہے۔

امام محمد نے کتاب ادب القاضی میں فرمایا کہ حدیث بغیر استعمال رائے کے مستقیم نہیں ہو سکتی اور نہ رائے بغیر حدیث کی مطابقت کے مستقیم ہو سکتی ہے اسی لئے امام محمد نے اپنی کتابوں کو احادیث و آثار سے بھر دیا ہے۔ ہاں جن لوگوں نے سہولت و راحت پسندی سے کام لیا اور صرف ظاہر احادیث پر کفایت کی معانی کا کھوج نہ لگایا ترتیب فروع علی الاصول اور استنباط وغیرہ کی تکلیف برداشت نہ کی وہ ظاہر حدیث کی طرف منسوب ہو گئے۔

اور احناف اصحاب رائے کہلائے کیونکہ وہ حلال و حرام کی معرفت میں حاذق اور متقن تھے۔ استخراج مسائل نصوص سے کرتے ہیں اور دقت نظر و کثرت تفریع میں ممتاز تھے اور ان سب امور سے اکثر اہل زمانہ عاجز تھے" (مقدمہ فتح الملہم ص ...)

اجتہاد کی اجازت شارع علیہ السلام سے: واضح ہو کہ استنباط و اجتہاد کرنے کا حکم خود شارع علیہ السلام نے دیا ہے اور خود بھی اس پر عمل کیا چنانچہ ترمذی، ابوداؤد و دارمی میں حدیث موجود ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کو قاضی یمن بنا کر بھیجا تو ان سے پوچھا کہ جب تمہارے پاس کوئی مقدمہ آئے گا تو کس طرح فیصلہ کرو گے تو انہوں نے کہا کہ کتاب اللہ سے فیصلہ کروں گا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر کتاب اللہ میں اس کا حکم نہ ملے تو کیا کرو گے؟ کہا سنت رسول اللہ کی روشنی میں اس کا حکم دیکھوں گا۔ فرمایا کہ اگر اس میں بھی نہ ملے تو کیا کرو گے۔ کہا کہ اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور اس حکم کے معلوم کرنے کی پوری سعی کروں گا۔ حضرت معاذ ہی کا بیان ہے کہ اس کو سن کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر مار کر فرمایا خدا کا شکر ہے جس نے رسول کے رسول کو اس امر کی توفیق دی جس سے خدا کا رسول راضی ہوا

اسی طرح کی دوسری احادیث بھی کتب حدیث میں موجود ہیں۔ امام اعظم اور آپ کے [illegible] تدوین فقہ کی خدمت انجام دے کر وہ کارنامہ انجام دیا جس کی مثال دوسرے مذاہب پیش نہیں کر سکتے۔

نقشہ تدوین فقہ: شامی نے لکھا ہے کہ علماء نے فقہ کی تدوین کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے کہ فقہ کا کھیت حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بویا، علقمہ نے اس کو سینچا، ابراہیم نخعی نے اس کو کاٹا، حماد نے اس کو مانڈا یعنی اناج کو بھوسے سے الگ کیا، ابو حنیفہ نے اس کو پیسا، ابو یوسف نے اس کو گوندھا، محمد بن حسن نے اس کی روٹیاں پکائیں اور باقی سب لوگ کھانے والے ہیں۔

مقدمہ انوار الباری — اردو ترجمہ صحیح بخاری

Marfat.com

تشریح:۔ یعنی اجتہاد و استنباط کا طریقہ حضرت ابن مسعود سے شروع ہوا۔ سراج الامۃ امام الائمہ امام اعظم نے اس کو کمال پر پہنچا
تدوین فقہ کی مہم سرکرائی۔ تقریباً ساڑھے بارہ لاکھ مسائل و جزئیات کو منقح کرا کر اُن کو ابواب پر مرتب کرایا جن سے کتاب الفرائض
کتاب الشروط وغیرہ تصنیف ہوئیں، پھر آپ ہی کے نقش قدم پر چل کر امام مالک، امام محمد، امام ابو یوسف، امام زفر، امام شافعی ا
امام احمد وغیرہ کبار ائمہ مجتہدین نے اصول تفقیہ و تفریع وغیرہ مرتب کر کے ترقیات کیں اور فقہ، اصول فقہ، اصول حدیث و رجال وغیر
پر بہترین کتابیں وجود میں آئیں۔

بانی علم اصول فقہ:۔ موفق صفحہ ۲۲۵ میں تصریح ہے کہ سب سے پہلے علم اصول فقہ میں امام ابو یوسف نے امام اعظم کے مذہب
پر کتابیں لکھیں اس لئے امام شافعی کے بارے میں جو کسی نے لکھا ہے کہ اصول فقہ پر سب سے پہلے کتاب لکھی وہ خود امام شافعی کے اصول
فقہ سے متعلق سمجھنا چاہیئے۔

سب سے پہلے تدوین شریعت:۔ مسند خوارزمی میں ہے کہ امام صاحب نے سب سے پہلے علم شریعت کو مدون کیا کیونکہ صحابہ و تابعین نے
علم شریعت میں ابواب فقہیہ کی ترتیب پر کوئی تصنیف نہیں کی، اُن کو اپنی یاد پر اطمینان تھا لیکن امام صاحب نے صحابہ و تابعین کے
بلاد اسلامیہ میں منتشر ہونے کی وجہ سے علم شریعت کو منتشر پایا اور متاخرین کے سوء حفظ کا خیال کر کے تدوین شریعت کی ضرورت محسوس کی
روایت ہے کہ آپ کے مذہب کو چار ہزار شخصوں نے نقل کیا ہے اور پھر ہر ایک کے اصحاب و تلامذہ کی تعداد ناقابل شمار ہو کر لاکھوں تک پہنچ گئی
ہے۔ ملا علی قاری نے اپنے زمانہ میں جو قفال مروزی کے جواب میں لکھا ہے، تصریح کی کہ امام صاحب کے مقلدین بلا شبہ ہر زمانہ میں
دو تہائی رہے ہیں جن میں بڑے بڑے اہل علم، اتقیاء اور سلاطین ہوئے ہیں۔

فقہ حنفی کی تاریخی حیثیت:۔ خلف بن ایوب کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ سے علم سرورِ انبیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو پہونچا، حضور
اکرم سے صحابہ کرام کو، صحابہ کرام سے تابعین کو اور تابعین سے امام ابو حنیفہ کو۔ حافظ ابن قیم نے اعلام الموقعین میں اس موضوع پر پوری
بحث کی ہے۔ صحابہ کا ذکر کیا پھر محدثین و فقہاء کے فرائض، ان کے مناقب و فضائل لکھے اور اسی سلسلہ میں امام صاحب اور ان کے اصحاب
کا بھی وسیع طور پر ذکر کیا ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی حجۃ اللہ میں یہ بحث لکھی ہے اور حافظ ابن قیم اور شاہ صاحب کی بحث میں صرف
تفصیل و اجمال کا فرق ہے دونوں جگہوں کو دیکھ لیا جائے۔ ہم نے بخوف طوالت اُن کو یہاں نقل نہیں کیا۔

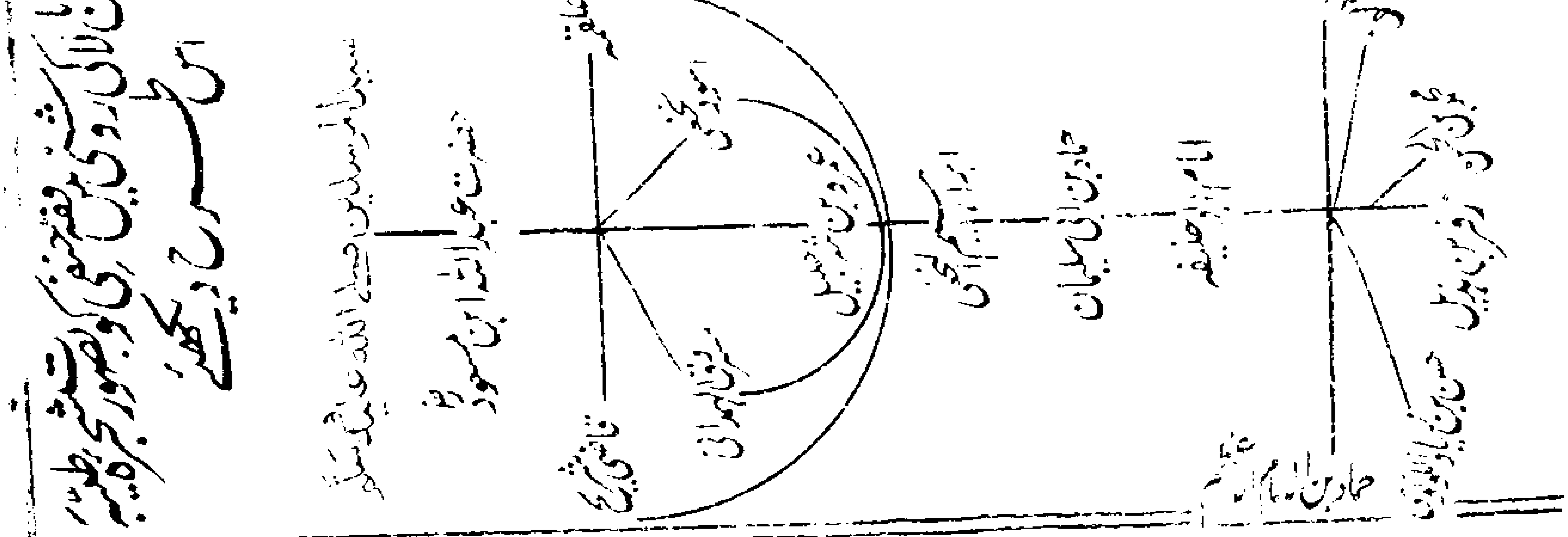

امام اعظم اور آپ کے ۴۰ شرکا ء تدوین فقہ: موفق صفحہ ۳۹ میں ہے کہ امام صاحب نے ۴ ہزار اساتذہ سے علم فقہ و حدیث حاصل کیا اور تکمیل کے بعد مسند درس پر بیٹھے تو ایک ہزار شاگرد جمع ہو گئے۔ ان میں سے ۴۰ کو منتخب کیا تدوین فقہ کے لیے جو سب مجتہد تھے۔ یہ چالیس حضرات تو وہ تھے جو باقاعدہ تدوین فقہ کے کام میں ذمہ دارانہ حصہ لیتے تھے۔ ان کے علاوہ دوسرے محدثین و فقہا بھی اکثر اوقات حدیثی و فقہی بحثوں کو سننے اور ان میں اپنے اپنے علم و صوابدید کے موافق کہنے سننے کا برابر حق رکھتے تھے۔

امام صاحب کا مقام مجلس تدوین میں: ابو ہاشم الکوفی الهمدانی (جنہوں نے امام صاحب اور دوسرے مشائخ فقہ کی صحبت پائی ہے) نے روایت کی کہ امام صاحب جب مسند علم پر بیٹھتے تھے تو ان کے گرد آپ کے اصحاب قاسم بن معن، عافیہ بن یزید، داؤد طائی، زفر بن ہذیل جیسے خصوصی ارکان مجلس بیٹھ جاتے تھے اور کسی مسئلہ پر بحث شروع ہو جاتی تھی اور انتہائی بحث میں آوازیں بھی بلند ہو جاتی تھیں لیکن جب امام صاحب تقریر فرماتے تھے تو سب خاموش ہو جاتے تھے اور امام صاحب پوری تحقیق فرما لیتے تو سب مل کر اس کو منضبط کر لیتے تھے پھر اس کو مکمل کرنے کے بعد دوسرے مسئلے کو شروع کرتے تھے۔

یہ بھی انھوں نے بیان کیا کہ جب امام صاحب کے اصحاب آپ کی خدمت میں جمع ہوتے تھے تو پوری طرح مستعد ہو کر شاگردوں کے طریق پر بیٹھتے تھے اور جب امام صاحب تقریر فرماتے تھے تو ان کی تقریر صرف تھوڑی سی [illegible] سمجھ سکتے تھے۔ (مناقب کردری صفحہ ۱۰۲)

مجلس وضع قوانین کی تاسیس: حرمین شریفین میں تقریباً ۶ سال گذارنے کے بعد جب امام صاحب کوفہ واپس ہوئے مجلس مذکور قائم کرنے کا منصوبہ ذہن میں تھا اور یہ ایسا عظیم الشان تاریخی کارنامہ تھا جس کی نظیر [illegible] سالہا سال کی تاریخوں میں بھی نظر نہیں آتی۔ امام صاحب جن کی دو خصوصیتیں اس وقت زیادہ نمایاں ہو چکی تھیں۔ ایک تو احادیث و آثار کی تاریخی جستجو کی اہمیت۔ ان کے ناسخ و منسوخ، تقدم و تاخر کی روایات میں غیر معمولی امتیاز حاصل کر لیا تھا۔ [illegible] ان کے حالات میں بڑے بڑے لوگوں نے امام صاحب کے اس امتیاز کو نمایاں کیا ہے کہ ناسخ و منسوخ احادیث و آثار کے آپ بہت بڑے عالم تھے۔ دوسری خصوصیت مسائل و نوازل کے وقوع سے پہلے ان کے احکام کتاب و سنت کی روشنی [illegible] رائے سے متعین کرنا۔ ان دونوں وصف کے رو سے شہرت یافتہ امام تھے۔

قیس بن ربیع حافظ حدیث [illegible] [illegible] یعنی جو حوادث ابھی وقوع پذیر نہیں ہوئے ان کے متعلق احکام [illegible]

تدوین فقہ کا طرز خاص: امام صاحب [illegible] اسمٰعیل [illegible] نے اوسط میں حضرت علی سے روایت کی ہے [illegible]

[illegible]

[illegible] مقبول خواص و عوام [illegible] ہوتے تھے۔ موفق میں ہے کہ امام [illegible] حنیفہ کے [illegible]

[illegible]

ظاہر نہ کریں۔ (موفق ص۳۳ ج۲) یہ روایت اسحٰق بن ابی اسرائیل سے جو شیوخ ابوداؤد و نسائی میں ہیں اور محمد بن عمر واقدی سے ہے جو امام مالک کے شاگرد تھے۔

فقہ حنفی اور امام شافعی: امام اعظم کے بعد ائمہ متبوعین میں سے فقہی نقطۂ نظر سے امام شافعی کا درجہ مانا گیا ہے۔ لئے ان کی رائے فقہ حنفی میں یہاں خاص طور سے قابل ذکر ہے۔[1] فرمایا کہ تمام لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہ کے عیال ہیں میں نے کوئی شخص بھی ابوحنیفہ سے افقہ نہیں دیکھا۔ (خیرات حسان ص۳۱)

(۲) جس شخص نے ابوحنیفہ کی کتابوں میں نظر نہیں کی وہ علم و فقہ میں تبحر حاصل نہیں کر سکتا۔ (خیرات ص۳۱)

(۳) جو شخص فقہ میں متبحر ہونا چاہے وہ امام ابوحنیفہ کا نمک خوار رہے کیونکہ وہ ان میں سے تھے جن کو فقہ میں کمال توفیق ملی ہے۔

(۴) دیلمی نے امام شافعی سے نقل کیا کہ میں امام محمد کی خدمت میں دس سال رہا اور ان کی تصانیف اس قدر پڑھیں جسکو ایک اونٹ اٹھا سکے۔ اگر امام محمد اپنی عقل و فہم کے مطابق ہم سے کلام کرتے تو ہم ان کا کلام کبھی نہ سمجھ سکتے لیکن وہ ہم سے ہماری عقل و فہم کے مطابق کلام کرتے تھے۔ (کردری ص۱۵۵ ج۲)

(۵) فرمایا مجھے خدا نے علم میں دو شخصوں سے امداد دی حدیث میں ابن عیینہ سے اور فقہ میں امام محمد سے۔ (کردری ص۱۵۰ ج۲)

(۶) جو فقہ حاصل کرنا چاہے وہ امام ابوحنیفہ کے اصحاب و تلامذہ کی صحبت کو لازم سمجھے کیونکہ معانی اُن کو میسر ہوئے ہیں۔ میں امام محمد کی کتابیں ہی پڑھکر فقیہ بنا ہوں۔ (ردالمختار ص۳۵ ج۱)

خصوصیات فقہ حنفی: بے شمار خصوصیات میں سے چند بطور مثال ملاحظہ کیجئے!

(۱) بانی فقہ حنفی کا نظریہ یہ تھا کہ نہ صرف اپنے وقت کے موجودہ مسائل کو طے کیا جائے بلکہ جو حوادث و نوازل آئندہ بھی قیام قیامت تک پیش آسکتے ہیں ان سب کا فیصلہ کیا جائے۔ برخلاف اس کے اس زمانہ کے دوسرے محدثین و اکابر حتی کہ امام مالک وغیرہ کا بھی نظریہ یہ تھا کہ صرف ان مسائل کی تحقیق کی جائے جو پیش آچکے ہوں۔ وہ فرضی مسائل کے جوابات لکھا نہیں دیتے تھے اس لئے یہ فقہ حنفی کی بڑی خصوصیت و منقبت ہے جو مذکور ہوئی۔ اور اسی سے امام اعظم کی ایک عظیم منقبت نکلتی ہے کیونکہ نبی اکرم کے استحقاق خلافت کا بڑا سبب علم ہے اور علمی کمالات کی وجہ سے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو سردار اولین و آخرین کہتے ہیں جو وہ علم جو معاملات متعلقہ بالغیر کے انصرام سے متعلق ہو سب سے زیادہ نافع قرار دیا گیا ہے اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جن لوگوں کے علم سے امت کو زیادہ فائدہ پہنچا وہ بہ نسبت دوسروں کے افضل ہوں گے چنانچہ حامل علوم صحابہ و تابعین میں سے امام اعظم کے علم اور علمی خدمات سے جو نفع دوسری صدی سے چودہویں صدی تک پہنچا وہ دوسروں کے علمی افادات سے بدرجہا حصہ زیادہ ہے اور انشاء اللہ اسی شان سے اس کی افادیت آخر زمانہ تک رہیگی۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز

(۲) فقہ حنفی کی تدوین کسی ایک دو فرد نے نہیں کی بلکہ ایک بڑی جماعت نے کی ہے جس کی ابتدائی تشکیل ہی میں کم سے کم چالیس افراد تمام آئے ہیں جو اپنے وقت کے بڑے بڑے مجتہد اور بعد کے اجلۂ محدثین امام احمد، امام بخاری، امام مسلم وغیرہ کے شیوخ کے شیوخ اور اساتذہ کے اساتذہ تھے اور اسی لئے بعض مصنفین نے تصریح کی ہے کہ اگر صحاح ستہ اور دوسری مشہور کتب حدیث میں سے امام اعظم کے تلامذہ کے سلسلہ کی احادیث و آثار کو الگ کر دیا جائے تو ان میں باقی حصہ بہت تھوڑا رہ جائے گا۔

Marfat.com

پھر اس دور کے بعد سے اب تک فقہ حنفی کی خدمت ہر زمانے میں بڑے بڑے فقہاء و محدثین کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ وہ سب بھی امام صاحب ہی کا مذکورہ نظریہ رکھتے ہوں گے اور ہر دور میں لاکھوں لاکھ مسائل کا فیصلہ قرآن و حدیث، آثار صحابہ و تابعین، اجماع و قیاس سے ہوتا رہا تو اب تک کتنی تعداد بڑی ہو گی۔ دوسرے فقہ میں نہ اتنی وسعت تھی اور نہ کام کرنے والوں نے اس وسعت حوصلہ سے کام کیا تو ظاہر ہے کہ فقہ حنفی کے مقابلہ میں ان کی پوزیشن کیا ہے۔

(۳) عامر بن الفرات نسائی، امام اعظم کے خاص تلامذہ اہل نسا میں سے تھے۔ محمد بن یزید [illegible] بیان [illegible] ان کی خدمت میں آیا جایا تھا، ایک روز فرمانے لگے تم نے امام صاحب کی کتابیں بھی دیکھی ہیں؟ میں نے عرض کیا میں تو حدیث [illegible] اب [illegible] ان کی کتابوں کا مطالعہ کر کے کیا کروں گا؟ فرمایا کہ میں ستر سال سے برابر آثار کا علم حاصل کر رہا ہوں لیکن امام [illegible] کی کتابوں کے مطالعہ سے پہلے میں اچھی طرح استنجا بھی نہیں جانتا تھا۔ (کردری صفحہ [illegible])

(۴) فقہ حنفی سے دوسرے فقہوں نے بھی مدد لی جس کی تفصیل بلوغ الامانی میں ملاحظہ کی جائے [illegible] و غیرہ کے اقوال اس پر گواہ ہیں۔ (۵) فقہ حنفی جس طرح خواص اہل علم و فضل اور سلاطین اسلام کی نظروں میں بوجہ [illegible] معقول [illegible] و محبوب ہوا، عوام میں بھی بوجہ سہولت عمل و تشریح جزئیات و فروع کثیر و پسند کیا گیا۔ نیز مذہب حنفی میں زمانہ کی ضروریات اور جدید سے جدید ترقیات کے ساتھ چلنے کی پوری صلاحیت موجود ہے [illegible] ابتداء سے ہی اس کا نفوذ و شیوع دور دراز بلاد [illegible] ہو گیا تھا۔ چنانچہ ذیل کا ایک واقعہ بطور مثال پڑھیے:۔

خیر القرون میں اسلام اور حنفی مذہب کا چین تک پہنچنا [illegible] میں صفحہ ۱۶۲ پر [illegible] کے حال بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"کتاب مسالک ممالک میں لکھا ہے کہ [illegible] نے [illegible] تفحص کے لیے ۲۲۸ھ میں سلام ترجمانی کو جو چند زبانوں کا واقف تھا [illegible] یہ لوگ بلاد آرمینیہ، سامرہ، خزخان وغیرہ سے گذر کر [illegible] سرزمین میں پہونچے جہاں [illegible] سرزمین میں پہونچے جہاں اُن کو ایک پہاڑ نظر آیا وہاں ایک قلعہ تھا اور کچھ لوگ [illegible] تھے [illegible] منزل وہاں سے آگے [illegible] تھی اگرچہ اس کے قریب [illegible] ان کا مذہب حنفی تھا زبان عربی و فارسی بولتے تھے۔

وجہ اختلاف:۔ امام [illegible] بلند شخصیت اور [illegible] پہونچ گئی تھی اور دور دور سے [illegible] جماعت [illegible] نہ کرکے [illegible] بات سن کر منتشر ہو جاتے تھے [illegible] مثلاً امام [illegible] آپ کے سامنے رکھے [illegible] نے جواب نہ دیا بلکہ مشکل مسائل بیان کئے اور [illegible]

Marfat.com

دریافت کیا کہ یہ جواہرات وفتاویٰ کس کے ہیں؟ کہا کہ ایک شیخ کے ہیں جن سے میں عراق میں ملا تھا۔ اوزاعی نے کہا کہ یہ تو مشائخ میں بڑی قابل قدر شخصیت معلوم ہوتے ہیں تم جاؤ اور ان سے زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرو۔ اس پر انھوں نے کہا کہ وہی تو ابوحنیفہ ہیں۔ پھر امام اوزاعی اور امام صاحب مکہ میں جمع بھی ہوئے اور مسائل کا مذاکرہ کیا جن کو صل کیا۔ ابن المبارک ذکر کرتے ہیں کہ جب جدا ہوئے تو امام اوزاعی نے اُن سے فرمایا "مجھے تو اس شخص کے کثرت علم اور وفور عقل پر غبطہ ہوا اور میں خدا سے استغفار کرتا ہوں کہ ان کے بارے میں کچھ کہا میں تو کھلی غلطی پر تھا۔ جاؤ ان کی صحبت کو لازم کرو کسی طرح ساتھ نہ چھوڑو کیونکہ ان کے بارے میں جو چیزیں مجھ کو پہونچی تھیں میں نے اُن کو ان کے بالکل خلاف پایا۔ (الخیرات الحسان ص۳۳)

امام صاحب کی بلند ترین شخصیت علمی کے گہرے اثرات نئے طریق فکر، افتاء و تخریج مسائل کے نئے اسلوب، فہم معانی حدیث و استنباط احکام کے گرانقدر اصول، شورائی طرز کی فقہی مجالس کی دھاک دور دور تک بیٹھی ہوئی تھی اور یہ دنیا کی بے نظیر علمی مہم دو چار دس سال تک بھی نہیں تقریباً تیس سال بلکہ زیادہ تک پورے شد و مد سے جاری رہی۔ اتنے بڑے عظیم الشان کام کو انجام دینے والی عظیم شخصیت کے ایسے غیر معمولی کارنامہ کو دیکھ کر دنیائے علم محو حیرت تماشہ تھی۔ قریب سے دیکھنے والوں نے اچھے اثرات لئے دور سے اندازہ کرنے والوں میں صحیح و غلط دونوں ہوئے کچھ رشک و حسد کا شکار ہوئے کچھ اور آگے بڑھے اور مخالفانہ پروپیگنڈے شروع کئے جیسے نعیم بن حماد کہ امام ذہبی میزان جلد سوم ص۲۳۹ پر ازدی سے نقل کرتے ہیں کہ نعیم تقویت سنت کے لئے حدیثیں وضع کیا کرتے تھے اور امام ابوحنیفہ کے معائب میں جھوٹی حکایتیں گھڑا کرتے تھے جو سب کی سب جھوٹ ہوتی تھیں۔

افسوس ہے کہ امام بخاری نے ان نعیم کی بھی ایک غلط روایت اپنی تاریخ صغیر میں نقل کردی ہے جو امام اعظم کے بارے میں حضرت سفیان ثوری کی طرف منسوب کی گئی ہے اور وہ حضرت سفیان پر بھی افترا ہے کیونکہ شیخ ابن حجر مکی شافعی نے خیرات حسان میں حضرت سفیان سے امام اعظم کی توثیق نقل کی ہے۔

امام صاحب اور سفیان ثوری: امام سفیان ثوری ان لوگوں میں سے تھے جن کو امام صاحب سے ہمسری کا دعویٰ تھا پھر بھی وہ امام صاحب کے علوم سے بے نیاز نہ تھے۔ انھوں نے بڑے لطائف الحیل سے کتاب الرہن کی نقل حاصل کی اور اس کو اکثر پیش نظر رکھتے تھے۔ زائدہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک دن سفیان کے سرہانے ایک کتاب دیکھی جس کا وہ مطالعہ کررہے تھے ان سے اجازت لیکر میں اس کو دیکھنے لگا تو امام ابوحنیفہ کی کتاب الرہن نکلی میں نے تعجب سے پوچھا کہ آپ ابوحنیفہ کی کتابیں دیکھتے ہیں؟ بولے۔ کاش ان کی سب کتابیں میرے پاس ہوتیں۔ (عقود الجمان باب عاشر)

حسن بن مالک کا قول ہے کہ امام ابو یوسف فرمایا کرتے تھے۔ سفیان ثوری مجھ سے زیادہ امام ابوحنیفہ کا اتباع کرنے والے ہیں حضرت علامہ عثمانی نے لکھا کہ اس امر کا ثبوت جامع ترمذی کے مطالعہ سے ہوسکتا ہے۔ (مقدمہ فتح الملہم ص۶۹)

اس کے علاوہ حضرت امام صاحب کی بعض روایات امام اعظم کی شان کے خلاف نقل کرتے ہیں جن کے راوی بہ اعتبار سے ساقط ہیں۔ کیا تعجب ہے کہ ایسے بڑے لوگ جو روایت حدیث کے وقت بال کی کھال نکالتے ہیں اور کسی طرح شک و شبہ کے پاس بھی نہیں پھٹکنے ایک ایک لفظ کو جانچ تول کر اور سوچ سمجھ کر نقل کرتے ہیں۔ امام اعظم اور ایسی عظیم و جلیل شخصیتوں کے بارے میں بھی اپنی محتاط روش کو محدود نہ رکھ سکے۔ یا ان کو جواب دینے والے بصر ورت تھا۔ ساتھی اپنے محبوب و محترم امام بخاری یا محدث ابو نعیم کے متعلق کسی ادنیٰ سے ادنیٰ

شکوۂ بے احتیاطی وغیرہ پر بھی مجبور نہ ہوتے۔ بہر حال ظاہر ہے کہ امام اعظمؒ کی جلالتِ قدر کو وہ حضرات ہم سے بھی زیادہ جانتے پہچانتے تھے اور ہم سے زیادہ ان کے دلوں میں ان کی قدر و منزلت تھی یہی وجہ ہے کہ محدث ابونعیم اصبہانی امام اعظم کی مسانید کے ۱۷ یا ۲۱ روایت کرنے والوں میں سے ایک ہیں۔ اور امام بخاری امام اعظمؒ کے شاگردوں کے شاگرد ہیں (اس کی تفصیل امام بخاری کے تذکرہ میں آئے گی)، اور پھر اس شان سے کہ امام بخاری حضرت علی بن المدینی کے شاگرد ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں نے علمی اعتبار سے اپنے آپ کو کسی سے حقیر و کمتر نہیں سمجھا بجز علی بن مدینی کے۔ (تہذیب التہذیب جلد ۷)

اور یہ علی بن مدینی حضرت یحییٰ بن سعید القطان کے شاگرد ہیں اس طرح کہ جواہر مضیئہ میں ہے۔ حضرت یحییٰ نماز عصر کے بعد مینارۂ مسجد سے ٹیک لگا کر بیٹھ جاتے تھے اور امام احمد، یحییٰ بن معین اور علی بن مدینی ان کے سامنے کھڑے ہو کر حدیثی سوالات کیا کرتے تھے اور نماز مغرب تک اسی طرح کھڑے کھڑے جوابات سنتے تھے نہ وہ ان سے بیٹھنے کے لئے فرماتے تھے اور نہ یہ اُن کی عظمت و ہیبت کی وجہ سے بیٹھتے تھے۔ یہ حضرت یحییٰ القطان باوجود اس فضل و کمال کے امام اعظم کے حلقۂ درس میں اکثر شریک ہوتے تھے اور اُن کی شاگردی پر فخر کرتے تھے اور اکثر مسائل میں امام صاحب کی ہی تقلید کی ہے خود کہتے ہیں وقد اخذنا باکثر اقوالہ (تہذیب التہذیب ترجمہ امام ابوحنیفہ) تذکرۃ الحفاظ میں ذہبی نے وکیع بن الجراح کے ذکر میں لکھا ہے کہ وہ اور یحییٰ القطان دونوں امام ابوحنیفہ کے اقوال پر فتویٰ دیا کرتے تھے اور یحییٰ بن معین نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔ پھر امام اعظم کے بلاواسطہ ابن المبارک بھی امام اعظم کے شاگرد رہے ہیں نیز علی بن المدینی مکی بن ابراہیم کے بھی شاگرد ہیں اور وہ امام اعظم کے شاگرد ہیں۔ اسی طرح اور بہت سے اساتذہ و شیوخ بخاری ہیں کہ ان کے واسطوں سے امام بخاری تک امام اعظم کے علمی فیوض و برکات پہونچے ہیں اور امام بخاری نے بیسیوں مسائل میں امام اعظم کی موافقت بھی فرمائی ہے۔

ان کے بعد تیسرے نمبر پر خطیب بغدادی کا ذکر بھی مناسب ہے کہ انھوں نے تاریخ بغداد میں تعصب [illegible] امام اعظم کی شان [illegible] کے خلاف بے سروپا روایات کا ایک ڈھیر لگا دیا ہے جن کی تعداد تقریباً ڈیڑھ سو تک پہنچی [illegible] ان کے جواب میں ملک معظم عیسیٰ بن ابی بکر ایوبی نے السہم المصیب فی کبد الخطیب لکھا۔ اور ہمارے استاذ محترم حضرت شاہ صاحب قدس سرہ کو [illegible] دیکھنے [illegible] لیکن جب وہ طبع ہو کر آیا تو اس کو جیسا خیال تھا نہ پایا۔ اس کے علاوہ سبط ابن الجوزی نے الانتصار لامام ائمۃ الامصار دو جلد میں تالیف کر کے خطیب کا پورا رد کیا اور ابوالمؤید خوارزمی نے مقدمہ جامع المسانید میں بھی اچھا رد کیا ہے۔ لیکن آخر میں حضرت [illegible] محمد زاہد الکوثری قدس سرہ نے جو کافی و شافی رد لکھا وہ یقیناً سب پر فائق ہے اس کا نام تانیب الخطیب علی ما ساقہ فی ترجمۃ ابی حنیفۃ من الاکاذیب ہے۔ یہ لاجواب کتاب قابل دید ہے جس میں ایک ایک چیز کا روایۃً و درایۃً جواب لکھا ہے [illegible] ہے اور الحمد للہ امت پر جو خطیب کے جواب کا قرض تھا اس کو انھوں نے پورا پورا ادا کر دیا ہے [illegible]

ضروری و اہم گذارش: امام اعظم رضی اللہ عنہ کے حالات کے ساتھ [illegible] کے حالات بھی [illegible] آجاتے لیکن ائمہ متبوعین کو ایک جگہ کرنے اور ائمہ ثلاثہ کی جلالت قدر و اہمیت شان کے پیش نظر امام صاحب [illegible] اکابر ائمہ مجتہدین امام مالک، امام شافعی، امام احمد کے حالات پیش کر دیئے گئے [illegible] تینوں حضرات بھی امام صاحب کے سلسلۂ تلامذہ میں داخل ہیں۔

اب ان چالیس حضرات اکابر مجتہدین محدثین و فقہاء عظام کے حالات پیش کئے جاتے ہیں جو امام صاحب کے ساتھ تدوین فقہ کی [illegible]

Marfat.com

تاریخ مبہم میں شریک تھے۔ ان کی تعیین و تلاش اور حالات جمع کرنے میں مجھے کافی صعوبت اس لئے ہوئی کہ اب تک کسی تصنیف میں ان کے حالات تعیین و تشخیص کے ساتھ نہیں ملے۔ کتابوں میں بھی تلاش بلیغ کی گئی اور موجودہ اکابر اہل علم سے بھی رجوع کیا گیا مگر کہیں سے رونمائی نہ ہوئی۔ علامہ شبلی نعمانی مرحوم نے سیرۃ النعمان میں لکھا ہے کہ مجھے بڑی تمنا تھی کہ ان چالیس شرکاء تدوین فقہ کے حالات جمع کروں مگر نہ مل سکے اس لئے انھوں نے بھی صرف ۱۲ - ۱۳ حضرات کی تعیین کی۔

چونکہ اوپر سے یہ روایت بطور نقل آرہی ہے کہ امام صاحب نے اپنے بے شمار تلامذہ و اصحاب میں سے ۴۰ افراد منتخب کر کے ان کو تدوین فقہ کے کام پر لگا دیا تھا اور یہ سب مجتہدین کے درجہ کے تھے اس کے بعد تفصیل نادر ہو جاتی تھی اس لئے راقم الحروف کو بھی بڑی تمنا تھی کہ ان سب کی تعیین ہو کر حالات کسی یکجا ہو جائیں۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس میں کامیابی ہوئی۔

پھر جمع حالات کے سلسلہ میں یہ بھی وقت ہوئی کہ رجال حدیث کے حالات لکھنے والے قلم غیروں کے ہاتھوں میں تھے انھوں نے شروع سے ہی کاٹ چھانٹ اور اپنے پرائے کی تفریق کے نظریہ سے کام لیا تھا۔ حافظ ابن حجر کا تو کہنا ہی کیا کہ بقول حضرت شاہ صاحب ان سے زیادہ رجال حنفیہ کو کسی اور سے نقصان نہیں پہنچا۔ انھوں نے تو امام اعظم کے تلامذہ کا ذکر کرنے وقت ہی سب کچھ تلامذہ کا نقشہ موڑ دیا ہوگا کہ حافظ مزی نے تہذیب الکمال میں اگر ایک سو تلامذہ کبار کا ذکر کیا تھا تو انھوں نے تہذیب التہذیب میں ان کو گھٹا کر صرف ۳۲ ذکر کئے اور حضرت عبداللہ بن مبارک، امام حسن بن زیاد، حضرت داؤد طائی، شیخ الاسلام یزید بن ہارون، امام حدیث سعد بن الصلت، محدث کبیر عبیداللہ بن موسیٰ، محدث و فقیہ جلیل ابو مطیع بلخی جیسے حضرات تلامذہ و اصحاب امام اعظم کا ذکر ہی نہیں کیا۔ حالانکہ حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں بھی ان حضرات کو امام صاحب کے تلامذہ میں گنایا ہے۔

پھر حافظ ذہبی نے ان چالیس حضرات میں سے اکثر کو حفاظ میں شامل نہیں کیا کیونکہ تعصب وہاں بھی کم نہیں ہے اگرچہ دوسرے طبقے کا اور حافظ سے نسبتہً کم ہے اسی سے اندازہ کر لیجئے کہ امام محمد کو حفاظ میں ذکر نہیں کیا جبکہ علامہ ابن عبدالبر اور ان سے پہلے محدث دارقطنی نے بھی امام محمد کو کبار حفاظ و نقاد میں تسلیم کیا ہے جس کا ذکر ہم امام محمد کے حالات میں کریں گے۔

غرض حافظ ذہبی نے بھی زیادہ توجہ نہیں کی تاہم اس کے بعد حافظ کبیر عبدالرزاق (صاحب مصنف) شیخ الاسلام حافظ ابو عاصم ضحاک بن مخلد۔ الامام الحافظ مکی بن ابراہیم، حافظ الامام فضل بن موسیٰ سینانی، الامام الحافظ حفص بن غیاث، سید الحفاظ یحییٰ القطان، الامام الحافظ الثبت محدث العراق احد الائمۃ الاعلام وکیع بن الجراح، الامام الحافظ احد الاعلام مسعر بن کدام، الامام الحافظ ابراہیم بن طہمان۔ الامام العلام قاضی الکوفہ احد الاعلام قاسم بن معن، الامام القدوۃ شیخ الاسلام شیخ الحرم فضیل بن عیاض، الحافظ الحجۃ محدث البصرہ یزید بن زریع۔ الامام الحافظ العلام شیخ الاسلام فخر المجاہدین قدوۃ الزاہدین عبداللہ بن مبارک، الامام القدوۃ الحجۃ عبداللہ بن ادریس، الامام الحافظ علی بن مسہر۔ ان سب کو مذکورہ بالا القاب و آداب کے ساتھ بڑی عظمت سے ذکر کیا مگر یہ نہیں بتلایا کہ ان کا کچھ تعلق امام اعظم سے بھی تھا یا نہیں۔ صرف امام ابو یوسف کو الامام العلامہ فقیہ العراقیین لکھ کر صاحب ابی حنیفہ اور یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ کو الحافظ المتقن الفقیہ لکھ کر صاحب ابی حنیفہ رضی اللہ عنہما لکھا۔

یہاں اس تفصیل سے مجھے یہ بھی دکھانا تھا کہ امام صاحب کے تلامذہ و اصحاب کتنے بڑے پایہ کے ائمہ و حفاظ تھے جن کے لئے حافظ ذہبی نے مذکورہ بالا القاب لکھے ہیں۔

Marfat.com

غرض اپنے سلسلے کے اکابر کی تصانیف نابود ہیں نہ حافظ عینی کی تاریخ ہے نہ سبط ابن الجوزی حنفی کی مرآۃ الزمان نہ امام طحاوی کی تاریخ کبیر نہ کفوی کی طبقات الحنفیہ ملتی ہے نہ قاسم بن قطلوبغا کی تالیفات - فوائد بہیہ دیکھئے تو وہاں بھی نقول غیروں سے ہی ہیں اپنی بہت کم اور بہت سے علمائے کبار حنفیہ کے تذکرہ سے خالی، بستان المحدثین وغیرہ کا مطالعہ کیجئے تو اس میں بھی اپنے حضرات کا تذکرہ بہت کم اور کسی کا ہے تو وہ بھی بغایت اختصار - حد ہے کہ حافظ کا ذکر فتح الباری شرح بخاری کی وجہ سے ہے مگر حافظ عینی کا ذکر باوجود عمدۃ القاری شرح بخاری کے نہ آسکا - اسی طرح علامہ عینی نے معانی الآثار امام طحاوی کی دو شرحیں لکھیں ایک نخب الافکار فی شرح معانی الآثار ۸ ضخیم جلدوں میں - دوسری مبانی الاخبار ۶ ضخیم جلدوں میں جس کے ساتھ ۲ جلدوں میں رجال معانی الآثار کی تاریخ لکھی مغانی الاخیار، باوجود ان سب حدیثی خدمات کے بھی چونکہ وہ حنفی تھے ان کے ذکر کو غیروں نے نظر انداز کیا تو ہم نے بھی ان کی ہی تقلید کرلی -

امام طحاوی کا ذکر معانی الآثار کی وجہ سے ہوا مگر ان کی مشکل الآثار، سنن الشافعی اور شرح المغنی وغیرہ کا نام تک بھی نہیں آپایا - امام طحاوی کے حالات میں ہم نے ان سب کو لیا ہے - بستان المحدثین میں تاریخ بغداد کے ذکر کے لئے کئی صفحات ہیں مگر ان میں کہیں ایک کلمہ اس بارے میں نہیں کہ اکابر امت کے خلاف اس میں کیا کچھ زہر موجود ہے - حافظ حدیث جمال الدین زیلعی حنفی کی نصب الرایہ جیسی عظیم وجلیل کتاب کا کہیں ذکر نہیں جبکہ دوسری چھوٹی چھوٹی کتابوں کا بھی ذکر موجود ہے -

مختصر یہ کہ دوسروں نے اگر تعصب وعناد کی وجہ سے ہمارے اکابر کا ذکر مٹا یا تھا تو ہم اپنی سادگی یا بے اعتنائی سے اسی راہ پر چل پڑے حتی کہ آج نوبت یہاں تک پہونچ چکی ہے کہ کچھ اہل حدیث یہ کہنے کو بھی تیار ہو گئے کہ حنفیہ کے پاس نہ حدیث ہے نہ محدثین - اور بعض حضرات نے تو حضرت سفیان بن عیینہ کے بارے میں بھی کہہ دیا کہ وہ امام اعظم کے فن حدیث میں شاگرد نہ تھے جس پر علامہ کوثری کو تانیب الخطیب میں لکھنا پڑا کہ جامع المسانید امام اعظم کی مراجعت کی جائے اس سے معلوم ہو جائے گا کہ سفیان بن عیینہ نے کس قدر کثرت سے امام اعظم سے احادیث کی روایات کی ہیں - اسی وجہ سے راقم الحروف نے بھی تلامیذ واصحاب امام اعظم کے تذکروں میں جا بجا تصریح کی ہے کہ یہ حضرات نہ صرف فقہ میں امام صاحب کے شاگرد تھے بلکہ حدیث میں بھی شاگرد ہیں اور جامع مسانید میں ان کی روایات موجود ہیں - ان کی مراجعت کی جا سکتی ہے - کیا یہ انصاف ہے کہ جب تک ایک شخص کا ذکر شیوخ بخاری ومسلم میں ہے تو وہ خود محدث اور اس کے شیوخ وتلامذہ بھی محدثین لیکن اگر وہی شخص امام اعظم یا ان کے اصحاب سے احادیث کی روایت کرے تو نہ اس کے شیوخ محدث کہلائیں نہ اس کے تلامذہ - غرض اس قسم کی تمام ناانصافیوں اور تعصبانی نظریات کی ہم ہر موقع پر نشاندہی کریں گے اور ان کی تردید احقاق حق وابطال باطل کے لئے اپنا فریضہ سمجھیں گے - واللہ الموفق ومنہ الہدایہ -

(۲۱) امام زفر رضی اللہ عنہ، ولادت ۱۱۰ھ وفات ۱۵۸ھ

اسم ونسب:- امام العصر مجتہد مطلق ابو الہذیل زفر عنبری بصری ابن الہذیل بن زفر بن الہذیل بن قیس بن سلیم بن مکمل بن قیس بن عدنان رحمہم اللہ تعالی - (وفیات الاعیان لابن خلکان وغیرہ) آپ کا تذکرہ ابو الشیخ کی طبقات المحدثین باصبہان میں ہے جس کا قلمی نسخہ ظاہریہ دمشق میں ہے اور ابو نعیم کی تاریخ اصبہان میں بھی ہے جو لیدن سے طبع ہوئی ہے -

ولادت وتعلیم:- ۱۱۰ھ میں بمقام اصبہان پیدا ہوئے جہاں ان کے والد حاکم تھے اور شعبان ۱۵۸ھ میں وفات ہوئی بصرہ

نے لکھا کہ پہلے امام زفر نے حدیث میں زیادہ اشتغال رکھا پھر رائے کی طرف متوجہ ہوئے۔

محمد بن وہب کا بیان ہے کہ امام زفر اصحاب حدیث میں سے تھے۔ ایک دفعہ ایک مسئلہ پیش آیا کہ اس کے حل کرنے سے وہ خود اور ان کے دوسرے اصحاب حدیث عاجز ہوئے تو امام زفر امام ابوحنیفہ کی خدمت میں پہونچے امام صاحب نے جواب دیا۔ پوچھا آپ نے یہ جواب کہاں سے دیا؟ فرمایا کہ فلاں حدیث اور فلاں قیاس واستنباط کی وجہ سے۔ پھر امام صاحب نے مسئلہ کی نوعیت بدل کر فرمایا کہ تم بتاؤ اس میں کیا جواب ہوگا؟ امام زفر کہتے ہیں کہ میں نے اپنے آپ کو اس کے جواب سے پہلے سے بھی زیادہ عاجز پایا۔ امام صاحب نے ایک اور مسئلہ بیان کیا اور اس کا جواب مع دلیل بتایا۔ میں ان کے پاس سے اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور ان سے بھی وہ مسائل پوچھے تو وہ بھی جواب سے عاجز ہوئے میں نے جوابات دیے اور دلائل سنائے وہ سب کہنے لگے کہ یہ جوابات ودلائل آپ کو کہاں سے حاصل ہوئے؟ میں نے کہا امام ابوحنیفہ سے۔ پھر تو میں ان ہی تین مسائل کی بدولت اپنے حلقۂ اصحاب کا سردار بن گیا۔

اس کے بعد امام زفر مستقل طور سے امام ابوحنیفہ سے وابستہ ہوگئے اور اُن دس اکابر میں سے ہوگئے جنہوں نے امام صاحب کے ساتھ تدوین کتب کی ہے۔ یہی واقعہ مسالک الابصار میں بھی امام طحاوی کے ذریعہ سے نقل ہوا ہے (لمحات النظر فی سیرۃ الامام زفر) ممادحہ بین أماہ زفر: صیمری کی روایت ہے کہ محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے کہا میں نے اپنے والد عثمان بن ابی شیبہ اور چچا ابن ابی شیبہ (صاحب مصنف مشہور) سے امام زفر کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے فرمایا کہ امام زفر اپنے زمانہ کے اکابر فقہاء میں سے تھے اور والد صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ ابونعیم (فضل بن دکین شیخ اصحاب ستہ) امام زفر کو فقیہ نبیل کہتے تھے اور ان کی بڑائیاں بیان کرتے تھے۔ عمرو بن سلیمان عطار کہتے ہیں کہ میں کوفہ میں تھا اور امام اعظم کی مجلس میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ امام زفر کی تقریب نکاح منعقد ہوئی امام صاحب بھی شریک ہوئے۔ انھوں نے امام صاحب سے عرض کیا کہ آپ نکاح پڑھائیں؟ امام صاحب نے خطبہ نکاح پڑھا جس میں فرمایا کہ یہ زفر بن ہذیل ائمۃ المسلمین میں سے بڑے امام ہیں اور دین کے نشانوں میں سے ایک نشان ہیں۔ اپنے حسب وشرف کے اعتبار سے ممتاز ہیں۔ امام زفر کی قوم کے کچھ لوگوں نے تو امام صاحب کے ان مدحیہ کلمات پر اظہار مسرت کیا اور کہا کہ امام صاحب کے سوا کوئی دوسرا خطبہ پڑھتا تو ہمیں اتنی خوشی نہ ہوتی مگر کچھ لوگوں نے اپنی خاندانی تعلی کا اظہار کرتے ہوئے امام زفر سے کہا کہ بنو عم اور شرفاء قوم یہاں جمع تھے ایسے موقعہ پر کیا مناسب تھا کہ (غیر خاندان کے شخص) ابوحنیفہ سے خطبہ نکاح پڑھنے کو آپ نے کہا؟ امام زفر نے جواب میں فرمایا کہ یہ آپ لوگ کیا کہہ رہے ہیں، اس وقت (امام صاحب کی موجودگی میں)، تو اگر میرے والد ماجد بھی موجود ہوتے تو ان پر بھی میں امام صاحب کو مقدم کرتا۔

امام صاحب نے جو تعریفی کلمات امام زفر کے لئے ارشاد فرمائے وہ ان کے فضل وتقدم کے لئے بہت بڑی شہادت ہیں اور امام زفر جو پہلے اصحاب حدیث میں سے تھے اور جن کے مداح ابوبکر بن ابی شیبہ جیسے محدثین بھی تھے جو امام صاحب پر معترضین میں سے تھے ان کا امام صاحب کی انتہائی تعظیم وتوقیر کرنا اور تلمذ اختیار کرنا بھی کچھ کم اہم نہیں۔

امام حسن بن زیاد فرماتے ہیں کہ امام زفر اور امام داؤد طائی میں حقیقی بھائیوں جیسا تعلق تھا پھر داؤد طائی نے تو فقہ کو چھوڑ کر عبادت گذاری اختیار کی اور امام زفر نے فقہ کے ساتھ عبادت کو جمع کیا اور امام زفر داؤد طائی سے ملاقات کے لئے بصرہ جایا کرتے تھے۔ (لمحات النظر ص۶و۷) امام وکیع کا قول ہے کہ امام زفر بڑے متورع، اچھا قیاس کرنے والے، کم لکھنے والے تھے اور حجۃ کہ

Marfat.com

...تے تھے وہ اُن کو یاد رہتا تھا۔ امام یحییٰ بن معین نے فرمایا کہ امام زفر صاحب رائے، ثقہ اور مامون تھے میں نے فضل بن دکین کو دیکھا کہ جب ان کے سامنے امام زفر کا ذکر ہوتا تو ان کی عظمت و جلالت قدر کے حالات بیان کرتے اور ثقہ، مامون بتلاتے کبھی اُن کو خیار ناس میں شمار کرتے تھے۔ یحییٰ بن اکثم کا بیان ہے کہ میں نے امام وکیع رشیخ اصحاب ستہ، کو آخر عمر میں دیکھا کہ وہ صبح کو امام زفر اور شام کو امام ابویوسف کے پاس آتے تھے مگر پھر انھوں نے دونوں وقت امام زفر کے پاس آنا شروع کر دیا۔

امام وکیع سے کسی نے بطور اعتراض کہا کہ آپ زفر کے پاس آنے جاتے ہیں" فرمایا تم لوگوں نے مغالطہ آمیز باتیں کر کے ہمیں امام ابوحنیفہ سے چھڑانا چاہا حتیٰ کہ وہ دنیا سے رخصت ہو گئے اب تم یہی طرح امام زفر سے چھڑانے کی سعی کرتے ہو تاکہ ہم ابو سعید اور ان کے اصحاب کے محتاج ہو جائیں"

یہاں سے یہ بات معلوم ہوئی کہ امام وکیع امام اعظم سے آخر وقت تک وابستہ رہے اور کسی کی مغالطہ آمیزی سے بھی متاثر نہ ہوئے امام صاحب ہی کے قول پر فتویٰ دیا کرتے تھے جیسا کہ انتقاء میں علامہ ابن عبد البر نے تصریح کی ہے اور خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ $\frac{247}{14}$ میں ذکر کیا کہ کسی نے وکیع سے کہا "امام ابوحنیفہ نے خطا کی" تو فرمایا کہ وہ کیسے خطا کر سکتے ہیں حالانکہ ان کے ساتھ ابو یوسف و زفر جیسے قیاس کرنے والے یحییٰ بن ابی زائدہ حفص بن غیاث، حبان ومندل ایسے حفاظ حدیث، قاسم بن معن لغت و عربیت کے ماہر، داؤد طائی و فضیل بن عیاض جیسے زاہد و متورع ہیں۔ اور جس کے ہم مجلس ایسے لوگ ہوں وہ خطا نہیں کر سکتا، کیونکہ اگر خطا کرے تب بھی اس کو صواب کی طرف لوٹا دیں گے۔

ایک مشہور روایت ترمذی شریف باب الاشعار میں ہے کہ وکیع کے سامنے امام صاحب کا قول ذکر کیا گیا [illegible] اس کی نسبت بھی از روئے درایت امام وکیع کی طرف صحیح نہیں معلوم ہوتی کیونکہ وکیع امام صاحب کے ارشد تلامذہ میں سے اور بہت بڑے مداح تھے اور اس واقعہ کی روایت [illegible] امام صاحب [illegible] کی طرف بہت سی غیر صحیح حکایات کی طرف نسبت کرتے [illegible] ابو احمد حاکم کبیر نے کہا کہ وہ بعض احادیث پر مخالفت کرنے [illegible] سند سے مروی نہیں ہے۔

[illegible]

محدث ابو نعیم فضل بن دکین نے فرمایا کہ جب امام زفر [illegible] حافظ ذہبی نے کہا کہ امام زفر فقیہ [illegible] ان کی [illegible] حجر نے کہا کہ ابن حبان نے امام زفر کو ثقات میں ذکر کیا ہے [illegible] حافظ حدیث تھے [illegible] اپنے اصحاب میں سب سے زیادہ قیاس کرنے والے اور حق کی طرف رجوع کرنے والے تھے [illegible] زفر صاحب عقل و دین و ورع تھے اور روایت حدیث میں ثقہ تھے۔

موازنۂ امام ابو یوسف و زفر

[illegible] علمی مناظرے و مباحثے مشہور ہیں [illegible] امام صاحب نے امام ابو یوسف کو ترجیح [illegible]

زفر میدان قیاس میں آگے بڑھ جاتے تھے۔

محدث خالد بن صبیح کا بیان ہے کہ ایک بار میں نے امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے سفر کیا تو راستہ میں ہی امام صاحب کے انتقال کی خبر ملی۔ جب مسجد کوفہ میں پہونچا تو دیکھا کہ سب لوگ امام زفر کے گرد جمع ہیں اور امام ابو یوسف کے پاس صرف دو چار آدمی ہیں۔ خیال ہے کہ یہ ابتدا زمانہ کی بات ہے ورنہ پھر تو امام ابو یوسف سے حدیث و فقہ حاصل کرنے والے اس کثرت سے ہو گئے تھے کہ کوئی ان کے مقابل نہ تھا اور درس سے کسی وقت نہ اکتانا اور کمال وسعت صدر تو ان کا بڑا امتیاز شمار ہوا ہے۔ غرض امام زفر بھی امام ابو یوسف کی طرح مجتہد مطلق کے درجہ میں تھے ایک دفعہ امام صاحب نے فرمایا کہ یہ ۳۶ آدمی ہیں ان میں سے ۲۸ قاضی و جج بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور ۶ فتویٰ دینے کے اہل ہیں و ایسے ہیں جو ارباب قضا و اصحاب فتویٰ کی تربیت و سرپرستی کرسکتے ہیں اور امام ابو یوسف و امام زفر کی طرف اشارہ فرمایا۔

خدا کی شان کہ امام ابو یوسف امام صاحب کے اشارہ کے موافق قاضی القضاۃ اور چیف جسٹس ہوئے، امام زفر کو حکومت وقت نے قضا کے لئے مجبور کیا مگر انھوں نے امام صاحب کی طرح صاف انکار کر دیا کسی طرح راضی نہ ہوئے، پھر چھپ گئے اور آپ کا مکان گرا دیا گیا آپ نے آکر مکان بنایا اور پھر قضا کے لئے مجبور کئے گئے اور آپ چھپ گئے دوبارہ مکان گرا دیا گیا حتی کہ آپ کو اپنے حال پر چھوڑ دیا گیا اور سمجھ لیا گیا کہ کسی طرح راضی نہ ہوں گے۔

کسی نے حسن بن زیاد سے پوچھا کہ آپ نے امام ابو یوسف و امام زفر کو امام صاحب کی خدمت میں کیسا دیکھا ہے؟ فرمایا کہ جیسے چڑیاں باز کے مقابلہ میں۔ غرض جاننے والے یہی جانتے تھے کہ یہ دونوں ایک درجہ کے تھے اگرچہ امام صاحب کے مقابلہ میں کچھ اور نہ کچھ اپنے کو سمجھتے تھے۔ امام زفر جب بصرہ پہونچے اور علماء نے ملاقاتیں کیں، ان سے مشکل سوالات کئے اور جوابات سنکر متحیر اُن کو بصرہ کے قیام پر مجبور کیا اور ہر طرف تعریفیں ہونے لگیں۔ لوگوں نے کہا کہ ہم نے فقہ میں زفر جیسا نہیں دیکھا، وہ سب سے بڑے عالم وغیرہ۔ امام زفر کو خبر ہوئی کہ تعریف ہو رہی ہے تو فرمایا۔ تم میری تعریف کرتے ہو اگر ابو یوسف کو دیکھتے تو کیا کہتے! ایک دفعہ فرمایا کہ ابو یوسف بڑے فقیہ ہیں۔! باہم معاصرین کی اس قدر بے نفسی اور اقران کے ساتھ ایسی وسعت حوصلہ کے ساتھ مدح و ثنا کی مثالیں خیر القر کی خیریت کا بڑا ثبوت و امتیاز ہیں اور خصوصیت سے امام صاحب کے اصحاب و تلامذہ میں یہ بات خاص طور سے دیکھی گئی کہ ان میں تحا ذبا غض نہیں تھا اور جو بعض قصے ایسے نقل ہوئے ہیں وہ مخالفین کے چلائے ہوئے بے ثبوت ہیں علامہ کوثری نے جابجا ایسی چیزوں کی تردید کی ہے

امام زفر کے اسا تذہ:۔ علم فقہ میں امام صاحب کے شاگرد ہیں خود فرماتے ہیں کہ میں بیس سال سے زیادہ امام صاحب کی خدمت میں رہا میں نے کسی کو ان سے زیادہ خیر خواہ، ناصح و مشفق نہیں دیکھا وہ محض اللہ کے لئے اپنی جان کو صرف کرتے تھے۔ سارا دن تو مسا کے حل و تعلیم اور نئے حوادث کے جوابات دینے میں صرف کرتے، جس وقت مجلس سے اٹھتے تو کسی مریض کی عیادت کے لئے جاتے، جن کی تشییع کرتے کسی ضرورتمند کی حاجت روائی کرتے کسی فقیر کی امداد کرتے یا کسی بچھڑے ہوئے سے رشتۂ اخوت تازہ کرتے تھے، ہوتی تو خلوت میں تلاوت، عبادت و نماز کا شغل رہتا، وقت وفات تک یہی معمول رہا۔ تفقہ کے ساتھ ہی امام صاحب سے رو حدیث بھی بکثرت کرتے ہیں سمعانی وغیرہ نے امام زفر کی کتاب الآثار کا ذکر کیا ہے جسمیں امام صاحب کے واسطہ سے احادیث کی روایات ہیں۔

امام صاحب کے علاوہ دوسرے شیوخ امام زفر کے یہ ہیں۔ اعمش یحییٰ بن سعید الانصاری۔ محمد بن اسحٰق (صاحب مغازی) ابن ابی زائدہ، سعید بن ابی عروبہ، ایوب سختیانی وغیرہ۔

Marfat.com

امام زفر کے تلامذہ :- امیر المومنین فی الحدیث حضرت عبداللہ بن مبارک (شیخ اصحاب ستہ)، شقیق بن ابراہیم، محمد بن الحسن، وکیع ابن الجراح (شیخ اصحاب ستہ)، سفیان بن عیینہ (شیخ اصحاب ستہ)، ابو عاصم النبیل (شیخ اصحاب ستہ)، ابو نعیم فضل بن دکین (شیخ اصحاب ستہ)، وغیرہ۔ حضرت عبداللہ بن مبارک نے بیان کیا کہ امام زفر فرمایا کرتے تھے "ہم رائے کا استعمال اس وقت تک نہیں کرتے جب تک کہ اثر موجود ہو، اسی طرح جب اثر مل گیا رائے کو چھوڑ دیتے ہیں۔" (کردری)

امام وکیع امام زفر کو خطاب کر کے فرمایا کرتے تھے کہ خدا کا شکر ہے جس نے آپ کو امام صاحب کا جانشین کیا لیکن امام صاحب کے دنیا سے تشریف لے جانے کا صدمہ دل سے نہیں نکلتا۔ فضل بن دکین کہتے ہیں کہ جب امام صاحب کی وفات ہوئی تو میں امام زفر کا ہو گیا کیونکہ امام صاحب کے اصحاب میں سے سب سے زیادہ فقیہ و متورع وہی تھے۔

امام زفر اور نشر مذہب حنفی : حسین بن ولید کہتے تھے کہ امام صاحب کے اصحاب میں سے سب سے زیادہ متصلب اور دقیق النظر امام زفر تھے۔ صیمری نے روایت کی کہ یوسف بن خالد سمتی بصرہ سے کوفہ گئے اور امام صاحب سے تعلق کیا فارغ ہوئے تو بصرہ کا ارادہ کیا امام صاحب نے فرمایا کہ اب تم بصرہ جاؤ گے تو ایسے لوگوں سے واسطہ ہوگا جو تم سے پہلے سند علم و فضل پر متمکن ہو چکے ہوں گے لہذا تم مسند درس سنبھالنے کی جلدی نہ کرنا کہ مبیٹھ کر کہنے لگو۔ ابو حنیفہ نے ایسا کہا اور یہ کہا۔ اگر ایسا کرو گے تو وہاں تم نہ سکو گے بلکہ نکال دیئے جاؤ گے۔ یوسف گئے اور چونکہ علم وافر لیکر پہونچے تھے صبر نہ ہو سکا مسند سنبھال کر لگے کہنے کہ امام ابو حنیفہ نے یہ کہا اور وہ کہا عثمان بتی بصرہ کے امام اور مشہور فقیہ و محدث تھے، یوسف نے ان کے اصحاب و تلامذہ سے مسائل میں بحثیں کیں اور امام صاحب کے دلائل سے مغلوب کرنا چاہا جس پر وہ لوگ خلاف ہٹنا پڑا تو آئے۔ ان کو برداشت نہ کر سکے حتیٰ کہ ان کو مسجد سے اٹھا دیا۔ یہ خاموش ہو گئے اور پھر امام زفر تک کسی اور کو بھی جرأت نہ ہوئی کہ امام صاحب کا ذکر وہاں کر سکتا۔

جب امام زفر وہاں پہونچے تو وہ چونکہ سیاسی دماغ رکھتے تھے دوسرا طریقہ اختیار کیا۔ وہاں کے شیوخ کی مجلس میں جاتے تھے، ان کے مسائل سنتے اور ان کی اصل کے خلاف کچھ فرعی مسائل نکال کر سوال کرتے کہ آپ نے ان مسائل میں اپنی اصل کو کیوں چھوڑ دیا عثمان بتی اور ان کے اصحاب و تلامذہ جواب سے عاجز ہوتے تو کہتے کہ اس باب میں دوسری اصل اس اصل سے بہتر ہے اور دلائل سے اس کی برتری و جامعیت وغیرہ ان ہی سے منوالیتے جب وہ پوری طرح تسلیم کر لیتے تو کہتے کہ یہ اصل امام ابو حنیفہ کی قائم کی ہوئی ہے۔

کبھی ایسا کرتے کہ ان ہی مشائخ بصرہ کے اقوال کے اثبات میں ایسے دلائل پیش کرتے جو ان کے دلائل سے زیادہ قوی ہوتے وہ بہت خوش ہوتے پھر کہتے کہ یہاں ایک دوسرا قول بھی ہے جو تمہارے اقوال کے علاوہ ہے اور اس کو بیان کر کے [illegible] اعلیٰ و قوی دلائل دیتے جب وہ تسلیم کر لیتے تو بتلاتے کہ یہ قول امام ابو حنیفہ کا ہے۔ وہ کہتے کہ [illegible] ہے خواہ وہ کسی کا بھی ہو۔ اسی طرح امام زفر کرتے رہے اور امام صاحب کے اقوال سے مانوس بنا [illegible] شیخ عثمان بتی جیسے شیخ وقت تک کے اصحاب بھی ان کو چھوڑ کر امام زفر کے حلقۂ درس میں شامل ہوتے اور شیخ عثمان [illegible]۔

معلوم ہوا کہ عالم کی سوجھ بوجھ سیاست و بے تدبیری سے ملک کے عالم کی نشر و اشاعت پر بھی بڑا اثر پڑتا ہے۔ اگر یوسف امام صاحب کی نصیحت پر عمل کرتے تو وہ بھی ضرور کامیاب ہوتے بہت بڑے جلیل القدر عالم تھے۔ امام شافعی کے شیوخ میں ہیں۔ ابن ماجہ میں ان سے احادیث مروی ہیں اور تاریخ اصبہان لابی نعیم میں بھی ان سے بکثرت احادیث روایت کی گئی ہیں کوئی عیب ان میں نہ تھا۔

Marfat.com

مگر لوگوں نے تنافس و تحاسد کی وجہ سے اُن کو بری طرح مطعون کیا طرح طرح کے الزامات لگائے یہاں تک کہ ان کے متعلق مشہور کیا کہ وہ قیامت و میزان کے منکر ہیں وغیرہ۔ دیکھئے تہذیب التہذیب۔

پہلے امام زفر کی توثیق اور وسعت علم حدیث و فقہ کے بارے میں علماء کے اقوال نقل ہو چکے ہیں لیکن کوئی کوئی قول ان کے خلاف بھی نقل ہوا ہے اگرچہ اس کی تاویل ہو سکتی ہے مثلاً ابن سعد کا قول کہ امام زفر حدیث میں کچھ نہیں تھے، اول تو بقول علامہ زماں مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی کے یہ ریمارک فقط ابن سعد کے قلم کے اعتبار سے ہے ورنہ اُن کو بڑے بڑے علماء نے مجتہد اور حافظ حدیث تسلیم کیا ہے اور ابن حبان وغیرہ نے اتقان کی بھی شہادت دی ہے۔ (الرفع والتکمیل)

دوسرے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ابن سعد نے بطور مبالغہ فرمایا ہو کہ جیسے بڑے امام مجتہد و فقیہ تھے اس کی نسبت سے حدیث میں بہت کم تھے اور یہ کوئی تنقیص نہیں ہے کیونکہ بڑے بڑے مجتہدین ائمہ متبوعین سب ہی استنباط و تخریج مسائل وغیرہ میں زیادہ مشغول رہے اور روایت حدیث کی طرف متوجہ نہ ہو سکے اور چونکہ روایت حدیث کرنے والوں کی بڑی کثرت تھی اس لئے بھی اس کی ضرورت نہ سمجھی ہوگی تفقہ کی کمی تھی اس لئے پوری توجہ ادھر ہی صرف کی۔ واللہ اعلم

یہ پہلے لکھا گیا کہ امام زفر نے قضا قبول نہیں کی اور بصرہ میں ان کا قیام بہ سلسلہ درس و افادہ تھا کیونکہ بصرہ والوں نے اُن کو اصرار کرکے روک لیا تھا۔ علامہ ابن عبدالبر نے انتقاء میں جو لکھا ہے کہ بصرہ کے قاضی بھی رہے یہ اُن کو مغالطہ ہوا ہے وہ مغرب میں تھے اور مشرق کے بعض حالات بیان کرنے میں ان سے تسامحات ہو گئے ہیں۔ انھوں نے اس طرح لکھا ہے

امام زفر امام ابوحنیفہ کے کبار اصحاب و فقہاء میں سے تھے۔ علامہ کوثری نے لمحات النظر فی سیرۃ الامام زفر میں یہ بھی ثابت کیا ہے کہ امام زفر مجتہد مطلق کے درجہ میں تھے اگرچہ اپنا انتساب انھوں نے امام اعظم کی طرف برابر قائم رکھا ہے اور فرمایا کرتے تھے کہ میں نے امام ابوحنیفہ کی کسی مسئلہ میں مخالفت نہیں کی جس میں ان کا کوئی نہ کوئی قول اس کے موافق موجود نہ ہو یہ بھی فرماتے تھے کہ میں نے یہ جرأت نہیں کی کہ امام صاحب کی مخالفت کسی مسئلہ میں ان کی وفات کے بعد بھی کروں۔ کیونکہ میں اگر ان کی زندگی میں مخالفت کرتا اور دلیل اس پر قائم کرتا تو وہ مجھے اسی وقت اپنی حق بات کی طرف دلائل کی قوت سے مجبور کرکے لوٹا دیتے تھے لہذا بعد وفات بھی مخالفت میرے لئے موزوں نہیں ہوتی

یہ بات امام زفر کے کمال ادب کی تھی ورنہ کچھ اصول و فروع میں جزوی خلاف بھی ضرور ملتا ہے جس سے ان کا مجتہد مطلق ہونا ثابت ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان میں سب سے اچھے قیاس کرنے والے تھے۔ بصرہ کے قاضی ہو کر جب امام صاحب سے رخصت ہو کر جانے لگے تو امام صاحب نے ان سے فرمایا کہ تم جانتے ہو کہ جو کچھ ہمارے متعلق اہل بصرہ کے دلوں میں جذبات عداوت، حسد و منافست ہیں مجھے امید نہیں کہ تم بھی ان سے بچ سکو گے۔ بصرہ پہونچے تو اہل علم ان کے پاس جمع ہو گئے مناظرے کئے وغیرہ تفصیل اوپر گذر چکی۔

امام زفر کا زہد و ورع:- ابراہیم بن سلیمان کا بیان ہے کہ ہم لوگ جب امام زفر کی مجلس میں ہوتے تھے تو ہم میں سے کوئی بھی ان کے سامنے دنیا کی باتیں نہ کر سکتا تھا۔ اور اگر کبھی ایسا ہوا بھی تو وہ مجلس سے اُٹھ کر چلے جاتے تھے اور ہم آپس میں کہا کرتے تھے کہ ان کی موت اسی لئے جلدی ہوئی کہ خدا کا خوف ان پر سخت غالب تھا۔ بصرہ ہی میں آپ کی وفات ہوئی۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

Marfat.com

(۲۲) امام مالک بن مِغول البجلی الحنفی (م ۱۵۹ھ)

امام اعظم رضی اللہ عنہ کے اصحاب دہ شر کا رِ تدوینِ فقہ حنفی میں سے اور اُن حضرات اکابر میں سے تھے جن کو امام صاحب نے خطاب فرما کر ارشاد کیا تھا کہ "تم لوگ میرے قلب کا سرور اور میرے غم کو مٹانے والے ہو۔" محدث ابو اسحٰق سبیعی، امام اعظم، حسن بن ابی جحیفہ، سماک ابن حرب اور نافع مولیٰ ابن عمر وغیرہ ان کے اساتذہ و شیوخ میں ہیں۔ حافظ نے تہذیب میں امام صاحب کے تعلق و تلمذ وغیرہ کا ذکر حسبِ عادت حذف کر دیا۔ امام حدیث و حجت تھے حضرت شعبہ، ابو نعیم، قبیصہ، امام محمد، حضرت ابن مبارک، مسعر، ثوری، زائدہ، ابن عیینہ، اسمٰعیل بن زکریا، یحییٰ بن سعید القطان، وکیع، عبد الرحمٰن بن مہدی اور یحییٰ بن آدم وغیرہ ان کے شاگردوں میں ہیں، بخاری و مسلم اور اصحاب سنن کے شیخ ہیں اور سب نے ان سے روایت حدیث کی ہے۔ (جواہر مضیئہ صفحہ ۱۵ ج ۲)

امام احمد نے اُن کو ثقہ ثبت فی الحدیث کہا، امام یحییٰ بن معین، ابو حاتم اور نسائی نے ثقہ کہا۔ ابو نعیم نے کہا کہ ہم سے مالک بن مغول نے حدیث بیان کی اور وہ ثقہ تھے۔ عجلی نے رجل صالح، علم و فضل میں نمایاں مقام و مرتبہ رکھنے والا بتلایا۔ طبرانی نے خیار مسلمین سے کہا۔ ابن عیینہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے مالک بن مغول سے کہا کہ خدا سے ڈر، تو مالک نے فوراً اپنا رخسار زمین پر رکھ دیا۔ ابن سعد نے کہا کہ مالک ثقہ مامون، کثیر الحدیث، صاحب خیر و فضل تھے۔ امام بخاری نے فرمایا کہ عبد اللہ بن سعید نے کہا کہ میں نے ابن مہدی سے سنا فرمایا کرتے تھے کہ جب تم کسی کوفی کو دیکھو کہ وہ ایسے کوفی کا ذکر کرتا ہے جس کو مالک بن مغول کی طرح سے یاد کرتے ہوں تو تم ضرور اس کا لحاظ کرو۔ ابن حبان نے "ثقات" میں لکھا کہ مالک اہل کوفہ کے بڑے عبادت گذاروں اور نقل میں تثبت اور متقن تھے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (تہذیب التہذیب صفحہ ۲۲ ج ۱۰)

(۲۳) امام داؤد طائی حنفی (م ۱۶۰ھ)

امام ربانی امام حدیث ابو سلیمان داؤد بن نصیر الطائی الکوفی محدث ثقہ، زاہد، عالم، فاضل، نادرِ زمانہ تھے۔ ضروری علوم حاصل کرنے کے بعد امام اعمش اور ابن ابی لیلیٰ سے حدیث پڑھی پھر امام اعظم کی خدمت میں باریاب ہوئے بیس برس تک اُن سے استفادہ کرتے رہے اور اُن کے کبار اصحاب دہ شر کا رِ تدوینِ فقہ میں سے ایک یہ بھی ہیں۔

بعض اوقات صاحبین کے اختلاف کو اپنی رائے صائب سے فیصلہ کر کے ختم کر دیتے تھے۔ امام ابو یوسف سے بوجہ قبول قضا بہ غایت زہد و استغنار کے باعث کچھ منقبض سے رہتے تھے اور فرماتے تھے کہ ہمارے استاذ امام اعظم نے ... کرالیا مگر قضا کو قبول نہ کیا اس لئے ہمیں بھی ان کا اتباع کرنا چاہیے۔ حضرت سفیان بن عیینہ ... امام یحییٰ بن معین وغیرہ نے آپ کی توثیق کی اور نسائی میں آپ سے روایت کی گئی ہے۔

محدث محارب بن دثار فرماتے تھے کہ اگر داؤد طائی پہلی امتوں میں ہوتے ... ان کا ذکر فرماتا۔ محدث ابن حبان نے لکھا کہ داؤد فقہار میں سے تھے اور امام ابو حنیفہ کی مجلس میں ... ہوتے تھے پھر ... عبادت میں صرف کرنے لگے تھے۔ آپ کو ورثہ میں بیس اشرفیاں ملی تھیں جن سے بیس سال گذار دی اور وفات پائی کبھی کسی حاکم، دوست یا بادشاہ کا عطیہ قبول نہیں کیا۔ حضرت عبد اللہ ابن مبارک فرمایا کرتے تھے کہ بس دنیا سے اتنا ہی سروکار رکھنا چاہیے جتنا داؤد طائی نے رکھا ... روٹی کو پانی میں بھگو دیتے تھے جب وہ

Marfat.com

گھل جاتی تو اس کو شربت کی طرح پی لیتے اور فرماتے کہ جب تک میں روٹی کو ایک ایک لقمہ کر کے کھاؤں اتنے عرصہ میں پچاس آیات قرآن مجید کی پڑھ سکتا ہوں لہذا روٹی کھانے میں عمر کو کیوں ضائع کروں؟

نقل ہے کہ ایک روز قبرستان سے گذرے تو ایک عورت رو رو کر ایک صاحب قبر کو یہ شعر پڑھ کر خطاب کر رہی تھی کہ اے یحییٰ! کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ تیرے دونوں گلگوں رخساروں میں پہلے کون سا رخسارہ بوسیدہ ہوا اور کونسی آنکھ پہلے مٹی کی نذر ہوئی؟ ــــ اس کو سن کر دنیا کی بے ثباتی کا نقش ان کے دل پر ایسا گہرا ہوا کہ بیقرار ہو کر امام اعظم کی خدمت میں دوڑے ہوئے پہنچے امام صاحب نے وجہ پوچھی آپ نے سب حال بتلایا۔ امام صاحب نے فرمایا کہ آپ لوگوں سے منھ پھیر لیں چنانچہ آپ دنیا سے الگ ایک گوشہ میں جا بیٹھے۔ کچھ مدت کے بعد امام صاحب ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا "یہ کام کی بات نہیں ہے جو آپ نے کی ہے بلکہ مناسب یہ ہے کہ آپ ائمہ کے درمیان بیٹھیں اور ان کی گفتگو سنیں اور منہ سے کچھ نہ کہیں چنانچہ آپ نے اپنے استاذ اعظم کے ارشاد پر ایک برس تک عمل کیا اور فرمایا کہ اس ایک سال کے صبر نے تیس برس کا کام کیا ہے۔

امام محمد کا بیان ہے کہ میں ان کی خدمت میں گھر حاضر ہو کر کسی مسئلہ میں رجوع کرتا تھا تو اگر ان کے دل میں انشراح ہوا کہ اس مسئلہ کی مجھے اپنے دین کی اصلاح کے لئے ضرورت ہے تو جواب دیتے تھے ورنہ تبسم فرما کر مجھے ٹال دیتے کہ ہمیں کام ہے ہمیں کام ہے۔ (جواہر مضیئہ و حدائق حنفیہ)

رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ کما یحب ربنا ویرضی۔

(۲۴) امام مندل بن علی عنزی کوفی حنفی ولادت ۱۰۲ھ وفات ۱۶۸ھ ہجری

محدث، صدوق، فقیہ فاضل طبقہ کبار تبع تابعین میں سے ہیں۔ امام اعظم کے اصحاب و شرکاء تدوین فقہ میں سے ایک ہیں۔ محدث معاذ ابن معاذ عنبری کا قول ہے کہ میں کوفہ پہنچا تو کسی کو آپ سے زیادہ اورع نہیں پایا۔ محدث عثمان دارمی نے امام یحییٰ بن معین سے ان کے بارے میں لا باس بہ نقل کیا۔ لا باس بہ بلفظ ثقہ کے قائم مقام ہے۔ امام اعمش، ہشام بن عروہ، لیث، عاصم احول اور ابن ابی لیلیٰ وغیرہ آپ کے اساتذہ میں ہیں اور آپ سے یحییٰ بن آدم، ابوالولید طیالسی، فضل بن دکین، یحییٰ الحمانی اور ابوداؤد و ابن ماجہ نے حدیث روایت کی سمعانی نے ذکر کیا کہ مندل اور ان کے بھائی حبان دونوں سب لوگوں سے زیادہ امام اعظم کی مجلس میں حاضر رہا کرتے تھے، کردری صفحہ ۲۱۵ اور علامہ کردری نے ہی یہ بھی نقل کیا کہ مندل نے امام اعظم کی خدمت میں رہ کر فقہ کی تکمیل کی اور امام صاحب دونوں کے ساتھ نہایت تلطف اور محبت و تقرب کا معاملہ فرماتے تھے۔ علامہ صیمری نے بھی دونوں بھائیوں کو امام صاحب کے تلامذہ و اصحاب میں لکھا ہے

مسند خوارزمی میں ہے کہ امام وکیع سے کسی نے کہا امام صاحب نے فلاں مسئلہ میں خطا کی ہے۔ فرمایا امام ابو حنیفہ کیسے خطا کر سکتے تھے جبکہ ان کے پاس قیاس و اجتہاد میں امام ابو یوسف امام محمد و امام زفر جیسے معرفت و حفظ حدیث میں یحییٰ بن زکریا، حفص بن غیاث، حبان و مندل جیسے لغت و عربیت میں قاسم بن معن جیسے اور زہد و ورع میں داؤد طائی و فضیل جیسے تھے جس کے اصحاب و شاگرد اس قسم کے ہوں وہ خطا نہیں کر سکتا۔ جو شخص امام صاحب کے بارے میں ایسی بات کہتا ہے وہ چوپایہ بلکہ اس سے بھی زیادہ گمراہ ہے۔ اور جو یہ گمان کرے کہ بات امام صاحب کی مخالفت میں ہے اس نے تنہا ایک مذہب اور نکالا در میں اس کے حق میں وہ شعر کہتا ہوں جو فرزدق نے جریر کو کہا

اولٰئک آبائی فجئنی بمثلھم   اذا جمعتنا یا جریر المجامع

Marfat.com

جامع المسانید میں امام اعظم سے ان کی روایات موجود ہیں۔ (جامع ۱۵۵۲) لیکن حافظ نے حسب عادت تہذیب میں امام صاحب سے تلمذ وغیرہ کا ذکر حذف کر دیا۔ رحمۃ اللہ علیہ

(۲۵) امام نصر بن عبدالکریم (وفات ۱۶۹ھ)

محدث، فقیہ تھے امام اعظم رضی اللہ عنہ سے فقہ پڑھی اور ان کی مجلس تدوین فقہ کے شریک تھے۔ امام صاحب سے احادیث و احکام بکثرت روایت کئے۔ امام صاحب کے بعد امام ابو یوسف کی خدمت میں رہے اور ان ہی کے پاس وفات ہوئی۔ ان سے سفیان ثوری اور موسیٰ بن عبید وغیرہ نے روایت کی۔ (جواہر مضیئہ) رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

(۲۶) امام عمر بن میمون بلخی حنفی [illegible]

محدث، فقیہ، صاحب علم و فہم و ورع تھے۔ بغداد آ کر امام اعظم کی خدمت میں رہے فقہ و حدیث ان سے حاصل کی۔ امام یحییٰ بن معین نے توثیق کی بیس سال تک بلخ کے قاضی رہے۔ آپ سے آپ کے صاحبزادے عبداللہ بن عمر و قاضی بلخ اور [illegible] روایت حدیث کی۔ امام ترمذی کے شیوخ میں ہیں۔ جامع ترمذی میں روایت موجود ہے۔ [illegible] تہذیب [illegible] نے آپ کا ذکر کیا [illegible] (حدائق)

(۲۷) امام حبان بن علی (م [illegible])

اپنے بڑے بھائی مندل کی طرح محدث، فقیہ، فاضل تھے امام اعظم سے فقہ [illegible] مجتہدین میں سے ہیں۔ امام اعمش سے بھی روایت حدیث کی۔ حجر بن [illegible] کا قول ہے [illegible] حدیث میں مندل سے زیادہ قوی ہیں [illegible] فرمایا کہ دونوں بھائیوں [illegible] کبھی نہیں ہوا کہ کسی دین یا دنیا کے معاملہ میں امام ابو حنیفہ کی [illegible] میں حبان کا ذکر [illegible] خطیب نے صالح [illegible] کہا تہذیب الکمال [illegible] امام صاحب [illegible]

(۲۸) امام ابو عصمہ نوح بن ابی مریم [illegible] حنفی (متوفی ۱۷۳ھ)

مشہور محدث و فقیہ تھے امام اعظم، ابن ابی لیلیٰ، حجاج بن ارطاۃ، زہری [illegible] کے لقب سے مشہور ہوئے۔ امام اعظم [illegible] فقہ کے [illegible] کرنا شروع کیا تھا اس لئے جامع کہلا[illegible] نیا امام اعظم کے اقوال نقل کرنے تیسری [illegible] نحو کے اہم مسائل [illegible] جب مرو کے قاضی ہوئے تو امام صاحب نے اُن کو نصائح اور شروط قضا لکھیں۔ پھر مدت تک خراسان کے قاضی القضاۃ رہے۔ اہل مرد اور عراقیوں نے آپ سے استفادہ کیا ابن ماجہ نے باب تفسیر میں آپ سے تخریج کی ہے اور نعیم بن حماد (شیخ امام بخاری) نے

مقدمۂ انوار الباری

Marfat.com

بھی آپ سے روایت کی ہے۔ امام احمد نے فرمایا کہ فرقہ جہمیہ کے سخت مخالف تھے۔
نوح فرماتے ہیں کہ ایک دن میں امام صاحب کی مجلس میں تھا کسی نے آکر سوال کیا کہ اے ابوحنیفہ! آپ کیا فرماتے ہیں ایک شخص نے صاف ستھرے نظیف پانی سے وضو کیا۔ کیا دوسرا بھی اس پانی سے وضو کر سکتا ہے؟ فرمایا نہیں! میں نے عرض کیا کیوں جائز نہیں؟ فرمایا اس لئے کہ مستعمل پانی ہے۔ کہتے ہیں پھر میں امام سفیان ثوری کے پاس گیا اور ان سے یہی مسئلہ پوچھا انھوں نے فرمایا کہ اس سے وضو کرنا جائز ہے۔ میں نے کہا کہ امام صاحب نے تو ناجائز بتایا تھا۔ انھوں نے پوچھا کہ ایسا کیوں بتلایا۔ میں نے کہا کہ ماء مستعمل کی وجہ سے نوح کا بیان ہے کہ ایک جمعہ نہ گذرا تھا کہ میں پھر امام سفیان کی خدمت میں حاضر تھا اور ایک شخص نے یہی مسئلہ ان سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ اس سے وضو جائز نہیں کیونکہ ماء مستعمل ہے۔　　(جواہر مضیئہ)

(۲۹) امام زہیر بن معاویہ (ولادت ۱۰۰ھ م ۱۷۳ھ)

امام اعظم کے اصحاب میں سے مشہور محدث، ثقہ، فقیہ، فاضل اور تدوین فقہ کے شریک ہیں امام اعمش وغیرہ سے حدیث حاصل کی اور یحییٰ القطان وغیرہ کے شیخ ہیں۔ حضرت سفیان ثوری کا قول ہے کہ آپ کے زمانہ میں آپ جیسا کوئی اور کوفہ میں نہیں تھا۔ امام یحییٰ بن معین وغیرہ محدثین نے آپ کی توثیق کی۔ اصحاب صحاح ستہ کے شیوخ میں ہیں اور سب نے آپ سے تخریج کی۔ محدث علی بن الجعد کا بیان ہے کہ ایک شخص زہیر کی خدمت میں تحصیل علم کے لئے آنا جانا تھا، چند روز نہ آیا تو انھوں نے پوچھا کہاں رہے؟ کہا امام ابوحنیفہ کی خدمت میں چلا گیا تھا، فرمایا کہ تم نے اچھا کیا میرے پاس ایک ماہ رہ کر جو تم حاصل کرتے اس سے یہ بہتر ہے کہ امام صاحب کی صرف ایک مجلس کی شرکت ہی تم کرلو۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔　　(جواہر مضیئہ وحدائق الحنفیہ)

(۳۰) امام قاسم بن معن (متوفی ۱۷۵ھ ہجری)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اولاد امجاد میں سے ہیں۔ محدث ثقہ، فقیہ، فاضل عربیت ولغت کے امام، نحو، مروت اور زہد و ورع میں بے نظیر تھے۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ان اصحاب میں سے ہیں جو شریک تدوین فقہ تھے، جن کے بارے میں امام صاحب مسرۃ قلبی وجلاء حزنی فرمایا کرتے تھے۔ ابوحاتم نے ثقہ صدوق اور کثیر الروایۃ کہا۔ حدیث وفقہ میں امام اعظم، اعمش، عاصم بن احول، ہشام بن عروہ، یحییٰ بن سعید وغیرہ کے شاگرد اور ابن مہدی، علی بن مسہر، ابونعیم بن دکین اور اصحاب سنن وغیرہ کے اساتذہ میں شریک ہیں۔ بعد آپ کوفہ کے قاضی ہوئے لیکن نہایت تورع وتقویٰ کے باعث بغیر تنخواہ کے قضا کا کام انجام دیا۔ لغت میں کتاب النوادر اور غریب المصنف لکھیں (حدائق وجواہر مضیئہ) حافظ ذہبی نے حفاظ حدیث کے طبقات میں شمار کیا ہے۔

(۳۱) امام حماد بن الامام الاعظمؒ (متوفی ۱۷۶ھ)

محدث، فقیہ اور بڑے زاہد و عابد تھے حدیث وفقہ میں آپ کے بڑے استاذ خود امام اعظم ہیں اور امام صاحب کی زندگی ہی میں بوجہ کمال مہارت فتویٰ دینا شروع کر دیا تھا۔ امام ابویوسف، امام محمد، امام زفر اور امام حسن بن زیاد وغیرہ کے طبقہ میں تھے اور تدوین فقہ میں شریک رہے۔ امام صاحب کی وفات پر ان کی ساری امانتیں جن میں ان لوگوں کی بھی تھیں جو مفقود تھے، قاضی شہر کو سپرد کر دیں۔ قاضی صاحب نے بہت اصرار کیا کہ آپ

Marfat.com

بڑے امین ہیں خود اپنے پاس رہنے دیں۔ مگر آپ نے اس بار کو پسند نہ کیا۔ آپ سے آپ کے بیٹے اسمٰعیل نے بھی حدیث و فقہ حاصل کی، اور وہ بھی بڑے عالم ہوئے حضرت قاسم بن معن کے بعد آپ کوفہ کے قاضی ہوئے (حدائق) پھر سارے بغداد کے پھر بصرہ کے قاضی ہوئے، مرض فالج سے معذور ہو کر استعفار دیدیا تھا۔ علامہ صیمری نے ذکر کیا کہ امام حماد پرہیزگار، فقیہ اور ورع غالب تھا اور اکثر ذی مشغلہ کتابت حدیث تھا۔ حسن بن قحطبہ نے امام اعظم کے پاس ایک ہزار روپے امانت رکھے کسی نے امام صاحب سے کہا کہ آپ امانتیں کیوں رکھتے ہیں ان کو رکھنا خطرہ سے خالی نہیں۔ فرمایا جس کا بیٹا حماد جیسا ہو اس کو امانت رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ امام صاحب کی وفات کے بعد حسن آئے اور امانت طلب کی، حماد نے خزانہ کی کوٹھری کھول کر علامات سے متعین کر کے کہا کہ اپنی امانت اٹھا لو۔ حسن نے کہا کہ آپ اب اپنے پاس رہنے دیں حماد نے انکار کیا وہ کہنے لگے کہ آپ کے والد تو امانتیں قبول کر لیتے تھے آپ کیوں نہیں کرتے؟ فرمایا ابا جان کو بھروسہ بیٹے پر تھا، مجھے اپنے بیٹے پر نہیں ہے۔

شریک بن الولید کا بیان ہے کہ حماد اہل ہوا و بدعت کے مقابلہ میں بہت متشدد تھے [illegible] کے دلائل توڑنے اور حق کی حمایت میں ایسے پختہ دلائل قائم کرتے تھے جو بڑے بڑے حاذق اہل کلام کو بھی نہ سوجھتے تھے۔ (کردری [illegible])

(۳۲) امام ہیاج بن بسطام (متوفی [illegible])

محدث، فقیہ امام اعظم کے اصحاب [illegible] امام [illegible]
ابو حاتم نے کہا کہ ان کی حدیث لکھی جاتی ہے سعید بن مبارک کا قول ہے [illegible]
شروع کیا تو ایک لاکھ آدمی جمع ہو گئے جو آپ سے حدیث لکھتے اور آپ کی فصاحت سے محبت [illegible]
ہیاج بن بسطام اعلم الناس، اعلم الناس، اتقی الناس [illegible] کا قول ہے
کہ ہمارے علم میں ہیاج ثقہ، صادق و عالم ہیں۔ حاکم نے [illegible]
کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا کہ ہیاج ہمارے نزدیک ثقہ [illegible]
بوجہ ان کے صاحبزادے خالد کے کی سبب [illegible]

(۳۳) امام شریک بن عبد اللہ الکوفی (متوفی [illegible])

محدث، فقیہ امام اعظم کی خدمت میں بہت رہے [illegible] حدیث بھی [illegible] آپ کے [illegible] فقہ میں تھے امام صاحب آپ کو کثیر العقل فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے [illegible] شعبہ سے [illegible] حدیث پڑھی [illegible] عبد [illegible]
امام مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی و ابن ماجہ نے بھی آپ سے [illegible] صدوق و اہل بدعت
وہوا پر سخت گیر تھے (حدائق) باوجودیکہ امام بخاری [illegible] جامع مسانید [illegible]

(۳۴) امام عافیہ بن یزید القاضی (متوفی ۱۸۰ھ)

بڑے پایہ کے محدث، صدوق و فقیہ و افضل تھے امام اعظم [illegible] امتیازی مقام حاصل ہوئے۔ امام صاحب ان کے علم و فضل پر بڑا اعتماد کرتے [illegible] جب تک [illegible] کسی مسئلہ پر [illegible] امام [illegible] جلدی نہ کیا کرو

Marfat.com

آپ نے امام اعمش اور ہشام بن عروہ وغیرہ سے بھی حدیث حاصل کی۔ نسائی نے آپ سے روایت کی تخریج کی ہے۔ مدت تک کوفہ میں قاضی رہے۔ حافظ ذہبی نے آپ کو بہترین کردار کے قضاۃ میں شمار کیا ہے۔ (حدائق)

(۳۵) امیر المومنین فی الحدیث حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ (م ۱۸۱ھ)

صحاح ستہ کے ائمہ رواۃ و احد شیوخ میں جلیل القدر امام حدیث ہیں۔ ابن مہدی شیخ امام بخاری نے چار کبار ائمہ حدیث میں سے ایک ان کو قرار دیا ایک مرتبہ ان سے ابن مبارک و سفیان کے بارے میں دریافت کیا گیا تو کہا کہ اگر سفیان پوری کوشش کریں کہ ان کا ایک دن ابن مبارک جیسا ہو جائے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔ یحییٰ نے فرمایا کہ جس حدیث کو ابن مبارک نہ جانتے ہوں اس کو ہم بھی نہیں پہچانتے۔ امام احمد نے فرمایا کہ اپنے زمانہ میں ان سے زیادہ علم کو جمع کرنیوالا کوئی نہیں ہوا۔ بہت بڑا ذخیرہ علم کا جمع کیا، کوئی بات ان سے کم رہی ہوگی وہ صاحب حدیث حافظ تھے۔ انکی کتابوں میں بیس ہزار احادیث موجود ہیں اور ابن مہدی انکو امام ثوری پر ترجیح دیتے تھے۔ امام صاحب کے اخص اصحاب سے تھے بعض رواۃ نے انکی طرف امام صاحب کے بارے میں وہ اقوال منسوب کئے ہیں جو انھوں نے ہرگز نہیں کہے جیسا کہ بہت سے دوسرے حضرات کی طرف بھی ایسی نسبتیں کیگئی ہیں۔ (تقدمہ نصب الرایہ) حضرت سفیان بن عیینہ نے فرمایا کہ میں نے صحابہ کے حالات میں غور کیا اگر صحابہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مبارکہ اور آپکے ساتھ غزوات میں شرکت کی فضیلت حاصل نہ ہوتی تو ابن مبارک انکے برابر ہی ہوتے۔ یہ بھی فرمایا کہ ابن مبارک فقیہ، عالم، عابد، زاہد، سخی، شجاع اور رادیب شاعر تھے۔ فضیل بن عیاض نے فرمایا کہ انھوں نے اپنا مثل نہیں چھوڑا۔ ابن معین نے فرمایا ابن مبارک بہت سمجھدار، پختہ کار، ثقہ، عالم، صحیح حدیث تھے چھوٹی بڑی سب کتابوں کی تعداد جو انھوں نے جمع کی تھیں بیس اکیس ہزار تک بیان کی جاتی ہے۔ یحییٰ اندلسی کا بیان ہے کہ امام مالک کو ہم نے کسی کیلئے اپنی جگہ سے تعظیماً اٹھتے ہوئے نہیں دیکھا لیکن ابن مبارک کیلئے انھوں نے ایسا کیا اور بالکل اپنے قریب بٹھلایا۔ قاری امام مالک کو پڑھکر سنا رہا بعض جگہ امام مالک روک کر پوچھتے کیا تم لوگوں کے پاس بھی اس بارے میں کچھ ہے؟ تو ابن مبارک ہی جواب دیتے تھے اور بڑے ادب و آہستگی سے بولتے تھے جب مجلس ختم ہوئی تو امام مالک ان کے حسن ادب سے بھی بہت متاثر تھے اور یہ بھی فرمایا کہ یہ ابن مبارک فقیہ خراسان ہیں۔ خلیلی کا قول ہے کہ ابن مبارک کی امامت پر سب کا اتفاق ہے اور انکی کرامات شمار سے باہر ہیں۔ اسود بن سالم نے فرمایا کہ جو شخص ابن مبارک کو مطعون کرے اسکے اسلام میں شک ہے۔ امام نسائی کا قول ہے کہ ابن مبارک کے زمانہ میں ان سے زیادہ جلیل القدر، بلند مرتبہ اور تمام بہتر خصائل کا جامع ہمارے علم میں نہیں ہوا۔ حسن بن عیسیٰ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ اصحاب ابن مبارک نے جمع ہو کر انکے فضائل شمار کئے تو سب نے کہا کہ ان میں حسب ذیل کمالات مجتمع تھے۔ علم، فقہ، ادب، نحو، لغت، شعر، فصاحت، زہد، ورع، انصاف، قیام لیل، عبادت، حج، غزوہ، جہاد، شہسواری، شجاعت، جسمانی قوت، ترک لایعنی، کمی اختلاف اپنے اصحاب سے بہت ہی کم خلاف کرتے، سخاوت، تجارت، محبت باوجود مفارقت۔ ان کے علاوہ بھی آپکے مناقب و فضائل بہت زیادہ ہیں ایک جہاد سے واپسی پر ۱۸۱ھ میں ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی اور باوجود ان مناقب جلیلہ کے وہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب و تلامذہ میں سے تھے اور حسب تصریح تاریخ خطیب و بستان المحدثین وغیرہ امام صاحب کی وفات تک انکی خدمت سے جدا نہ ہوئے امام صاحب کے تلمذ پر فخر کرتے انکی مدح فرماتے مخالفین کو امام صاحب کی طرف سے جواب دیتے تھے۔ وغیر ذالک۔ ابن مبارک سے کہا گیا کہ آخر آپ کب تک حدیثیں لکھتے رہیں گے؟ فرمایا جس کلمہ سے مجھے نفع پہونچے شاید وہ اب تک نہ لکھا ہو۔ اکثر اوقات اپنے گھر میں تنہا بیٹھے رہتے کسی نے کہا آپ کو وحشت نہیں ہوتی؟ فرمایا وحشت کیسی؟ جبکہ میں حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتا ہوں یعنی آپ کی حدیث سے مشغول ہوتا ہوں۔ علوم نبوت سے انتہائی شغف رکھتے تھے اور اشعار ذیل کا بہترین مصداق تھے۔

حدیثہ وحدیث عنہ یعجبنی ؛ ہذا اذا غاب او ہذا اذا حضرا ؛ کلاہما حسن عندی اُسر بہ ؛ لکن احلاہما ما وافق النظرا ؛

امام اعظم سے مسانید امام میں بہ کثرت روایات کی ہیں۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (مناقب کردری جلد دوم و جامع المسانید)

Marfat.com

(۳۶) الامام الحجۃ الحافظ الحدیث ابو یوسف رح

ولادت ۹۳ھ ۔ وفات ۱۸۲ھ ۔ عمر ۸۹ سال

نام ونسب الامام الحافظ المتقن المجتہد المطلق ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم بن حبیب بن سعد بن بحیر بن معاویہ [illegible] بن نفیل الانصاری البجلی رضی اللہ عنہ۔

حضرت سعد والد حبیب صحابی تھے، غزوۂ احد میں شرکت کے متمنی تھے، مگر چھوٹے تھے حضرت رافع بن خدیج اور ابن عمر کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوئے، تو حضورؐ نے ان کو چھوٹا بتلایا۔ اس لئے شریک نہ ہو سکے، پھر غزوۂ خندق [illegible] اور بعد کے غزوات میں شرکت فرمائی پھر کوفہ میں سکونت کی، اور وہیں وفات ہوئی حضرت زید بن ارقم نے نماز جنازہ پڑھائی۔

علامہ ابن عبدالبر نے استیعاب میں لکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خندق میں ملاحظہ فرمایا کہ میدان قتال میں سعد بڑی بے جگری سے جان بازی وجاں سپاری میں منہمک ہیں۔ حالانکہ بہت ہی کم عمر تھے، یہ ادا حضورؐ کو بے انتہا پسند ہوئی محبت سے اپنے [illegible] بلایا اور پوچھا کہ عزیز نوجوان تو کون ہے؟ کہا سعد بن حبتہ حضورؐ نے فرمایا خدا تجھ کو نیک بخت کرے [illegible] قریب رہنا وہ قریب ہوئے تو آپ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ اور امام ابو یوسف فرمایا کرتے تھے کہ دادا جان کے سر پر حضورؐ کے ہاتھ پھیرنے کی برکات میں برابر محسوس کرتا ہوں [illegible] زیادہ تفصیل نسب وتحقیق سن ولادت وغیرہ [illegible] حسن التقاضی فی سیرۃ الامام ابی یوسف القاضی [illegible]

صحیح سنہ ولادت [illegible] تاریخی دلائل سے امام موصوف [illegible] ولادت ۹۳ ہجری قرار [illegible] ہے یعنی ۱۱۳ھ [illegible] ۹۳ھ سے [illegible] امام مالکؒ سے دو سال بڑے تھے۔ چنانچہ امام ابو یوسف [illegible] امام مالک سے [illegible] میں بھی ان کو سب "عشرہ متقدمین" میں ذکر [illegible] سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اوّل [illegible] شدہ مسائل کا کو دفاتر میں لکھنے کی خدمت بھی ان سے متعلق رہی ہے۔ وغیرہ۔

تحصیل علم امام ابو یوسف رح خود فرماتے ہیں کہ میں پہلے ابن ابی لیلیٰ کی خدمت میں [illegible] علمی اشتغال کو پیش آتا تھا تو امام ابوحنیفہ [illegible] کے پاس آنے جانے لگوں، مگر مجھے خیال ہوا کہ ابن ابی لیلیٰ کو ناگوار ہوگا اس لئے [illegible]

ایک دفعہ ایک مسئلہ کی بحث کے دوران ان کو ناگوار ہوئی [illegible] کو غنیمت جانا امام صاحب کی خدمت میں حاضری کا سلسلہ شروع کر دیا۔

مالی امداد والد صاحب کو اس کا علم ہوا تو کہا [illegible] کرنی چاہئے تو والد صاحب کی اطاعت بھی ضروری تھی، [illegible] امام صاحب نے میری غیر حاضری محسوس کی اور بلایا، سبب پوچھا، میں نے پوری بات عرض کی، [illegible] جب سب چلے گئے تو امام صاحب نے مجھے ایک تھیلی دی [illegible]

Marfat.com

گھر کی ضروتیں پوری کرو اور جب ختم ہو جائے، مجھے بتلانا۔ اس تھیلی میں ایک سو درہم تھے۔ میں التزام کے ساتھ درس میں شریک رہنے لگا، چند ہی دن گذرے کہ امام صاحب نے خود ہی مجھے دوسری تھیلی دی۔ اور پھر اسی طرح میری امداد فرماتے رہے، جیسے ان کو پہلے روپوں کے ختم ہونے کی اطلاع خود بخود ہو جاتی تھی کیونکہ مجھے ایک دفعہ کے بعد پھر کبھی عرض کرنے کا موقع نہیں ہوا۔

امام صاحب کی توجہ سے نہ صرف میرے گھر والے فکرِ معاش سے بے نیاز ہوگئے۔ بلکہ ہمیں ایک قسم کا تمول حاصل ہوگیا، اور امام صاحب کی خدمت میں رہ کر مجھ پر علوم کے دروازے بھی کھل گئے۔

ایک روایت میں ہے کہ دالی نے کچھ نہ کہا تو ان کی والدہ درس سے اٹھا کر لیجاتی تھیں۔ امام صاحب نے ایک دن کہا! نیک بخت! جا! یہ علم پڑھکر فالودہ روغنِ پستہ کے ساتھ کھائے گا۔ یہ سن کر وہ بڑبڑاتی ہوئی چلی گئیں۔

جب قاضی القضاۃ ہوئے تو ایک بار خلیفہ ہارون رشید کے دسترخوان پر فالودہ مذکور پیش ہوا، خلیفہ نے کہا کہ یہ کھاؤ۔ یہ روز روز نہیں تیار ہوتا۔ پوچھا کیا ہے؟ خلیفہ نے کہا کہ فالودہ اور روغنِ پستہ۔ اس پر امام ابو یوسف مسکرائے۔ خلیفہ نے باصرار سبب دریافت کیا تو امام صاحب کا واقعہ بالا سنایا۔ خلیفہ کو سن کر حیرت ہوئی اور کہا:۔

"علم دین و دنیا میں عزت دیتا ہے، اللہ تعالیٰ ابو حنیفہ پر رحمت فرمائے، وہ عقل کی آنکھوں سے وہ کچھ دیکھتے تھے جو ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آتا۔"

سترہ برس تک امام صاحب کی خدمت میں رہے، ایک بار سخت بیمار ہوگئے۔ امام صاحب نے آکر دیکھا تو واپسی میں ان کے دروازہ پر متفکر کھڑے ہوگئے۔ کسی نے پوچھا تو کہا "یہ جوان مر گیا تو زمین کا سب سے بڑا عالم اٹھ جائے گا۔"

امام ابو یوسف کا قول ہے کہ دنیا میں کوئی چیز مجھکو ابو حنیفہ اور ابن ابی لیلیٰ کی مجلس سے زیادہ محبوب نہ تھی۔ امام ابو حنیفہ سے بڑھکر فقیہ اور ابن ابی لیلیٰ سے اچھا قاضی میں نے نہیں دیکھا۔

امام ابو یوسف پہلے شخص ہیں جنھوں نے امام ابو حنیفہ کا علم زمین کے گوشہ گوشہ تک پہنچایا۔ اصول فقہ کی کتابیں لکھیں۔ مسائل کا نشر املاء کے ذریعہ کیا۔ سترہ برس تک قاضی القضاۃ رہے۔ ابن عبدالبر کا قول ہے کہ میرے علم میں کوئی قاضی سوا ابو یوسف کے نہیں جس کا حکم مشرق سے مغرب تک سارے آفاق میں رواں ہوا ہو۔　　(شذرات الذہب)

قاضی ہونے کے زمانہ میں ایک بار خلیفہ وقت ہادی کے ایک باغ پر کسی نے ان کی عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا۔ بظاہر بادشاہ وقت کا پہلو زبردست تھا مگر واقعہ اس کے خلاف تھا۔ خلیفہ نے کسی موقع پر ان سے پوچھا کہ تم نے فلاں باغ کے معاملہ میں کیا کیا؟ جواب دیا مدعی کی درخواست ہے کہ امیرالمومنین کی حلفیہ شہادت اس امر پر لیجائے کہ ان کے گواہوں کا بیان سچا ہے۔ ہادی نے پوچھا کیا ان کو اس مطالبہ کا حق ہے؟ جواب دیا کہ ابن ابی لیلیٰ کے فیصلہ کے مطابق صحیح ہے۔ خلیفہ نے کہا اس صورت میں باغ مدعی کو دیدو یہ امام ابو یوسف کی ایک تدبیر تھی۔

بلال بن یحییٰ کا قول ہے کہ ابو یوسف، تفسیر، مغازی، اور ایام عرب کے حافظ تھے۔ فقہ ان کے علوم میں اقل العلوم تھی۔ ایک بار امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شاگردوں کی بابت کہا:

"یہ چھتیس مرد ہیں۔ ان میں سے اٹھارہ عہدہ قضا کی اہلیت رکھتے ہیں، چھ فتویٰ دینے کی۔ دو ایسے ہیں جو قاضیوں کو پڑھا سکتے ہیں۔ یہ کہکر امام ابو یوسف اور زفر کی طرف اشارہ کیا۔

Marfat.com

ایک بار امام ابوحنیفہ نے داؤد طائی سے کہا کہ تم عبادت کے لئے پیدا ہوئے ، ابو یوسف سے کہا تم دنیا کی طرف مائل ہو گے ، اسی طرح زفر وغیرہ کی نسبت رائے ظاہر کی جو کہا تھا ، واقعات نے وہی ثابت کیا ۔

وفات سے پہلے کہتے تھے کہ سترہ برس ابوحنیفہ کی صحبت میں رہا سترہ برس دنیا کے کام میں رہ [illegible] ہے اگمان ہے کہ اب میری موت قریب ہے ۔ اس قول کے چھ ماہ بعد وفات پائی ۔

غیر معمولی علمی شغف اور امام صاحب سے خصوصی استفادہ

امام ابو یوسف رح امام صاحب کے علم کے اس قدر گرویدہ تھے کہ خود بیان کیا کہ ایک دفعہ میرے بیٹے کا انتقال ہوا تو میں نے اس وقت بھی امام صاحب کی مجلس سے غیر حاضری پسند نہیں کی ۔ بلکہ اپنے احباب اعزہ اور پڑوسیوں کو تجہیز و تدفین کی خدمت پر مامور کر دیا اس [illegible] کہ امام صاحب کے علمی ارشادات و فیوض سے محروم نہ ہو جاؤں اور اس کی حسرت و افسوس میرے دل پر ہمیشہ رہے ۔

امام ابو یوسف کا یہ ارشاد مبالغہ نہیں ہے ۔ کیونکہ امام صاحب کے انتقال کے بعد بعض اوقات بڑی حسرت سے [illegible] امام صاحب کی ایک علمی صحبت مجھے پھر مل جاتی اور میں ان سے اپنے علمی اشکال حل کرتا ۔ خواہ مجھے اس ایک مجلس کے [illegible] دولت [illegible] اس وقت امام صاحب بیس لاکھ روپے کے مالک تھے ، گویا دس لاکھ روپے صرف کر کے ایک مجلس کی تمنا کرتے تھے ۔ [illegible] اور [illegible] قدر و قیمت اسی کی ہے من لم یذق لم یدر ۔

نقل ہے کہ امام ابو یوسف اپنے دونوں شیخ ابن ابی لیلیٰ اور امام صاحب ، دونوں کی انتہائی تعظیم کیا کرتے تھے ، اور [illegible] ان دونوں برگزیدہ سے حظ وافر حاصل ہوا ۔

قاضی ابن ابی لیلیٰ

قاضی ابن ابی لیلیٰ عہد اموی و عباسی میں کافی مدت تک قاضی رہے جن کو [illegible] تھی جو حضرت عمر فاروق [illegible] سے حجاج کے [illegible] [illegible] معمول ہے تھی ۔

اسی طرح امام ابو یوسف نے امام صاحب کے علوم فقہ و حدیث سے [illegible] کہ امام ابو یوسف نے سب سے پہلے قاضی القضاۃ کے عہدہ پر فائز ہو کر پوری اسلامی دنیا کے قاضیوں پر [illegible] کہ ان کی نظیر اول و آخر میں نہیں ملتی ۔

بے نظیر حافظہ

علامہ ابن الجوزی نے باوجود اپنی شدت و عصبیت خاصہ کے امام ابو یوسف کو [illegible] حفظ کا [illegible] ہے جو اس امت کے مخصوص و [illegible] صاحب حفظ ہوئے ہیں [illegible]

علامہ ابن عبد البر نے انتقاء میں لکھا کہ امام ابو یوسف بڑے حافظ حدیث تھے ، [illegible] میں ۵۰ ، ۶۰ حدیثیں سنتے ، پھر آکر ان سب کو درست حفظ و ضبط کے ساتھ [illegible] بیان [illegible]

امام ابو یوسف کے حج کا واقعہ

امام حدیث حسن بن زیاد نے بیان کیا کہ [illegible] امام ابو یوسف [illegible] میں وہ علیل ہو گئے ، ہم بیر میمون پر اترے ، حضرت سفیان بن عیینہ عیادت کو آئے ، امام ابو یوسف نے (جو عاشق حدیث تھے) ہم سے فرمایا ابو محمد سے حدیثیں سن لو انھوں نے [illegible] چالیس حدیثیں [illegible] جب [illegible] چلے گئے تو فرمایا ، تو مجھے پھر سن کر ان حدیثوں کو محفوظ کر لو ، اور باوجود اپنی اس سخت ضعف ، حالت سفر اور بیماری کے وہ سب حدیثیں اپنی یادداشت سے سامنے دہرا دیں ۔

Marfat.com

اس واقعہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ امام ابو یوسف کی وفات کبر سن میں ہوئی ہے، کیونکہ پچاس پچپن سال کے آدمی کو کبیر السن نہیں کہا جاتا۔

ذکر محدث ابو معاویہ

موفق میں حسن بن ابی مالک سے نقل کیا کہ ہم لوگ محدث ابو معاویہ کے پاس جاتے تھے تاکہ ان سے حجاج بن ارطاۃ کی احادیث میں سے احادیث احکام فقہیہ حاصل کریں تو وہ ہم سے فرماتے تھے "کیا تمہارے پاس قاضی ابو یوسف نہیں ہیں؟ ہم کہتے کہ ہیں۔ وہ فرماتے تم لوگ بھی عجیب ہو کہ ابو یوسف کو چھوڑ کر ہمارے پاس آتے ہو۔ ہم لوگ جب حجاج بن ارطاۃ کے پاس جاتے تھے تو جس وقت وہ املاء حدیث کرتے تھے تو ابو یوسف سب حدیثیں یاد رکھتے تھے، پھر جب ان کی مجلس سے نکل آتے تھے تو ابو یوسف کے حافظے ہی سے وہ سب احادیث لکھ لیا کرتے تھے۔

علامہ موفق نے اپنی سند سے یحییٰ بن آدم سے نقل کیا کہ ہارون رشید سے جو خود بھی بڑے فقیہ عالم تھے کہا گیا کہ آپ نے ابو یوسف کو ان کے علم و مرتبہ سے زیادہ بلند کر دیا، اور بہت اونچے مقام پر فائز کر دیا، اس کی وجہ کیا ہے؟ خلیفہ ہارون رشید نے جواب دیا: "میں ان کو خوب جانتا ہوں اور کافی تجربہ کے بعد ایسا کیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جس علم سے ان کا امتحان کیا اور جانچا، اس میں ان کو کامل ہی پایا۔ ہمارے ان کے حدیثی مذاکرات بھی طویل طویل ہوتے تھے، اور ہم لکھتے تھے، وہ بغیر لکھے یاد رکھتے تھے۔ پھر جب مجلس سے اٹھتے تھے، تو ان کے پاس محدثین و رواۃ جمع ہو جاتے تھے، اور وہ اپنے پاس کی لکھی ہوئی احادیث ان کی یادداشت سے صحیح کر لیا کرتے تھے اور فقہ میں تو وہ ایسے درجہ پر پہنچے ہیں کہ ان تک کوئی دوسرا ان کے طبقہ کا پہنچا ہی نہیں۔

بڑے بڑے اہل علم ان کے سامنے چھوٹے ہیں۔ اور بڑے بڑے فقیہ ان کے مقابلہ میں کم حیثیت ہیں۔ لوگوں کو درس دیں تو بغیر کتاب اور یادداشت کے دن کو ہمارے کاموں میں مشغولی (یعنی قضا کی خدمات) کے ساتھ رات کو درس کے لئے تیار، آنے والے لوگوں سے پوچھتے ہیں: کیا چاہتے ہو؟ وہ کہتے کہ فلاں فلاں فقہی ابواب و احکام میں افادہ کیجئے۔ بس فوراً بالبداہت ایسے جوابات بتاتے ہیں جن سے علماء زمانہ عاجز ہیں، اور ان سب کمالات علمی کے ساتھ علمی طور سے مذہبی استقامت اور دینی پرہیزگاری کا علمی نمونہ ہیں۔ اب ان جیسا کوئی لا کر مجھے دکھاؤ!")۔

خلیفہ ہارون رشید نے واقعی امام ابو یوسف رح کے خاص خاص کمالات بہت موزوں پیرایہ میں جمع کر دیئے۔ داؤد بن رشید کا قول ہے کہ:۔

"اگر امام اعظم کا کوئی شاگرد بھی امام ابو یوسف کے سوا نہ ہوتا تو یہی ان کے فخر کے لئے کافی تھے۔ میں جب کبھی ان کو کسی علمی موضوع پر بحث کرتے ہوئے دیکھتا تو ایسا معلوم ہوتا کہ جیسے کسی بڑے سمندر میں سے نکال نکال کر علم کے دریا بہا رہے ہیں۔ علم حدیث، علم فقہ اور علم کلام سب ان کے روبرو تھے، ان علوم کی تمام مشکلات ان کے لئے آسان ہو چکی تھیں"۔

ہلال بن یحییٰ بصری کا قول ہے کہ امام ابو یوسف تفسیر، مغازی، ایام العرب کے حافظ تھے، اور ان کے علوم متعارفہ میں سے ایک فقہ بھی تھا۔

بروایت ذہبی یحییٰ بن خالد کا قول ہے کہ "ہمارے یہاں امام ابو یوسف تشریف لائے جبکہ بہ نسبت دوسرے علوم کے ان کا فقہی امتیاز نمایاں نہ تھا، حالانکہ اس وقت بھی ان کی فقہ زمین کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پہنچ چکی تھی"۔

ابن ابی العوام نے بواسطہ امام طحاوی رح امام یحییٰ بن معین کا قول نقل کیا کہ: "اصحاب الرای میں امام ابو یوسف سے زیادہ اثبت فی الحدیث اور ان سے بڑا حافظ حدیث اور زیادہ صحت کے ساتھ حدیث کی روایت کرنے والا میں نے نہیں دیکھا"۔

امام ابو یوسف رض کے ذکاوت و دقت نظر کے واقعات بہت ہیں، علامہ کوثری رح نے "حسن التقاضی فی سیرۃ الامام ابی یوسف القاضی" میں امام موصوف کے علمی و عملی کمالات و واقعات کا بہترین مرقع پیش کیا ہے۔ جو ہر حنفی عالم کو حرز جان بنانا چاہیئے۔ کوثری صاحب کی تمام تصانیف اعلیٰ علمی

Marfat.com

جواہر و نوادر کا ذخیرہ اور حقائق و دقائق کا بے مثل خزینہ ہیں۔

شیوخ فقہ و حدیث

امام ابو یوسف نے احکام قضا میں زیادہ تر قاضی ابن ابی لیلیٰ سے استفادہ کیا، اور فقہ و حدیث میں امام اعظم سے کلی استفادہ لیا، رات دن امام صاحب ہی کی خدمت میں گذارتے تھے، خود فرماتے ہیں کہ میں انتیس سال برابر امام صاحب کی خدمت میں رہا کہ صبح کی نماز ہمیشہ ان کے ساتھ ہی پڑھی۔ (منیہ و نافع لبیہ)

دوسری روایت صیمری کی ہے کہ ۱۷ سال امام صاحب کے ساتھ اس طرح گذارے کہ بجز حالت مرض کے عید فطر اور عید ضحیٰ میں بھی ان ہی کے پاس حاضر رہا، فرمایا کرتے تھے کہ مجھے دنیا کی کوئی مجلس امام ابو حنیفہ اور ابن ابی لیلیٰ کی مجلس علمی سے زیادہ محبوب نہ تھی۔ دوسرے چند شیوخ یہ ہیں:

ابان بن ابی عیاش، ایوب بن عائبہ، ابو اسحاق شیبانی، اسماعیل بن امیہ، اسماعیل بن عامر، اسماعیل بن مسلم وغیرہ رجال ترمذی میں سے، ابن جریج عبد الملک، حجاج بن ارطاۃ، حسن بن دینار، اعمش، عبد الرحمٰن بن ثابت، عطاء بن السائب، عطا بن عجلان، عمرو بن دینار، عمرو بن میمون، عمر بن نافع، قیس بن الربیع، لیث بن سعد، مالک بن انس، مالک بن مغول، مجالد بن سعید، محمد بن اسحاق (صاحب مغازی) مسعر بن کدام، نافع مولی ابن عمر، یحییٰ بن سعید انصاری، وغیرہ، حجاز، عراق و دیگر شہروں کے مشاہیر اہل فضل و کمال [illegible] کے نام درج کئے ہیں، اور یہ تنبیہ کی ہے کہ بعض ناقدین رواۃ حدیث نے اپنی قلت علم [illegible] اجتہاد یا تعصب وغیرہ سے، یا بعض نے کسی غلط فہمی سے ان میں سے بعض اکابر شیوخ پر نقد و جرح بھی کی ہے، جو بوجوہ مذکورہ قابل التفات نہیں۔

امام ابو یوسف کا تعلیمی و تدریسی شغف

امام صاحب باوجود [illegible] اعلیٰ مرتبہ پر فائز تھے، دنیوی وجاہت کا بھی [illegible] خلفاء عباسیہ کا دور اول عظمت و رعب دنیا پر چھایا ہوا تھا لیکن دربار خلافت کے وزراء کی تو امام ابو یوسف کے سامنے حیثیت ہی کیا تھی، خود [illegible] ہارون رشید [illegible] کا انتہائی ادب و احترام کرتا تھا۔

امام صاحب قصر شاہی میں [illegible] وقت جا سکتے تھے [illegible] سوار ہو [illegible] خلیفہ کے [illegible] تک جایا کرتے تھے، اور خلیفہ دربار خاص کا پردہ [illegible] امام موصوف کا [illegible] اور [illegible] کی طرح ہمیشہ ہوتا تھا۔ کتب تاریخ میں ایک عربی شعر کا بھی ذکر آتا ہے جو ہارون رشید [illegible] موصوف کی [illegible] اظہار مسرت [illegible] تھا۔ آج کے حالات میں کون یقین کرے [illegible] سے [illegible] جھوٹے راویوں کے چلائے ہوئے [illegible]

امام ابو یوسف کے قبول عہدۂ قضا کو ان کی دنیا طلبی سے تعبیر [illegible] خلفاء کی رضا جوئی اور انعامات کی خاطر شرعی مسائل [illegible] موصوف کی

عہ ابن خلکان نے امام ابو یوسف کے تذکرہ میں ان کے [illegible] عیسیٰ بن جعفر کے لونڈی نہ دینے [illegible] اور امام ابو یوسف کا شرعی طریقہ بتا کر انعام پانے کا قصہ [illegible] تعریف کے خیال سے نقل کر دیا، اور علامہ سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں [illegible] ایسے ہی چند قصے نقل کر دیئے ہیں، اور بیہقی سے عبداللہ بن مبارک کی طرف منسوب کر کے ایک بے سروپا قصہ نقل کر دیا، امام ابو یوسف و امام محمد کے باہمی تعلقات میں خرابی اور اس کے [illegible] ایک دو قصے [illegible] بے سند نقل ہوئے، اور ان کے علامہ کردری وغیرہ نے بھی بے تحقیق کے روایت کر دی ہے۔ واللہ اعلم و علمہ اتم و احکم۔

Marfat.com

ذہانت و ذکاوت و وسعتِ علمی ثابت ہو۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے علامہ کوثری صاحب کو کہ حسن التقاضی میں ایسے واقعات کی بھی تاریخی دلائل سے تغلیط کر دی۔ اگرچہ امام صاحب کے مجموعی حالات سے بھی ایسے قصے مشکوک معلوم ہوتے تھے۔ یہاں عرض کرنا یہ تھا کہ امام موصوف اتنی مشغولیتوں کے ساتھ بھی آخر وقت تک درس و تعلیم کا کام کرتے رہے اور اس سے کبھی سیر نہ ہوتے تھے، نہ کسی وقت پڑھانے سمجھانے اور علمی مذاکرہ سے اکتاتے تھے۔

حسن بن زیاد کا بیان ہے کہ میں تحصیل علم کے زمانہ میں امام زفر کے پاس بھی جاتا تھا اور امام ابو یوسف کے پاس بھی، لیکن میں نے امام ابو یوسف کو زیادہ باحوصلہ پایا۔ اکثر ایسا ہوتا کہ میں پہلے امام زفر کے پاس پہنچتا، اور مشکل مسائل پوچھتا۔ وہ مجھے سمجھاتے، میں نہ سمجھتا اور بار بار سوال کر کے ان کو عاجز کر دیتا، وہ کہتے: کم بخت جا! تجھے کیا علم آئے گا؟ کوئی پیشہ دیکھ، کھیتی وغیرہ کر۔ ان کے اس طرح فرمانے سے مجھے بڑا غم ہوتا اور بڑی کوفت ہوتی، (کیونکہ مجھے بغیر علم کے کسی چیز کی پیاس نہ تھی)۔ امام ابو یوسف کے پاس جاتا اور وہی مسائل مشکلہ پیش کرتا۔ وہ ان کے جوابات فرماتے اور سمجھانے کی کوشش فرماتے، پھر بھی میری پوری طرح تشفی نہ ہوتی، تو فرماتے: اچھا ٹھہرو! ذرا صبر کرو، پھر فرماتے تم کچھ تھوڑا بہت سمجھے بھی؟ یا ابھی ابتدائی حالت ہی ہے؟ میں کہتا کہ کچھ فائدہ تو مجھے ہوا مگر جس طرح چاہتا ہوں تسلی نہیں ہوئی۔ فرماتے کچھ حرج نہیں، ہر ناقص چیز کامل ہو سکتی ہے۔ ٹھہرو! انشاء اللہ تم سمجھ لوگے۔

حسن فرماتے ہیں، میں ان کے اس قدر صبر و تحمل پر بڑی حیرت کرتا تھا۔ وہ اپنے تلامذہ و اصحاب سے فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھے یہ قدرت ہوتی کہ اپنے دل کی ساری باتیں تمہارے دلوں میں اتار دوں تو مجھے ایسا کرنے میں بڑی ہی خوشی ہوتی۔

یہ واقعہ میں نے اس لئے بھی ذکر کیا ہے کہ آجکل کے طلبہ و اساتذہ دونوں اس سے سبق حاصل کریں، اور اپنی زندگی کے رخ کو بدلیں تاکہ ان کو بھی علم و حکمت کے وہی سابقہ انوار و برکات حاصل ہوں۔ پہلے ہارون رشید کے قول سے بھی معلوم ہوا کہ امام ابو یوسف عہدۂ قاضی القضاۃ کی غیر معمولی مصروفیتوں کے باوجود راتوں میں درس و تعلیم دیا کرتے تھے، اور تاریخ نے ہی یہ بھی بتایا کہ آخری وقت وصال میں بھی علمی مسائل کی تحقیق ہی فرماتے رہے۔

ابراہیم بن الجراح کا بیان ہے کہ مرض موت میں عیادت کے لئے حاضر تھا، اس وقت بھی علمی گفتگو تھی، کچھ دیر غشی رہی۔ افاقہ ہوا تو مجھ سے کہنے لگے ابراہیم! رمی جمار سوار ہو کر کرنا افضل ہے یا پیدل؟ میں نے کہا پیدل: فرمایا غلط، میں نے کہا سوار، فرمایا غلط، پھر خود فرمانے لگے کہ جس جمرہ کے پاس دعا کرے گا وہاں پیدل افضل ہے اور جہاں نہیں وہاں سوار ہو کر، ابراہیم کہتے ہیں کہ میں اٹھ کر دروازہ تک ہی آیا تھا کہ ان کی وفات کی خبر سن لی۔ (کتاب ابن ابی عوام)

مناقب صیمری میں اتنا اضافہ اور بھی ہے کہ میں نے عرض کیا آپ اس حالت میں بھی مسائل بیان کر رہے ہیں؟ فرمایا، کیا حرج ہے؟ کیا عجب خدا اسی درس مسائل کے صدقہ میں نجات بخشدے۔ پھر دونوں جگہ کے فرق کی بھی توجیہ فرمائی۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ و رضی عنہ و ارضاہ۔

امام ابو یوسف کے تلامذہ

علامہ کوثری نے بہت لوگوں کے نام تحریر فرمائے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:۔ امام احمد بن حنبل[1] (صاحب مذہب)، احمد بن منیع (شیخ امام بخاری)، اسد بن فرات (مدون مذہب امام مالک)، اسماعیل بن حماد (ابن الامام الاعظم) بشر بن غیاث[2]، جعفر بن یحییٰ البرمکی، حسن بن زیاد لولوی، حماد بن دلیل، خالد بن صبیح، خلف بن ایوب بلخی، شجاع بن مخلد، شقیق بن ابراہیم بلخی، علی بن الجعد

---

[1] امام احمد فرماتے ہیں کہ میرے سب سے پہلے استاد حدیث امام ابو یوسف ہیں اور ان سے میں نے تین سال ان کے پاس رہ کر تین قماطر (الماریاں) علم کی لکھی ہیں۔ [2] مشہور فقیہ تھے، تفضیل الدارمی سے ان کے علو مرتبت علمی کا پتہ چلتا ہے، ان کی بہت سی علمی تصانیف اور امام ابو یوسف سے (باقی برص ۱۷۹)

Marfat.com

(صاحب الجعدیات) علی بن حربلہ۔ علی بن المدینی (شیخ بخاری) فضیل بن عیاض۔ امام محمد رح، محمد بن سماعہ، معلی بن منصور، وکیع بن الجراح، ہشام بن عبدالملک ابوالولید الطیالسی، ہلال بن یحیی الرائی (صاحب احکام الوقف) یحیی بن آدم، یحیی بن معین (شیخ البخاری) امام شافعی بواسطہ امام محمد، امام ابو یوسف کے شاگرد ہیں، اور کتاب الام اور اپنی مسند میں امام ابو یوسف سے بواسطہ امام محمد روایت بھی کی ہے۔ جیسے حدیث بیع الولاء میں۔

امام ابو یوسف اور امام شافعی کا اجتماع ایک جگہ نہیں ہوا۔ جیساکہ علامہ ابن تیمیہ، حافظ ابن حجر اور حافظ سخاوی نے بھی تصریح کی ہے۔ باقی بعض مسانید امام اعظم میں جو امام شافعی کی روایت امام ابو یوسف سے منقول ہے، وہ غلط ہے کہ یوسف کی جگہ ابو یوسف تحریر ہو گیا ہے۔ اور وہ یوسف بن خالد سمتی ہیں، واللہ اعلم (حسن التقاضی)

امام ابو یوسف نے اگرچہ اپنا انتساب اپنے استاذِ محترم امام اعظم کے ساتھ ہمیشہ باقی رکھا، مگر ان کے علمی کمالات اور توسع اجتہاد و استنباط و جمع شروط اجتہاد کے پیش نظر ان کو مجتہد مطلق ماننا ضروری ہے، وہ امام صاحب کی مجلس تدوین فقہ کے رکن رکین اور فرد اعظم تھے اور امام صاحب کی وفات تک تقریباً ۲۹ سال تدوین کے کام میں مشغول رہے۔

چنانچہ امام اعظم نے خود بھی ان کو ان کے طبقہ میں اعلم اہل الارض فرمایا تھا جیساکہ تاریخ خطیب میں بواسطہ امام طحاوی اسد بن فرات سے منقول ہے۔ اور ابن ابی عمران شیخ امام طحاوی نے فرمایا کہ حافظ فقیہ علی بن الجعد (صاحب الجعدیات المشہور) ایک روز درس حدیث دے رہے تھے اور مجلس لوگوں سے بھری ہوئی تھی، آپ نے اخبرنا ابو یوسف ہی کہا تھا کہ ایک شخص بولا کیا آپ ابو یوسف کا ذکر فرما رہے ہیں؟ حضرت الاستاذ نے اس طرح کے سوال سے امام کی تحقیر محسوس کی اور با رعب و جلال لہجہ میں فرمایا کہ جب تم امام ابو یوسف کا ذکر مبارک کرنا چاہو تو پہلے اپنے منہ کو اشنان اور گرم پانی سے اچھی طرح پاک و صاف کر لیا۔ پھر فرمایا کہ واللہ میں نے ان کا مثل نہیں دیکھا۔ حالانکہ وہ امام ثوری، امام مالک، حسن صالح، ابن ابی ذئب، لیث بن سعد، اور شعبہ بن الحجاج ایسے اکابر ائمہ و مجتہدین کو دیکھ چکے تھے۔ لہذا وہ امام صاحب موصوف کو ان سب پر فضیلت دیتے تھے۔ اور امام اعمش نے امام ابو یوسف کی شرح معانی حدیث پر نظر کر کے "الاطباء و نحن الصیادلۃ" فرمایا تھا۔ (حسن التقاضی) علامہ کوثری نے اس موقع پر مجتہدین کی اس تقسیم کو راجح ثابت کیا ہے جو ابن حجر مکی نے "شرح ہمارہ" میں درج کی ہے جس کو مولانا عبدالحی مرحوم لکھنوی اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے بھی نقل و اختیار کیا ہے اور ابن کمال الوزیر کی تقسیم کو غیر صحیح و مرجوح قرار دیا ہے۔ یہ بحث اہم و قابل مطالعہ ہے۔ امام ابو یوسف کی مدح میں علاوہ مذکورہ بالا اقوال اکابر کے چند اقوال اور بھی ملاحظہ کیجئے۔ یحیی بن معین نے یہ بھی فرمایا کہ امام ابو یوسف صاحب حدیث تھے۔ صاحب سنت تھے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) روایت کثیر ہیں۔ اہل زہد و ورع سے تھے۔ مسئلہ خلق قرآن میں [illegible] مسلمان ہو مو تو [illegible] مراد ماین الدفتین تھی۔ علامہ ابن تیمیہ نے منہاج السنۃ [illegible] میں ان کو جہمی کہا ہے۔ اور یہی کچھ [illegible] خلق قرآن کے مسئلہ میں امام ابو یوسف نے ان کو تنبیہ کی تھی۔ شاید اس سے کچھ اصلاح بھی ہوئی [illegible] میں موجود تھا سبب بشر مریسی کو امام ابو یوسف کے حکم سے پاؤں کھینچ کر نکالا گیا، پھر یہ [illegible] آپ [illegible] کہا کہ اس بات کی وجہ سے میں علم سے محرومی کو گوارا نہیں کر سکتا۔

یہ بھی امام ابو یوسف نے ان سے فرمایا تھا کہ تم بہت قابل قدر آدمی ہو [illegible] اندر وہ بری رائے [illegible] امام صاحب موصوف نے پھر ان کو مجلس میں آنے دیا۔ اس سے خیال ہوتا ہے کہ ان کی کچھ اصلاح ضرور ہو گئی ہوگی۔

Marfat.com

عبداللہ بن داؤد خریبی کا قول ہے کہ امام ابو یوسف تمام فقہی علمی مسائل پر ایسا عبور کامل رکھتے تھے کہ وہ سب ان کے سامنے کف دست تھے۔ عمرو بن محمد ناقد جو اہل رائے محدثین سے تعصب رکھتے تھے، فرماتے کہ میں اصحاب رائے میں سے کسی سے روایت حدیث پسند نہیں کرتا۔ مگر ابو یوسف سے، کیونکہ وہ صاحب سنت تھے۔

محمد بن سماعہ کا بیان ہے کہ امام ابو یوسف قاضی القضاۃ ہوجانے پر بھی ہر روز دو سو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے علی بن المدینی نے فرمایا کہ ۱۸۰ھ میں امام ابو یوسف بصرہ آئے تو ہم ان کی خدمت میں جایا کرتے تھے، ان کا طریقہ تھا کہ دس احادیث روایت کرتے، پھر دس فقہی آراء ساتھ بیان کرتے، اس عرصہ میں مجھے صرف ایک حدیث میں وہ منفرد معلوم ہوئے جو ہشام بن عروہ سے حجر میں روایت کی اور وہ صدوق تھے۔

علامہ کوثری نے اس مقام پر تحریر فرمایا کہ جو شخص التلخیص الحبیر ص۲۴۹ اور سنن بیہقی ص۱۶ مطالعہ کرے گا، وہ معلوم کرے گا کہ اس حدیث میں بھی امام ابو یوسف منفرد نہ تھے، کیونکہ متابع موجود ہے۔

یہ تمام اقوال علامہ ذہبی کی کتاب مناقب الامام ابی یوسف سے "حسن التقاضی" میں لکھے گئے ہیں۔ حارثی نے اپنی سند سے حسین بن ولید سے یہ نقل کیا کہ امام ابو یوسف جب کسی مسئلہ پر کلام کرتے تھے تو سننے والے ان کی دقتِ کلام سے متحیر ہو جاتے تھے۔ اور ایک روز میں نے ایسا بھی دیکھا کہ وہ کسی غامض مسئلہ پر تقریر کرنے لگے تو تیر کی طرح تیزی سے اس مسئلہ کے تمام متعلقات بیان کر گئے جس کی وجہ سے اور بھی زیادہ حاضرین مجلس کو اس مسئلہ کی باریکیاں مفہوم نہ ہوسکیں، اور ہم سب متحیر ہوئے کہ حق تعالیٰ نے ان کو کسقدر قدرتِ کلام اور فہم معانی دقیقہ کا ملکہ عطا فرمایا ہے

چونکہ امام ابو یوسف رح کو یہ سارے مناقب و محامد اور کمالات امام اعظم رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے حاصل ہوئے تھے، اس لئے یہ بھی "قلائد عقود العقیان" میں امام ابو یوسف سے ہی منقول ہوا ہے کہ میں نے کبھی کوئی نماز ایسی نہیں پڑھی جس کے بعد امام اعظم کے حق میں دعا اور استغفار نہ کی ہو۔

حضرت علی بن صالح جب کبھی امام ابو یوسف سے روایت کرتے تو اس طرح کہتے "مجھ سے یہ حدیث افقہ الفقہاء، قاضی القضاۃ، سید العلماء امام ابو یوسف نے سنی" محدث بشر بن الولید کے سامنے ایک شاگرد نے امام ابو یوسف کا نام بغیر القاب کے لیا تو اس کو تنبیہ فرمائی کہ تم ان کی تعظیم نہیں کرتے، ان کی توقیر نہیں کرتے ہیں نے تو ان کا مثل اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا، حالانکہ انہوں نے ابن ابی ذئب اور شعبہ وغیرہ اکابر محدثین کو دیکھا تھا۔

امام نسائی نے بھی جو نقد رجال میں بہت متشدد تھے، امام ابو یوسف کی توثیق کی ہے۔ اور احمد بن کامل شجری (مولف اخبار القضاۃ) اور صاحب ابن جریر نے کہا کہ امام یحییٰ بن معین، امام احمد اور علی بن مدینی تینوں نے بالاتفاق امام ابو یوسف کو ثقہ قرار دیا ہے۔ یہ تینوں امام بخاری کے کبار شیوخ میں تھے۔

اسی طرح شیخ ابن حبان نے کتاب الثقات میں ان کو شیخ متقن کہا پھر کہا کہ ہم کسی کے فضل و شرف کو چھپانا نہیں چاہتے۔ ہمارے نزدیک امام ابو یوسف اور امام زفر کی عدالت و ثقاہت ثابت ہو چکی ہے۔ ملاحظہ کیجئے یہ ابن حبان وہ ہیں جو بہت سے محدثین احناف بلکہ اکابر ائمہ احناف کے خلاف بھی بہت کچھ لکھنے کے عادی ہیں۔ مگر امام ابو یوسف و زفر کی یہ بھی مدح کر گئے، اور بقول خود حق انصاف ادا کر گئے، مگر اس کے باوجود بھی حیرت اس پر بالکل نہ کیجئے کہ امام بخاری اپنے استاذ الاساتذہ امام ابو یوسف کو بھی متروک فرما گئے، آپ نے دیکھا کہ امام بخاری جن بزرگوں کے اقوال سے جا بجا اپنی کتاب الضعفاء وغیرہ میں استدلال کرتے ہیں وہ سب تو امام موصوف کو ثقہ فرما گئے، ثقہ وہ ہے جس کی حدیث لینی چاہئے

Marfat.com

مگر امام بخاری کا فیصلہ ہے کہ وہ متروک الحدیث تھے جس کی احادیث لوگوں نے ترک کیں، معلوم نہیں اس بارے میں وہ کن بزرگوں سے متاثر ہوئے شاید وہ شیخ حمیدی وغیرہ ہوں، جن کی وجہ سے انھوں نے امام اعظم رح سے بھی سوءِ ظن اختیار کر لیا تھا۔ مگر شیخ حمیدی کا قول تو وہ ساری کتاب الضعفاء میں کہیں بطور سند ذکر بھی نہیں کرتے۔ غرض یہ معما ہمارے لئے تو ابھی تک "دکس نکشود و نکشاید" ہی کے مرحلہ میں ہے "ولعل اللہ یُحدِث بعد ذلک امراً"

مؤلفاتِ امام ابو یوسف رح

امام صاحب کی تالیفات کتب تاریخ ومناقب میں بہت بڑی تعداد میں مذکور ہیں، مگر ہم تک ان میں سے بہت کم پہنچی ہیں مثلاً :-

(۱) "کتاب الآثار" ادلہ فقہ میں نہایت قیمتی ذخیرہ ہے، جس کا اکثر حصہ امام اعظم سے مروی ہے۔ حضرت مولانا العلام ابو الوفا صاحب نعمانی دامت مآثرہم کے حواشی قیمہ نے اس کو بہت زیادہ مفید بنا دیا ہے۔ یہ کتاب مدارس عربیہ کے درس حدیث کا جزو ہونی چاہیئے، ورنہ کم سے کم زائد مطالعہ میں لازمی ہونی چاہیئے (دا دارۂ احیاء المعارف النعمانیہ حیدر آباد سے شائع ہوئی ہے) [illegible] کا ایک مسند بھی ہے مگر وہ ہم تک نہیں پہنچا، ضخامت ۲۶۸ صفحات۔ مطبوعہ مصر

(۲) "اختلاف ابی حنیفۃ وابن ابی لیلیٰ" یہ کتاب بھی ادارۂ مذکور سے شائع ہوگئی ہے۔ اس میں امام ابو یوسف نے اپنے دونوں اساتذہ کے مختلف فیہ مسائل کو جمع کر دیا ہے اور دلائل سے اپنے اجتہاد کی روشنی میں کسی ایک قول کو ترجیح دی ہے۔ حاشیہ میں تحقیق رجال، تخریج احادیث وحل لغات وغیرہ کی گئی ہے۔ ضخامت ۲۳۰ صفحات۔ مطبوعہ مصر

(۳) الرد علی سیر الاوزاعی امام اوزاعی نے اپنی کتاب مسائل جہاد میں امام اعظم رح کی کتاب الجہاد کے بعض مسائل پر [illegible] ان مسائل پر امام ابو یوسف نے دونوں کے اقوال جمع کرکے ہر ایک کی دلیل بیان کی ہے اور پھر محاکمہ کیا ہے [illegible] کے موافق کسی ایک قول کو ترجیح دی ہے۔ ادارۂ مذکور ہی سے ۱۳۵۷ھ میں مفید حواشی کے ساتھ مصر میں طبع ہو کر شائع ہوئی [illegible]

(۴) کتاب الخراج۔ خلیفہ ہارون رشید کی طلب پر احکام اموال میں رسالہ تصنیف فرمایا تھا، اس کے مقدمہ سے یہ بات [illegible] ہوجاتی ہے کہ امام ابو یوسف حق بات کہنے میں کسی سے نہیں ڈرتے تھے، ان کے طبقہ میں سے کسی نے ایسی کتاب نہیں لکھی، [illegible] نہیں کہ ایسی کتاب لکھی ہی نہیں گئی۔ اس باب میں جو کتابیں دوسروں نے لکھی ہیں ان کے ساتھ موازنہ کرنے پر یہ بات بالکل واضح ہوتی [illegible] شروح بھی لکھی گئیں جن سے اس کی خوبیاں اور بھی نمایاں ہوگئیں۔

(۵) کتاب المخارج والحیل یہ بھی امام ابو یوسف کی طرف منسوب ہے، اس کا قلمی نسخہ دار الکتب [illegible] علی پاشا آستانہ میں موجود ہے اور اس کو جوزف شخت مستشرق المانی نے امام محمد رح کے نام سے طبع کرا دیا ہے۔

ابن ندیم نے لکھا کہ امام ابو یوسف کی کتب اصول وامالی میں سے حسب ذیل ہیں:-

(۶) کتاب الصلوٰۃ (۷) کتاب الزکوٰۃ (۸) کتاب الصیام (۹) کتاب الفرائض (۱۰) کتاب البیوع (۱۱) کتاب الحدود (۱۲) کتاب الوکالۃ (۱۳) کتاب الوصایا (۱۴) کتاب الصید والذبائح (۱۵) کتاب الغصب (۱۶) کتاب الاستبراء (۱۷) مجموعۂ امالی مرتبہ ومرویہ قاضی بشر بن الولید جو ۳۶ کتابوں پر مشتمل ہے، جو سب امام ابو یوسف کی اپنی تفریع کردہ ہیں۔

Marfat.com

(۵۳) کتاب اختلاف علماء الامصار (۵۴) کتاب الرد علیٰ مالک بن انس (۵۵) کتاب الجوامع جو آپ نے یحییٰ بن خالد کے لئے لکھی تھی جو چالیس کتابوں پر مشتمل تھی۔ ان میں آپ نے لوگوں کے اختلاف کی تفصیل اور رائے مختار کی نشاندہی کی ہے۔ طلحہ بن محمد بن جعفر الشاہد نے کہا کہ امام ابو یوسف کے حالات مشہور ہیں، ان کا فضل و برتری ظاہر ہے۔ وہ امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں سے تھے اور اپنے زمانہ کے لوگوں میں سے سب سے بڑے فقیہ تھے کہ ان سے آگے کوئی نہ ہو سکا۔ علم و حلم، ریاست اور قدر و منزلت کے اعلیٰ مرتبہ پر پہنچے تھے، امام ابو حنیفہ کے مذہب پر اصول فقہ کو سب سے پہلے تصنیف کیا، مسائل احکام کا املاء کرایا۔ اور امام صاحب کے علوم اجتہادیہ کو زمین کے تمام حصوں میں پھیلایا اور نشر کیا۔ جیسا کہ خطیب نے بھی تنوخی سے اس کی تصریح نقل کی ہے۔

لہذا امام ابو یوسف کی اولیت تصنیف اصول فقہ حنفی، امام شافعی کی اولیت تصنیف اصول فقہ شافعی کے منافی نہیں۔ بلکہ امام شافعیؒ کا جو طریق مناقشہ سابقہ مسائل اصول پر ہے، وہ خود اس امر کی بہت بڑی دلیل ہے کہ ان کی اولیت صرف ان کے اپنے مذہب کے اعتبار سے ہے۔ حافظ ذہبی نے ابو یعلی موصلی کے تذکرہ میں لکھا ہے:۔ ابو علی کا قول ہے کہ اگر ابو یعلی بشر بن ولید کے پاس ٹھہر کر امام ابو یوسف کی کتابوں کو نقل کرنے میں مصروف نہ ہوتے تو بصرہ پہنچکر سلیمان بن حرب اور ابو الولید عباسی کو ضرور پا لیتے، (جس سے ان کی سند عالی ہو جاتی) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام موصوف کی تصانیف بہت ہی زیادہ تھیں کہ ان کو لکھنے میں کافی وقت صرف ہو گیا اور ان کو بشر تلمیذ امام موصوف کے پاس رکنا پڑا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام ابو یوسف کے علوم کی اس وقت بڑی شہرت تھی، ورنہ علو سند کو ہر زمانہ میں بڑی اہمیت رہی ہے اور لوگ اس کو ہر قیمت پر حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے، مگر ابو یعلی جیسے مشہور محدث کبیر نے نقل کتب امام موصوف میں وقت صرف کر کے بتصریح ذہبی علو سند کی فضیلت کو نظر انداز کر دیا

واضح ہو کہ ابو یعلی کی مسند و معجم مشہور ہیں، وہ جزیرہ کے بڑے پایہ کے محدث تھے، محدث علی بن الجعد اور امام یحییٰ بن معین کے واسطہ سے امام ابو یوسف کے شاگرد ہیں۔ محدث ابن حبان اور اسماعیلی جیسے محدث اُن کے شاگرد ہیں۔ اُس زمانہ میں محدثین تیز لکھنے کے بڑے مشاق ہوتے تھے، اسی طرح تلقی کتب اور سماع میں سرعت کے واقعات بکثرت منقول ہیں چنانچہ بہت سے محدثین ایسے گذرے ہیں جنھوں نے صرف تین روز میں بخاری شریف پوری کر لی ہے۔ ایسے حالات میں محدث ابو یعلی کا زیادہ وقت صرف اسی لئے صرف ہوا ہو گا کہ امام کی تصانیف بہت زیادہ تھیں اور امام احمد کا قول پہلے گذر چکا ہے کہ میں نے تین سال میں امام ابو یوسف کے پاس رہ کر بقدر تین الماریوں کے کتابیں نقل کیں۔ قماطر کا ترجمہ بستوں سے ٹھیک نہیں۔ قاموس وغیرہ میں ہے قمطرہ وہ ہے جس میں کتابیں محفوظ کی جائیں پھر یوں بھی امام احمد ایسے مشہور و معروف محدث نے تین سال کی مدت میں بہت بڑی مقدار نقل کی ہو گی۔

صاحب کشف الظنون نے لکھا ہے کہ امام ابو یوسف کے امالی تین سو مجلد میں تھے۔

علامہ ابو القاسم شرف الدین بن عبد العلیم القرشی (ربالتار) مولف "قلائد العقیان فی مناقب ابی حنیفۃ النعمان" نے دوسری فصل کتاب مذکور میں (جو امام ابو یوسف کے مناقب میں ہے) فرمایا:۔ امام ابو یوسف کے مناقب میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے بڑی بڑی مبسوط کتابیں تصنیف کیں جن میں سے الامالی، ادب القاضی (جو بشر بن الولید کو املاء کرائی تھی) المناسک وغیرہ تھیں۔ علامہ شیخ یحییٰ غزی نے ۹۰۰ھ میں زبید پہنچکر بیان کیا تھا کہ انھوں نے امام ابو یوسف کی امالی کو خود دیکھا ہے جو تین سو مجلدوں میں تھیں اور شام کے شہر غزہ کے مدرسہ میں ایک مستقل الماری میں محفوظ تھیں (انتہی) اب اس عظیم و جلیل کتاب کا کہیں وجود نہیں ہے۔ اور غالباً وہ دسویں صدی کی مشہور جنگ میں ضائع ہوئی ہو (حسن التقاضی)

Marfat.com

اس وقت کے متنازع فیہ مسائل کلامیہ میں امام ابو یوسف کی آراء بہت ہی جچی تلی متوازن اور معتدل تھیں، اور اس زمانہ کے فرق باطلہ کے زیغ والحاد کا امام موصوف نے بڑی حکمت و دانائی سے مقابلہ کیا، امام اعظم کے مناظرے اہل زیغ کے ساتھ مشہور ہیں۔

امام ابو یوسف چونکہ برسر اقتدار بھی تھے، اور حکومت کے سب سے بڑے مذہبی عہدہ قاضی القضاۃ پر فائز تھے، پھر اپنی جلالت علم و امتیازات خاصہ کے باعث خلفاء وقت سے بھی مرعوب و متاثر ہونے والے نہ تھے، اس لئے ان کی خدمات اور بھی زیادہ نمایاں ہوئیں۔

خلیفہ ہارون رشید پر ان کے اثرات کا کچھ ذکر ہو چکا ہے اور [illegible] کے تذکرہ میں قضاۃ کے سلسلہ میں بھی ان کے بے لاگ فیصلوں اور اہم اقدامات کا تذکرہ آ چکا ہے۔ یہاں اہل زیغ کے بارے میں ان کے طرز فکر و طریق عمل کے ایک دو نمونے [illegible]

(۱) برسر اقتدار حضرات میں سے کسی کے صاحبزادے جہمی خیال کے ہو گئے تھے، امام صاحب موصوف نے ان کو ۳۵ کوڑے لگوائے تاکہ اس کو تنبیہ ہو اور دوسروں کو حوصلہ نہ ہو۔

(۲) خلیفہ ہارون رشید کے سامنے ایک زندیق پیش ہوا، خلیفہ نے امام ابو یوسف کو بلوایا [illegible] قابل مقتول [illegible] امام صاحب [illegible] تو خلیفہ نے کہا کہ اس سے بات کیجئے اور مناظرہ کر کے اس کو [illegible] کیجئے۔ امام صاحب نے [illegible] اور اس پر اسلام پیش کیجئے! اگر اسلام کو صحیح طور سے مانے تو خیر ورنہ اس کو قتل کیجئے [illegible] نہیں۔ (تاریخ خطیب و مناقب موفق)

ایک دفعہ دشمنوں اور حاسدوں نے مشہور کر دیا کہ امام ابو یوسف [illegible] پہنچے اور عرض کیا کہ آپ ہمیں تو اس پر حیرت ہو گئے ہیں اور دوسرے [illegible] نے فرمایا: آپ لوگ بھی بڑے سادہ لوح ہیں کہ ان کی باتوں میں آ گئے، وہ باگل ہوتے [illegible] کیا مشکل ہے؟ پھر فرمایا کہ اہل بدعت [illegible] ہوتے ہیں۔ ایک دفعہ [illegible] ہونے سے قبل تک ان کا علم نہیں [illegible] شخص میرے سامنے آ جائے تو اس سے فوراً توبہ کراؤں، اگر توبہ نہ کرے تو قتل کرا دوں۔

ایک بار امام صاحب نے [illegible] کرتے ہیں جو کسی تاویل کے ساتھ [illegible] کی سزا مقرر کروں، یہاں تک کہ توبہ کرے۔ (حسن التقاضی)

سیکڑوں واقعات میں سے یہ چند واقعات [illegible] ہیں، جی چاہتا ہے کہ لکھے جائیں اگر یہاں گنجائش [illegible] علم کے تربیت یافتہ اور تلمیذ خاص ہیں جو [illegible] اگر سیف کا استعمال کیا یا تو صرف ان [illegible] ایک طرف اگر امام اعظم ایسے [illegible] والے حضرات [illegible]

سارے عقلاء روزگار کے ہم پلہ سمجھی گئی، اگر وہ چاہتے تو اپنے علم و عقل کے زور سے دوسروں کو کس کس طرح مجروح نہ کرجاتے۔ اور ابن حزم وغیرہ کی طرح قلمی سیف و سنان کا استعمال دل کھول کر کرتے، مگر وہ خوب جانتے تھے کہ بڑے اور اہل علم و تقوی تو ایک طرف معمولی کم سے کم درجہ کے مومن کی عزت بھی لائق صد احترام ہے۔ اسی لئے ان کی اور ان کے تمام اصحاب و تلامذہ کی غیر معمولی احتیاط و نزاہت لسان قابل تقلید ہے، دوسری طرف امام ابو یوسف اگر اپنے اقتدار سے ناجائز فائدہ اٹھاتے تو اپنے مخالفین سے کیا کچھ انتقام نہ لے سکتے تھے، جو رات دن ان کو بدنام کرتے تھے پھر یہ بھی دیکھئے کہ سب صحابہ تک کو بھی وہ کسی تاویل کے ساتھ بھی برداشت کرنے کو تیار نہ تھے، جبکہ دوسری طرف ہم یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ حافظ ابن حجر مروان بن الحکم کے "رجال بخاری" میں سے ہونے کی وجہ سے اس کے حضرت طلحہ رضہ کو قتل کرنے کو بھی تاویل کے ساتھ وجہ جواز دینے کو تیار ہیں، جو نہ صرف بلند پایہ صحابی تھے، بلکہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے، اور الزام پھر بھی بری السیف کا ہم غریبوں کے سر ہے

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

یہ تو امام ابو یوسف کی رائے تھی، اور جو کلمات انھوں نے عقائد حقہ اور عقائد زائغہ کے سلسلہ میں ارشاد فرمائے ہیں وہ تو آب زر سے لکھنے کے لائق ہیں۔ علامہ کوثری نے حسن التقاضی میں وہ بھی کچھ نقل کئے ہیں، ان کا یہاں ترجمہ ہم خوف طوالت سے ترک کرتے ہیں۔ درحقیقت پوری کتاب ایک سو صفحہ کی علمی جواہر پاروں کا گنجینہ ہے۔ خدا نے توفیق دی تو کسی وقت اس کا مکمل اردو ترجمہ شائع کیا جائے گا۔

امام صاحب اور ان کے اصحاب کے حالات زندگی پڑھنے سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ ان ابتدائی حالات میں جبکہ نئے نئے علمی و مذہبی فتنے سر اٹھا رہے تھے، ان حضرات نے کن کن تدابیر سے ان کی روک تھام کی ہے۔ علمی مناظرے، مباحثے بھی کئے، حکومت کے اثرات سے بھی کام لیا، اور تدوین فقہ کی مہتم بالشان مہم سر کرکے مسلمانوں اور اسلامی حکومتوں کے واسطے اسلامی قوانین پر چلنے کا میدان بھی ہموار کیا۔

امام ابو یوسف نے جہاں ملحدوں، زندیقوں پر سخت گرفت کی، وہاں ان کو بے گناہ عام مسلمانوں کی حفاظت جان و مال کی فکر بھی ہمہ وقت اپنے استاذ معظم امام اعظم رحہ کی طرح رہتی تھی۔ اس کا بھی ایک واقعہ پیش ہے:۔

ایک دفعہ خلیفہ ہارون رشید جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے، ایک شخص نے کہا کہ واللہ نہ تم نے تقسیم میں انصاف کیا اور نہ رعیت کے ساتھ عدل کیا اور اسی قسم کے دوسرے الفاظ سے سخت تنقید کی، خلیفہ کو غصہ آیا، اس شخص کو گرفتار کرنے کا حکم دیا، نماز کے بعد اس کو پیش کیا گیا تو خلیفہ نے امام ابو یوسف کو بلوایا، آگے خود امام ابو یوسف کے ہی الفاظ میں قصہ سنئے! فرمایا: میں گیا تو دیکھا کہ خلیفہ بیٹھے ہیں، سامنے ایک شخص بطور مجرم جلادوں اور سزا دینے والوں کے درمیان کھڑا ہے۔ خلیفہ نے مجھ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس شخص نے مجھے ایسی سخت باتیں کہیں جو آج تک کسی نے نہیں کہی تھیں۔ میں نے کہا: امیر المؤمنین! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ہی ایک موقع پر کہ آپ نے خود تقسیم فرمائی تھی کہا گیا کہ اس تقسیم سے خدا کی رضا جوئی کا ارادہ نہیں کیا گیا، لیکن حضور نے یہ سن کر بھی اس کو معاف فرما دیا اور کوئی سزا نہیں دی، ایک دوسرے موقع پر آپ نے تقسیم فرمائی تو کہا کہ آپ نے عدل نہیں کیا، حضور نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں بھی عدل نہ کروں تو کون کرے گا؟ اسکو بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاف فرما دیا اور درگذر کی، اور اس سے بھی زیادہ سخت الفاظ حضور کو اس وقت کہے گئے کہ حضرت زبیرؓ اور ایک شخص انصاری کا جھگڑا آپ کے سامنے پیش ہوا غلطی چونکہ اسی کی تھی، اس لئے حضورؐ نے زبیرؓ کے حق میں فیصلہ کیا، انصاری نے کہا یا رسول اللہ! کیا یہ فیصلہ ان کے حق میں اس لئے ہوا کہ وہ آپ کی پھوپی کے لڑکے ہیں؟ اس کو بھی حضور اکرم نے کچھ نہ فرمایا اور معاف کر دیا! امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اتنا سننے کے بعد خلیفہ کا غصہ ختم ہو گیا اور اس شخص کو چھوڑنے کا حکم دے دیا (ابن ابی العوام بسندہ)

Marfat.com

امام ابو یوسف اور امام مالک کا اجتماع ہوا ہے اور بعض مسائل میں مذاکرہ بھی ہوا ہے مگر جو واقعہ سہمی سے نماز نفل نہ پڑھنے پر حلف کا منقول ہے اور ایسی ہی سلمی سے اشترا جاریہ کے حلف والا قصہ ناقابل اعتبار ہے کیونکہ سہمی و سلمی اور کابلی و عبد العزیز غیر ثقہ تھے (حسن التقاضی)

امام ابو یوسف نے مغازی وسیر محمد بن اسحاق سے بھی حاصل کئے۔ مگر جہاں تک خیال ہے ان کا بڑا اور اہم حصہ امام اعظم سے ہی حاصل کیا ہوگا، کیونکہ امام صاحب نے مغازی کا علم امام شعبی سے حاصل کیا تھا جن کی وسعتِ علم مغازی وسیر کا اعتراف حضرت ابن عمر رضہ وغیرہ اکابر صحابہ نے بھی کیا تھا۔

اس سلسلہ میں مورخ ابن خلکان نے "الجلیس الصالح" معافی جزیری سے بغیر نقل سند کے ایک قصہ نقل کر دیا ہے۔ جو قطعاً جھوٹ ہے اس میں اس طرح ہے کہ امام ابو یوسف محمد بن اسحاق سے مغازی وسیر کا علم حاصل کرنے کے لئے کچھ دن امام صاحب کی مجلس سے غیر حاضر رہے، واپسی پر امام صاحب نے گویا بطور طنز وتجہیل کے کہا کہ ابو یوسف! ذرا بتلاؤ تو کہ جالوت کے لشکر میں جھنڈا کس کے ہاتھ میں تھا؟ امام ابو یوسف رح نے کہا:- آپ امام ہیں (اس لئے لحاظ ہے) لیکن اگر آپ[۵] اس (طنز) سے نہ رکیں گے تو میں بڑے مجمع میں آپ سے پوچھوں گا کہ بدر کی لڑائی پہلے تھی یا احد کی؟ اور آپ نہ بتلاسکیں گے کہ کون سی اول تھی، اس پر امام صاحب خاموش ہوگئے

اس روایت کو نقل کرنے والا محمد بن الحسن بن زیاد المقری جھوٹ گھڑنے میں مشہور تھا، تاریخ خطیب میزان الاعتدال لسان المیزان وغیرہ میں اس کا ترجمہ مذکور ہے، کسی نے کذاب کہا، کسی نے منکر الاحادیث۔ اس کے علاوہ یہ قصہ درایت کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ امام ابو حنیفہ کے مسانید میں مذکور ہے کہ حضرت عمر رضہ فروضِ دیوان میں شرکاءِ غزوۂ بدر کو دوسرے صحابہ پر ترجیح دیتے تھے جو بعد کے غزوات میں شریک

---

[۵] یہاں یہ بھی بتا دینا ضروری ہے کہ اسی سلسلہ کی ایک صورتِ واقعہ دوسری بھی ہے جو علامہ موفق نے روایت کی ہے، وہ اگر صحیح ہے تب بھی دونوں میں بہت بڑا فرق ہے، اس میں یہ ہے کہ امام ابو یوسف کا بیان ہے: میں تعلیم کے زمانہ میں (جو غالباً ابتدائی دور کا واقعہ ہے ورنہ بعد کو تو دوام صاحب کے پاس ہمہ وقت رہے ہیں) میں امام صاحب کے علاوہ دوسرے محدثین وغیرہ کی خدمت میں جایا کرتا تھا اور حیرت امام صاحب خود بھی نہیں روکتے تھے۔ بلکہ خود بھیجا کرتے تھے کہ کسی محدث کے پاس سے کسی نئی حدیث کا پتہ لگے، محمد بن اسحٰق کوفہ میں آئے تو ان کے پاس میں بھی گیا اور چند روز میں ان کی پوری کتاب سن لی اور اس عرصہ میں امام صاحب کے پاس نہ جا سکا۔ فارغ ہو کر امام صاحب کی خدمت میں پہنچا تو مجھ سے فرمایا کہ یعقوب! یہ کیسی بے مروتی؟ (کہ اتنے دن تک صورت نہ دکھائی) میں نے عرض کیا کہ حضرت! ایسا نہیں ہے بلکہ محمد بن اسحٰق مدنی یہاں آئے تھے میں نے ان سے کتاب المغازی سنی ہے، امام صاحب نے فرمایا: اب اگر پھر جانا ہو تو اتنا سوال کر لینا کہ طالوت کے مقدمۃ لشکر پر کون تھا؟ اور جالوت کے لشکر کا جھنڈا کس کے ہاتھ میں تھا؟ میں نے [illegible] بات کو جانے دیجئے! واللہ مجھے تو خود حیرت ہے کہ ایک شخص علم (مغازی) کا دعویٰ کرتا ہے اور جب اس سے سوال کیا جاتا ہے [illegible] کی؟ تو اس کو نہیں بتلا سکتا ہے واللہ اعلم اس واقعہ میں بھی کچھ صحیح غلط ہو۔ مگر کسی قدر قرینِ قیاس ضرور ہے کیونکہ [illegible] تھی کہ سب محدثین وعلماء زمانہ سے استفادہ کرتے تھے اور معلومات کی کھوج کرتے رہتے تھے [illegible] مدینہ طیبہ حاضر ہوئے ایک دن شام کو پروگرام طے ہوا کہ کل آثارِ نبوی کی زیارت کریں گے تو امام ابو یوسف نے وہاں کے ایک عالم ماہر آثار کو ساتھ لے کر اسی رات میں سب جگہ جا کر ان آثار کی معلومات کر لیں، صبح کو خلیفہ کے ساتھ نکلے تو وہ عالم بھی ساتھ تھے، ان کا ہی بیان ہے کہ امام ابو یوسف خلیفہ کو ہر اثر کا اس طرح تعارف کراتے تھے کہ جیسے مدت سے اس کی پوری معلومات ان کے ذہن نشین ہوں۔ تو یہاں بھی محمد بن اسحٰق سے سیع علم سے گو واقف پہلے سے بھی ہوں مگر پورا وقت دے کر پوری کتاب سنی اور اس دوران بھی خیال نہیں کیا کہ امام صاحب محمد بن اسحٰق کے بارے میں خوش عقیدہ نہیں ہیں انکو گراں ہوگی۔ (بقیہ برصفحہ ۱۸۶)

Marfat.com

ہوئے اور امام صاحب روزانہ ختم قرآن مجید میں آیت ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ بھی ضرور پڑھتے تھے جس کا نزول غزوۂ احد کے بارے میں مشہور و معروف ہے۔ ادنیٰ لوگ بھی واقف تھے کہ کونسا غزوہ پہلے تھا اور کون بعد۔ تو کیا امام الائمہ، شیخ فقہاء الامہ اس کو بھی نہ جانتے تھے۔

پھر امام صاحب نے اپنے اصحاب کو کتاب السیر الصغیر، لکھائی جس پر امام اوزاعی نے رد لکھا، اور آپ کے تلامذہ میں سے امام ابو یوسف ہی نے اس کے رد میں الرد علی سیر الاوزاعی مشہور عالم کتاب لکھی۔ ایسی حالت میں کوئی سمجھدار آدمی یہ تصور کر سکتا ہے کہ امام ابو یوسف ہی کی نظر میں امام صاحب اس امر سے بھی جاہل تھے کہ بدر پہلے ہے یا احد؟ وہ امام ابو یوسف جو اپنے محسن اعظم اور مربی اکرم استاد کا بے نظیر ادب کرتے تھے، اور جو زندگی بھر امام صاحب کی علمی مجالس میں حاضر رہ کر علوم امام کے لاتعداد روحانی ساغر نوش فرما کر بھی ایسے بے نظیر عاشقِ امام نکلے۔ کہ جب کبھی وصال امام کے بعد کسی علمی مشکل میں مبتلا ہوئے، تمنا ہی کی کہ کاش امام کی ایک مجلس مجھے پھر نصیب ہو جائے کہ اپنی علمی پیاس کو ایک بار پھر بجھالوں، اور بعض اوقات اس کے لئے آدھی دولت بھی نثار کرنے کو آمادہ ہوئے جس کا اندازہ دس لاکھ روپیہ کیا گیا ہے۔ یہاں اس قصہ کو پوری تفصیل سے بیان صرف اس لئے کیا گیا کہ ابن خلکان جیسے بلند پایہ مورخ کی مثال سامنے رکھ کر آپ یہ اندازہ کر سکیں گے کہ بعض اوقات کسی کد و عصبیت کی وجہ سے بڑے بڑے لوگ بہک جاتے ہیں۔ ورنہ موصوف کی کتاب وفیات الاعیان کا ہم سب پر بڑا احسان ہے اور ان کی اس علمی تاریخی تصنیف کی بڑی قدر ہے۔ نہ ایسے چند واقعات کی وجہ سے کتاب کو درجۂ اعتبار سے ساقط کہہ سکتے ہیں۔ البتہ خطا و غلطی سے انبیاء علیہم السلام کے سوا کوئی معصوم نہیں، اس لئے جو بات بھی جس کی غلط ہو خواہ وہ کتنا ہی بڑا امام او رعلامہ بھی ہو، اس کی چند غلطیوں کو الگ کر کے ہمیں چاہیئے کہ اس کی باقی پوری خدمت کو بنظرِ استحسان دیکھیں، قدر کریں اور فائدہ اٹھائیں۔

علامہ ابن خلکان بھی دوسرے بعض اکابر کی طرح امام صاحبؒ کے بارے میں تعصب کی روش پر چل گئے۔ صلوٰۃ قفال کو بھی وہ اسی زعم سے نقل کر گئے۔ حالانکہ وہ بھی اسی طرح کذب محض ہے۔ یہاں ایسے واقعات کا ذکر اس لئے بھی ضروری ہوا کہ بہت سے اپنے حضرات بھی ان کی کتابوں کی عظمت و قدر سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے ایک بزرگ علامہ شبلی نے سیرۃ النعمان میں امام صاحبؒ کے بارے میں ص ۱۳۷ (مطبوعہ مجتبائی) میں تحریر کیا:۔

"اس قدر ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ مغازی، قصص، سیر وغیرہ میں ان کی (امام صاحب کی) نظر چنداں وسیع نہ تھی۔ امام مالک و امام شافعی کا بھی یہی حال تھا۔ لیکن احکام و عقائد کے متعلق امام ابو حنیفہ رح کو جو واقفیت اور تحقیق حاصل تھی اس سے انکار کرنا صرف کم نظری و ظاہر بینی کا نتیجہ ہے، ان کی تصنیفات یا روایتوں کا مدون نہ ہونا قلتِ نظر کی دلیل نہیں ہو سکتا۔"

بڑے افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ علامہ شبلی مرحوم کا مطالعہ امام صاحبؒ کے بارے میں بہت ناقص تھا، خیال فرمایئے! جس نے مغازی و سیر کا علم امام شعبی ایسے اہل نظر سے حاصل کیا ہو جن کے بارے میں سبھی کو اعتراف تھا کہ صحابہؓ سے زیادہ وہ مغازی و سیر کے عالم تھے، اس کو مغازی و سیر میں کم نظر کہنا کتنا بڑا ظلم ہے۔ اور پھر دیگر وغیرہ کا اضافہ بھی ساتھ رکھیئے تو بات کچھ بھی نہ رہی۔ امام صاحبؒ نو

(بقیہ صفحہ گذشتہ) امام صاحب کا سوال کرنے کے لئے ارشاد فرمانا ممکن ہے کہ اس وجہ سے ناگواری کے لہجہ میں ہو کہ ان کے علم سے مطمئن نہ تھے، یا ممکن ہے یوں ہی بطور مزاح فرمایا ہو اور امام ابو یوسف نے جواب بھی ممکن ہے بطور مبالغہ بدر واحد سے دیا ہو۔ کہ بعض چھوٹی موٹی باتیں بھی ان کے پاس صحیح نہیں، ورنہ ظاہر ہے کہ بدر واحد کے تقدم و تاخر سے تو اس زمانہ کا بچہ بچہ واقف ہوگا۔ اب اگر سی واقعہ کو توڑ مروڑ کر اس طرح بنا لیا جائے۔ ابن خلکان وغیرہ نے کذاب راویوں سے نقل کر دیا تو یہ اور بھی زیادہ تکلیف دہ ہے۔ واللہ اعلم۔

Marfat.com

یہ امام تھے، جن کے بارے میں ہمیں پورا یقین ہے کہ مغازی، سیر اور قصص دورِ نبوت وصحابہ میں سے شاید ہی کوئی چیز ان سے مخفی رہی ہو، اور انشاء اللہ کسی موقع پر ہم اس کو دلائل و واقعات سے ثابت بھی کریں گے۔ مگر ہمیں تو امام مالک و امام شافعی کے بارے میں بھی ان علوم میں کم نظری کا تصور کرنے سے وحشت ہورہی ہے۔ درحقیقت ابن خلکان اور صاحب جلیس صالح جیسے لوگوں کی کتابیں پڑھنے سے علامہ شبلی کو یہ خیال ہوگیا ہوگا جس طرح انھوں نے غیروں کے پروپیگنڈے سے متاثر ہوکر امام صاحب کی تصنیفات یا روایتوں کا مدون نہ ہونا بھی تسلیم کرلیا۔ حالانکہ تحقیق سے یہ امر بھی کسی طرح قابل تسلیم نہیں۔ چنانچہ امام صاحب کے حالات میں آپ پڑھ چکے کہ علاوہ مسانید کثیرہ امام کے امام ابو یوسف و امام محمد کی کتاب الآثار میں کس قدر روایات ان سے ثابت ہیں، اور وہ کتنے زمانہ سے مدون ہیں۔

امام شافعی رح کی ملاقات امام ابو یوسف رح سے اگرچہ معاصرۃ کی وجہ سے ممکن تھی، مگر واقعات سے ثابت نہیں ہوتی اور جامع المسانید خوارزمی میں جو امام شافعی رح کے امام موصوف سے نبیذ کے بارے میں سوال کا ذکر ہے، وہ سند سے خالی ہے۔ دوسرے حسن بن ابی مالک (جو اس روایت کے لئے بطور راوی ہیں) ان کا ذکر کتب مناقب امام شافعی میں ان کے تلامذہ میں نہیں ہے اور امام شافعی کے شیوخ رح روایت بھی ان دونوں کے عدم اجتماع پر یقین کا اظہار کرتے ہیں۔ کوئی سند بھی قابلِ اعتماد اگر واقعہ مذکور کی ہوتی، تو ہم امکانِ لقاء کو دوسرے مواقع میں بھی تسلیم کرلیتے۔ اس لئے بظاہر سوال مذکور امام ابو یوسف سے نہیں بلکہ یوسف سے ہوگا غلطی سے ابو کا اضافہ ہوگیا۔ اور یوسف سے مراد یوسف بن خالد سمتی ہوں گے جو بالاتفاق شیوخ شافعی میں سے ہیں

باقی امام الحرمین ابن جوینی شافعی کا یہ دعوی کرنا کہ امام شافعی کا مناظرہ امام ابو یوسف سے خلیفہ ہارون رشید کی موجودگی میں چند مسائل میں مدینہ منورہ کے قیام میں اور ایک مسئلہ پر مکہ معظمہ میں ہوا جس کا ذکر انھوں نے مغیث الخلق اور مستظہری دونوں کتابوں میں کیا ہے۔ وہ دونوں مناظرے اور اجتماع بے اصل اور جھوٹ ہیں جس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ امام شافعی اور امام ابو یوسف کا اجتماع ثابت نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ امام شافعی رح کا ۱۸۴ھ میں زمانہ طلب وتحصیل کا تھا ۱۹۵ھ تک انھوں نے فقہ عراق اور فقہ حجاز کے موازنہ ومدارست سے اپنے مذہب قدیم کا آغاز کیا جو پانچ سال تک ان کا معمول بہ رہا۔ اس کے بعد وہ مصر کے قیام میں مذہب جدید پر عامل ہوئے اور پانچ سال اس پر قائم رہ کر ۲۰۴ھ میں راہی دار البقا ہوئے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ لہٰذا ہر دو مناظرہ مذکورہ کے افسانے من گھڑت ہیں۔

اس کے علاوہ ایک رحلۂ مکذوبہ عبد اللہ بن محمد بلوی اور احمد بن موسی النجار کی روایت سے کتابوں میں گھوم رہی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ امام شافعی ۱۸۴ھ میں عراق آئے تو خلیفہ ہارون رشید کی مجلس میں امام ابو یوسف اور ان کا اجتماع ہوا اور بعض نے یہ بھی چلتا کردیا کہ امام ابو یوسف کو دربار سے نکلوایا گیا اور توہین کی گئی، حالانکہ امام ابو یوسف رح کی وفات ۱۸۲ھ میں امام شافعی کے عراق آنے سے بھی دو سال قبل ہوچکی تھی۔

اسی سفر کے سلسلہ میں ایک قصہ یہ بھی گھڑا گیا کہ امام محمد اور امام ابو یوسف نے مل کر سازش کی [illegible] قتل کرایا جائے، حالانکہ ۱۸۴ھ میں امام محمد بھی بغداد میں نہ تھے، بلکہ رقہ کے قاضی تھے۔ اور امام شافعی اس وقت متہم ہوکر لائے گئے تھے۔ امام محمد رح ہی نے ان کو خلیفہ سے سفارش کرکے بری کرایا، اس کے مقابلہ میں یہ الٹی بات گھڑی گئی۔ اس کے علاوہ امام شافعی نے امام محمد کے پاس رہ کر خود اپنے اعتراف سے بقدر ایک اونٹ کے بوجھ کے کتابیں پڑھیں چنانچہ امام شافعی رح نے امام محمد رح کے احسانات کا ہمیشہ اعتراف کیا ہے اور نہایت تعظیم کی ہے یہ زمانہ امام شافعی کے طلب علم کا تھا۔ امامت وسیادت کا نہ تھا کہ ان پر حسد کرکے کوئی سازش ان کے خلاف

Marfat.com

کی جاتی۔ بلکہ امام شافعی کے اجتہاد و امامت کا دور امام محمد رح کی وفات سے بھی چھ سال کے بعد شروع ہوا ہے۔ جبکہ وہ ۱۹۵ھ میں دوبارہ عراق آئے ہیں۔ غرض یہ روایت اول تو درایت کے بالکل خلاف، پھر راویوں کا یہ حال کہ حافظ ذہبی نے لکھا کہ دارقطنی نے عبداللہ بن محمد بلوی کو واضع حدیث کہا ہے اور ابو عوانہ نے اس کے واسطہ سے اپنی صحیح میں استسقاء کے بارے میں موضوع حدیث نقل کردی ہے۔ حافظ ابن حجر نے لسان میں کہا کہ وہ رحلۃ شافعی کا مصنف ہے جس کا اکثر حصہ جھوٹ ہے۔ توالی التاسیس میں کہا کہ جو رحلۃ امام شافعی کی طرف منسوب کرکے عبداللہ بن محمد بلوی نے بیان کی ہے اور اس کو آبری و بیہقی وغیرہ نے بھی نقل کردیا ہے کسی نے مفصل کسی نے مختصر، اور فخرالدین رازی نے بھی پہلوں پر اعتماد کرکے بغیر ذکر سند ہی مناقب امام شافعی میں ذکر کردیا، وہ جھوٹ ہے اس کا اکثر حصہ تو گھڑا ہوا ہے اور بعض حصے دوسری روایات کے "ٹکڑے" جوڑ کر بنا لئے گئے ہیں۔ حافظ ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں ص۱۸۳ فرمایا کہ جس نے یہ دعوی کیا کہ امام شافعی امام ابو یوسف کے ساتھ مجتمع ہوئے ہیں وہ جھوٹ ہے۔ البتہ امام محمد کے پاس پہنچے ہیں اور انھوں نے امام شافعی پر بڑی توجہ کی اور احسانات کئے اور ان دونوں میں کبھی کوئی رنجش بھی پیش نہیں آئی۔ ایسا کہنے والے بے خبر ہیں۔

افسوس ہے کہ اس رحلۃ مکذوبہ کو بے تحقیق اول تو آبری، بیہقی اور ابو نعیم اصفہانی نے، پھر امام الحرمین عبدالملک بن الجوینی شافعی اور ابو حامد طوسی اور فخر رازی وغیرہ نے بھی نقل کردیا اور اس سے ترجیح مذہب شافعی پر استدلال کو قوی کرنے کی سعی کی ہے اور غالباً یہ حضرات اکابر یہی سمجھے بھی ہوں گے کہ یہ واقعات صحیح ہیں۔ ورنہ کیوں نقل کرتے اور یہ ان کی غلطی احوال رجال سے کم واقفی اور جدلی و عقلی مباحث میں زیادہ مشغول رہنے کے باعث ہوئی، یا بوجہ شدت عصبیت اعتدال سے ہٹ گئے۔

اسی طرح بڑی حیرت ہے کہ امام نووی نے بھی المجموع میں اس رحلۃ کو ذکر کردیا (مث) اور تہذیب الاسماء واللغات میں یہ بھی نقل کردیا کہ جب امام شافعی ہارون رشید کی مجلس سے نکلے تو امام ابو یوسف نے ان کے پاس سلام و پیام بھیجا کہ آپ تصنیف کریں کیونکہ آپ اس زمانہ میں سب سے بہتر تصنیف کرسکتے ہیں (ص۵۹)

امام سخاوی نے بھی مقاصد حسنہ ص۲۲۲ میں کہا ہے کہ جن لوگوں نے امام ابو یوسف و شافعی کا مجلس رشید میں اجتماع نقل کیا ہے غلطی کی۔ کیونکہ امام شافعی رشید کے پاس امام ابو یوسف کی وفات کے بعد پہنچے ہیں اور ایسے ہی وہ رحلت بھی جھوٹ ہے جس میں امام محمد کی طرف رشید کو قتل امام شافعی پر ترغیب دینے کی نسبت کی گئی ہے۔

بظاہر جن اکابر نے ان روایات کاذبہ کو بے تحقیق نقل کردیا ان کا مقصد امام شافعی کی تنزیہ شان ہے۔ حالانکہ امام شافعی کی شان اپنے علم و فضل، جلالت قدر اور امامت کے باعث ایسی بے بنیاد باتوں سے بالکل بے نیاز تھی اور رہے۔ دوسرا مقصد حنفیہ و شافعیہ دو جماعتوں کے رجال میں عداوت و بغض کے جراثیم پیدا کرنا ہوسکتا ہے جو ممکن ہے جھوٹے رواۃ کا مقصد ہو، اور دوسرے حضرات نے لاعلمی یا سادگی سے ان کو نقل کردیا ہو

امام ابو یوسف جب قاضی القضاۃ ہونے کی وجہ سے دربار خلیفہ کے مصاحبین خاص میں شامل ہوئے تو دربار کے وزیر خاص یحیی بن خالد نے معلوم کرنا چاہا کہ امام کو دینی علوم کی مہارت و حذاقت کے ساتھ دنیوی تاریخ و علوم سے بھی واقفیت ہے یا نہیں، جو شاہی درباریوں کے لئے ضروری ہیں مثلاً علم سیر ملوک ماضیہ۔ پہلی امتوں کے ابناء الملوک کے حالات، ایام عرب اور سابقین کے احوال وغیرہ ظاہر تھا کہ امام ابو یوسف اگر ان علوم و معارف سے بے خبر ہوتے تو شاہی درباریوں میں ان کی وقعت صحیح نہ ہوتی۔ اور گو آپ کے

Marfat.com

دینی وقار و عظمت سے مرعوب رہتے مگر دل میں عزت و وقار کم ہوتا۔

امام ابو یوسف نے اس ضرورت کو فوراً ہی محسوس کر کے ابتداء میں چند روز درباری آمد و رفت کم سے کم رکھ کر زیادہ وقت مطالعہ کتب پر صرف کیا اور اس خصوصی مطالعہ سے بھی اپنی خداداد ذہانت اور بے نظیر قوت حافظہ کے ذریعہ ان خاص علوم مذکورہ میں بھی وزراء دربار کی اعلیٰ سطح پر پہونچ گئے چنانچہ یحییٰ بن خالد سے کسی موضوع پر بات ہوئی تو وہ آپ کی وسعت معلومات سے بہت حیران و متاثر ہوا یہی وجہ ہے کہ امام ابو یوسف جب دربار شاہی میں اپیلوں کی سماعت کیلئے بیٹھتے تھے تو خلیفہ اور سب وزراء ان کے رعب و جلال سے متاثر ہوتے تھے۔

محدث کبیر اسد بن فرات کا بیان ہے کہ ایک روز امام ابو یوسف ہارون رشید کی موجودگی میں کوئی اپیل سن رہے تھے خلیفہ نے جس وقت دیکھا کہ امام کسی ایک فریق پر آخری حکم کرنے کو تیار ہیں تو امام ابو یوسف کے پاس آکر دو زانو باادب ہو کر ان کی طرف پوری طرح متوجہ ہو کر بیٹھ گئے یہاں تک کہ امام نے بحیثیت چیف جسٹس اپنا فیصلہ دیدیا اور خلیفہ نے سب کو سنا کر کہا کہ جس طرح میں نے کیا اسی طرح میرے سب ساتھیوں وزراء و ارکان دربار کو بھی کرنا چاہئے تاکہ امام صاحب کا فیصلہ پوری قوت کے ساتھ نافذ ہو۔

یہ واقعہ بظاہر معمولی ہے مگر ذرا اس سے اندازہ یہ کیجئے کہ اس وقت اسلامی قانون کی عزت و شوکت عام مسلمانوں کے قلوب سے گذر کر خود بادشاہوں شہنشاہوں اور وزراء و ارکان دولت کے دلوں میں کیا تھی۔ پھر کیا عدل و انصاف کو اتنا اونچا مقام عطا کرنے کا تصور آج اس دور تنور میں بھی کسی متنور کے دماغ میں آسکتا ہے؟ علامہ کوثری نے اس سلسلہ کے کچھ واقعات اور بھی لکھے ہیں جو ہم بخوف طوالت ترک کرتے ہیں۔ ہم نے بھی بعض واقعات امام اعظم کے تذکرہ میں لکھے ہیں۔

امام ابو یوسف کا زہد و ورع، تقویٰ اور کثرت عبادت تمام کتب مناقب میں مذکور ہیں حتی کہ حافظ ذہبی نے مستقل رسالہ میں بھی [illegible] کے ان اوصاف اور دوسرے کمالات کی دل کھول کر مدح کی ہے حالانکہ وہ کسی کی تعریف میں بہت محتاط ہیں بلکہ باتفاق [illegible] شیخ تاج سبکی کے بہت سے ائمہ حنفیہ و شافعیہ کے خلاف دراز لسانی بھی کر گئے ہیں۔ (طبقات کبریٰ ص ۱/۵۷)

امام ابو یوسف کی وفات کا واقعہ پہلے ضمناً گذر چکا کہ آخر وقت میں بھی مناسک حج پر ہدایات دیتے ہوئے رخصت ہوئے علامہ ابن عبدالبر، خطیب، صیمری اور ابن ابی العوام وغیرہ سب نے ابن رجاء کا خواب بھی نقل کیا ہے کہ امام محمد کو دیکھا پوچھا کیسی گذری؟ فرمایا بخش دیا پوچھا امام ابو یوسف کا کیا حال ہے؟ فرمایا وہ مجھ سے درجہ میں اونچے ہیں۔ پوچھا امام اعظم؟ فرمایا ان کا کیا کہنا وہ تو اعلیٰ علیین میں ہیں۔

علامہ کوثری نے امام ابو یوسف کے حالات تحریر فرمانے کے بعد اس طویل وصیت کو بھی درج کیا ہے جو آپ کو امام اعظم نے کی تھی جو گرانقدر معلومات و ہدایات کا مجموعہ ہے۔ اس کا ترجمہ بخوف طوالت ترک کیا جاتا ہے۔ ہم نے امام ابو یوسف کی زندگی کے اہم واقعات [illegible] بھی اور دوسری کتابوں کی مدد سے کوشش کر کے زیادہ سے زیادہ جمع کئے لیکن خاتمہ کرتے کرتے مگر لکھے [illegible] مفصل مؤرخ لکھنے کی بھی توفیق ملے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

وفات کے وقت کہا کاش میں اس فقر کی حالت میں مرتا جو شروع میں تھی اور قضا کے کام میں نہ پڑتا خدا کا شکر ہے اور اس کی نعمت ہے کہ میں نے قصداً کسی پر ظلم نہیں کیا اور نہ ایک فریق کی رعایت کی خواہ وہ بادشاہ تھا یا بازاری [illegible] تو خوب جانتا ہے [illegible] فیصلوں میں خود رائی سے کام نہیں لیا ہمیشہ تیری کتاب اور تیرے رسول کی سنت کو مقدم رکھا جہاں مجھے اشکال پیش آیا ابو حنیفہ کو اپنے اور تیرے درمیان میں واسطہ کیا۔ واللہ وہ میرے نزدیک تیرے احکام کو پہچاننے والے تھے اور کبھی حق کے دائرے سے [illegible]

Marfat.com

یہ بھی فرمایا۔ بار الہا! تو جانتا ہے کہ میں نے جان کر حرام نہیں کیا اور نہ جان کر کوئی درم حرام کا کھایا۔

ان کی آخری علالت کے دوران معروف کرخی نے ایک رفیق سے کہا کہ ابویوسف زیادہ علیل ہیں تم مجھ کو وفات کی خبر دینا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں واپس آیا تو دیکھا کہ جنازہ نکل رہا تھا سوچا کہ نماز جاتی رہیگی اور نماز پڑھکر اطلاع کی معروف کرخی نے سنا تو اُن کو سخت صدمہ ہوا بار بار انا للہ پڑھتے تھے میں نے کہا نماز میں عدم شرکت کا اس قدر رنج کیوں ہے؟ کہا میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ جنت میں داخل ہوا دیکھا کہ ایک محل تیار ہوا ہے اس کا بالائی حصہ مکمل ہوچکا ہے پردے آویزاں کئے گئے اور بالکل مکمل ہوگیا میں نے پوچھا کہ کس کے لئے تیار ہوا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ابویوسف کے واسطے۔ میں نے کہا یہ مرتبہ انھوں نے کیوں پایا؟ جواب ملا۔ اچھی تعلیم دینے اور اس کے شوق کے صلہ میں اور لوگوں نے جو اذیت پہنچائی اس کے صلہ میں۔ شجاع بن مخلد کا قول ہے کہ ہم ابویوسف کے جنازہ میں شریک تھے عباد بن العوام بھی ساتھ تھے میں نے اُن کو یہ کہتے سنا کہ اہل اسلام کو چاہیئے کہ ابویوسف کی وفات پر ایک دوسرے کے ساتھ تعزیت کریں خلیفہ ہارون رشید جنازہ کے آگے آگے چلتے تھے۔ نماز خود اس نے پڑھائی۔ مقابر قریش میں دفن کرایا۔

ابن کامل کا قول ہے کہ یحیی بن معین، احمد بن حنبل اور علی بن المدینی ان کے ثقہ فی النقل ہونے پر متفق ہیں یحیی بن معین نے کہا کہ ابویوسف اصحاب حدیث کی طرف مائل تھے اور ان کو دوست رکھتے تھے اور میں نے ان سے حدیثیں لکھی ہیں۔ امام احمد کا قول ہے کہ حدیث میں میرے پہلے استاد ابویوسف ہیں ان کے بعد میں نے اوروں سے حدیث لکھیں علی بن مدینی کا قول ہے کہ ابویوسف صدوق تھے۔

خطیب نے حسب عادت امام ابویوسف پر بھی جرح نقل کی ہے لیکن اثناء جرح میں جواب بھی دیا ہے جرحیں سب غیر مفسر ہیں مواد جرح وہی ہے جو امام صاحب اور امام محمد کی نسبت ہے یعنی مرجی ہونا وغیرہ۔ متاخرین ائمہ رجال نے امام ابویوسف کے متعلق بھی جرح متروک کردی ہے صرف مناقب و تعدیل لکھی ہے متقدمین میں سے امام ابن قتیبہ نے معارف میں نہ امام اعظمؒ پر جرح کی ہے اور نہ ابویوسف پر حالانکہ دوسرے رجال پر جرح کرتے ہیں۔

(۳۷) امام ابو محمد نوح بن دراج نخعی کوفی (م ۱۸۲ھ)

محدث، فقیہ۔ امام اعظم، امام زفر، ابن شبرمہ، ابن ابی لیلی، امام اعمش اور سعید بن منصور کے تلمیذ اور مدونین فقہ حنفی کے شریک کار تھے امام ابن ماجہ نے باب التفسیر آپ سے تخریج کی۔ کوفہ اور بغداد کے قاضی رہے، فقہ میں امام صاحب سے متخصص ہوئے۔ (حدائق: جامع المسانید میں امام صاحب سے روایت بھی کرتے ہیں۔ ص ۲۶۳)

(۳۸) امام ہشیم بن بشیر السلمی الواسطی (متوفی ۱۸۳ھ)

رجال صحاح ستہ میں سے محدث، فقیہ، نیز امام اعظم کے اصحاب و شرکاء تدوین فقہ میں سے تھے۔ امام مالک نے فرمایا کہ اہل عراق میں سے ہشیم حدیث کے بہت اچھے ... والے ہیں، حماد بن زید نے فرمایا کہ محدثین میں ان سے اونچے مرتبہ کا میں نے نہیں دیکھا عبدالرحمن ابن مہدی کا قول ہے کہ ہشیم سفیان ثوری سے زیادہ حافظ حدیث ہیں۔ ابو حاتم کہتے ہیں کہ ہشیم کی نماز، صدق و امانت کا پوچھنا ہی کیا؟ امام ... نے فرمایا کہ ہشیم کثیر التسبیح تھے۔ ... چار پانچ سال انکی خدمت میں رہا، ان کے رعب و ہیبت کی وجہ سے صرف دو مرتبہ سوال کرسکا اور ان کی اجازت ...

Marfat.com

(۳۹) امام ابو سعید یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ ہمدانی کوفی (م ۱۸۲ھ)

حافظ حدیث، فقیہ، ثقہ، متدین، متورع اور ان اکابر اہل علم و فضل سے تھے جنہوں نے فقہ و حدیث کو بہت نمایاں طور پر جمع کیا امام طحاوی نے فرمایا کہ وہ امام اعظم کے اُن چالیس اصحاب میں سے تھے جو تدوین کتب فقہ میں مشغول تھے اور تیس سال تک مسلسل وہ ہی مسائل مدونہ کو لکھتے رہے۔ بلکہ اُن میں سے بھی عشرہ متقدمین میں اُن کا شمار کیا گیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے مقدمہ فتح الباری میں ابن مدینی کا قول نقل کیا ہے کہ امام سفیان ثوری (م ۱۶۱ھ) کے بعد کوفہ میں آپ سے زیادہ کوئی اثبت نہ تھا، نسائی نے بھی آپ کو ثقہ حجت کہا ہے۔ خطیب نے نقل کیا کہ آپ نے بیس سال تک روزانہ ایک قرآن مجید ختم کیا۔ بغداد میں رہ کر ایک مدت تک درس حدیث دیتے رہے آپ کے تلامذہ حدیث میں امام احمد، ابن معین، قتیبہ، حسن بن عرفہ اور ابو بکر بن ابی شیبہ (صاحب مصنف) وغیرہ ہیں خلیفہ ہارون رشید نے آپ کو مدینہ طیبہ کا قاضی مقرر کیا تھا۔ علاوہ دوسری تصانیف کے ایک مسند بھی آپ نے جمع کی تھی۔ ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔ (حدائق)

فقہ میں امام صاحب سے درجہ تخصص پایا یحییٰ بن سعید کا قول ہے کہ کوفہ میں یحییٰ بن زکریا سے زیادہ کسی کی مخالفت مجھ پر بھاری نہیں ہے (بوجہ ان کے کمال تفقہ اور علم حدیث کے) امام وکیع نے اپنی کتابیں ان ہی کے طرز و طریق پر لکھیں۔ صالح بن سہل کا قول ہے کہ یحییٰ بن زکریا اپنے زمانہ کے سب سے بڑے حافظ حدیث اور فقیہ تھے جن کو امام اعظم کی مجالس میں بہ کثرت حاضری کا شرف اور دین و ورع کا امتیاز بھی حاصل تھا۔ امام اعظم کے پوتے اسماعیل نے فرمایا کہ یحییٰ بن زکریا حدیث میں ایسے تھے جیسے عطر میں بسی ہوئی دلہن۔

حضرت سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب میں ابن مبارک اور یحییٰ بن زکریا بہت بڑے مرتبہ کے تھے کوئی ان کے مثل نہ ہوا (مناقب کردری جلد ۲) حافظ ذہبی نے اُن کو الحافظ، المتقن، الفقیہ صاحب ابی حنیفہ رضی اللہ عنہما لکھا۔ (تذکرۃ الحفاظ)

(۴۰) فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ (م ۱۸۷ھ)

عالم ربانی، فقیہ و محدث، زاہد، عابد، صاحب کرامات باہرہ تھے، مدت تک کوفہ میں رہ کر امام اعظم سے فقہ و حدیث میں تلمذ کیا آپ کے تلامذہ میں امام شافعی، یحییٰ القطان اور ابن مہدی وغیرہ ہیں پہلے قطاع الطریق تھے پھر ہادی طریق و مسند نشین بنے اور ایسے باخدا ہو گئے کہ ابو علی رازی نے فرمایا کہ میں تیس سال آپ کی صحبت میں رہا مگر اس عرصہ میں کبھی ہنستے نہیں دیکھا بجز اس روز کے کہ آپ کے صاحبزادے علی فوت ہوئے میں نے سبب پوچھا تو فرمایا کہ خدا نے ایک بات پسند کی لہٰذا میں نے بھی اسی کو پسند کیا۔ صحاح ستہ میں آپ سے تخریج کی۔ ابن جوزی نے مستقل کتاب آپ کے مناقب میں تصنیف کی۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

(۴۱) امام اسد بن عمرو بن تمام البجلی الکوفی (متوفی ۱۹۰ھ)

مشہور محدث و فقیہ اور امام صاحب کے اُن چالیس تلامذہ و اصحاب میں سے تھے جو کتب و قواعد فقہ کی تدوین میں مشغول ہوئے بلکہ عشرہ متقدمین میں شمار کئے گئے۔ تیس سال تک انھوں نے بھی مسائل فقہ حنفی لکھے۔ امام صاحب کی خدمت میں طویل مدت رہے اور آپ سے حدیث و فقہ میں درجہ تخصص حاصل کیا۔ سب سے پہلے امام صاحب کی کتابوں کو لکھنے والے یہی تھے۔ امام ابو یوسف کی وفات کے بعد خلیفہ

Marfat.com

ہارون رشید نے آپ کو بغداد اور واسط کی قضا سپرد کی اور اپنی بیٹی سے آپ کا عقد کر دیا۔ ہارون رشید کے ساتھ حج کو گئے اور سواری میں ان کے برابر بیٹھتے تھے۔ امام طحاوی نے ہلال بن یحییٰ رازی سے نقل کیا کہ میں بھی بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا دیکھا کہ ہارون رشید بھی آ کر لوگوں کے ساتھ طواف کرنے لگا پھر کعبہ کے اندر داخل ہوا اور اس کے ساتھ خاندان شاہی کے اور افراد بھی اندر گئے میں نے ان سب کو دیکھا کہ کھڑے رہے صرف ہارون رشید بیٹھا اور ایک شیخ اس کے ساتھ آگے بیٹھا رہا۔ میں نے معلوم کیا کہ یہ شیخ کون ہیں تو بتایا گیا کہ یہ اسد بن عمرو خلیفہ کے قاضی ہیں۔ اس سے میں سمجھا کہ خلافت کے بعد قضا سے بڑا کوئی عہدہ نہیں ہے۔

آپ سے امام احمد، محمد بن بکار اور احمد بن منیع وغیرہ نے حدیث روایت کی اور آپ کو صدوق بتلایا۔ ابن معین بھی توثیق کرتے تھے (حدائق حنفیہ و جواہر مضیہ) بعض لوگوں نے اسد بن عمرو کو ضعیف کہا ہے لیکن امام احمد کا ان سے روایت کرنا ان کی توثیق کے لئے کافی ہے کیونکہ علامہ ابن تیمیہ نے منہاج السنۃ میں، علامہ سبکی نے شفاء الاسقام میں، حافظ سخاوی نے فتح المغیث میں تصریح کی ہے کہ امام احمد غیر ثقہ سے روایت نہیں کرتے۔ روایت ہے کہ اسد بن عمرو کے مرض وفات میں امام احمد صبح و شام عیادت کے لئے جاتے تھے (فوائد بہیہ) سنن ابن ماجہ میں ان سے روایت لی گئی ہے اور انھوں نے مسانید امام اعظم میں امام صاحب سے روایت کی ہے۔

(۴۲) الامام المجتہد الجلیل محمد بن الحسن الشیبانی رض ولادت ۱۳۲ھ وفات ۱۸۹ھ عمر ۵۷ سال

نام و نسب:۔ ابو عبد اللہ محمد بن الحسن بن فرقد الشیبانی، اصل مسکن جزیرہ (شام) ولادت واسط میں ہوئی پھر والدین وغیرہ مستقل طور سے کوفہ منتقل ہو گئے کوفہ ہی میں امام محمد کی تربیت و تعلیم ہوئی

جلالت قدر:۔ تاریخ فقہ شاہد ہے کہ کتب مشہورہ مولفہ مذاہب ائمہ متبوعین مدونہ، حجۃ اور ام وغیرہ سب امام محمد کی کتابوں کی روشنی میں تالیف ہوئیں اور ایک عرصہ دراز تک ان کی کتابیں تمام مذاہب کے فقہاء کے ہاتھوں میں متداول رہیں اور بے تکلف سب ان سے مستفید ہوتے رہے کیونکہ ان کے دلائل، وضوح بیان، دقت نظر اور تفریع مسائل کا بہترین اسلوب ان کے اپنے زمانہ کے بھی اکثر فقہاء اعلام کے اعتبار سے اعلیٰ و فائق تھا چہ جائیکہ اس کا موازنہ بعد کے زمانہ سے کیا جائے۔؟

پھر باوجود اس تبحر علمی و وسعت معلومات و دقت نظر کے امام موصوف کے کمال اخلاص و غایت تواضع و انکسار کا یہ بھی ثمرہ ہے کہ ان کے یا ان سے قریبی طبقات کے کسی فقیہ کی اس قدر کتابیں ہمارے اس دور تک نہیں پہنچیں جس قدر کہ انکی پہنچی ہیں ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

تعلیم:۔ ۱۴ سال کی عمر میں حضرت امام اعظم رض کی خدمت میں حاضر ہو کر علم حاصل کیا ۴ سال تک حاضر خدمت رہے پھر تکمیل امام ابو یوسف سے کی اور ان کے علاوہ امام اوزاعی، ثوری اور امام مالک وغیرہ سے بھی علم حدیث وغیرہ میں استفادہ فرمایا حتی کہ باتفاق اہل علم فقہ کے بلند پایہ امام ہوئے، تفسیر و حدیث کے ماہر حاذق اور لغت و ادب کے نازش روزگار مسلم استاد۔ خود فرمایا کہ مجھے آبائی ترکہ سے تیس ہزار درہم یا دینار ملے تھے جن میں سے آدھے میں نے علم لغت و شعر کی تحصیل میں صرف کئے اور آدھے فقہ و حدیث کی تحصیل میں صرف کر دیئے۔ بیس سال کی عمر میں درس دینا شروع کر دیا تھا۔

تصنیف:۔ تمام عمر گھر میں گوشہ گیر ہو کر لکھنے پڑھنے میں گذاری۔ ان کے نواسہ کا بیان ہے کہ گھر میں کتابوں کے ڈھیر کے درمیان بیٹھے لکھا کرتے تھے اور گھر کے لوگوں سے فرما دیا تھا کہ مجھ سے کبھی کسی ضرورت کا سوال نہ کرنا جو کچھ کام ہو میرے وکیل سے کہو وہ پورا کر دیگا تاکہ میں فارغ قلب

Marfat.com

سے کام کرتا رہوں۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اُن کو گھر والوں سے بات کرتے کبھی نہیں دیکھا البتہ کبھی ابروئے مبارک یا انگلی کے اشارہ سے کچھ فرما دیتے تھے۔

امام محمد کے شیوخ حدیث:۔ اہل کوفہ میں سے امام اعظم ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسف، امام زفر بن الہذیل، سفیان ثوری، مسعر بن کدام، مالک بن مغول، حسن بن عمارہ وغیرہ (علامہ کوثریؒ نے تقریباً تیس اکابر کے نام گنائے ہیں)

اہل مدینہ میں سے:۔ امام مالکؒ، ابراہیم، ضحاک بن عثمان وغیرہ (۱۷۔ اکابر کے نام گنائے ہیں)

اہل مکہ میں سے:۔ حضرت سفیان بن عیینہ، حضرت طلحہ بن عمرو، زمعۃ بن صالح وغیرہ (۸۔ اکابر کے نام گنائے ہیں)

اہل بصرہ میں سے:۔ حضرت ابو العوام وغیرہ۔ (۷۔ اکابر کے نام گنائے ہیں)

اہل واسط میں سے:۔ حضرت عباد بن العوام، حضرت شعبہ بن الحجاج، حضرت ابو مالک عبد الملک النخعی۔

اہل شام سے حضرت ابو عمرو عبد الرحمٰن الاوزاعی وغیرہ۔ اہل خراسان سے حضرت عبد اللہ بن المبارک۔ اہل یمامہ سے حضرت ایوب بن عتبۃ التیمی وغیرہ

امام محمد کے تلامذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے اور علامہ کوثری نے ۴۰۔ اکابر کے اسمائے گرامی درج کئے ہیں یہاں صرف چند اعلام کا ذکر کیا جاتا ہے۔

اصحاب وتلامذہ:۔ (۱) حضرت ابو حفص الکبیر البخاری احمد بن حفص العجلی جن سے امام بخاری نے حضرت امام اعظم اور ان کے اصحاب کا فقہ حاصل کیا۔ (۲) حضرت ابو سلیمان موسیٰ بن سلیمان الجوزجانی جن سے صحاح ستہ کا سلسلہ مشرق و مغرب تک پہونچا۔ (۳) امام ہمام حضرت امام شافعیؒ (۴) حضرت ابو عبید قاسم بن سلام الہروی (مشہور مجتہد کبیر)۔ (۵) حضرت علی بن معبد (جامع کبیر وجامع صغیر کے راویوں میں سے اصحاب صحاح ستہ کے استاد ہیں۔ (۶) حضرت اسد بن الفرات القیروانی (مدون مذہب امام مالکؒ و شیخ سحنونؒ)۔ (۷) حضرت محمد بن مقاتل رازی (شیخ ابن جریرؒ)۔ (۸) حضرت یحییٰ بن معین الغطفانی (مشہور امام جرح وتعدیل)۔ (۹) حضرت ابو جعفر رازی (راوی موطا امام محمدؒ)۔ (۱۰) حضرت علی بن صالح الجرجانی (راوی الجرجانیات)۔ (۱۱) حضرت شعیب بن سلیمان الکیسانی (راوی الکیسانیات) (۱۲) حضرت اسمٰعیل بن توبۃ القزوینی (راوی السیر الکبیر)۔ (۱۳) حضرت ابو بکر ابراہیم المروزی (راوی النوادر)۔ (۱۴) حضرت ابو موسیٰ عیسیٰ بن ابان البصری (راوی الحجۃ علیٰ اہل مدینہ و مؤلف کتاب الحج الکبیر والحج الصغیر)۔ (۱۵) حضرت ابو زکریا یحییٰ بن صالح الوحاظی الحمصی (جو حضرت امام بخاریؒ کے شیوخ شام میں سے ہیں) (۱۶) حضرت سفیان بن سحبان البصری (صاحب کتاب العلل)

امام محمدؒ بواسطہ امام شافعی و امام احمد، امام بخاری، مسلم، ابو داؤد، ابو زرعہ اور محدث ابن ابی الدنیا کے استاد ہیں۔ اور بواسطہ علی بن معبد یحییٰ بن معین، ابو یعلیٰ، ابن عدی، ابن حبان، ابو الشیخ اصفہانی، حافظ ابو نعیم، ابو عوانہ، امام طحاوی، طبرانی، ابن مردویہ، ابو حاتم، قاسم بن سلام محمد بن اسحٰق (صاحب المغازی) اور اسحٰق بن منصور کے استاد ہیں۔

موطا امام محمد:۔ امام محمد نے مدینہ منورہ میں حضرت امام مالکؒ کی خدمت اقدس میں تین سال [illegible] مرتب کیا جو موطا امام مالک کی ۲۲ روایات ونسخ میں سے ممتاز ترین روایت ہے کیونکہ اس میں امام محمد [illegible] ہر باب کی احادیث ذکر کرنے کے بعد یہ بھی بتلایا کہ ان احادیث کو فقہائے عراق نے اخذ کیا اور کن کو دوسری احادیث کی وجہ سے ترک کیا اور ہر جگہ ان دوسری احادیث کو بھی ذکر فرمایا۔ اس گرانقدر علمی امتیاز کی وجہ سے موطا امام محمد دوسری تمام موطاؤں سے بڑھ جاتی ہے جس طرح موطا امام یحییٰ اللیثیؒ اس امتیاز کے باعث دوسرے موطاؤں سے بڑھکر ہے کہ انھوں نے ہر باب کی احادیث کے بعد حضرت امام مالکؒ کی رائے بھی ذکر کی ہے۔

امام محمد کی ذہانت وحاضر جوابی:۔ خطیب نے مشائخ سے روایت کی ہے کہ میں ایک روز امام مالک کی خدمت میں

Marfat.com

حاضر تھا اور وہ لوگوں کو فتویٰ دے رہے تھے کہ امام محمد آئے اور وہ اس وقت کم عمر تھے (یہ واقعہ اس سے پہلے کا ہے کہ امام محمد نے امام مالک کی خدمت میں جا کر موطا ان سے سُنا ہے) سوال کیا کہ اس جنبی کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں کہ جس کو غسل کے لئے پانی نہ ملے سوا مسجد کے؟ امام مالک نے فرمایا جنبی مسجد میں داخل نہیں ہو سکتا! امام محمد نے کہا پھر کیا کرے جبکہ نماز کا وقت ہو گیا اور وہ مسجد میں پانی کو دیکھ بھی رہا ہے؟ امام مالک نے پھر وہی فرمایا کہ مسجد میں جنبی داخل نہیں ہو سکتا اور بار بار یہی فرمایا۔ امام مالک نے دیکھا کہ امام محمد جواب سے مطمئن نہیں ہوئے تو فرمایا کہ تم اس صورت میں کیا سمجھتے ہو؟ آپ نے کہا کہ تیمم کرکے مسجد میں داخل ہو اور پانی باہر لا کر غسل کرلے۔ امام مالک نے فرمایا تم کہاں کے ہو؟ امام محمد نے فرمایا اسی کا (اور زمین کی طرف اشارہ کیا) اور اٹھ کر چلے گئے۔ لوگوں نے کہا یہ محمد بن حسن صاحب ابی حنیفہ ہیں۔ امام مالک نے حیرت سے کہا کہ اچھا! محمد بن حسن تھے اور جھوٹ کیسے بول گئے؟ کہہ گئے کہ میں اسی شہر کا ہوں۔ لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں! انھوں نے تو زمین کی طرف اشارہ کرکے کہا تھا کہ اسی کا ہوں۔ اس پر امام مالک نے فرمایا یہ بات تو پہلی بات سے بھی بڑھ گئی یعنی امام محمد کی ذہانت اور حاضر جوابی پر مزید حیرت کا اظہار فرمایا۔

تحقیق مسائل میں فرق مراتب:- یہ بھی مروی ہے کہ امام محمد فرماتے تھے میں نے امام مالک کو دیکھا اور بہت سے مسائل دریافت کئے میرا یہ تاثر ہے کہ انھیں فتویٰ نہیں دینا چاہیئے تھا کیونکہ ان کے جواب سے قلبی اطمینان حاصل نہیں ہوتا تھا۔

ایک وجہ امام مالک کے تفقہ میں کمی کی یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ان کا نظریہ یہ تھا کہ جو واقعات و حوادث ابھی پیش نہیں آئے نہ ان کا جواب دیا جائے نہ ان کے بارے میں غور و خوض کیا جائے۔ برخلاف اس کے امام اعظم اور ان کے اصحاب کا طریقہ یہ تھا کہ ہر قسم کے احتمالات اور امکانی صورتوں پر بھی غور کیا جائے اور ہر سوال کا جواب دیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ یحییٰ اللیثی کی روایت سے جو موطا ماثور ہے اس میں امام مالک کی تمام آراء کا شمار تین ہزار مسائل سے آگے نہیں بڑھتا۔ حالانکہ اس سے بہت زیادہ مسائل امام صاحب اور آپ کے اصحاب کی مجالس میں صرف تین ماہ میں حل ہو جاتے تھے۔ پھر یہ فرق الگ رہا کہ ان حضرات کے یہاں اکثریت ان جوابات کی ہے جو تسلی بخش اور ایمان افروز ہیں اور امام مالک کے اکثر مسائل کی تحقیق ناقابل اطمینان ہے۔

حضرت حافظ ابوالقاسم بن ابی العوام السعدی نے فرمایا کہ میں نے امام طحاوی سے سنا جنھوں نے محمد بن سنان سے اور محمد بن سنان نے عیسیٰ بن سلیمان سے سنا وہ کہتے تھے کہ جب یحییٰ بن اکثم خلیفہ مامون رشید کے ساتھ مصر آئے تو یحییٰ بن صالح الوحاظی سے ملے (جو امام بخاری کے مشائخ شام میں سے ہیں) اور دریافت کیا اے ابو زکریا! علمی مسائل و مشکلات میں تیقظ کس میں زیادہ تھا امام مالک میں یا امام محمد میں؟ تو انھوں نے فرمایا:- امام مالک جبکہ جواب مسائل کے لئے تیار و مستعد بیٹھے ہوئے ہوتے تھے ان سے امام محمد اپنے بھاری بھر کم جسم کے ساتھ لیٹے ہوئے لاپروائی کے ساتھ (کہ اس وقت جواب مسائل کے لئے تیار بھی نہ ہوتے تھے) زیادہ بیدار مغز ہوتے تھے اور زیادہ تسلی بخش و اطمینان افزا جواب دے سکتے تھے۔

خطیب نے یحییٰ بن صالح موصوف سے اس طرح نقل کیا کہ مجھ سے ابن اکثم نے کہا تم نے امام مالک کو دیکھا ہے اور ان سے احادیث سنی ہیں اور امام محمد کے ساتھ بھی رہے ہو تو ان دونوں میں سے کون زیادہ فقیہ تھا؟ میں نے کہا محمد بن الحسن زیادہ افقہ ہیں امام مالک سے۔ امام ذہبی نے فرمایا کہ امام ابو یوسف کے بعد ملک عراق میں فقہ کی امامت امام محمد پر ختم ہوئی انھوں نے بہت سی تصانیف چھوڑیں اور ان سے ائمہ حدیث و فقہ نے فقہ حاصل کیا اور وہ اذکیاء عالم میں سے تھے۔

Marfat.com

امام شافعی کے واسطہ سے نقل ہے کہ امام محمد نے فرمایا کہ میں نے امام مالک سے بعض مسائل دریافت کئے میں سمجھتا ہوں کہ ان کو فتوی دینا درست نہیں تھا۔ علامہ ابن عبدالبر نے انتقاء میں یہ الفاظ نقل کئے کہ تمہارے صاحب (امام مالک) کو جواب مسائل و فتوی کی ضرورت نہ تھی اور ہمارے صاحب (امام ابوحنیفہ) کو سکوت یعنی فتوی نہ دینا درست نہ تھا۔ مقصد یہ تھا کہ امام مالک سے دوسرے زیادہ حق بالجواب والافتار موجود تھے اور امام صاحب کے زمانہ میں کوئی شخص زیادہ اہل فتوی کیلئے نہ تھا اس لئے ان پر فتوی دینا واجب و ضروری تھا۔

علامہ کوثری نے بلوغ الامانی ص۱۲ پر قول مذکور نقل کرکے فرمایا کہ برتقدیر صحت اس قول کی واقعیت و صداقت اس شخص پر روشن ہے جو امام مالک کے زمانہ کے علماء مدینہ کے مراتب و مدارج علمیہ سے اور امام اعظم کے زمانہ کے علماء عراق کے مراتب سے واقف ہے کیونکہ امام محمد امام مالک کی جلالت قدر و منزلت حدیث کے علم و اعتراف کے باوجود ان کی نسبتہً تفقہ میں کمی کو بھی محسوس کرتے تھے جس کی بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ امام مالک صرف واقع شدہ حوادث کا جواب دیتے تھے اور تقدیری (غیر واقع) حوادث میں نہ غور کرتے تھے نہ ان کا جواب دیا کرتے تھے اسی لئے بروایت یحیی لیثی جو امام مالک کے موطا میں ان کی آراء و مسائل مذکور ہیں وہ سب تین ہزار سے زیادہ نہیں جبکہ امام صاحب اور آپ کے اصحاب کے مسائل مستخرجہ سے اتنی مقدار صرف تین ماہ کی ہوتی ہے۔ باقی متاخرین نے جو کثیر مسائل امام مالک سے روایت کئے ہیں وہ ان کی آراء نہیں بلکہ ان کی آراء پر تخریجات ہیں اسی لئے ان سے وہ اطمینان قلب نہیں ہوتا جو امام مالک کی ذاتی آراء سے ہوتا ہے۔

امام محمد نے اسی کمی تفقہ کے احساس کے باعث کتاب الحجہ تالیف کی جو الاحتجاج علی اہل المدینہ کے نام سے بھی معروف ہے۔ یہ کتاب ہندوستان میں طبع بھی ہوئی تھی اب نادر ہے اور حضرت علامہ عصر مولانا مفتی سید محمد مہدی حسن صاحب شاہجہانپوری شیخ الافتاء دارالعلوم دیوبند اس پر نہایت مہتم بالشان گرانقدر تعلیقات تحریر فرما رہے ہیں جس میں خاص طور سے علامہ ابن حزم اندلسی کی دراز دستیوں کے بھی جوابات ہوں گے جو محلی میں انھوں نے کی ہیں تین ربع سے کچھ زائد اس کا کام ہو چکا ہے اور ادارہ لجنۃ احیاء المعارف النعمانیہ حیدرآباد دکن سے اس کی اشاعت ہوگی انشاء اللہ تعالی۔

جیسا کہ علامہ کوثری نے بھی تحریر فرمایا یہ کتاب اپنی طرز تحقیق اور بحث ردمیں بے نظیر ہے جس کا رنگ امام شافعی نے بھی امام مالک کے رد میں اختیار کیا چنانچہ وہ خوبی دقوت استدلال ان کو امام محمد کے بعض مسائل کے رد میں حاصل نہ ہوئی (بلوغ الامانی ص۱۲) یہی وجہ ہے کہ امام محمد کو فقہ و حدیث میں ان کے بہت سے مشائخ پر بھی فضیلت دی گئی ہے جس کو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

امام محمد کے تلامذۂ خصوصی: - امام محمد کے خصوصی تلامذہ و اصحاب میں سے امام شافعی تھے جن کو امام اوقات درس کے علاوہ بھی امام محمد نے خاص طور سے تعلیم دی ہے اور قسم قسم کے احسانات سے نوازا ہے جن کا مختصر تذکرہ امام شافعی کے حالات میں آچکا ہے۔

دوسرے اسد بن الفرات قیروانی ہیں ان کی بھی امام محمد نے خصوصی امداد تعلیم و تربیت کی ... ان کو تنہا ساتھ بٹھا کر بیٹھتے اور پڑھاتے تھے اور مالی امداد بھی کرتے تھے۔ اسد جب عراق سے وطن کو واپس ... امام مالک سے ملے اور ان مسائل میں بحث کی جو امام محمد سے حاصل کئے تھے مگر وہ تشفی نہ کر سکے پھر مصر پہنچے عبداللہ بن وہب مالکی سے ملے اور کہا کہ یہ امام ابوحنیفہ کی کتابیں ہیں ان مسائل میں امام مالک کے مذہب پر جواب ... جواب نہ دے سکے تو عبدالرحمن بن القاسم مالکی کے پاس پہنچے جو امام مالک کی خدمت میں بیس سال رہ چکے تھے اور بڑے متقی و متبحر ... ان سے فقہ و حدیث ... انہوں نے مالکیہ ... دوسرے اصحاب ... پر فقہ میں فوقیت دیتے ہیں ... انہوں نے کچھ جوابات تو قیاس سے ساتھ دیئے اور کچھ میں شک و شبہ ظاہر کیا۔

Marfat.com

غرض اسد بن الفرات نے امام محمد سے امام ابوحنیفہ کے مسائل اور ابن القاسم سے امام مالک کے مسائل حاصل کر کے ۶۰ کتابوں کا ایک مجموعہ مرتب کیا جس کا نام اسدیہ رکھا۔ اس مجموعہ کی علمائے مصر نے نقل لینی چاہی اور قاضی مصر کے ذریعہ سفارش کی، اسد نے اجازت دی اور چمڑے کے تین سو ٹکڑوں پر اس کی نقل کرائی گئی جو ابن القاسم کے پاس رہی، مدونہ سحنون کی اصل بھی یہی اسدیہ ہے۔ پھر ان ہی اسد بن الفرات نے افریقہ میں امام ابوحنیفہ اور امام مالک کا مذہب پھیلایا اور یہی اسد فاتح صقلیہ ہیں اور انھوں نے ہی وہاں اسلام کو پھیلایا ہے۔ ۲۱۳ھ ہجری میں وفات پائی۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (بلوغ ص۲۰)

امام محمد اور امام ابو یوسف:- امام اعظم رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد امام محمد نے امام ابو یوسف کی صحبت اختیار کی فقہ و حدیث وغیرہ علوم میں ان سے تکمیل کی اور پھر ان دونوں کے علوم کی اشاعت میں لگ گئے، مبسوط، جامع صغیر، سیر کبیر لکھیں۔

امام طحاوی اپنے استاد ابن ابی عمران سے وہ طبری سے وہ اسماعیل بن حماد سے نقل کرتے ہیں کہ ہم لوگ تو صبح سویرے امام ابو یوسف کی مجلس درس میں پہونچ جاتے تھے لیکن امام محمد کا معمول یہ تھا کہ وہ صبح اول وقت دوسرے ائمہ حدیث کی خدمت میں اخذ حدیث کے لئے جاتے اور پھر امام ابو یوسف کے پاس آتے اتنے وقت میں بہت سے علمی مباحث گذر چکے ہوتے تھے اور امام ابو یوسف ان کی رعایت سے پھر ان کا اعادہ فرمادیا کرتے تھے۔ ایک روز ایسا ہوا کہ اسی طرح امام محمد دیر سے پہونچے اور ہم کسی علمی حدیثی بحث میں مشغول تھے۔ امام ابو یوسف نے امام محمد سے کوئی سوال کیا جس کا جواب انھوں نے اس کے خلاف دیا جو اس روز امام ابو یوسف بیان فرما چکے تھے۔ بظاہر اختلاف امام اعظم کی رائے کے بارے میں تھا کہ وہ وہی ہے جو امام ابو یوسف فرما چکے تھے یا وہ جو اب امام محمد نے بیان کی، مختصر گفتگو کے بعد ہونہار شاگرد نے وہ کتاب منگوائی جس میں غالبًا امام صاحب کے اقوال وارشادات محفوظ ہوں گے اور اس کو دیکھنے پر بات وہی صحیح ہوئی جو شاگرد نے بتائی تھی۔ اب بھری مجلس میں استاد معظم کا اعتراف حق بھی ملاحظہ فرمالیجئے کہ فوراً بے تکلف سب شاگردوں کے سامنے اپنے ایک چھوٹے شاگرد امام محمد کی نہ صرف تصویب اور اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہیں بلکہ یہ بھی فرما رہے ہیں کہ "حافظہ ایسا ہوتا ہے"۔ (بلوغ ص۲۵)

ایسے واقعات پڑھ کر کیسی آنکھیں کھلتی ہیں اور دلوں میں نورانیت آتی ہے۔ خیال ہونے لگتا ہے کہ انسانوں کی صورت میں یہ کیسے فرشتے اُترے تھے کسی بات سے بھی تو نفسانیت، انانیت، برتری و کبر، مشیخت و بڑائی کی نمود نہیں ہوتی، پھر بد اندیشوں کی ریشہ دوانیاں بھی دیکھی جائیں کہ ان ہی دونوں استاد و شاگرد کے درمیان تعلقات کی خرابی کے واقعات گھڑے گئے اور ان کا پروپیگنڈا کیا گیا اور بات صرف اتنی تھی کہ حسب روایت ابن ابی العوام و امام طحاوی محمد بن سماعہ کا بیان ہے کہ امام ابو یوسف سے ارباب حکومت نے کسی کو قاضی رقہ مقرر کرنے کا مشورہ کیا۔ رقہ عباسی حکومت کا گرمائی دارالسلطنت تھا، امام ابو یوسف نے فرمایا کہ محمد بن الحسن سے بہتر و موزوں کوئی شخص میرے سامنے نہیں ہے۔ امام محمد کوفہ میں تھے۔ حکومت نے اُن کو بلوا بھیجا۔ امام محمد امام ابو یوسف سے ملے اور بلانے کا سبب پوچھا انھوں نے واقعہ بتلایا اور یہ بھی فرمایا کہ تمہارے بارے میں مشورہ دینے سے میرا مقصد یہ ہے کہ خدا کے فضل سے ہمارے سلسلے کے علوم کی اشاعت کوفہ، بصرہ اور تمام مشرقی بلاد میں ہو چکی ہے اب اگر تم اس طرف آجاؤ گے تو امید ہے کہ خدائے عزوجل تمہاری وجہ سے ہمارے علوم کی اشاعت یہاں اور قریب وبعید کے شامی علاقوں میں بھی ہو سکے گی۔ امام محمد نے بطور شکایت کہا کہ سبحان اللہ! اگر یہی بات تھی تو کم سے کم میرا اتنا تو لحاظ آپ فرماتے کہ مجھے فوری طور سے بلوانے سے قبل اس پوری بات سے مطلع ہی فرما دیتے۔ امام ابو یوسف نے فرمایا کہ ہاں ان لوگوں نے بلانے میں عجلت کی۔ مطلب یہ کہ مجھے اطلاع کرنے کا موقع و وقت نہیں ملا۔ بات اتنی ہی تھی اور یہیں ختم ہو گئی اور یہ

Marfat.com

ظاہر ہے کہ امام محمد امام اعظم کی طرح حکومت کے مناصب سے دور رہنا اور صرف تعلیم و تدریس اور تصنیف و تالیف کے مشاغل ہی میں منہمک رہنا پسند کرتے تھے اور امام ابو یوسف کا اس طرح بغیر باہمی سابق مشورہ کے قضاء کی تحریک کرنے کا اُن کو [illegible] ایک طرف اپنی افتاد طبع اور طے شدہ علمی پروگرام کے خلاف زندگی کا موڑ شروع ہو رہا تھا جس سے ناگواری کے اثرات [illegible] دوسری طرف نہایت شفیق و محسن استاد امام الائمہ امام اعظم کے حکم کی تعمیل اور خصوصیت سے اُس منصب عظیم کے تحت [illegible] ایک سوء مزاج کی کیفیت بنی جس کا دونوں کے تعلقات پر بھی شریفانہ اثر ضرور ہوا مگر اس سے آگے جو قصے [illegible] وغیر شریفانہ برتاؤ کے گھڑے گئے وہ سب بے اصل ہیں۔

افسوس ہے کہ علامہ سرخسی جیسے بابصیرت، پختہ کار [illegible] فقیہ نے بلا تحقیق ایک بے سند قصہ نقل کر دیا جس کو مخالفوں نے خوب ہوا دی حالانکہ اس کی کوئی اصلیت ہونی تو [illegible] علامہ کوثری کے علامہ سرخسی کی شرح سیر کبیر جیسی [illegible] کتاب کو ایسے بے ثبوت قصہ سے [illegible] فرمایا تھا۔ خدا کی مشیت یہ نہیں کہ اس کی کتاب کے سوا دنیا کی کوئی کتاب بھی غلطی سے مبرا و منزہ ہو [illegible] (بلوغ الامانی ص۳۳)

اس سلسلہ میں ایک نکرینی وجہ یہ بھی نقل ہوئی ہے کہ امام محمد نے ایک [illegible] امام ابو یوسف کو قبول قضا [illegible] امام ابو یوسف کو غصہ آگیا اور بددعا کر دی کہ امام محمد بھی اپنی وفات سے پہلے [illegible] میں مبتلا ہوں چنانچہ صورت مذکورہ پیش آئی اور امام محمد طوعاً و کرہاً قبول قضا پر مجبور ہوئے تا آنکہ امان طالبی کے مشہور واقعہ کی وجہ سے [illegible] ہوئے بلکہ کچھ عرصہ تک فتوے سے بھی روک دیئے گئے تھے۔

قصہ امان طالبی [illegible] تاریخ ابن جریر اور کتاب [illegible] میں ہے کہ [illegible] خلیفہ ہارون رشید رقہ آیا اور مجھے دربار میں بلوایا [illegible] ابو البختری [illegible] امام ابو یوسف [illegible] کے بعد قاضی القضاۃ [illegible] گئے تھے [illegible] خلیفہ تخت [illegible] چڑے پر یحییٰ بن عبداللہ بن الحسن بن الحسن بن علی کرم اللہ وجہہ [illegible] طالبی خلیفہ کو قسمیں دے کر اپنے امان [illegible] کی طرف متوجہ [illegible] جو شخص مذکور کے لیے لکھا تھا اور مجھے دیا میں نے [illegible] صورت حال کا [illegible] کی بھلائی کی بات کہوں گا خواہ انجام کچھ بھی ہو میں نے کہا یہ امان موکد ہے [illegible] غضبناک ہو گیا، میرے ہاتھ سے وہ دستاویز چھین کر حسن بن زیاد کو دی انھوں نے [illegible] وہ کاغذ ان سے بھی چھین کر ابو البختری کو دیا۔ انھوں نے [illegible] کہا میں تو [illegible] اس شخص نے لوگوں میں پھوٹ ڈالی ہے [illegible] پھر خود ہی جا تو [illegible] خون کا میں ذمہ دار ہوں۔ ایک روایت [illegible] قتل کا حکم [illegible] اور حسن بن زیاد تو کہتے ہیں [illegible]

فتویٰ دینے کا کوئی حق نہیں، امان کو فاسد کہنا ہے تو آپ مجھے قتل کا حکم کرتے ہیں۔ اس پر پھر ایک دفعہ خلیفہ نے امام محمد کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اس امان کو میں نے خود اپنے ہاتھ سے نہیں لکھا بلکہ دوسرے سے لکھوایا ہے تو آپ بتلائیں اگر ایک شخص حلف کرے کہ وہ نہیں لکھے گا؟ اور دوسرے سے کچھ لکھوا دے تو کیا اس کی قسم ٹوٹ جائے گی؟ امام محمد نے فرمایا کہ اگر ایسا کوئی عامی آدمی کرے تو حانث نہ ہوگا لیکن اگر بادشاہ ایسا کرے تو ضرور حانث ہوگا کیونکہ بادشاہ کے حکم سے جو کچھ لکھا جاتا ہے وہ بھی اسی کا لکھا ہوا سمجھا جاتا ہے۔

منقول ہے کہ اس پر خلیفہ اور بھی جھنجھلا گیا اور غصہ سے مغلوب ہو کر دوات اٹھا کر امام محمد کے منہ پر پھینک ماری جس سے آپ کا چہرۂ مبارک زخمی ہو گیا اور خون کپڑوں پر بہنے لگا۔ خلیفہ نے یہ بھی کہا کہ آپ جیسے لوگ ہی ہمارے خلاف بغاوت کرنے والوں کے حوصلے بڑھاتے ہیں۔ امام محمد واپس ہوئے تو رونے لگے۔ کہا گیا کہ کیا اس زخم کی تکلیف سے روتے ہیں؟ فرمایا نہیں بلکہ اپنی کوتاہی کی وجہ سے۔ کہا آپ سے کیا تقصیر ہوئی حالانکہ آپ نے تو وہ کام کیا کہ روئے زمین پر اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ فرمایا مجھ سے یہ کوتاہی ہوئی کہ اس وقت ابوالبختری سے یہ نہ پوچھا کہ تم کس دلیل شرعی سے یہ فتویٰ دے رہے ہو، تاکہ اس کی غلطی کا پردہ فاش کرتا اور اس کے دلائل کو بھی توڑ پھوڑ دیتا۔

امام محمد فرماتے ہیں کہ ہم دربار سے اٹھ آئے تو میرے پاس خلیفہ کا قاصد پیغام لیکر آیا کہ آج سے آپ نہ مقدمات کا فیصلہ کریں اور نہ فتویٰ دیں۔ میں سب کام چھوڑ چھاڑ کر سبکدوش ہو گیا۔ جب ام جعفر نے ایک جائداد وقف کرنے کا ارادہ کیا تو مجھے مشورہ کیلئے بلوایا۔ میں نے کہلا دیا کہ مجھے فتویٰ سے روک دیا گیا ہے، اس نے خلیفہ سے گفتگو کی اور اجازت لیکر پھر بلوایا۔ امام محمد ہی کا بیان ہے کہ واقعہ مذکورہ سے خلیفہ کے درباری اور سارے ہی محلات شاہی کے لوگ متعجب تھے خصوصاً ابوالبختری کی بے جا جسارت وغیرہ سے اور خلیفہ نے باوجود ابوالبختری کے فتویٰ و ذمہ داری کے بھی یحییٰ مذکور کو قتل نہیں کرایا بلکہ وہ ایک مدت کے بعد قید خانہ ہی میں فوت ہوئے۔

اس کے بعد پھر خلیفہ نے امام محمد کو اپنا مقرب بنایا اور قاضی القضاۃ بھی بنایا اور اپنے ساتھ "رے" بھی لیگیا جہاں ان کا اور امام نحو کسائی کا ایک ہی دن انتقال ہوا۔ خلیفہ افسوس کے ساتھ کہا کرتا تھا کہ میں نے فقہ و نحو دونوں کو "رے" میں دفن کر دیا۔

امام محمد اور علم حدیث:۔ محدث صیمری محمد بن سماعہ سے روایت کرتے ہیں کہ محدث عیسیٰ بن ابان ہمارے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے لیکن ہمارے ساتھ امام محمد کی مجلس میں نہیں بیٹھتے تھے میں ان کو بلاتا تو کہدیتے کہ یہ لوگ حدیث کی مخالفت کرتے ہیں۔ درحقیقت عیسیٰ بہت اچھے حافظ حدیث تھے۔ ایک دن ہمارے ساتھ صبح کی نماز پڑھی اور وہ دن امام محمد کی مجلس کا بھی تھا۔ میں عیسیٰ کے سر ہو گیا کہ آج تو ضرور ہمارے ساتھ بیٹھنا پڑیگا۔ جب امام محمد فارغ ہوئے تو میں عیسیٰ کو ان کے قریب لے گیا اور کہا یہ آپ کے بھائی ابان کے بیٹے ہیں۔ یہ اچھے ذہین اور عالم حدیث ہیں میں ان کو آپ کے پاس بلاتا ہوں تو انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں تم حدیث کی مخالفت کرتے ہو۔ امام محمد نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا:۔ برخوردار! تمہارے خیال میں ہم کن احادیث کی مخالفت کرتے ہیں! ہمارے خلاف تمہیں بغیر ہمارے جواب کے فیصلہ نہ کرنا چاہیئے۔ عیسیٰ نے اس وقت ۲۵ ابواب حدیث میں سوالات کئے اور امام محمد برابر جوابات دیتے رہے اور جو احادیث منسوخ تھیں ان کے نسخ پر دلائل و شواہد بتاتے رہے۔

عیسیٰ اس مجلس سے اٹھکر باہر نکلے تو مجھ سے کہنے لگے کہ میرے اور نور کے درمیان ایک پردہ پڑا ہوا تھا جو آج ہٹ گیا مجھے یہ گمان نہیں تھا کہ خدا کی خدائی میں اس جیسا شخص بھی لوگوں میں موجود ہوگا۔ اور اس کے بعد امام محمد کی مجلس کے دلدادہ ہو گئے کہ پھر کبھی جدا ہونا گوارا نہ کیا حتیٰ کہ بڑے فقیہ بن گئے۔ یہ عیسیٰ ایک بڑے پہاڑ تھے علم کے پہاڑوں میں سے اور یہی پھر راوی بنے امام محمد کی کتاب الحجۃ علی اہل المدینہ کے

Marfat.com

اور خود بھی الحجج الصغیر عیسیٰ بن ہارون ہاشمی کے رد میں لکھی۔ وہ مامون کے ہم درس تھے اور ایک کتاب لکھی تھی جس میں دعویٰ کیا تھا کہ امام ابوحنیفہ نے احادیث صحیحہ کی مخالفت کی ہے خلیفہ مامون نے علماء کو دعوت دی کہ اپنی اپنی معلومات کے مطابق اس کتاب کا جواب لکھیں۔ خلیفہ کو نہ اسمٰعیل بن حماد کا جواب پسند آیا نہ بشر کا نہ یحییٰ بن اکثم کا بلکہ سب سے زیادہ عیسیٰ بن ابان ہی کا جواب مذکور پسند آیا جس سے ہاشمی کی کتاب کی حیثیت بالکل ختم ہوگئی۔ ان ہی عیسیٰ بن ابان کی ایک کتاب "الحجج الکبیر" امام شافعی کے قدیم اقوال کے رد میں مشہور ہے جس کی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ امام شافعی نے اپنے آخری سفر عراق میں نہایت مختصر قیام عراق میں کیا کیونکہ عیسیٰ کی کتاب مذکور کی وجہ سے ان کے قدیم اقوال کے لئے قبول عام کے امکانات باقی نہ رہے تھے۔

امام شافعی اور مریسی کے رد میں شرط قبول اخبار کے بارے میں بھی انھوں نے ایک کتاب لکھی تھی۔ اور ان کی کتابوں میں بہت سے اصول امام محمد سے اخذ کئے ہوئے ملتے ہیں۔ ابوبکر رازی اپنی اصول میں بہت زیادہ ان سے نقل لیتے ہیں غرض عیسیٰ بن ابان فقہی مباحث کے بحاث کبیر اور علوم حدیث وفقہ کے جبال علم سے ہیں۔ (بلوغ ص ۴۹)

امام محمد کے اقوال عقائد میں:۔ (۱) حافظ ابوالقاسم ہبۃ اللہ بن الحسن اللالکائی نے شرح السنۃ میں امام محمد رحمہ اللہ کا حسب ذیل قول نقل کیا:۔ جو شخص قرآن کو مخلوق کہے اس کے پیچھے نماز مت پڑھو۔ یعنی جو قرآن کلام الٰہی اور خدا کے ساتھ قائم اور اس کی صفت ہے اس کو مخلوق قرار دینا صحیح نہیں جس طرح مخلوق کے ساتھ جو چیزیں وابستہ ہیں مثلاً نقوش کاتب، صوت تالی یا حافظ کے ذہن کی صور ذہنیہ وغیرہ ان کو غیر مخلوق کہنا بھی خلاف بداہت ومشاہدہ ہے۔ لہٰذا جن لوگوں نے غلو کرکے ان لوگوں کی تکفیر کی جنھوں نے قرآن وسنت کے سکوت کی وجہ سے توقف کی راہ اختیار کی اور قرآن کو غیر مخلوق کہنے سے تورع کیا یا ان لوگوں کی تکفیر کی جنھوں نے حدوث لفظ والفاظ کے لحاظ سے یہ "لفظی بالقرآن مخلوق"، کہا، یہ سب غلط طریقے تھے اور افسوس ہے کہ ان غلو کرنے والوں میں ابن ابی حاتم اور بہت سے حفاظ حدیث بھی ہیں۔ بلوغ [illegible]

(۲) للالکائی نے ہی امام محمد کا قول حدیث ان اللہ ینزل الی السماء الدنیا اور اس قسم کی دوسری احادیث کے متعلق نقل کیا ہے کہ یہ احادیث ثقہ راویوں سے مروی ہیں ہم بھی ان کو روایت کرتے ہیں، ان پر ایمان بھی رکھتے ہیں لیکن ان کی تفصیل وتفسیر بیان کرنا پسند نہیں کرتے یہ بھی فرمایا کہ:۔

(۳) "شرق سے غرب تک کے تمام فقہاء اس پر متفق ہیں کہ قرآن مجید پر ایمان رکھنا اور ان احادیث پر بھی جو ثقہ راویوں سے دربارۂ صفات باری عزوجل مروی ہیں بغیر تفسیر تفصیل وتشبیہ کے ایمان لانا ضروری ہے۔ جو شخص بھی آج ان امور میں سے کسی امر کی تفسیر وتفصیل کرتا ہے وہ اس طریق سے خارج ہو جاتا ہے جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور جماعت سے الگ ہو جاتا ہے کیونکہ انھوں نے نہ تفصیل کی نہ تفسیر بلکہ کتاب وسنت کے مطابق جچی تلی بات بتاکر سکوت اختیار فرمایا تھا لہٰذا جو شخص جہم کی طرح بات کہے … ہے اس لئے کہ اس نے صفت لاشئ کے ساتھ اس کو متصف کیا تھا۔"

اس قول سے ان لوگوں کی مکمل تردید ہو جاتی ہے جنھوں نے امام محمد کی طرف یہ بات منسوب کی ہے کہ وہ خلق قرآن کے قائل تھے اور اس کی طرف دوسروں کو دعوت دیتے تھے۔ یہ بھی کہا گیا کہ امام محمد جہم کی رائے رکھتے تھے۔ افسوس ہے کہ امام بخاری وغیرہ نے بھی اس معاملہ میں احتیاط نہیں فرمائی اور امام محمد کو جہمی کہا۔ جیسا کہ ہم دوسری جگہ لکھ چکے ہیں۔

(۴) محدث صیمری نے نقل کیا کہ امام محمد فرمایا کرتے تھے "میرا مذہب امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف کا مذہب وہی ہے جو حضرت

Marfat.com

ابوبکر، پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم کا تھا۔

اسی طرح امام محمد کا قول ایمان کے بارے میں بھی وہی تھا جو امام ابوحنیفہ کا تھا کہ وہ دل کا اعتقاد اور زبان کا اقرار ہے۔ اور دوسرے عقائد کی تفصیل "کتاب عقیدۃ طحاوی" میں موجود ہے۔ ان تصریحات کے باوجود بھی اگر کوئی تنگ دلی سے امام صاحب یا امام محمد کو جہمی یا مرجی کہے تو وہ سنت سے اتنا ہی دور ہے جتنی زمین آسمان سے دور ہے۔ (بلوغ الامانی ص۵۴)

امام محمد دوسرے اہل علم کی نظر میں:- حافظ ابن ابی العوام نے اپنی سند سے امام مالک کا یہ قول نقل کیا جو اپنے اصحاب و تلامذہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا "ہمارے پاس اتنے لوگ مشرق کی طرف سے آتے ہیں مگر معنویت دگہرائی کی بات کسی میں نہیں دیکھی سوائے اس جوان کے" یہ اشارہ امام محمد کی طرف تھا۔ حالانکہ امام مالک کے پاس امیر المومنین فی الحدیث عبداللہ بن مبارک، وکیع، عبدالرحمن بن مہدی جیسے اعلام وجبال علم آتے تھے گویا امام مالک نے امام محمد کو ان سب پر فضیلت دی۔

امام شافعی نے فرمایا کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ جب بات کرے تو اس کی کمال فصاحت و بلاغت کی وجہ سے ایسا معلوم ہو.... کہ قرآن مجید اسی کی زبان پر اترا ہے البتہ امام محمد ضرور ایسے تھے۔ میں نے ان سے ایک بختی اونٹ کا بوجھ لکھا ہے اور بختی اس لئے کہتا ہوں کہ وہ دوسرے اونٹوں سے زیادہ بوجھ اٹھا سکتا ہے۔ میں اپنے پر امام مالک کا پھر امام محمد کا بڑا حق استاذیت مانتا ہوں اگر لوگ فقہاء کے بارے میں انصاف کرتے تو جانتے کہ انھوں نے امام محمد جیسا نہیں دیکھا۔ وہ تفقہ کے ان اسباب و وسائل پر مطلع تھے جن سے دوسرے اکابر اہل علم عاجز ہیں۔ میں نے امام محمد سے زیادہ عقل والا انسان نہیں دیکھا۔ جب کسی مسئلہ کی تقریر فرماتے تھے تو قرآن کی طرح ایسا منظم کلام بولتے تھے جس میں ایک حرف آگے پیچھے کرنے کی گنجایش نہ ہوتی تھی۔

ایک دفعہ فرمایا کہ خدا نے میری دو شخصوں سے مدد کی۔ ابن عیینہ[۵] سے حدیث میں اور محمد بن الحسن سے فقہ میں۔ فرمایا جب میں پہلی دفعہ امام محمد کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ اپنے حجرہ میں بیٹھے تھے۔ بہت لوگ ان کے پاس جمع تھے۔ میں نے ان کے چہرہ پر نظر کی تو سب لوگوں سے زیادہ حسین و جمیل پایا، ان کی سفید پیشانی چمک رہی تھی اور لباس بہترین پہنے ہوئے تھے۔ میں نے اسی مجلس میں اُن سے ایک اختلافی مسئلہ دریافت کیا میرا خیال تھا کہ اس کے بیان میں ان سے کمزوری ظاہر ہوگی یا کوئی غلطی نکلے گی۔ لیکن وہ تو کڑی کمان کے تیر کی طرح مسئلہ کے سارے جوانب پر تیزی سے گذر گئے اور اسی میں اپنے مذہب کو بھی قوی کر گئے اور پوری تقریر میں کوئی ایک غلطی بھی نہیں کی۔

ایک بار فرمایا کہ میں نے امام محمد سے زیادہ فتاوی کا عالم نہیں دیکھا، گویا اُن کو خدا کی جانب سے توفیق ملتی تھی۔ اور میں نے امام محمد جیسا حکمت و دانائی کی باتیں کرنے والا اور دوسروں کی ناسزا باتوں کو حلم و بردباری کے ساتھ سننے والا نہیں دیکھا۔ (بلوغ ص۵۵) دوسرے اقوال ہم امام شافعی کے تذکرہ میں لکھ چکے ہیں۔

امام مزنی کے سامنے کسی نے امام محمد کا کوئی قول ذکر کیا، پوچھا کون محمد؟ بتلایا محمد بن الحسن۔ تو فرمایا مرحبا! خوب ذکر کیا وہ تو کانوں

---

[۵] واضح ہو کہ ابن عیینہ جو امام شافعی و امام احمد کے بڑے اساتذہ حدیث میں سے ہیں امام اعظم کے حدیث میں شاگرد ہیں مسانید امام میں امام اعظم سے بکثرت روایت حدیث کرتے ہیں۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ میری آنکھوں نے امام ابوحنیفہ جیسا نہیں دیکھا۔

Marfat.com

کو اچھی باتوں سے اور دل کو علم و سمجھ سے بھر دیتے تھے پھر فرمایا کہ میں ہی نہیں کہتا امام شافعی بھی ایسا فرماتے تھے۔

حضرت داؤد طائی نے بچپن میں امام محمد کو دیکھکر فرمایا تھا کہ اگر یہ بچہ زندہ رہا تو اس کی بڑی شان ہوگی۔ امام ابو یوسف نے امام محمد کی ابتدائی جوانی میں حافظہ کی تعریف فرمائی اور یہ بھی فرمایا کہ کیسی عمدہ تلوار ہے مگر اس میں ذرا سا زنگ ہے جس کو جلاء کی ضرورت ہے۔ بعد کو اعلم الناس فرمانے لگے تھے۔ امام یحییٰ بن معین نے امام محمد کی شاگردی کی اور جامع صغیر پڑھی۔ محدث حسن بن ابی مالک کے سامنے جب امام محمد کے مسائل پڑھے گئے تو فرمایا کہ امام ابو یوسف بھی اس قدر زیادہ گہرائی میں نہیں جاتے تھے۔

صیمری نے ابو عبید سے بھی یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے امام محمد سے زیادہ کتاب اللہ کا جاننے والا نہیں دیکھا اور کہا کہ امام محمد عربیت نحو و حساب میں بڑے ماہر تھے۔ محمد بن سلام فرمایا کرتے تھے کہ میں نے امام محمد کی کتابیں نقل کرانے پر دس ہزار روپے خرچ کئے اور اگر مجھے پہلے سے ان چیزوں کا علم ہو جاتا جو بعد کو ہوا تو رجال صالح امام محمد کی کتابوں کے سوا دوسروں کی کتابوں پر وقت صرف نہ کرتا۔ (کردری)

محدث و محقق کبیر عیسیٰ بن ابان سے پوچھا گیا کہ ابو یوسف افقہ ہیں یا محمد؟ فرمایا دونوں کی کتابوں سے اندازہ لگا لو۔ یعنی امام محمد زیادہ فقیہ ہیں۔ (بلوغ ص۵۷)

امام محمدؒ کے معمولات: محمد بن سلمہ کا بیان ہے کہ امام محمد نے رات کے تین حصے کر دیئے تھے ایک حصہ سونے کے لئے، ایک نماز کے واسطے اور ایک درس کیلئے۔ وہ بہت زیادہ جاگتے تھے۔ کسی نے کہا کہ آپ سوتے کیوں نہیں؟ فرمایا میں کس طرح سو جاؤں حالانکہ مسلمانوں کی آنکھیں ہم لوگوں پر بھروسہ کرکے سوئی ہوئی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جب ہمیں کوئی مشکل امور شرعیہ کی پیش آتی ہے تو ہم اس کو محمد کے سامنے رکھتے ہیں وہ اس کو ہمارے لئے حل کر دیتا ہے تو اگر ہم بھی سو جائیں تو اس کی وجہ سے دین ضائع ہوگا۔"

امام طحاوی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد قاضی ابن ابی عمران سے سنا کہ امام محمد رات دن میں تہائی قرآن مجید کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ محدث بکر بن محمد فرمایا کرتے تھے کہ ابن سماعہ اور عیسیٰ بن ابان سے اچھی نماز پڑھنی امام محمد سے سیکھی تھی۔

امام محمدؒ کی توثیق: دارقطنی نے غرائب مالک میں توثیق نقل کی اور اسی طرح حافظ ابن جوزی [illegible] اور تعجیل المنفعۃ میں حافظ ابن حجر سے بھی توثیق ثابت ہے۔ حافظ ذہبی نے مناقب میں لکھا کہ امام شافعی نے حدیث میں امام محمد سے حجت پکڑی ہے۔ اور میزان الاعتدال میں کہا کہ نسائی وغیرہ نے حفظ کے اعتبار سے امام محمد کی تلیین کی حالانکہ وہ علم حدیث و فقہ کے بحور میں سے تھے اور امام مالک سے روایت حدیث میں قوی تھے۔

ظاہر ہے کہ جو شخص امام مالک سے چند روز کے اندر احادیث سنکر ان کی روایت میں قوی پایا گیا ہو وہ ان ائمہ [illegible] کو کیونکر میں کس طرح ضعیف قرار دیا جا سکتا ہے جن کے سامنے سنانے میں اس نے ساری عمر صرف کی تھی [illegible] جب وہ ... تو بقول حافظ ابن دقیق العید کے دوزخ کے کنارے پر بیٹھے ہیں [illegible] کا [illegible] دوزخ کا ٹھیکیدار بننا پسند کیا ہے)

سبط ابن الجوزی نے مرآۃ الزمان میں علماء سیرت سے امام محمد کا [illegible] نقل کیا ہے اور حافظ عینی نے رجال معانی الآثار میں ابن جوزی کی کتاب الضعفاء کی اس امر کی روایت و درایت سے غلطی کی ہے کہ امام احمد اور ابن معین نے امام محمد کی شان میں کوئی تنقیص کی ہو۔ (بلوغ ص۵۹)

Marfat.com

امام محمد ثقہ حافظِ حدیث تھے:۔ اگرچہ حافظ ذہبی نے امام محمد کو تذکرۃ الحفاظ میں نظر انداز کر دیا مگر ان سے کئی سو سال پہلے علامہ ابن عبد البر نے تمہید میں دار قطنی کی غرائب مالک سے نقل کیا کہ امام مالک نے "موطا" میں رفع یدین وقت رکوع ذکر نہیں کیا البتہ غیر موطا میں ذکر کیا ہے جس کو بیس ثقات حفاظ نے روایت کیا ہے ان میں سے محمد بن الحسن شیبانی یحیی القطان عبداللہ ابن مبارک، عبد الرحمن بن مہدی، ابن وہب وغیرہم ہیں۔ (نصب الرایہ صفحہ ۴۰۸)

یہاں علامہ ابن عبد البر اور دار قطنی نے امام محمد کو نہ صرف ثقہ حافظ کہا بلکہ دوسرے اکابر حفاظ حدیث سے اُن کو مقدم کیا۔ فافھم وتذکر ولا تکن من الغافلین۔

امام شافعی نے امام ابو یوسفؒ سے بھی بواسطہ امام محمد احادیث کی روایت اپنی کتاب الام میں ورسند میں کی ہے (الانتقاء لابن عبد البر ص ۶۹)

علامہ شبلی نے سیرۃ النعمان کے آخر میں امام محمد کے حالات میں لکھا ہے کہ "ابن تیمیہ نے امام شافعی کی شاگردی سے انکار کیا تھا لیکن حق کو کون دبا سکتا ہے۔ تاریخ و رجال کی سیکڑوں کتابیں موجود ہیں وہ کیا شہادت دے رہی ہیں؟" حافظ ابن تیمیہ کے انکار پر ناظرین کو حیرت ہوگی۔ مگر کسی وجہ ہی سے تو بڑے بڑے لوگوں نے اس امر کی کوشش کی تھی کہ امام شافعی کے اس سفر عراق کی روایت ہی کو تاریخ کے اوراق میں سے نکال دیا جائے جس میں انھوں نے ایک دو سال بھی نہیں تقریباً دس سال امام محمد کی خدمت میں رہ کر فقہ و حدیث میں غیر معمولی کمالات حاصل کئے تھے۔ اگر حافظ تیمیہ جیسے وسیع النظر علامہ امام شافعی کے تلمذ سے انکار کر سکتے ہیں تو آجکل کے کچھ تنگ نظر، کم حوصلہ غیر مقلد بھائی امام سفیان بن عیینہؒ (شیخ امام شافعی) کے تلمذ امام اعظمؒ سے انکار کر دیں تو کیا حیرت کی بات ہے؟ اس عجائب زار دنیا میں سب ہی چیزیں تعجب خیز ہیں اگرچہ حقیقت میں کسی بات پر بھی تعجب نہ ہونا چاہیئے۔

نعم! ان فی ذالک لعبرۃ لاولی الابصار۔

تصانیف امام محمدؒ:۔ امام محمد رضی اللہ عنہ کی تصنیفات کی تعداد بہت زیادہ ہے قریب ایک ہزار تک بھی کہی جاتی ہے دن رات کتابیں لکھتے تھے، اپنے تصنیف کے کمرہ میں کتابوں کے ڈھیر کے درمیان بیٹھے رہتے تھے۔ مشغولیت اس درجہ تھی کہ کھانے کپڑے کا بھی ہوش نہ تھا۔ دس رومی عورتیں نقل کتب پر مامور تھیں۔ امام محمد نے ایک ادارہ کی برابر تصنیفی خدمت انجام دی، گھر والوں سے کہدیا تھا کہ جس چیز کی ضرورت ہو میرے وکیل سے کہو۔ کوئی ضروری بات کہنی ہوتی تو صرف اشارہ سے فرماتے تھے۔ جسیم شحیم آدمی تھے لیکن بہت کم سوتے تھے۔ موٹے آدمی اکثر بلغمی مزاج اور بلید ہوتے ہیں مگر امام محمد بلا کے ذہین و ذکی تھے۔ ان کی تصانیف میں سے حسب ذیل کتابیں زیادہ مشہور ہیں اور یہی کتابیں فقہ حنفی کی اصل اصول خیال کی جاتی ہیں۔ کیونکہ امام صاحب کے مسائل روایتاً ان میں مذکور ہیں۔

مبسوط:۔ اس میں امام محمد نے امام ابو یوسف کے جمع کردہ مسائل کو خوبی و وضاحت کے ساتھ مدون و مرتب کیا اس کو اصل بھی کہتے ہیں کیونکہ امام محمد نے اس کو سب سے پہلے تصنیف کیا ہے۔

موطا امام محمد:۔ حدیث میں امام محمد کی مشہور کتاب ہے جو امام مالک کی دوسری موطاؤں سے علمی و فنی اعتبار سے زیادہ بلند ہے۔

جامع صغیر:۔ اس کتاب میں امام محمد نے امام ابو یوسف کی روایت سے امام اعظم رضی اللہ عنہ کے تمام اقوال لکھے ہیں کل ۵۳۲ مسائل ہیں جن میں سے ۱۷۰ مسائل میں اختلاف رائے بھی کیا ہے۔ اس میں تین قسم کے مسائل ہیں۔

Marfat.com

(۱) جن کا ذکر بجز اس کتاب کے اور کہیں نہیں ملتا۔ (۲) جو دوسری کتب میں بھی ہیں مگر ان کتابوں میں امام محمد نے یہ تصریح نہیں کی تھی کہ یہ خاص امام صاحب کے مسائل ہیں۔ اس کتاب میں تصریح کر دی ہے۔ (۳) اور کتابوں میں بھی مذکور تھے مگر اس کتاب میں ایسے طرز پر لکھے ہیں کہ ان سے نئے فوائد مستنبط ہوتے ہیں۔ اس کتاب کی تقریباً چالیس شروح لکھی گئیں۔ متقدمین کے یہاں فقہ میں یہی کتاب درس میں پڑھائی جاتی تھی۔ ہندوستان میں بھی طبع ہوئی ہے۔

جامع کبیر:۔ اس میں امام صاحب کے اقوال کے ساتھ امام ابو یوسف و امام زفر کے اقوال بھی لکھے ہیں۔ ہر مسئلہ کی دلیل لکھتے ہیں۔ یہ جامع صغیر سے زیادہ دشوار اور اس کے معانی دقیق ہیں۔ بعد کے فقہاء نے اصول فقہ کے مسائل بھی زیادہ تر اسی کتاب کی روشنی میں اخذ کئے ہیں۔ بڑے بڑے نامور فقہاء نے اس کی شرحیں لکھیں۔ ان میں ۴۲ کا ذکر کشف الظنون میں ہے جو کہ احیاء المعارف حیدر آباد سے شائع ہوئی ہے۔ مرآۃ الزمان فی تاریخ الاعیان ص۶۴۲ (طبع حیدر آباد) میں ملک معظم عیسیٰ بن عادل ابی بکر بن ایوب کے ذکر میں علامہ سبط ابن الجوزی نے لکھا ہے کہ آپ نے علامہ حصیری سے فقہ حنفی حاصل کیا مسعودی کو یاد کیا اور جامع کبیر کو خاص طور سے پڑھا اور یاد کیا۔ پھر جامع کبیر کی شرح کئی جلدوں میں تصنیف کی جیسا کہ حدائق حنفیہ میں لکھا ہے۔ بڑے عالم ہوئے متصلب حنفی تھے۔ ان کے اور ان کی اولاد کے سوا بنی ایوب میں کوئی حنفی نہیں ہوا۔ ان کے والد نے ایک روز کہا کہ تم نے امام ابو حنیفہ کا مذہب کیوں اختیار کیا حالانکہ تمہارا سارا خاندان شافعی ہے؟ کہا کیا آپ یہ نہیں چاہتے کہ آپ کے خاندان میں ایک بھی مسلمان شخص ہو۔ آپ نے فقہاء کو حکم دیا کہ میرے لئے صرف امام ابو حنیفہ کا مذہب صاحبین کے مذہب سے الگ کر دو تو انھوں نے دس مجلدات میں امام صاحب کا مذہب الگ کر دیا آپ نے اس کا نام "تذکرہ" رکھا اور سفر حضر میں ہر وقت اس کو ساتھ رکھتے اور مطالعہ کیا کرتے تھے اور تمام مجلدات کو حفظ یاد کیا تھا۔ ہر جلد کو یاد کر کے آخر میں لکھتے کہ میں نے اس کو حفظ کر کے ختم کیا اور دستخط کیا کرتے تھے صاحب مرآۃ کا بیان ہے کہ میں نے دیکھکر کہا کہ لوگ اعتراض کریں گے کہ شام کا بڑے سے بڑا مدرس تو باوجود فراغت کے صرف قدوری حفظ کرتا ہے اور آپ نے باوجود ملکی تدابیر و مشاغل مہمہ کثیرہ کے دس ضخیم جلدیں حفظ کر لیں اور آپ سب جلدوں پر اپنے قلم سے دستخط کرتے ہیں لوگوں کو کس طرح اعتبار آئے گا؟ کہا الفاظ کا اعتبار نہیں ہوتا معانی و مطالب کا ہوتا ہے۔ لاؤ! کہیں سے بھی دس جلدوں میں سے مجھ سے سوال کر لو۔ اگر کوئی غلطی نکلے تو تمہاری بات تسلیم ورنہ میری تحریر پر اطمینان کرو۔ (مرآۃ)

زیادات:۔ جامع کبیر کی تصنیف کے بعد جو فروع یاد آتے رہے وہ اس کتاب میں درج کئے اور اسی لئے اسکو زیادات کہتے ہیں۔

کتاب الحجج:۔ امام محمد امام اعظم کی وفات کے بعد مدینہ طیبہ تشریف لے گئے اور تین برس امام مالک کی خدمت میں رہے۔ ان سے موطا بھی پڑھی۔ اہل مدینہ کا طریق تفقہ جدا تھا۔ بہت سے مسائل میں وہ لوگ امام ابو حنیفہ سے اختلاف [illegible] نے مدینہ طیبہ سے واپس ہو کر یہ کتاب لکھی۔ اس میں پہلے وہ فقہی باب باندھتے ہیں پھر اہل مدینہ کا قول [illegible] ہیں پھر قال محمد کہکر امام ابو حنیفہ کا قول نقل کرتے ہیں اور احادیث، آثار و قیاس سے ثابت کرتے ہیں کہ امام [illegible] کا مذہب [illegible] ہے۔ کہیں کہیں اہل مدینہ کے عمل بالحدیث کے دعویٰ کو بھی چیلنج کیا ہے اور بتایا ہے کہ ان کا عمل [illegible] حدیث کے خلاف ہے۔ علم اختلاف امام محمد کی ایجاد ہے اور کتاب مذکور اس طرز کی پہلی تصنیف ہے جس میں موافق و مخالف احادیث و آثار جمع کر کے محاکمہ کیا گیا ہے۔ [illegible] مطبع انوار محمدی لکھنؤ سے ۳۹۲ صفحات پر طبع ہو کر شائع ہوئی تھی اب نادر ہے۔ حضرت علامہ مولانا مفتی مہدی حسن صاحب کے بہترین

Marfat.com

محققانہ حواشی کے ساتھ پھر انشاء اللہ عنقریب ادارۂ احیاء المعارف حیدرآباد دکن سے شائع ہوگی۔

سیر صغیر:- یہ کتاب سیر پر ہے۔ امام اوزاعی نے اس کو دیکھا تو تعریف کی مگر بطور طنز کے یہ بھی کہا اہل عراق کو فن سیر سے کیا نسبت؟ امام محمد نے یہ جملہ سنا تو سیر کبیر لکھنی شروع کی۔

سیر کبیر:- اس کو ۶۰ ضخیم اجزاء میں مرتب کیا اور تیار ہی کے بعد ایک خچر پر لدوا کر خلیفہ ہارون رشید کے پاس لیجانے کا ارادہ کیا خلیفہ کو خبر ہوئی تو اس نے ازراہ قدردانی شہزادوں کو استقبال کے لئے بھیجا اور ان کو ہدایت کی کہ امام محمد سے اس کی سند حاصل کریں۔ امام اوزاعی نے بھی اس محققانہ کتاب کی بہت تعریف فرمائی۔

رقیات وغیرہ:- رقہ کے قیام میں جو فقہ کا مجموعہ تیار کیا وہ رقیات کہلاتا ہے۔ اسی طرح اور کتابیں کیسانیات، جرجانیات، ہارونیات وغیرہ تصنیف کیں لیکن یہ کتابیں اصطلاح فقہاء میں ظاہر الروایۃ میں داخل نہیں بلکہ کتاب الحجج بھی اسی سلسلے سے خارج ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

شرف الدین ملک عیسیٰ بن عادل جن کا ذکر صفحہ [illegible] پر ہو چکا انہوں نے ہی خطیب بغدادی کا مشہور و معروف رد "السہم المصیب فی الرد علی الخطیب" لکھا جو کلیۃ اعزازیہ دیوبند سے عرصہ ہوا چھپکر شائع ہو چکا ہے اور ہر حنفی عالم کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔

ملک موصوف ۵۷۶ھ میں قاہرہ (مصر) میں پیدا ہوئے ۹ سال بادشاہ رہے پھر دمشق (شام) میں سلطنت کی عیسائی حکمرانوں سے بڑے بڑے معرکے جہاد کے انجام دیئے علماء کی بڑی عزت کرتے تھے جہاد فی سبیل اللہ کے لئے ہمہ وقت کمربستہ رہتے تھے بڑے بہادر، مدبر اور سخی سیر چشم تھے ۶۲۴ھ میں وفات پائی اور دمشق میں دفن ہوئے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

السہم المصیب شرف الدین ملک معظم عیسیٰ حنفی موصوف الذکر کی تصنیف ہے ان کے والد سیف الدین ملک عادل ابوبکر بن ایوب شافعی کی تصنیف نہیں ہے جیسا کہ غلطی سے مطبوعہ نسخہ میں ان کی طرف منسوب ہو گئی ہے۔ کیونکہ والد ماجد شافعی تھے دوسرے ان کا انتقال ۶۱۵ھ میں ہو چکا تھا اور یہ تصنیف ۶۲۱ھ کی ہے واللہ اعلم۔

جامع کبیر کی عظمت وقدر اور امام اعظم کے مجموعۂ اقوال کے مجلدات (تذکرہ) کی اہمیت کے پیش نظر یہاں ملک موصوف اور ان کی مشہور تصنیف السہم المصیب کا ذکر کیا گیا۔ مرآۃ الزمان فی تاریخ الاعیان علامہ سبط ابن الجوزی حنفی نے (جو پہلے حنبلی تھے پھر متصلب حنفی ہو گئے) چالیس جلدوں میں تصنیف فرمائی تھی مگر اس وقت اس کے صرف دو جزو جلد ثامن کے حیدرآباد سے چھپے ہیں۔

کتب تاریخ میں یہ واقعہ بھی نقل ہوا ہے کہ ایک بڑا نصرانی عالم علماء اسلام سے مناظرے و مباحثے کیا کرتا۔ دین اسلام سے خوب واقف تھا مگر مسلمان نہ ہوتا تھا۔ امام محمد نے جامع کبیر تصنیف کی تو اس کو پڑھکر وہ مسلمان ہو گیا اور کہا کہ یہ تمہارے چھوٹے محمد کی کتاب جب اسقدر علوم و کمالات کا مجموعہ ہے تو تمہارے بڑے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے علوم کتنے اونچے ہوں گے۔ یہ بھی کہا کہ اگر جامع کبیر کا مصنف نبوت کا دعویٰ کرتا اور اس کتاب کو معجزہ قرار دیتا تو کوئی اس کا مقابلہ نہ کر سکتا اور سب کو اس پر ایمان لانا پڑتا۔ بعض نے یہی واقعہ اسلام لانے کا امام محمد کی کتاب سیر کبیر کے بارے میں بیان کیا ہے۔ غرض جامع کبیر کے بارے میں تو کوئی شک نہیں کہ وہ دقائق و حقائق سے بھری ہوئی ہے۔ اسی طرح جامع صغیر اس زمانہ میں بلکہ ہمیشہ درسی کتاب رہی ہے۔ حافظ ابن عبدالبر رجال و حدیث ابن معین کے حالات میں نقل ہوا ہے کہ انہوں نے جامع صغیر امام محمد سے پڑھی اور حافظ الحدیث شیخ امام احمد و علی بن المدینی نے جامع صغیر امام ابو یوسف سے پڑھی ہے۔

Marfat.com

(۴۳) امام علی بن مسہر قریشی کوفی رحمہ اللہ (م ۱۸۹ھ)

مشہور صاحب [illegible] درایت و روایت جلیل القدر محدث و فقیہ [illegible] کہ ان [illegible] حدیث و فقہ کے جامع اور شریک تدوین فقہ تھے حدیث میں امام اعمش، ہشام بن عروہ وغیرہ [illegible] ہیں۔ آپ سے ہی سفیان ثوری نے امام ابو حنیفہ کا علم حاصل کیا اور ان کی کتابیں نقل کرائیں۔ مدت تک موصل کے قاضی رہے۔ اصحاب صحاح ستہ کے [illegible] (حدائق الحنفیہ) امام اعظم رضی اللہ عنہ کی مسانید میں امام صاحب سے روایت کرتے ہیں (جامع مسانید امام الاعظم ص ۵۰۹)

(۴۴) امام یوسف بن خالد سمتی رحمہ اللہ (م ۱۸۹ھ)

امام اعظم کے تلامذہ و اصحاب میں مشہور عالم، فقیہ کامل و محدث ثقہ تھے تدوین فقہ میں شریک رہے [illegible] بصرہ کے [illegible] فقہا سے فقہ و حدیث حاصل کی، امام صاحب سے مسانید میں روایات کی ہیں [illegible] امام صاحب کی خدمت میں [illegible] حاضر ہوئے اور فقہ [illegible] کی تکمیل آپ سے کی۔ نقل ہے کہ امام صاحب سے چالیس ہزار مسائل مشکلہ حل کئے امام شافعی کے مناقب [illegible] نے لکھا ہے مزنی سے سنا انھوں نے امام شافعی سے نقل کیا کہ یوسف بن خالد خیار امت [illegible] (حدائق [illegible])

جب یہ امام صاحب کی خدمت سے رخصت ہو کر اپنے وطن بصرہ واپس ہوئے [illegible] ہمارے حاسد و مخالف بھی ہیں تم ممتاز مسند درس پر بیٹھ کر [illegible] کہنے لگنا [illegible] دیں گے۔ لیکن اپنے کمال علم و فضل پر گھمنڈ کر کے انھوں نے امام صاحب کے فرمانے کا کچھ خیال [illegible] الزامات لگائے تہمتیں گھڑیں اور بدنام کر کے مسند درس سے ہٹا دیا [illegible] کو بھی آپ کے بارے میں کلام کرنے کا موقع ہاتھ آگیا [illegible] کا ان کو خیار میں سے قرار دینا اور [illegible] محض تعصب و عناد کی وجہ سے پروپیگنڈا کیا ہے۔

ان کے بعد جب امام زفر بصرہ گئے ہیں تو انھوں نے بڑی [illegible] سے کام لیا [illegible] کا سکہ سارے بصرہ کے قلوب پر بٹھا دیا جس کی تفصیل امام زفر کے تذکرہ میں کی گئی ہے۔

(۴۵) امام عبداللہ بن ادریس کوفی (ولادت ۱۱۵ھ م ۱۹۲ھ)

محدث ثقہ حجت صاحب سنت [illegible] امام اعظم [illegible] سعید المقبری، اعمش، ابن جریج، ثوری [illegible] فرمایا کہ عبداللہ حجت میں ثقہ تھے۔ ابو حاتم [illegible] امام نسائی و عجلی نے ثقہ کہا۔ ابن [illegible] ثقہ [illegible]

Marfat.com

رونے لگیں تو فرمایا مت روؤ میں نے اس گھر میں چار ہزار ختم قرآن مجید کے کئے ہیں۔ (جواہر و امانی الاحبار)

امام بخاری نے تاریخ میں ذکر کیا کہ امام مالک نے بھی ان عبداللہ بن ادریس سے روایت کی ہے۔ محدث خوارزمی نے لکھا کہ اس طرح وہ امام مالک کے شیخ ہوئے اور امام مالک شیخ شیوخ بخاری و مسلم و امام شافعی و احمد ہیں۔ اس جلالت قدر کے ساتھ امام اعظم رضی اللہ عنہ سے مسانید میں روایت کرتے ہیں۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ (جامع المسانید ص ۵۰۵ ج ۲)

(۴۶) امام فضل بن موسی السینانی ؒ (ولادت ۱۱۵ھ م ۱۹۲ھ)

مشہور محدث و فقیہ حضرت ابن مبارک کے ساتھیوں میں سے امام اعظم کے تلمیذ خاص و شریک تدوین فقہ ہیں۔ ابن مبارک کے برابر علم و علم میں سمجھے جاتے تھے حدیث میں اعمش، عبداللہ بن ابی سعید بن ابی ہند وغیرہ سے بھی حاصل کی اور امام اعظم کے مسانید میں امام صاحب سے بکثرت روایت کی ہے۔ اسحٰق بن راہویہ، محمود بن غیلان، یحییٰ بن اکثم، علی بن حجر وغیرہ فن حدیث میں ان کے تلمیذ ہیں۔

ان کی کرامت کا مشہور قصہ ہے کہ ان کی علمی شہرت کی وجہ سے کثرت سے شاگرد جمع ہوئے تو دوسروں کو ان پر حسد ہوگیا اور بدخواہوں نے کسی عورت کو بہکا کر ان پر تہمت رکھوادی۔ وہ اس بات سے ناراض ہو کر سینان سے چلے گئے اور اس علاقہ میں قحط سالی ہوگئی لوگ نادم و پریشان ہو کر ان کے پاس گئے اور واپس آنے کی درخواست کی، انھوں نے کہا پہلے اپنے جھوٹ کا اقرار کرو جب اقرار کرلیا تو فرمایا میں جھوٹوں کے ساتھ رہنے سے معذور ہوں۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر مضیئہ)

(۴۷) امام علی بن ظبیان ؒ (متوفی ۱۹۲ھ)

محدث، فقیہ، عالم، عارف، صاحب ورع و تقویٰ، امام اعظم رضی اللہ عنہ کے تلمیذ و شریک تدوین فقہ تھے، ابتدا میں مشرقی بغداد کے قاضی رہے، پھر ہارون رشید کے عہد میں قاضی القضاۃ ہوگئے تھے، ہمیشہ بوریئے پر بیٹھ کر فیصلے دیتے تھے۔ آپ سے کہا گیا کہ ایسا کیوں کرتے ہیں حالانکہ آپ سے پہلے قضاۃ مسند پر بیٹھتے تھے۔ فرمایا "مجھے شرم آتی ہے کہ میرے سامنے دو مسلمان بھائی تو بوریئے پر بیٹھیں اور میں مسند پر بیٹھ کر اجلاس کروں"

ابن ماجہ نے آپ سے تخریج کی اور حاکم نے مستدرک میں بھی روایت کی اور صدوق کہا۔ امام صاحب کے ان بارہ اصحاب میں سے تھے جن کی صلاحیت قضا کی طرف امام صاحب نے اشارہ فرمایا تھا یعنی ابو یوسف وغیرہ کے طبقہ میں تھے۔ (جواہر و حدائق)

(۴۸) امام حفص بن غیاث ؒ (م ۱۹۴ھ)

مشہور معروف عالم، محدث، ثقہ، فقیہ، زاہد و عابد، امام اعظم کے ممتاز کبار اصحاب و شرکاء تدوین فقہ میں تھے امام اعظم سے مسانید امام میں بکثرت احادیث روایت کی ہیں۔ (جامع المسانید ص ۴۸۴ ج ۲)

امام صاحب نے جن اصحاب کو وجہ سرور اور دافع غم فرمایا تھا یہ بھی ان میں سے ہیں۔ امام صاحب سے فقہ میں بھی تخصص کا درجہ حاصل کیا اور حدیث امام ابو یوسف، ثوری، اعمش، ابن جریج، اسماعیل بن ابی خالد، عاصم احول، ہشام بن عروہ وغیرہ سے بھی حاصل کی

Marfat.com

آپ کے ممتاز تلامذہ یہ ہیں عمرو بن حفص، امام احمد، ابن معین، علی بن المدینی، ابن عفق (؟)، یحییٰ القطان وغیرہ اصحاب صحاح ستہ نے بھی آپ سے تخریج کی۔ ابن ابی شیبہ سے روایت ہے کہ آپ کوفہ میں تیرہ سال اور بغداد میں دو سال تک دار القضا کے متولی رہے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ　　(حدائق)

(۴۹) امام وکیع بن الجراحؒ (م ۱۹۷ھ عمر ۷۰ سال)

حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں اس طرح لکھا۔ الامام الحافظ الثبت، محدث العراق، احد الائمۃ الاعلام، وکیع بن الجراح اصحاب صحاح کے شیوخ و رواۃ میں ہیں۔ فقہ و حدیث کے امام، عابد، زاہد، اکابر تبع تابعین، امام شافعی و امام احمد کے شیخ، ابو سفیان کنیت تھی، امام اعظم سے فقہ میں درجہ تخصص حاصل کیا اور حدیث امام صاحب، امام ابو یوسف، امام زفر، ابن جریج، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، اوزاعی، اعمش وغیرہ سے حاصل کی۔ حضرت عبداللہ بن مبارک، امام احمد، ابن معین، علی بن المدینی، ابن راہویہ، [illegible] یحییٰ بن [illegible] وغیرہ [illegible] محدثین آپ کے تلامذہ حدیث ہیں۔

یحییٰ بن اکثم کا بیان ہے کہ میں سفر و حضر میں آپ کے ساتھ رہا ہمیشہ روزہ رکھتے [illegible] قرآن مجید [illegible] کرتے [illegible] سونے سے پہلے پڑھ لیتے باقی آخیر شب میں پڑھتے۔ ابن معین کہتے تھے [illegible] کوئی نہیں؟ کہا بیشک ان کو فضل ہے لیکن میں نے وکیع سے افضل کوئی نہیں دیکھا [illegible] حدیث روایت کرتے تو فرماتے کہ یہ حدیث مجھ سے ایسے شخص نے روایت کی ہے [illegible]

امام صاحب کی خدمت میں بہت رہے اور بہت زیادہ علم ان سے حاصل کیا [illegible] کے قول پر فتویٰ دیتے اور یحییٰ القطان آپ کے [illegible] امام صاحب کے قول پر فتویٰ دیتے تھے۔ [illegible] کرتے ہیں۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ　　(جواہر مضیئہ و [illegible])

(۵۰) امام ہشام بن یوسفؒ (م [illegible])

محدث، فقیہ، امام صاحب کے تلمیذ خاص اور اصحاب وثقہ کار [illegible] فقہ میں [illegible] بخاری شریف اور سنن اربعہ میں آپ سے تخریج کی گئی ہے۔ آپ نے معمر، ابن جریج، قاسم بن فیاض، ثوری [illegible] سے بھی روایت کی۔ اور آپ سے امام شافعی، علی بن المدینی، ابن معین، اسحاق بن راہویہ وغیرہ نے [illegible] مصنف مشہور، کا قول ہے کہ اگر تم سے قاضی یعنی ہشام بن یوسف حدیث بیان کریں [illegible] ابو حاتم نے آپ کو ثقہ متقن کہا، عجلی نے ثقہ کہا، ابن حبان نے آپ کو ثقات میں [illegible] امام احمد نے فرمایا [illegible] زیادہ اوسع ہے اور ہشام ان سے منصف زیادہ ہیں [illegible] نے روایت کی ہے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ　　(تہذیب التہذیب [illegible])

Marfat.com

(۵۱) امام نقد رجال یحییٰ بن سعید القطان البصری (م ۱۹۸ھ عمر ۷۸ سال)

حافظ ذہبی نے الامام العلم سید الحفاظ کے لقب سے ذکر کیا، ابو سعید کنیت تھی حدیث کے امام حافظ، ثقہ، متقن، قدوہ تھے، امام مالک، سفیان بن عیینہ (تلمیذ امام اعظم فی الحدیث) اور شعبہ وغیرہ سے حدیث حاصل کی۔ آپ سے امام احمد، ابن المدینی اور ابن معین وغیرہ نے روایت کی۔ ان کے درس حدیث کا وقت عصر سے مغرب تک تھا۔ نماز عصر کے بعد منارۂ مسجد سے تکیہ لگا کر بیٹھ جاتے تھے اور سامنے امام احمد، ابن مدینی (شیخ اکبر امام بخاری)، عمرو بن خالد، شاذکونی اور یحییٰ بن معین کھڑے ہو کر حدیث کا درس لیتے تھے، مغرب تک نہ وہ کسی سے بیٹھنے کے لئے فرماتے نہ ان کے رعب و عظمت کے سبب خود ان میں سے کسی کو بیٹھنے کی جرأت ہوتی۔

اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج کی، امام اعظم کے حدیث و فقہ میں شاگرد اور تدوین فقہ کی مجلس کے رکن رکین تھے۔ تاریخ خطیب میں ابن معین کے حوالہ سے نقل ہے کہ یحییٰ القطان خود فرماتے تھے "واللہ! ہم امام صاحب کی خدمت میں بیٹھے ان سے حدیث سنی اور واللہ! جب بھی میں ان کے چہرۂ مبارک کی طرف نظر کرتا تو مجھے یقین سے معلوم ہوتا کہ وہ خدائے عزوجل سے ڈرتے تھے۔ ایک دفعہ فرمایا کہ ہم نے امام صاحب کے اکثر اقوال لئے ہیں اور امام صاحب ہی کے مذہب پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔ بیس سال تک روزانہ ایک ختم قرآن مجید کا کرتے تھے اور چالیس سال تک ظہر کے وقت مسجد سے زوال فوت نہیں ہوا یعنی ہمیشہ زوال سے قبل مسجد میں پہنچ جاتے تھے اور کسی نماز کے وقت جماعت مسجد سے تخلف نہ کرتے تھے کہ دوسری مساجد میں جماعت کی تلاش کرتے۔

فن رجال کے بہت بڑے عالم تھے۔ حافظ ذہبی نے میزان الاعتدال کے مقدمہ میں لکھا کہ فن رجال میں سب سے پہلے انھوں نے لکھا پھر ان کے تلامذہ یحییٰ بن معین، علی بن المدینی، امام احمد، عمرو بن الفلاس، ابو خیثمہ وغیرہ نے اس فن میں لکھا پھر ان کے تلامذہ امام بخاری و مسلم وغیرہ نے۔ امام احمد کا قول ہے کہ میں نے یحییٰ القطان کا مثل نہیں دیکھا۔ رواۃ کی تنقید میں اس قدر کمال تھا کہ ائمہ حدیث کا قول تھا جس کو یحییٰ القطان چھوڑ دیں گے اس کو ہم بھی چھوڑ دیں گے۔

باوجود اس فضل و کمال کے خود امام اعظم کی شاگردی پر فخر کیا کرتے تھے (فتح المغیث، جواہر مضیئہ، تہذیب "ترجمہ امام صاحب و ترجمہ یحییٰ القطان" میزان الاعتدال) معلوم ہوا کہ سید الحفاظ یحییٰ القطان کے زمانہ میں اور آپ کے تلامذہ کے دور میں بھی امام صاحب و اصحاب امام کے بارے میں کوئی کلام نہ تھا اور بڑے بڑے محدثین و ناقدین فن رجال بھی ان کا اتباع کرتے اور ان کے اقوال پر فتویٰ دیتے تھے۔ بعد کو ان کے تلامذہ کے تلامذہ امام بخاری وغیرہ کے دور میں امام صاحب کے صحیح حالات و مذہب سے ناواقفیت اور غلط پروپیگنڈے کی وجہ سے امام صاحب اور آپ کے بہترین مذہب سے بدگمانیاں شروع ہوئیں۔ ان باتوں کے جو بڑے اثرات خود فن حدیث و فقہ کی عظمت و مقبولیت پر پڑے ان کی طرف اشارہ ہم ابتدا میں کر آئے ہیں۔

(۵۲) امام شعیب بن اسحٰق دمشقی (م ۱۹۸ھ عمر ۷۲ سال)

امام اعظم کے اصحاب و شرکاء تدوین فقہ میں سے بڑے پایہ کے محدث و فقیہ تھے، آپ امام اوزاعی، امام شافعی اور ولید بن مسلم کے طبقہ میں تھے، امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے آپ سے تخریج کی۔ (حدائق)

Marfat.com

امام نسائی نے آپ کو امام اعظم کے ثقہ اصحاب میں شمار کیا۔ علامہ ابن حزم نے فقہاء شام میں طبقہ امام اوزاعی وغیرہ میں ذکر کیا۔ امام اعظم، ہشام بن عروہ، اوزاعی، ابن جریج وغیرہ سے حدیث حاصل کی۔ لیث بن سعد وغیرہ نے آپ سے روایت کی۔ مسانید امام اعظم میں امام صاحب سے روایت حدیث کرنے والوں میں ہیں۔

(۵۳) امام ابو عمرو حفص بن عبدالرحمٰن بلخی (م ۱۹۹ھ)

امام اعظم رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں محدث، صدوق، تمام خراسانی تلامذہ امام میں سے افقہ اور شرکاء تدوین فقہ میں سے تھے۔ اسرائیل حجاج بن ارطاۃ اور ثوری وغیرہ سے روایت کی۔ نیساپور کے قاضی ہوئے لیکن پھر نادم ہو کر قضاء کو چھوڑ دیا اور عبادت الٰہی میں مشغول ہوئے۔ ابوداؤد و نسائی نے آپ سے تخریج کی ہے۔

ابوحاتم و نسائی نے آپ کو صدوق کہا۔ ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک جب نیساپور میں مقیم ہوتے تو آپ کی زیارت و ملاقات ان کے معمولات کا جزو ہوتی تھی۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر مضیئہ و حدائق الحنفیہ)

(۵۴) امام ابو مطیع حکم بن عبداللہ بن سلمہ بلخی (م ۱۹۹ھ)

علامہ کبیر اور محدث و فقیہ شہیر تھے، امام صاحب کے اصحاب و شرکاء تدوین فقہ میں سے تھے امام صاحب سے "فقہ اکبر" کے راوی بھی ہیں۔ حدیث امام صاحب، امام مالک، ابن عون اور ہشام بن حسان وغیرہ سے روایت کی اور آپ سے احمد بن منیع، خلاد بن اسلم وغیرہ نے روایت کی۔ حضرت عبداللہ ابن مبارک آپ کے علم و فضل اور تدین کی وجہ سے بہت عظمت و محبت کرتے تھے، مدت تک بلخ کے قاضی رہے۔ امر بالمعروف اور نہی منکر کا بہت زیادہ اہتمام رکھتے تھے، کئی بار بغداد آئے اور درس حدیث دیا۔

محدث ابن رزین (تلمیذ ابی مطیع) کا بیان ہے کہ میں ان کے ساتھ بغداد پہونچا تو امام ابو یوسف نے ان کا استقبال کیا، گھوڑے سے اُتر گئے اور ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر مسجد میں داخل ہوئے وہاں بیٹھ کر علمی مسائل پر گفتگو و بحث کی۔ حضرت عبداللہ بن مبارک فرمایا کرتے تھے کہ ابو مطیع بلخی کا احسان تمام دنیا والوں پر ہے۔

بظاہر اس کا اشارہ تدوین فقہ کے سلسلہ میں ان کی گرانقدر آراء و معلومات فقہی حدیثی کی طرف ہوگا [illegible] اول درجہ کے حنفی فقیہ بھی ان کی تعظیم کرتے اور ان کی رائے و علم سے مستفید ہوتے تھے [illegible] فقہ کے الگ الگ علمی امتیازات کی تفصیلات ابھی تک دستیاب نہ ہو سکیں جو تاریخ فقہ و حدیث کی [illegible] کلھم رحمۃ واسعۃ۔ (جامع المسانید، جواہر مضیئہ، حدائق حنفیہ)

(۵۵) امام خالد بن سلیمان بلخی (م ۱۹۹ھ عمر ۸۴ سال)

محدث و فقیہ امام اعظم کے تلامذہ میں سے اہل بلخ کے امام اور شرکاء مجلس تدوین فقہ میں تھے۔ نیز امام صاحب نے ان میں افتاء کی صلاحیت دیکھ کر فتوی نویسی میں آپ کو متخصص بنا یا تھا۔ محمد بن طلحہ شیخ بخاری کے استاذ ہیں۔ لہذا امام بخاری کے شیخ الشیخ ہیں اور امام اعظم

Marfat.com

رضی اللہ عنہ سے مسانید میں روایت حدیث کرتے ہیں۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (جامع المسانید، جواہر و حدائق)

(۵۶) امام عبدالحمید بن عبدالرحمٰن الکوفی الحمانی (م ۲۰۲ھ)

محدث جلیل القدر، فقیہ عالی مرتبت امام اعظمؒ کے اصحاب و تلامذہ حدیث و فقہ میں سے اور شریک تدوین فقہ تھے۔ امام صاحب کے علاوہ امام اعمش اور ثوری سے بھی حدیث پڑھی۔ امام اعظم سے جامع المسانید میں ان کی روایات ہیں۔ (جواہر مضیئہ و جامع المسانید ص ۲/۵۰۹) امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ کے رجال میں ہیں۔ ابن معین نے ثقہ کہا، ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا۔ ابن عدی نے کہا کہ ان سے اور ان کے بیٹے سے حدیث لکھی جاتی ہے۔ (تہذیب)

آپ کے صاحبزادے حافظ کبیر امام یحییٰ بن عبدالحمید الحمانی الکوفی صاحب مسند ہیں (م ۲۲۸ھ) ابوحاتم کہتے ہیں کہ میں نے ان کے بارے میں سید الحفاظ ابن معین سے سوال کیا تو فرمایا ان کے بارے میں کیا بات ہے کیوں پوچھتے ہو، پھر اچھی رائے ظاہر کی اور فرمایا کہ اپنی مسند کی چار ہزار احادیث بے تکلف مع سندوں کے زبانی پڑھتے چلے جاتے تھے اور تین ہزار احادیث شریک سے روایت کی ہوئی سنا دیتے تھے۔ (تذکرۃ الحفاظ)

(۵۷) امام حسن بن زیاد لؤلؤیؒ (م ۲۰۴ھ)

امام اعظم رضی اللہ عنہ کے تلامذہ و اصحاب و شرکاء تدوین فقہ میں سے بڑے بیدار مغز فقیہ و دانشمند اور محدث تھے۔ یحییٰ بن آدم کا قول ہے کہ میں نے آپ سے بڑا کوئی فقیہ نہیں دیکھا حتیٰ کہ بعض لوگوں نے امام محمد سے بھی زیادہ فقیہ کہا ہے۔ سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بڑے عامل تھے۔ حدیث میں ہے کہ اپنے غلاموں کو بھی اپنے جیسا پہناؤ۔ تو امام حسن ہمیشہ اپنے غلاموں کو بھی بالکل اپنے ہی جیسے کپڑے پہناتے تھے۔ امام ابو یوسف اور امام زفر سے فقہی مسائل میں بہت رجوع کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ امام ابو یوسف امام زفر سے زیادہ طالبین کے حق میں با وسعت ہیں۔

محمد بن سماعہ کا بیان ہے کہ امام حسن بن زیاد فرماتے تھے میں نے ابن جریج سے بارہ ہزار احادیث لکھیں جن سب کی مراد سمجھنے میں فقہا کی ضرورت ہے۔ مناقب میں کہا کہ حسن امام ابوحنیفہ کی حدیثی روایات کے بڑے عالم اور خوش خلق تھے۔ شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ حسن فن سوال و تفریع مسائل میں سب سے بڑھے ہوئے تھے۔ جامع المسانید امام اعظم کی ساتویں مسند ان ہی کی تالیف ہے۔

امام بخاری نے تاریخ میں لکھا کہ حسن مولی انصار امام ابوحنیفہ سے روایت حدیث کرنے والے ہیں۔ خطیب نے لکھا کہ حفص ابن غیاث کی وفات ۱۹۴ھ میں ہوئی تو ان کی جگہ حسن بن زیاد قاضی بنائے گئے مگر قضا ان کو موافق نہ آئی۔ امام داؤد طائی نے ان کو کہلا کر بھیجا کہ تمہارا بھلا ہو، قضا تمہارے موافق نہیں ہے، مجھے امید ہے کہ خدا نے اس ناموافقت سے تمہارے لئے بڑی خیر کا ارادہ فرمایا ہے۔ مناسب ہے کہ اس سے استعفےٰ دیدو۔ چنانچہ آپ نے استعفا دیدیا اور راحت پائی۔

اس ناموافقت کی تفصیل بھی عجیب ہے۔ سمعانی نے لکھا کہ جب قضا کے لئے بیٹھتے تو خدا کی شان اپنا سارا علم بھول جاتے حتیٰ کہ اپنے اصحاب سے مسئلہ پوچھکر حکم دیتے اور جب اجلاس سے اٹھتے تو تمام علوم مستحضر ہو جاتے۔ چالیس سال تک افتاء کا کام

Marfat.com

کیا۔ ایک دفعہ کسی مسئلہ میں غلطی ہو گئی، مستفتی کے واپس ہو جانے کے بعد احساس ہوا تو سخت پریشان ہوئے کیونکہ اس سے واقف نہ تھے۔ بالآخر منادی کرائی کہ فلاں روز فلاں مسئلہ میں غلطی ہوئی ہے۔ تاکہ وہ شخص آکر صحیح مسئلہ سمجھ لے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر، جامع المسانید وحدائق)

(۵۸) امام ابوعاصم النبیل ضحاک بن مخلد بصری (م ۲۱۲ھ عمر ۹۰ سال)

امام اعظم کے تلامذہ و اصحاب و شرکاء تدوین فقہ میں سے محدث، ثقہ، فاضل، متقن، فقیہ کامل تھے، امام شعبہ، ابن جریج، ثوری اور جعفر بن محمد وغیرہ سے روایت کی، اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج کی، لقب نبیل مشہور ہوا جس کی متعدد وجوہ جواہر مضیئہ وغیرہ میں لکھی ہیں۔ حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں آپ کو حافظ حدیث اور شیخ المحدثین کے لقب سے ذکر کیا اور احوال ثبات کیا اور یہ بھی لکھا کہ ان کے ثقہ ہونے پر سب کا اجماع و اتفاق ہے۔ عمر بن شبہ نے کہا کہ واللہ میں نے ان جیسا نہیں دیکھا۔ امام بخاری نے کہا کہ میں نے ابوعاصم سے سنا فرماتے تھے "جب سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ غیبت حرام ہے کبھی کسی کی غیبت نہیں کی"۔ ابن سعد نے کہا کہ آپ فقیہ ثقہ تھے۔ (جواہر مضیئہ)

مسانید امام اعظم میں آپ نے امام اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت حدیث کی ہے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

(۵۹) امام مکی بن ابراہیم بلخی (متوفی ۲۱۵ھ)

امام اعظم رضی اللہ عنہ کے اصحاب و شرکاء تدوین فقہ میں سے جلیل القدر، حافظ حدیث و فقیہ تھے۔ خطیب نے لکھا کہ آپ سے امام احمد وغیرہ نے روایت کی اور خلاصہ میں ہے کہ امام بخاری، ابن معین، ابن مثنیٰ، بندار بن بشار نے آپ سے روایت کی۔ امام بخاری کے کبار شیوخ میں تھے اکثر ثلاثیات ان ہی سے روایت کی ہیں۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ سے مسانید میں آپ نے کثرت سے روایت کی ہے۔ امام بخاری نے لکھا کہ مکی بن ابراہیم نے بہز بن حکیم، عبد اللہ بن سعید بن ابی ہند اور ہشام بن حسان سے حدیث سنی۔ [illegible] جامع المسانید [illegible] امام اعظم سے حدیث سننے کا ذکر نہیں کیا حالانکہ مسانید کے رواۃ میں سے ہیں۔ اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے تخریج کی۔ رحمہ اللہ [illegible] رحمۃ واسعۃ [illegible]

(۶۰) امام حماد بن دلیل قاضی المدائن رحمہ اللہ تعالیٰ

امام و فقیہ محدث صدوق تھے، امام اعظم کے ان بارہ اصحاب میں سے تھے جن [illegible] رکھتے ہیں، اور تقریباً سب ہی قضاء کے اعلیٰ عہدوں پر فائز ہوئے جو [illegible]

قاضی ابویوسف، قاضی اسد بن عمرو واسطی، قاضی حسن بن زیاد، قاضی [illegible] ابی مریم، قاضی [illegible] قاضی حفص [illegible] قاضی علی بن ظبیان، قاضی علی بن حرملہ، قاضی قاسم بن معن، قاضی [illegible]

آپ کی کنیت ابوزید تھی، صغار تبع تابعین میں سے تھے، حدیث میں امام اعظم، سفیان ثوری اور [illegible] بن عمارہ وغیرہ کی شاگردی کی، فقہ میں تخصص امام صاحب کی وجہ سے حاصل ہوا، جب کوئی شخص حضرت فضیل بن عیاض سے مسئلہ پوچھتا تو وہ فرماتے کہ ابوزید

Marfat.com

سے دریافت کرو۔ محدث احمد بن ابی الحواری، اسحٰق بن عیسیٰ الطباع اور اسد بن موسیٰ وغیرہ نے اُن سے روایت حدیث کی۔
ابن حبان نے اُن کو ثقات میں ذکر کیا۔ مزی نے تہذیب میں امام یحییٰ سے بھی توثیق ذکر کی۔ امام ابوداؤد نے فرمایا کہ ان سے روایت درست ہے اور اپنی سنن میں اُن سے روایت بھی کی۔ محمد بن عبداللہ موصلی نے بھی اُن کو ثقات میں گنایا۔ ایک مدت تک مدائن کے قاضی رہے۔ رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً۔ (جواہر مضیئہ وحدائق حنفیہ)

امام اعظم کے ۲۷ شیوخ کبار کے بعد امام صاحب کا تذکرہ ہوا پھر باقی تین ائمۂ متبوعین کا تذکرہ ہوا۔ ان کے بعد امام صاحب کے ۴۰ شرکاء تدوین فقہ کے حالات مذکور ہوئے اور اب دوسرے محدثین کے ضروری علمی حالات درج ہو رہے ہیں۔ ترتیب "وفیات" کے لحاظ سے رکھی گئی ہے

(۶۱) امام سعد بن ابراہیم زہریؒ (م ۱۲۵ھ)

رواۃ صحاح ستہ میں سے مجمع علیہ ثقہ، صدوق، کثیر الحدیث تھے البتہ امام مالک ان سے ناخوش تھے اور روایت بھی نہ کرتے تھے اس لئے کہ انھوں نے امام مالک کے نسب میں کچھ کلام کیا تھا۔ امام احمد سے کہا گیا کہ امام مالک ان سے روایت نہیں کرتے تو فرمایا "اس بات کی طرف کون التفات کر سکتا ہے جبکہ وہ ثقہ، رجل صالح تھے" محدث ساجی نے ابن معین سے کہا کہ امام مالک سعد میں کلام کرتے ہیں جو سادات قریش سے تھے اور ثور و داؤد بن الحصین سے روایت کرتے ہیں جو خارجی خبیث تھے۔ یحییٰ سے کہا گیا کہ لوگ سعد میں کلام کرتے ہیں کہ وہ قدری تھے اور امام مالک نے ان سے روایت نہیں کی تو فرمایا کہ غلط ہے وہ قدری نہیں تھے اور امام مالک نے ترک روایت بوجہ نسب مالک میں کلام کرنے کے کیا ہے حالانکہ وہ نسبت میں کوئی شک اس میں نہیں ہے۔ (تہذیب ص۴۶۳)
جس طرح حضرت سعد کی طرف سے امام احمد و یحییٰ وغیرہ نے دفاع کیا اور امام مالک جیسے جلیل القدر مسلّم امام کی تنقید بھی بے تکلف رد کردی گئی اسی طرح امام اعظم و اصحاب امام کے بارے میں بے تحقیق و متعصبانہ اقوال کا رد اور ان حضرات کی طرف سے دفاع ضروری نہیں تھا اور ضرور تھا۔ اور اسی لئے ہر مذہب کے ائمہ کبار نے اس ضرورت کا احساس کیا۔ جزاہم اللہ خیر الجزاء۔ ورحمہم اللہ کلہم رحمۃً واسعۃً۔

(۶۲) صلت بن الحجاج الکوفیؒ (م ــــہ)

عطاء بن ابی رباح، یحییٰ کندی، حکم بن عتیبہ وغیرہ سے روایت کی۔ ابن حبان نے آپ کو ثقات میں ذکر کیا اور کہا کہ ایک جماعت تابعین سے روایت کرتے ہیں۔ اور آپ سے اہل کوفہ نے روایت کی ہے۔ بخاری میں تعلیقاً آپ سے روایت ہے۔ (تہذیب ص۴۳۳)
محدث خوارزمی نے لکھا کہ امام بخاری نے ذکر کیا کہ آپ نے یحییٰ الکندی سے روایت کی اور آپ سے یحییٰ القطان نے روایت کی۔ پھر لکھا کہ امام اعظم سے بھی مسانید میں روایت حدیث کی ہے۔ (جامع المسانید)
رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً

Marfat.com

(۶۳) امام ابراہیم بن میمون الصائغ ابو اسحٰق الخراسانی (م ۱۳۱ھ)

مشہور محدث، زاہد عابد و متورع تھے امام اعظم، عطاء بن ابی رباح، ابو اسحٰق، ابوالزبیر اور نافع سے حدیث روایت کی اور ان سے داؤد بن ابی الفرات، حسان بن ابراہیم کرمانی اور ابوحمزہ نے روایت کی۔ ابومسلم خراسانی کو دو بدو سرزنش کی اور بے خوف کلمۂ حق کہا جس کی پاداش میں اس نے شہید کرا دیا۔

عبداللہ بن مبارک کا بیان ہے کہ امام صاحب کو ان کے شہید ہونے کی خبر ملی تو سخت غمگین ہوئے اور بہت روئے حتی کہ ہم لوگوں کو خوف ہوا کہ اس صدمہ سے آپ کی وفات ہو جائیگی۔ میں نے تنہائی میں سوال کیا تو فرمایا کہ یہ شخص بہت سمجھدار عاقل تھا مگر اس کے اس انجام سے میں پہلے ہی ڈرتا تھا، میں نے عرض کیا کیا صورت ہوئی تو فرمایا کہ یہ میرے پاس آتے تھے علمی سوالات حل کرتے تھے خدا کی طاعت میں بڑے اولوالعزم تھے اور بڑے ہی متورع تھے میں اُن کو کھانے کیلئے کچھ پیش کرتا تو اس کے بارے میں مجھ سے بھی تحقیق کرتے اور بہت کم کبھی کھاتے تھے۔ مجھ سے امر بالمعروف و نہی منکر کے بارے میں بھی پوچھتے تھے [illegible] دونوں نے متفق ہو کر طے کیا کہ یہ خدا کا ایک فریضہ ہے۔ انھوں نے کہا کہ [illegible] آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں [illegible] میں نے کہا کہ ایک آدمی کے کرنے کا یہ کام نہیں ہے اس کی جان جائے گی اور احسان کچھ نہ ہوگا [illegible] لوگوں کا [illegible] ہو جائے اور ایک شخص سردار ہو جائے جس کے دین [illegible] ضرر و نفع کی توقع ہے [illegible] اور سخت تقاضہ [illegible] ایسا ضرور ہو جانا چاہیئے، میں سمجھاتا کہ یہ کام ایک کے بس کا نہیں [illegible] نصرت کا وعدہ نہیں [illegible] اس کا تحمل نہ فرماسکے۔ یہ وہ فریضہ نہیں ہے کہ اس کو ایک شخص پورا کردے ورنہ [illegible] جان [illegible] میں [illegible] دے گا۔

پھر وہ مرو گئے اور ابومسلم خراسانی کو سخت باتیں برملا کہیں۔ اس نے پکڑ [illegible] قتل کرنا چاہا مگر [illegible] کے مارے [illegible] اور اُن کو چھوڑ دیا، اسی طرح دوسری و تیسری مرتبہ بھی ابومسلم کو ڈانٹتے رہے اور کہا کہ [illegible] میرے لئے نہیں ہے لیکن میرے پاس کوئی مادی طاقت نہیں اس لئے زبان سے ضرور جہاد کروں گا۔ خدا مجھے دیکھتا ہے کہ میں تجھ سے صرف خدا کے لئے بغض رکھتا ہوں۔ ابومسلم نے قتل کرا دیا۔

ابوداؤد و نسائی اور بخاری نے تعلیقاً ان سے روایت کی۔ علامہ خوارزمی نے فرمایا کہ [illegible] بخاری و مسلم کے شیخ الشیوخ تھے۔ امام صاحب سے مسانید میں روایت کرتے ہیں۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر مضیئہ و مسانید)

(۶۴) امام ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن المدنی المعروف بربیعۃ الرائے (م ۱۳۶ھ)

رواۃ صحاح ستہ میں سے جلیل القدر امام حدیث [illegible] امام احمد عجلی [illegible] یعقوب بن شیبہ نے ثقہ ثبت اور مفتی مدینہ کہا۔ مصعب زبیری نے کہا کہ بعض صحابہ اور اکابر تابعین کو پایا۔ مدینہ میں صاحب فتویٰ تھے بڑے بڑے شیوخ اہل علم آپ کے پاس استفادہ کیلئے بیٹھتے تھے۔

آپ سے امام مالک نے بھی علم حاصل کیا۔ سوار قاضی کا قول ہے کہ میں نے ان سے [illegible] حسن کو نہ ابن سیرین کو

[illegible]

Marfat.com

ماجشون نے کہا کہ ان سے زیادہ سنت کا حافظ میں نے نہیں دیکھا۔

عبید اللہ بن عمر نے فرمایا کہ وہ ہمارے مشکلات مسائل حل کرنے والے اور ہم سب سے زیادہ علم و فضل والے تھے، تعارض احادیث کے وقت آثار صحابہ سے ایک اجتہاد کو ترجیح دیتے اور آثار صحابہ کے تعارض کے موقعہ پر قیاس سے ترجیح دیتے تھے اس لئے "ربیعۃ الرای" کے نام سے مشہور ہوئے۔ اور یہ اُن کو بطور مدح کے کہا جاتا تھا۔

بعینہ یہی طریقہ امام اعظم کا بھی تھا مگر مخالفوں نے آپ کو مطعون کیا، حاسدوں نے آپ کو اور آپ کے اصحاب کو اصحاب الرائے بطور طنز کہا۔ حالانکہ اخذ قیاس بمقابلہ حدیث، اور ترجیح بعض احادیث و آثار ذریعہ قیاس میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

"الآثار الجنیہ فی طبقات الحنفیہ" (قلمی نسخہ مکتبہ شیخ الاسلام مدینہ منورہ) میں ہے کہ یہ ربیعہ امام صاحب کے اصحاب میں سے تھے اور امام صاحب سے بہت سے مسائل میں بحث و مباحثہ کر کے استفادہ کرتے تھے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

(۶۵) امام عبد اللہ بن شبرمۃ ابو شبرمۃ الکوفی (م ۱۴۴ھ)

اکابر و اعلام میں سے تھے، قاضی کوفہ رہے حضرت انسؓ، ابو الطفیل، شعبی اور ابو زرعہ وغیرہ سے روایت کی، آپ سے دونوں [illegible] ثقہ، شاعر، حسن الخلق اور سخی تھے، امام اعظم ابو حنیفہ سے بھی [illegible] استفادہ کرتے تھے۔ (جواہر مضیئہ صفحہ ۵)

نقل ہے کہ قضا قبول نہ کرنے پر امام صاحب پر مظالم ہوئے تو ابن ابی لیلیٰ نے شماتت کا اظہار کیا، ابن شبرمہ کو یہ بات بہت ناگوار ہوئی اور فرمایا کہ معلوم نہیں یہ شخص ایسی بات کیوں کہتا ہے۔ ہم تو دنیا طلب کرنے میں ہیں اور ان کے (امام صاحب) کے سر پر کوڑے لگتے ہیں کہ کسی طرح دنیا کو قبول کر لیں تب بھی قبول نہیں کرتے۔ (جواہر ص ۵۰۵ ج ۲)

(۶۶) حافظ حدیث حجۃ امام ہشام بن عروۃ بن الزبیر بن العوام الاسدی المدنی م ۱۴۶ھ عمر ۸۰ سال

مشہور محدث و فقیہ، راوی صحاح ستہ علماء نے ثقہ، ثبت، کثیر الحدیث، حجت، امام حدیث لکھا۔ امام صاحب نے مسانید میں آپ سے روایت کی، ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا اور متقن، ورع، فاضل حافظ کہا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (امانی الاحبار)

(۶۷) امام جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم م ۱۴۸ھ

کنیت ابو عبد اللہ لقب صادق تابعین و سادات اہل بیت نبوت سے مشہور و معروف، امام عالی مقام، حدیث اپنے والد ماجد وغیرہ سے سنی اور آپ سے بھی ائمہ اعلام نے سماع حدیث کی سعادت حاصل کی جیسے یحییٰ بن سعید، ابن جریج، شعبہ، امام مالک، ثوری ابن عیینہ اور امام ابو حنیفہ نے۔ ولادت ۸۰ھ (اکمال فی اسماء الرجال لصاحب مشکوٰۃ)

ابتداء میں امام اعظم سے بدظن رہے پھر امام صاحب نے بالمشافہ تمام اعتراضات کے جوابات دیئے تو بہت مطمئن اور خوش ہوئے اور اٹھ کر امام صاحب کی پیشانی کو بوسہ دیا اور اس کے بعد ہمیشہ امام صاحب کے علم و فضل کی مدح فرماتے رہے رحمہ اللہ

Marfat.com

رحمۃ واسعۃ - امام بخاری نے وفات ۱۵۲ھ میں نقل کی - رجال مشکوٰۃ میں سے ہیں اور امام اعظم نے مسانید میں [illegible]
تمام اکابر سلف نے ان کو ثقہ لکھا ہے -

بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ سے بخاری نے روایت نہیں کی تو امام صاحب کی اس سے کسر شان نہیں [illegible]
بخاری نے امام جعفر سے روایت نہیں کی حالانکہ ان کی جلالت قدر و ثبت و ثقہ ہونے سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ واللہ اعلم

(۶۸) امام زکریا بن ابی زائدہ خالد بن میمون بن فیروز الہمدانی کوفی (م ۱۴۹ھ)

رواۃ صحاح ستہ میں سے محدث و فقیہ، ثقہ، صالح، کثیر الحدیث تھے، کوفہ کے قاضی رہے - (ازالۃ الاخبار) علامہ خوارزمی نے فرمایا کہ باوجود شیوخ شیخین میں سے ہونے کے امام صاحب سے مسانید میں روایت کرتے ہیں

(۶۹) عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج المکی رحمہ اللہ (م ۱۵۰ھ)

حدیث طاؤس، مجاہد و عطا سے سنی اور آپ سے ثوری، قطان، یحییٰ بن [illegible] روایت کی، رواۃ صحاح ستہ میں ہیں - رومی الاصل تھے - (تاریخ بخاری)

علامہ خوارزمی نے فرمایا کہ یہ امام ائمۃ الحدیث اور شیخ اکبر شیوخ بخاری و مسلم ہیں اور امام اعظم ابوحنیفہ سے مسانید امام میں روایت حدیث کی ہیں - امام شافعی کے بھی شیخ الشیوخ ہیں اور امام شافعی نے اپنی مسند میں بواسطہ مسلم بن خالد و عبدالحمید ان سے [illegible] حدیث مغیرہ بن شعبہ روایت کی ہے - رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ [illegible]

(۷۰) صاحب مغازی محمد بن اسحاق بن یسار [illegible]

سوا امام بخاری کے باقی اصحاب صحاح نے ان سے [illegible]
حضرت انس بن مالک صحابی کو دیکھا ہے صاحب مغازی [illegible]
غیر متقن کہا اور ان کی حدیث کو مرتبۂ صحت سے نازل قرار دیا۔ یحییٰ بن [illegible] نے کہا [illegible]
نزدیک صحیح ہے، نسائی نے ضعیف کہا۔ دارقطنی نے لا یحتج بہ کہا [illegible] مالک [illegible]
سے کہا گیا کہ امام مالک ایسا کہتے ہیں تو کہا کہ امام مالک ان کے ساتھ نہیں بیٹھے اور [illegible]
بھی توثیق کی - یہاں سے علی بن مدینی کا جواب مذکورہ یاد رکھنے کے قابل ہے [illegible]
والے وہی لوگ ہیں جنہوں نے ان کے ساتھ مجالست نہیں کی اور نہ ان کو پہچانا [illegible]
بھی حدیث سنی اور مسانید امام میں ان کی روایات موجود ہیں

(۷۱) شیخ ابوالنضر سعید بن ابی عروبہ رحمہ اللہ تعالیٰ (م ۱۵۶ھ)

معانی الآثار اور صحاح ستہ کے رواۃ میں سے مشہور محدث [illegible] امام احمد نے فرمایا [illegible]

Marfat.com

تھا۔ ابن معین، نسائی، ابوزرعہ نے ثقہ کہا، ابو عوانہ نے کہا کہ ہمارے زمانہ میں ان سے زیادہ حافظ حدیث کوئی نہ تھا۔ ابن سعد نے ثقہ کثیر الحدیث کہا، آخر عمر میں اختلاط ہو گیا تھا اس لئے بعد اختلاط کی روایات غیر معتمد قرار پائیں۔ یہ بھی کہا گیا کہ قدری عقیدہ رکھتے تھے۔ واللہ اعلم۔ امام اعظم سے بھی مسانید میں روایت کرتے ہیں۔ (جامع المسانید وامانی الاحبار) ابن سیرین اور قتادہ سے بھی حدیث میں تلمذ ہے۔

(۷۲) امام ابو عمرو عبدالرحمن بن عمرو بن محمد اوزاعی (ولادت ۸۸ھ م ۱۵۷ھ)

رواۃ صحاح ستہ میں سے مشہور و معروف محدث و فقیہ شام تھے، بہت بڑے فصیح اللسان تھے۔ ابن مہدی کا قول ہے کہ شام میں ان سے بڑا عالم سنت کوئی نہ تھا۔ ابن عیینہ نے ان کو اعلم اہل زمانہ، ذہبی نے افضل اہل زمانہ، نسائی نے امام فقیہ اہل شام اور ابن عجلان نے افصح الامۃ کہا۔ فلاس، یعقوب، عجلی، ابن معین، ابن سعد وغیرہ نے ثقہ، ثبت، صدوق، فاضل، کثیر الحدیث، کثیر العلم والفقہ کہا (امانی الاحبار)
مجتہد تھے جن کی تقلید ایک عرصہ تک شام اور اندلس میں رائج رہی۔ ملک المحدثین امام الجرح والتعدیل یحیی بن معین نے فرمایا کہ علماء چار ہیں۔ امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام سفیان ثوری اور امام اوزاعی۔ (بدایہ نہایہ حافظ ابن کثیر ص ۱۱۶)
یہ امام اوزاعی شروع میں امام صاحب کے حالات سن کر بدظن تھے، ابن مبارک شام گئے اور صحیح حالات بتلائے پھر خود بھی امام اوزاعی امام صاحب سے مکہ معظمہ میں ملے علمی مذاکرات و مباحثات کئے تو امام صاحب کے بیحد مداح ہوئے اور اپنی سابق بدظنی پر بہت نادم و متاسف ہوئے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

(۷۳) محدث کبیر محمد بن عبدالرحمن بن ابی الذئب القرشی العامری ولادت ۸۰ھ متوفی ۱۵۹ھ

رواۃ صحاح ستہ میں سے مشہور محدث تھے۔ امام احمد نے فرمایا کہ ابن ابی ذئب نے اپنا مثل نہ اپنے بلاد میں چھوڑا نہ دوسروں میں۔ اور وہ صدوق تھے، امام مالک سے بھی افضل سمجھے جاتے تھے لیکن امام مالک تنقیح رجال میں ان سے زیادہ محتاط تھے کیونکہ ابن ابی ذئب اس بارے میں تعمق نہیں کرتے تھے کہ کس سے روایت کر رہے ہیں۔ سب نے ثقہ، صدوق کہا مگر بعض نے ان کی طرف قدری عقیدہ منسوب کیا ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ صرف تہمت تھی درحقیقت وہ قدری نہ تھے۔ واللہ اعلم۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (امانی الاحبار)

(۷۴) امیر المومنین فی الحدیث شعبۃ بن الحجاج عمر ۷۰ سال متوفی ۱۶۰ھ

اصحاب ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ فن رجال اور حدیث کی بصیرت و مہارت میں بقول امام احمد فرد کامل تھے، حفظ حدیث، صلاح و تثبت میں سفیان ثوری سے فائق تھے، حماد بن زید کا قول ہے کہ کسی حدیث کے بارے میں اگر شعبہ میرے ساتھ ہوں تو مجھے کسی کی مخالفت کی پروا نہیں البتہ وہ مخالف ہوں تو اس کو ترک کر دیتا ہوں۔
شیخ صالح جزرہ نے فرمایا کہ سب سے پہلے رجال میں شعبہ نے کلام کیا پھر قطان نے پھر امام احمد اور یحیی بن معین نے، ابن سیرین، قتادہ، ابو اسحق سبیعی، سلمہ بن کہیل اور ان کے طبقہ کے دوسرے اکابر سے حدیث سنی اور ان سے ایوب سختیانی، اعمش، محمد بن اسحق، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، عبداللہ بن مبارک، یزید بن ہارون وغیرہ نے حدیث روایت کی، امام اعظم کے بڑے مداح تھے اور باوجود اس کے کہ وہ اکثر

Marfat.com

شیوخ بخاری ومسلم کے شیخ تھے امام صاحب سے مسانید میں روایت حدیث کرتے ہیں۔ امام صاحب سے خاص تعلق رکھتے اور غائبانہ تعریف کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ فرمایا "جس طرح میں جانتا ہوں کہ آفتاب روشن ہے۔ اسی یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ علم اور ابوحنیفہ ہمنشین ہیں۔ امام صاحب کے بارے میں جب بھی کوئی آپ سے حالات دریافت کرتا تو امام صاحب کے مناقب کثرت سے بیان کرتے تھے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (موفق وغیرہ)

(۷۵) محدث شہیر اسرائیل بن یونس بن ابی اسحٰق السبیعی کوفی (م ۱۶۰ھ)

ابواسحٰق عمرو بن عبداللہ السبیعی جو کبار تابعین سے اور امام اعظم کے شیوخ میں ہیں۔ یہ اسرائیل ان کے پوتے ہیں۔ انھوں نے حدیث امام اعظم نیز اپنے دادا اور دوسرے اکابر سے سنی، اصحاب صحاح ستہ نے ان سے تخریج کی۔ حفظ حدیث میں مشہور تھے۔ خود فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اپنے دادا ابواسحٰق کی حدیثیں اس طرح یاد ہیں جیسے قرآن مجید کی کوئی سورت یاد ہوتی ہے۔

سید الحفاظ ابن معین اور امام احمد نے اُن کو شیخ وقت اور ثقہ کہا اور ان کے حفظ سے تعجب کیا کرتے تھے۔ یہ بھی کہا کہ اسرائیل تنہا بھی کسی حدیث کی روایت کریں تو وہ معتمد ہیں۔ ابوحاتم نے ثقہ صدوق اور عجلی نے ثقہ کہا۔ ابن سعد نے کہا کہ ثقہ ہیں اور ان سے بہ کثرت لوگوں نے روایت حدیث کی ہے۔

امام اعظم کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ امام صاحب بڑی خوبیوں کے مالک تھے اور ان کی منقبت یہی کیا کم ہے کہ وہ اپنے استاد اور مسلم فقیہ زماں امام حماد سے بھی زیادہ فقیہ ہیں۔ یہ شہادت اسرائیل بن یونس کی ہے جو امام وکیع عبدالرحمٰن بن مہدی جیسے اکابر محدثین کے استاذ ہیں۔ (جواہر وغیرہ) محدث خوارزمی نے فرمایا کہ باوجود اس جلالت قدر کے اسرائیل ائمہ حدیث و شیوخ مشائخ امام احمد و بخاری ومسلم میں سے ہیں، امام اعظم سے ان مسانید میں روایت کرتے ہیں۔ (جامع المسانید صفحہ ۱۹)

(۷۶) شیخ ابراہیم بن ادھم بن منصور بلخی (م ۱۶۱ھ یا ۱۶۲ھ)

ابواسحٰق کنیت تھی مشہور زاہد عابد بزرگ تھے، کوفہ آکر امام ابوحنیفہ سے فقہ کی تحصیل کی اور شہر شام جاکر سکونت اختیار کی۔ علامہ کردری نے لکھا کہ امام صاحب کی صحبت میں رہے اور ان سے روایت حدیث بھی کی۔ امام صاحب نے ان کو نصیحت فرمائی تھی کہ تمہیں خدا نے عبادت کی تو بہت کچھ توفیق بخشی ہے اس لئے علم کا بھی اہتمام کرنا چاہئے کیونکہ وہ عبادت کی [illegible] دین کی درستی کا مدار ہے۔ علامہ موفق نے لکھا کہ آپ نے امام ابوحنیفہ، اعمش، محمد بن زیاد اور ان کے اقران سے حدیث کا سماع [illegible] سفیان ثوری شقیق بلخی وغیرہ نے روایت کی۔

امام ترمذی نے بھی کتاب الطہارۃ میں آپ سے ایک حدیث تعلیقاً نقل کی [illegible] ابن نمیر نے مامون و ثقہ کہا۔ یعقوب بن سفیان نے خیار و افاضل سے اور امام نسائی نے [illegible] فرمایا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

(۷۷) امام سفیان بن سعید بن مسروق ثوری (ولادت ۹۷ھ م ۱۶۱ھ)

رواۃ صحاح ستہ میں سے مشہور امام حدیث، عابد و زاہد اور ثقہ۔ امام شعبہ، امام ابن عیینہ، ابوعاصم اور سید الحفاظ ابن معین

Marfat.com

وغیرہ اکابر علماء نے اُن کو "امیر المومنین فی الحدیث" کے لقب سے یاد کیا۔ ابن مہدی نے کہا کہ وہیب اُن کو امام مالک پر بھی حفظ میں ترجیح دیتے تھے۔ یحیی القطان کا قول ہے کہ سفیان امام مالک سے ہر بات میں فائق ہیں، ابوحاتم، ابوزرعہ اور ابن معین نے شعبہ پر حفظ میں ترجیح دی۔ خطیب نے کہا کہ سفیان امام یعنی ائمۃ المسلمین میں سے اور علم اعلام دین میں سے تھے جن کی امامت پر سب کا اتفاق و اجماع ہے، امام نسائی نے فرمایا کہ ان کا مرتبہ اس سے بہت بلند ہے کہ اُن کو ثقہ کہا جائے وہ تو اُن ائمہ میں سے ایک ہیں جن کے بارے میں مجھے اُمید ہے کہ خدا نے اُن کو متقین کا امام بنایا ہے۔ بصرہ میں وفات پائی رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (امانی الاحبار)

یہ سب کے ممدوح و مسلم امام و مقتدا بھی امام ابوحنیفہ سے شروع میں بدظن رہے اور کچھ کلمات بھی کہے ہوں گے مگر پھر امام صاحب کے بیحد مداح ہو گئے تھے اور اپنی بعض باتوں پر بلکہ اس پر بھی نادم تھے اور استغفار کیا کرتے تھے کہ دوسرے بے انصاف معاندین امام صاحب کے مقابلہ میں امام صاحب کی جانب سے جس قدر مدافعت کا حق تھا وہ ادا نہ ہو سکا۔ اور امام صاحب بھی ان کے فضل و کمال کا اعتراف برملا کیا کرتے تھے۔ یہ امور دونوں کی مقبولیت عند اللہ کی بڑی دلیل معلوم ہوتی ہیں۔ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ

(۷۸) امام ابراہیم بن طہمان ؒ (متوفی ۱۶۳ھ)

تذکرۃ الحفاظ میں الامام الحافظ، عالم خراسان لکھا۔ صحیح الحدیث اور کثیر الروایت تھے اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے روایت کی، ہمیشہ ائمہ فن ان سے روایت حدیث کی رغبت کرتے تھے، امام یحیی بن اکثم اُن کو اوثق و اوسع فی العلم کہتے تھے۔ محدث ابوزرعہ نے نقل کیا کہ ایک دفعہ امام احمد تکیہ لگائے بیٹھے تھے کسی نے ابراہیم بن طہمان کا ذکر کیا تو اُٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا، "مناسب نہیں کہ صالحین کا ذکر ہو اور ہم تکیہ لگائے بیٹھے رہیں"۔ تذکرۃ و تبییض میں ہے کہ ابراہیم موصوف امام اعظم کے شاگرد تھے۔ امام صاحب سے مسانید میں بکثرت روایات کی ہیں۔

ظاہر ہے کہ جس ابراہیم کی اتنی عزت کرتے تھے ابراہیم ان کے سامنے مؤدب بیٹھ کر استفادہ کر چکے تھے ان کا ادب و احترام کتنا ہونا چاہئے مگر افسوس ہے کہ امام اعظم کو کچھ لوگوں نے برائی سے ذکر کیا اور دوسروں کے لئے بھی بری مثال قائم کی۔ اللّٰھم وفقنا لما تحب و ترضی وارنا الحق حقا والباطل باطلا انک سمیع مجیب الدعوات۔

(۷۹) امام حماد بن سلمہ (م ۱۶۷ھ)

کبار محدثین میں سے ہیں۔ جواہر منیفہ میں وفات کا ۱۶۷ھ اور امانی الاحبار میں ۱۶۶ھ نقل ہوا ہے سوا امام بخاری کے باقی اصحاب صحاح ستہ نے ان سے تخریج کی ہے اور امام بخاری نے بھی تعلیقاً ان سے روایت لی ہے۔ بصرہ میں ان کے اقران میں سے کوئی بھی علم و فضل، تمسک بالسنہ اور مخالفت اہل بدعت میں ان سے بڑھ کر نہ تھا۔ ابن مبارک نے فرمایا میں بصرہ گیا تو ان ہی کو سب سے زیادہ سلف کے طریقہ کا متبع پایا۔

ابن حبان نے عباد، زہاد اور مستجاب الدعوات حضرات میں سے شمار کیا اور کہا کہ جس نے ان کی حدیث روایت نہیں کی اس نے انصاف نہیں کیا اگر اس لئے ان سے روایت نہیں لی گئی کہ کوئی کوئی خطا ان سے ہوئی ہے تو ان کے اقران میں سے ثوری و شعبہ

Marfat.com

وغیرہ سے بھی خطا ہوئی ہے۔ اور اگر کہا جائے کہ ان سے خطا زیادہ ہوئی تو یہ بات ابوبکر بن عیاش میں بھی ہے ان سے کیوں روایات لی گئیں۔

ابن حبان نے امام بخاری پر بھی تعریض کی کہ جس نے حماد بن سلمہ کو چھوڑ کر فلیح اور عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار کی احادیث سے احتجاج کیا اس نے بھی انصاف نہیں کیا۔ ابن سعد نے ثقہ کثیر الحدیث، عجلی نے ثقہ، رجل صالح حسن الحدیث کہا۔ امام اوزاعی، امام لیث، امام ثوری، ابن ماجشون، معمر و ہشام کے طبقہ میں تھے اور یہ سب اپنے دور کے ان لوگوں میں سے ہیں کہ جو بات کسی کے بارے میں جرح و تعدیل کے طور پر کہدیں تو وہ بات مسلم ہوتی تھی۔ امام حماد اور ابن ابی عروبہ نے بصرہ میں تالیف و تدوین کا آغاز کیا تھا۔ رحمہ اللہ (امانی الاحبار)

(۸۰) امام ابوالنضر جریر بن حازم الازدی البصری (م ۱۷۰ھ)

امام بخاری نے تاریخ میں لکھا کہ امام جریر نے حدیث ابو رجا اور ابن سیرین سے حاصل کی اور آپ سے امام سفیان ثوری اور امام ابن مبارک نے حدیث روایت کی۔ علامہ خوارزمی نے فرمایا کہ حدیث میں امام اعظم کے بھی شاگرد تھے اور امام صاحب سے مسانید میں احادیث کی روایت بھی کی ہے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (جامع المسانید ص [illegible])

(۸۱) امام ابوالحارث لیث بن سعد بن عبدالرحمٰن مصری (ولادت ۹۴ھ، متوفی ۱۷۵ھ)

رواۃ صحاح ستہ میں سے مشہور و معروف محدث جلیل و فقیہ ہیں جن کو اکثر اہل علم نے حنفی لکھا ہے۔ قاضی زکریا انصاری نے شرح بخاری میں اس پر جزم کیا ہے۔ حافظ ابن ابی العوام نے اپنی سند سے نقل کیا ہے کہ امام لیث [illegible] امام صاحب کی خبر سنتے کہ حج کے لئے آرہے ہیں تو یہ بھی حج کے لئے مکہ معظمہ پہنچتے اور امام صاحب سے مختلف ابواب کے مسائل دریافت کرتے تھے اور امام صاحب کی اصابت رائے اور سرعت جواب پر حیرت و تعجب کیا کرتے تھے۔

امام لیث خود بھی ائمہ مجتہدین میں سے تھے۔ امام شافعی فرمایا کرتے تھے کہ لیث امام مالک سے زیادہ فقیہ تھے مگر ان کے تلامذہ نے ان کو ضائع کر دیا۔ حافظ ابن حجر نے "الرحمۃ الغیثیہ فی الترجمۃ اللیثیہ" میں لکھا کہ ضائع کرنے کا مطلب [illegible] امام مالک وغیرہ کی فقہ ان کے شاگردوں نے تدوین کی، امام لیث کے تلامذہ نے نہیں کی۔ امام شافعی یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ مجھے کسی شخص کے متعلق ایسی حسرت نہیں ہے جیسی امام لیث کے متعلق ہے کہ میں نے ان کا زمانہ پایا اور پھر بھی ان کی زیارت [illegible]

امام لیث کا بیان ہے کہ میں نے امام مالک کے ستر مسائل ایسے شمار کئے جو سنت کے خلاف [illegible] میں ان کو لکھ کر بھی بھیجا ہے۔ (جامع بیان العلم ص [illegible])

علماء فن رجال نے آپ کو ثقات و سادات اہل زمانہ میں سے اور فقیہ [illegible] لکھا ہے۔ حافظ ذہبی نے لکھا کہ آپ کی سالانہ اسی ہزار دینار کی آمدنی تھی مگر زکوٰۃ واجب نہ ہوتی تھی [illegible] معمول تھا کہ جب تک ۳۶۰ مساکین کو کھانا نہ کھلا دیتے خود کھانا نہیں کھاتے تھے۔ امام مالک نے ایک سینی میں کھجوریں آپ کے پاس بھیجیں تو آپ نے اس کو اشرفیوں سے بھر کر واپس کیا۔ منصور بن عمار نے کہا کہ میں لیث سے ملنے گیا تو مجھے ایک ہزار اشرفی ہدیہ دیں۔ امام صاحب سے مسانید میں روایت حدیث بھی کی ہے۔ (جواہر مضیئہ و حدائق الحنفیہ و جامع المسانید)

Marfat.com

(۸۲) امام حماد بن زیدؒ م ۱۷۹ھ عمر ۸۱ سال

امام کبیر، محدث شہیر تلمیذ امام اعظم رضی اللہ عنہما، احد الاعلام جن سے ائمہ ستہ نے روایت کی ہے، ابن مہدی کا قول ہے کہ بصرہ میں ان سے زیادہ کوئی فقیہ نہ تھا اور نہ ان سے بڑا کوئی عالم سنت میں نے دیکھا۔ (جواہر ص ۱/۲۲۵ د ص ۲۲۵)

تابعین اور مابعد تابعین سے روایت کی اور آپ سے ابن مبارک، ابن مہدی، ابن وہب، قطان، ابن عیینہ وغیرہ نے روایت کی۔ ابن مہدی کا قول ہے کہ ائمۃ الناس اپنے زمانہ میں چار تھے، سفیان ثوری کوفہ میں۔ امام مالک حجاز میں، اوزاعی شام میں اور حماد بن زید بصرہ میں۔ امام احمد نے فرمایا کہ حماد بن زید ائمۃ المسلمین میں سے تھے۔ خالد بن خداش کا قول ہے کہ حماد عقلاء اور ذوی الالباب سے تھے۔ یزید بن زریع نے موت پر کہا کہ سید المسلمین کی موت ہوئی۔ خلیلی نے کہا کہ متفق علیہ ثقہ تھے۔ (تہذیب ص ۹)

(۸۳) شیخ جریر بن عبد الحمید الرازیؒ (ولادت ۱۱۰ھ م ۱۸۱ھ)

مشہور محدث و فقیہ، حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں الحافظ الحجۃ محدث الری لکھا۔ حدیث میں امام صاحب، یحییٰ بن سعید انصاری، امام مالک، ثوری اور اعمش کے شاگرد ہیں اور آپ سے ابن مبارک، اسحٰق بن راہویہ، ابن معین، قتیبہ، ابوبکر بن ابی شیبہ، امام احمد اور ابن مدینی نے حدیث روایت کی،

محدثین نے ان کی ثقاہت، حفظ اور وسعت علم کی شہادت دی۔ ہبۃ اللہ طبری نے ان کی ثقاہت پر اتفاق نقل کیا۔ اصفہان کے ایک گاؤں آبہ میں پیدا ہوئے، کوفہ میں نشوونما ہوا، بعد کو "رے" میں سکونت اختیار کی، تمام ارباب صحاح ستہ نے آپ کی احادیث سے احتجاج کیا۔ اس جلالت قدر کے ساتھ امام صاحبؒ سے مسانید میں روایت کرتے ہیں رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر و جامع المسانید)

(۸۴) امام ہشیم بن بشیر ابو معاویۃ السلمی الواسطیؒ (ولادت ۱۰۴ھ م ۱۸۳ھ)

ارباب صحاح ستہ کے شیوخ میں ہیں۔ امام حماد بن زید نے فرمایا کہ میں نے محدثین میں ان سے زیادہ بلند مرتبہ نہیں دیکھا، اسحٰق زیادی نے بیان کیا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ فرمایا کہ "ہشیم سے حدیث سنو وہ اچھے آدمی ہیں" عبد الرحمٰن بن مہدی نے فرمایا کہ ہشیم سفیان ثوری سے بھی زیادہ حافظ حدیث تھے

امام احمد نے فرمایا کہ ہشیم کثیر التسبیح تھے، میں ان کی خدمت میں ۴-۵ سال رہا ان کی ہیبت و رعب کی وجہ سے اتنی مدت میں صرف ۲ بار سوال کر سکا۔ (امانی الاحبار)۔ محدث خوارزمی نے فرمایا کہ امام اعظم کے تلامذۂ حدیث میں ہیں اور مسانید میں آپ سے روایت کرتے ہیں۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

(۸۵) امام موسیٰ کاظم بن الامام جعفر صادق (م ۱۸۳ھ)

کنیت ابو ابراہیم تبع تابعین میں سے جلیل القدر محدث و فقیہ ہوئے، آپ کے تنائی مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ میں ہیں ایک

Marfat.com

مسند بھی آپ کی ہے جس کو ابونعیم اصفہانی نے روایت کیا۔ ولادت ۲۵ھ میں ہوئی۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

(۸۶) شیخ عباد بن العوام (م ۱۸۵ھ)

حدیث امام اعظم حمیدی اور ابن ابی عروبہ وغیرہ سے سنی اور امام صاحب سے مسانید میں روایات بھی کی ہیں۔ امام ابن المدینی اور امام بخاری وغیرہ نے امام صاحب کے تلامذہ حدیث میں ان کا اسم گرامی نقل کیا ہے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

(۸۷) امام مغیرۃ بن مقسم الضبی ابوہاشم الکوفی (م ۱۳۶ھ جامع المسانید، ۱۸۶ھ جواہر مضیئہ)

رواۃ صحاح ستہ میں سے مشہور امام حدیث و فقہ ہیں، ابوبکر بن عیاش کا بیان ہے کہ میں نے ان سے زیادہ افقہ کسی کو نہیں پایا اسلئے ان ہی کی خدمت میں رہ پڑا۔ خود فرمایا کرتے تھے کہ جو چیز میرے کان نے سنی اس کو کبھی نہیں بھولا۔ نقہ ثبت کثیر الحدیث تھے امام صاحب کے حدیث و فقہ میں شاگرد تھے اور مسانید میں روایت بھی کی ہے۔ جریر بن عبد الحمید کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا مغیرہ مسائل پر بحث کرتے تھے اور جب کبھی کسی مسئلہ میں دوسرے محدثین ان سے خلاف کرتے تھے تو پوچھا کرتے تھے کہ ابراہیم [illegible] کا قول کو رد کردیں جبکہ یہی قول امام ابوحنیفہ کا ہے۔ (اخبار ابی حنیفہ للصیمری)

معلوم ہوا کہ اس زمانہ کے اکابر محدثین اس امر کو بہت مستبعد سمجھتے تھے کہ امام صاحب کا قول حدیث صحیح کے خلاف ہوسکتا ہے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

(۸۸) امام ابراہیم بن محمد ابواسحق الفزاری الشامی (م ۱۸۶ھ)

محدث شہیر امام اوزاعی و ثوری سے حدیث سنی، امام صاحب سے بھی حدیث کی تلمذ کیا اور مسانید امام میں ان سے روایت کی حالانکہ خود امام شافعی کے شیوخ میں ہیں۔ امام شافعی نے اپنی کتب میں ان سے روایت کی ہے [illegible] نام ذکر کیا ہے کنیت سے نہیں۔ امام بخاری و مسلم کے بھی شیخ الشیوخ ہیں۔ (رواۃ المسانید و تاریخ بخاری)

(۸۹) حافظ ابوبکر عبد السلام بن حرب بن سلم نہدی کوفی (متوفی ۱۸۷ھ)

حافظ حدیث ثقہ ثبت حجہ صدوق و رجال صحاح ستہ کے راوی ہیں [illegible] جس دن ابو اسحق سبیعی کی وفات ہوئی اسی دن کوفہ پہنچے ہیں۔ [illegible] جنہوں نے جو آپ کے احوال سے زیادہ باخبر تھے آپ کی توثیق پر اتفاق کیا ہے۔ [illegible]

معلوم ہوا کہ اپنے اہل شہر کی توثیق دوسروں کی جرح پر مقدم ہے۔

(۹۰) شیخ عیسیٰ بن یونس سبیعی کوفی (۱۸۷ھ ۱۸۸ھ ۱۹۱ھ) (متوفی ۱۸۷، ۱۸۹، ۱۹۱ھ)

رواۃ صحاح ستہ میں سے مشہور محدث و فقیہ ثقہ ثبت تھے۔ امام علی بن مدینی کا قول ہے کہ ایک بڑی تعداد ہمارے ایسی ہے

Marfat.com

جوان کے بارے سے زیادہ ہمارے نزدیک ثقہ ہیں اور ان ہی میں سے عیسیٰ بن یونس رہے ہیں۔ خلیفہ امین و مامون نے ان سے حدیث پڑھی مامون نے دس ہزار روپے بھیجے، آپ نے واپس کر دیئے، وہ سمجھا کم سمجھ کر واپس کئے تو دس ہزار اور بھیجے۔ آپ نے فرمایا کہ حدیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کر تو میں ایک چھدام یا ایک گھونٹ پانی کا بھی قبول نہیں کرسکتا۔ آپ نے ۴۵ حج کئے اور ۴۵ بار جہاد میں کی۔ (جواہر) علامہ خوارزمی نے فرمایا کہ محدثین کے یہاں بڑے جلیل القدر تھے اور امام صاحب سے ان مسانید میں روایت حدیث بھی کی ہے۔

(۹۱) امام یوسف بن الامام ابی یوسف رضی اللہ عنہما (م ۱۹۲ھ)

بڑے محدث و فقیہ تھے، فقہ و حدیث میں اپنے والد ماجد امام ابی یوسف اور یونس بن ابی اسحٰق سبیعی وغیرہ کے شاگرد ہیں۔ ہارون رشید نے امام ابو یوسف کی وفات کے بعد آپ کو قاضی مقرر کیا اور جامع بغداد میں جمعہ کی امامت آپ سے کرائی، تا وفات قاضی رہے امام اعظم کی کتاب الآثار کو اپنے والد ماجد کے واسطے سے آپ نے روایت و جمع کیا۔

یہ کتاب بہترین کاغذ و طباعت سے مولانا ابو الوفا صاحب نعمانی دام فیضہم کی تعلیقات کے ساتھ ادارۂ احیاء المعارف النعمانیہ حیدرآباد دکن سے شائع ہو چکی ہے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

(۹۲) شیخ ابو علی شقیق بن ابراہیم بلخی (م ۱۹۴ھ)

امام ابو یوسف کے اصحاب و تلامذہ میں ہیں۔ آپ سے کتاب الصلوٰۃ پڑھی، عالم، زاہد، عارف و متوکل تھے، امام اعظم سے بھی روایت حدیث کی ہے۔ منقول ہے کہ ابراہیم بن ادہم کی صحبت میں رہ کر طریقت کا علم حاصل کیا۔ آپ کے تین سو گاؤں تھے سب کو فقراء پر تقسیم کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے ۱۷ سو استادوں سے علم حاصل کیا اور چند اونٹ کتابوں کے لکھے مگر خدا کی رضا مذکورہ چار چیزوں میں پائی: حلال روزی، اخلاص فی العمل، شیطان سے عداوت، موت کے لئے تیاری۔ (حدائق الحنفیہ)

(۹۳) شیخ ولید بن مسلم دمشقی (ولادت ۱۱۹ھ، م ۱۹۵ھ)

امام اعظم، امام اوزاعی، ابن جریج وغیرہ سے حدیث سنی، اصحاب صحاح ستہ نے آپ سے روایت کی ہے۔ شام کے مشہور عالم تھے۔ عجلی، یعقوب بن شیبہ اور ابن سعد نے ثقہ کثیر الحدیث کہا۔ ان کے شاگرد امام احمد نے فرمایا کہ شامیوں سے روایت کرنے میں کوئی محدث اسماعیل بن عیاش اور ولید سے بڑھکر نہیں ہے اور ان سے زیادہ عقل والا میں نے نہیں دیکھا۔ علی بن مدینی نے فرمایا کہ شامیوں میں ان جیسا نہیں ہے۔ محدث ابو مسہر نے کہا کہ وہ ہمارے اصحاب ثقات میں سے تھے اور ایک دفعہ فرمایا کہ حفاظ میں سے تھے۔ محدث ابو زرعہ نے کہا کہ ولید وکیع سے زیادہ مغازی کے عالم تھے۔ (امانی الاحبار) محدث خوارزمی نے فرمایا کہ ولید نے امام اعظم سے مسانید میں روایت کی ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(۹۴) امام و حافظ حدیث اسحٰق بن یوسف الازرق التنوخی الواسطی تلمیذ امام اعظم (م ۱۹۵ھ)

رواۃ صحاح ستہ میں سے ہیں، علم حدیث کے ماہر اور گھرانے سے تعلق رکھتے تھے، محدث و فقیہ کامل تھے، حدیث اعمش، زکریا بن ابی زائدہ

سفیان ثوری اور شریک سے حاصل کی۔ اور آپ سے امام احمد، ابن معین، عمرو الناقد اور ایک جماعت محدثین نے روایت کی۔ (تاریخ خطیب)

علامہ خوارزمی نے فرمایا کہ باوجود اس جلالت قدر کے کہ ان بڑوں کے شیوخ میں ہیں اپنے شیخ واستاذ امام ابو حنیفہ سے احادیث کثیرہ مسانید امام میں روایت کی ہیں اور امام احمد نے بھی ان کے واسطہ سے امام ابو حنیفہ سے احادیث [illegible] آپ اور امام احمد ان کو قسم کھا کر ثقہ کہا کرتے تھے۔ تہذیب الکمال اور [illegible] الصحیفہ [illegible] امام صاحب سے تلمذ کی [illegible] رحمہ اللہ [illegible]

(۹۵) امام ابو محمد سفیان بن عیینہ کوفی [illegible]

مشہور محدث، ثقہ، حافظ، فقیہ، امام حجت [illegible] اپنے والد ماجد کے ساتھ مکہ معظمہ تشریف لے گئے، ۲۰ سال کی عمر میں کوفہ آئے اور امام اعظم [illegible] اور آپ سے مسانید وغیرہ میں روایات بھی کیں۔ فرمایا کرتے تھے کہ امام صاحب ہی نے پہلے مجھے محدث بنایا۔ آپ نے عمرو بن دینار اور حمزہ بن سعید سے بھی حدیث حاصل کی اور امام جعفر صادق، زکریا بن ابی زائدہ، زہری، ابو اسحق سبیعی، اعمش وغیرہ سے بھی۔

حافظ نے ۶۰ سے اوپر اکابر کے نام لکھ کر "خلق لا یحصون" کا جملہ لکھا مگر امام صاحب کا ذکر نہیں کیا۔ آپ کے تلامذہ میں ابن مبارک، وکیع، قطان، عبد الرزاق، امام احمد، ابن معین، اسحق بن راہویہ، ابو بکر، عثمان، ابنا ابی شیبہ [illegible] وغیرہ کا ذکر کیا لیکن امام محمد و امام شافعی کا ذکر نہیں کیا۔

آپ سے اصحاب صحاح ستہ نے بھی بکثرت تخریج کی۔ امام شافعی کا قول [illegible] تو حجاز سے علم جاتا۔ یہ بھی فرمایا کہ امام مالک و سفیان برابر درجہ کے ہیں [illegible]

ابن مہدی کا قول ہے کہ میں حضرت سفیان بن عیینہ سے حدیث [illegible] کی ضرورت نہ سمجھتا تھا۔ آپ نے ستر حج کئے۔ [illegible] رو رہے تھے۔ فرمایا! ابو موسیٰ! چالیس سال سے [illegible] کہ ساری بستیاں بڑوں سے خالی ہو گئیں [illegible] ہوں۔ آخری حج کے موقعہ پر فرمایا کہ اس مقام کا [illegible] ستر بار [illegible] لیکن اب اتنی دفعہ سوال کے بعد [illegible]

(۹۶) شیخ یونس بن بکیر [illegible] الشیبانی [illegible]

مشہور محدث تھے۔ امام اعظم، محمد بن اسحاق، ہشام بن عروہ [illegible] اور عبید بن یعیش نے روایت کی۔ امام صاحب سے مسانید میں بکثرت روایت کی ہے۔ [illegible]

(۹۷) امام عبد اللہ بن عمر العمری [illegible]

امام بخاری نے تاریخ میں لکھا کہ عبد اللہ بن عمر بن حفص بن عاصم بن عمر بن الخطاب [illegible] نافع و سالم سے حدیث

Marfat.com

سنی اور آپ سے امام ثوری، شعبہ، ابن نمیر اور یحییٰ القطان نے حدیث روایت کی۔ محدث خوارزمی نے فرمایا کہ اس جلالت قدر کے ساتھ امام ابوحنیفہ سے ان مسانید میں روایت حدیث کرتے ہیں۔ رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

(۹۸) حافظ عبد اللہ بن نمیر (م ۱۹۹ھ)

امام بخاری نے تاریخ میں لکھا کہ حدیث عبد اللہ العمری اور ہشام بن عروہ (ایسے کبار محدثین) سے حاصل کی، محدث خوارزمی نے فرمایا کہ علم حدیث میں اس مرتبۂ جلیل پر تھے اور امام صاحب سے مسانید میں روایت حدیث کی ہے۔ تغمدہ اللہ بغفرانہ

(۹۹) شیخ عمرو بن محمد العنقزی قرشی (م ۱۹۹ھ)

امام ابوحنیفہ، یونس بن ابی اسحٰق، حنظلہ بن ابی سفیان، عیسیٰ بن طہمان، عبد العزیز بن ابی رواد، ابن جریج، ثوری وغیرہ سے روایت کی۔ آپ سے اسحٰق بن راہویہ، علی بن المدینی وغیرہ نے روایت کی۔ مسلم، سنن اربعہ اور بخاری میں تعلیقاً روایت ہے۔ (تہذیب ص ۹۸)

(۱۰۰) امام عمرو بن ہیثم بن قطن (م ۲۰۰ھ)

امام بخاری نے تاریخ میں لکھا کہ عمرو بن الہیثم ابو قطن الزبیدی نے شعبہ سے حدیث سنی۔ امام شافعی و امام احمد کے شیوخ میں ہیں امام شافعی نے اپنی مسند میں آپ سے روایت کی ہے۔ باوجود اس جلالت قدر کے امام اعظم کے تلمیذ حدیث ہیں اور مسانید میں آپ سے روایات بھی موجود ہیں۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ (جامع المسانید)

(۱۰۱) شیخ معروف کرخی تلمیذ داؤد طائی تلمیذ الامام (م ۲۰۰ھ)

مشہور مقتدائے طریقت، عارف اسرار وحقائق، قطب وقت اور مستجاب الدعوات تھے۔ امام داؤد طائی رحمہ اللہ سے ظاہری و باطنی علوم حاصل کئے شامی میں ہے کہ آپ سے ہی سری سقطی وغیرہ کبار مشائخ نے علوم ظاہر و باطن حاصل کئے۔ ایک واسطہ سے امام اعظم ابوحنیفہ کے شاگرد ہیں۔ رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین وجعلنا معہم۔ (حدائق الحنفیہ)

(۱۰۲) حافظ ابو سلیمان موسیٰ بن سلیمان جوزجانی (م ۲۰۰ھ عمر ۸۰ سال)

فقہ و حدیث کے جامع امام، حافظ معلی کے رفیق علم، عمر میں ان سے بڑے تھے اور شہرت بھی ان سے زیادہ پائی، مامون نے قضا کے لئے کہا تو فرمایا کہ "امیر المومنین! قضا کے بارے میں حق تعالیٰ کے حقوق و فرائض کی پوری ذمہ داری سے حفاظت کیجئے اور ایسی عظیم امانت مجھ جیسے کمزور کو نہ سونپیئے جس کو اپنے نفس پر اعتماد نہیں"۔ مامون نے کہا آپ سچ کہتے ہیں اور مجبور نہیں کیا۔ حدیث میں صاحبین کے علاوہ امیر المومنین فی الحدیث عبد اللہ بن مبارک کے بھی شاگرد ہیں۔ سیر صغیر، کتاب الصلوٰۃ، کتاب الرہن اور نوادر آپ کی تصنیفی یادگار ہیں۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر ص ۱۸۶)

Marfat.com

(۱۰۳) محدث عباد بن صہیب بصری (م ۲۰۲ھ)

مشہور محدث وفقیہ، امام اعظم کے تلامذہ میں سے ہیں۔ امام محمد بن شجاع کا بیان ہے کہ میں نے ان سے کہا کہ آپ کے پاس امام صاحب کا جو کچھ علمی سرمایہ ہے بیان کیجیے! کہا میرے پاس ایک الماری بھری ہوئی امام صاحب کے علوم کی ہے لیکن میں آپ سے ان کے فقہی مسائل نہیں بیان کروں گا، بلکہ حدیثی سلسلہ کی ضمنی چیزیں چاہیں بیان کر دوں گا۔ میں نے کہا ایسا کیوں؟ کہا کہ میں کوفہ آیا تو میں نے امام صاحب سے بہت سے مسائل سنے اور لکھے پھر میں کوفہ سے دس سال تک غائب رہا۔ پھر جب گیا تو امام صاحب سے ان ہی سابقہ مسائل کے جوابات دوسرے سنے۔ محمد بن شجاع فرماتے ہیں کہ اس بات سے ان کے دل میں کجی پیدا ہو گئی جو عباد کے دل میں آ گئی تھی اور اس خلش کو دور کرنے کے لئے امام عبداللہ بن داؤد کے پاس پہنچا اور ساری بات سنائی (عبداللہ) نے فرمایا کہ اس سے تو امام صاحب کی وسعت علمی ثابت ہوتی ہے اگر ان کے علم کا دائرہ تنگ ہوتا تو ان کا جواب ایک ہی رہتا لیکن چونکہ ان کے علوم کی وسعت بہت تھی اس لئے علمی موشگافیاں بھی ان کے لئے بہت سہل ہو گئی تھیں اور ان کے مطابق وہ اپنے فیصلے بدل سکتے تھے۔ (الجواہر المضیہ ص۲۶۶) امام صاحب سے مسانید میں روایت حدیث بھی کی ہے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

(۱۰۴) امام زید بن حباب عکلی کوفی (م ۲۰۳ھ)

کبار محدثین سے روایت حدیث کی امام احمد، ابوبکر بن ابی شیبہ، علی بن المدینی وغیرہ کے شیوخ میں ہیں۔ بہت ذکی حافظ حدیث و عالم تھے تحصیل حدیث کیلئے خراسان، مصر و اندلس وغیرہ گئے۔ مسلم، ترمذی وغیرہ اصحاب ستہ نے ان سے روایات لی ہیں۔ تہذیب الکمال اور تبییض الصحیفہ میں ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ کے حدیث میں شاگرد رہے۔ علی بن المدینی، عجلی، ابن معین وغیرہ نے ثقہ کہا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(۱۰۵) محدث مصعب بن مقدام الخثعمی کوفی (م ۲۰۳ھ)

فطر بن خلیفہ، زائدہ، عکرمہ بن عمار، مبارک بن فضالہ، مسعر، امام ابوحنیفہ، ثوری وغیرہم سے روایت کی اور آپ سے اسحق بن راہویہ، ابوبکر ابن ابی شیبہ، عبدالرحمن بن دینار وغیرہم نے روایت کی۔ ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ امام مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ میں ان کی روایات ہیں۔ (تہذیب ص۱۶۵) امام احمد، عجلی، ابن شاہین، ساجی، دارقطنی، ابن معین، دارمی نے ثقہ کہا۔

(۱۰۶) امام ابوداؤد سلیمان بن داؤد بن جارود طیالسی (م ۲۰۴ھ عمر ۷۲ سال)

شہر فارس کے رہنے والے تھے بصرہ میں سکونت کی، امام ابوحنیفہ، شعبہ، ثوری وغیرہ سے بکثرت روایت کی ہر احادیث طویلہ کو خوب یاد رکھتے تھے ایک ہزار شیوخ سے علم حدیث حاصل کیا اور بہت روایات کیں، انہوں نے املاء کیا چالیس ہزار احادیث روایت کی ہیں۔ سید الحفاظ یحییٰ بن معین، ابن المدینی، وکیع وغیرہ نے آپ کی توثیق کی۔ (بستان المحدثین)

ان کی مسند مشہور ہے جو دائرۃ المعارف حیدرآباد سے شائع ہو چکی ہے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

Marfat.com

(۱۰۷) محدث کبیر خلف بن ایوب (م ۲۰۵ھ)

اہل بلخ کے امام، بڑے محدث و فقیہ مشہور ہیں۔ اولیاء کبار میں آپ کا شمار ہے۔ حافظ خلیلی نے لکھا کہ "حدیث میں صدوق مشہور ہیں بڑے صالح، زاہد و عابد تھے، کوفیوں (احناف) کے مذہب پر فقیہ تھے۔ فقہ کی تعلیم امام ابو یوسف اور ابن ابی لیلیٰ سے پائی۔ جواہر مضیئہ میں یہ بھی لکھا کہ امام محمد و زفر سے بھی تلمذ کیا۔ امام ذہبی نے لکھا کہ صاحب علم و عمل اور خدارسیدہ بزرگ تھے۔ سلطان بلخ آپ کی زیارت کیلئے حاضر ہوا تو آپ نے منہ پھیر لیا۔ کسی نے کہا کہ حسن بن زیاد کے ساتھ آپ کو بڑی شیفتگی ہے حالانکہ وہ نماز میں تخفیف کرتے ہیں۔ فرمایا تخفیف نہیں بلکہ انہوں نے نماز کو سبک کر دیا ہے یعنی رکوع و سجود پوری طرح ادا کرتے ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ارکان کی پوری ادائگی کے باوجود سب سے زیادہ سبک تر نماز ادا فرماتے تھے۔ آپ کے تلامذہ میں امام احمد، یحییٰ بن معین اور مشہور فقیہ و زاہد حضرت ایوب بن حسن حنفی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ امام ترمذی نے باب فضل الفقہ علی العبادۃ میں بواسطہ ابوکریب محمد بن العلاء آپ سے حدیث روایت کی ہے مگر آپ کے حالات سے واقف نہ تھے جبکہ حافظ ذہبی نے لکھا کہ ان سے تو ایک جماعت محدثین نے احادیث کی روایت کی ہے۔

ایک دفعہ کسی نے آپ سے مسئلہ پوچھا، فرمایا مجھے معلوم نہیں۔ سائل نے کہا پھر کس سے معلوم کروں؟ فرمایا حسن بن زیاد سے معلوم کر لینا جو کوفہ میں ہیں۔ اس نے کہا کوفہ تو بہت دور ہے۔ آپ نے فرمایا جسے واقعی دین کی فکر ہو اس کیلئے کوفہ بہت قریب ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(۱۰۸) امام جعفر بن عون بن جعفر بن عمرو بن حریث ابو عون مخزومی کوفی (م ۲۰۶ھ)

امام بخاری نے تاریخ میں لکھا کہ آپ نے حدیث ابو عمیس، یحییٰ بن سعید اور ہشام بن عروہ وغیرہ سے حاصل کی۔ حدیث میں امام اعظم ابو حنیفہ کے بھی شاگرد ہیں اور مسانید امام میں اُن سے روایت حدیث کی ہے۔ امام علی بن المدینی نے بھی ان کے تلمذ امام کی تصریح کی ہے۔ صحاح ستہ میں ان سے روایات ہیں، تہذیب الکمال، تبییض الصحیفہ اور خیرات حسان میں بھی تصریح ہے کہ امام صاحب کے حدیث میں شاگرد تھے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

(۱۰۹) شیخ قاسم بن الحکم بن کثیر العرنی کوفی قاضی ہمدان (م ۲۰۸ھ)

سعید بن عبید الطائی، غالب بن عبید اللہ الجزری اور امام ابو حنیفہ وغیرہ سے روایت حدیث کی، نسائی، ابوزرعہ وغیرہ نے ثقہ، صدوق کہا آپ سے امام بخاری نے ادب مفرد میں اور امام ترمذی نے جامع میں روایت کی۔ (تہذیب ص ۳۱۱ ج ۸)

(۱۱۰) امام ابو محمد حسین بن حفص اصفہانی (تلمیذ امام ابی یوسف) (م ۲۱۰ھ)

کبار محدثین کے طبقہ تاسعہ میں اور فقیہ جید تھے۔ مسلم و ابن ماجہ نے آپ سے روایت کی۔ حدیث و فقہ امام ابو یوسف سے حاصل کی، امام ابو حنیفہ کے مذہب پر فتویٰ دیا کرتے تھے، مدت تک اصفہان کے قاضی بھی رہے۔ سالانہ آمدنی ایک لاکھ درم تھی مگر زکوٰۃ فرض نہ ہوتی تھی کیونکہ آپ کل آمدنی فقہاء اور محدثین پر صرف کر دیتے تھے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ (حدائق حنفیہ)

Marfat.com

(۱۱۱) امام ابراہیم بن رستم مروزی (تلمیذ امام محمد) - م ۲۱۱ھ

اکابر و اعلام میں سے ہیں، امام محمد سے تفقہ حاصل کی، نوح بن ابی مریم اور اسد بن عمرو سے حدیث سنی جو دونوں امام اعظم کے تلامیذ خاص تھے امام مالک، ثوری، شعبہ وغیرہ سے بھی حدیث سنی ہے، بہت مرتبہ بغداد آئے اور وہاں درس حدیث دیا۔ امام احمد، ابو خیثمہ وغیرہ نے ان سے حدیث روایت کی۔ دارمی نے ابن معین سے ثقہ ہونا نقل کیا اور ابن حبان نے بھی ان کو ثقہ کہا۔ میزان اور لسان میں مفصل تذکرہ ہے۔ خلیفہ مامون رشید نے ان کو قضا کا عہدہ پیش کیا تو قبول نہ کیا اور گھر لوٹ کر اس کے شکریہ میں دس ہزار روپے خیرات کیے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر ص ۳۷)

(۱۱۲) حافظ معلی بن منصور تلمیذ امام ابو یوسف و امام محمد م ۲۱۱ھ

امام ابو یوسف و امام محمد کے حدیث و فقہ میں مشہور شاگرد ہیں اور ان کی کتب امالی و نوادر کے راوی بھی ہیں۔ ابو سلیمان جوزجانی بھی ان کے رفیق درس تھے اور دونوں کا مرتبہ ورع، تدین اور حفظ فقہ و حدیث میں بہت ممتاز ہے۔ حافظ معلی کو مامون نے کئی بار قضاء کا عہدہ دینا چاہا مگر انکار کیا۔ امام مالک، لیث بن سعد حنفی، حماد اور ابن عیینہ سے بھی حدیث سنی اور آپ سے ابن مدینی، ابو بکر بن ابی شیبہ اور بخاری نے غیر جامع میں روایت کی ترمذی، ابو داؤد اور ابن ماجہ میں بھی آپ سے روایت کی گئی۔ ابن معین، ابن سعد، ابن عدی وغیرہ نے توثیق کی ہے۔ فقہ و حدیث کے جامع امام تھے۔ (جواہر و تقدمہ نصب الرایہ)۔ امام احمد نے فرمایا کہ حافظ معلی کبار اصحاب ابی یوسف و محمد سے تھے اور نقل روایت میں ثقہ تھے (تہذیب الکمال) حافظ ذہبی نے حافظ حدیث، فقیہ، احد الاعلام اور علم کے خزانوں میں سے قرار دیا۔ ابن عدی نے فرمایا میں نے ان کی کوئی حدیث منکر نہیں دیکھی حافظ ذہبی نے لکھا کہ امام بخاری نے بھی ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے کچھ حدیث سنیں۔ ان کی خشوع و خضوع کے حسرت انگیز واقعات نقل ہوئے ہیں۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (تذکرۃ الحفاظ، میزان، تہذیب)

(۱۱۳) حافظ عبد الرزاق بن ہمام (تلمیذ الامام الاعظم) ولادت ۱۲۶ھ متوفی ۲۱۱ھ

صاحب مصنف مشہور ارباب صحاح ستہ کے شیوخ و روایت میں ہیں۔ علامہ ذہبی نے احد الاعلام الثقات لکھا۔ بخاری وغیرہ میں بہت سی احادیث آپ سے مروی ہیں۔ امام احمد نے فرمایا کہ ان سے بڑھ کر روایت حدیث میں کسی کو نہیں دیکھا۔ محدثین یا مشاہیر ... یحییٰ بن معین، علی بن المدینی، امام احمد وغیرہ ان کے شاگرد ہیں۔ امام ذہبی نے مصنف ... نے علم کا خزانہ لکھا ہے۔ عقود الجمان میں ہے کہ امام اعظم کی خدمت میں زیادہ رہے ہیں ... بھی تھے کہ امام صاحب کے حدیث میں شاگرد ہیں۔ امام بخاری نے تاریخ میں لکھا کہ معمر، ثوری اور ابن جریج سے روایت حدیث کی اور کہا کہ جو کچھ میں ان کی کتاب سے روایت کروں وہ سب سے زیادہ صحیح ہے مگر امام صاحب سے تلمذ و روایت حدیث کی ... توجود بین اللہ المستعان

(۱۱۴) امام اسماعیل بن حماد بن الامام الاعظم (تلمیذ الامام)، متوفی ۲۱۲ھ

فاضل اجل، عابد زاہد، صالح و متدین اور اپنے وقت کے امام بلا مدافعت تھے۔ ... والد بزرگوار امام حماد اور حسن بن زیاد سے

Marfat.com

حاصل کیا اور علم حدیث اپنے والد اور قاسم بن معن وغیرہ سے۔ پہلے بغداد، پھر بصرہ، پھر رقہ کے قاضی مقرر ہوئے۔ آپ احکام قضا، وقائع و نوازل کے بہت بڑے ماہر و بصیر تھے۔ محمد بن عبد اللہ انصاری کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ سے اب تک کوئی قاضی آپ سے زیادہ علم و بصیرت والا نہیں ہوا۔ آپ نے ایک جامع کتاب فقہ میں اور ایک کتاب قدریہ کے رد میں اور ایک ارجاء کے رد میں تصنیف فرمائی۔

تاریخ ابن خلکان میں ہے کہ آپ کا ایک ہمسایہ خراسانی فرقۂ رافضیہ سے تھا جس نے فرط تعصب و جہالت سے اپنے دو خچروں کا نام ابوبکر و عمر رکھا تھا۔ ایک رات کو ان میں سے ایک نے اس کو ایسی لات ماری کہ وہ مرگیا۔ آپ نے لوگوں سے کہا کہ ہمارے جد امجد امام اعظمؓ نے پیش گوئی کی تھی کہ اس کو عمر ہلاک کریگا۔ پس اب تم جا کر دریافت کرو کہ کس خچر نے اس کو ہلاک کیا ہے؟ جب لوگوں نے دریافت کیا تو اس کا قاتل عمر ہی نکلا۔ (حدائق ص ۱۴۱)

(۱۱۵) امام بشر بن ابی الازہر تلمیذ امام ابی یوسف م ۲۱۳ھ

کوفہ کے مشہور محدثین و فقہاء سے تھے۔ فقہ امام ابو یوسف سے حاصل کی اور حدیث ان سے نیز ابن مبارک و ابن عیینہ وغیرہ سے حاصل کی۔ آپ سے علی بن المدینی اور محمد بن یحییٰ ذہلی وغیرہ نے روایت کی۔ [illegible] (حدائق)

(۱۱۶) حافظ عبد اللہ بن داؤد خریبی (متوفی ۲۱۳ھ)

حدیث و فقہ کے امام و مقتدا تھے۔ حافظ ذہبی نے آپ کا تذکرۃ الحفاظ میں [illegible] کیا ہے۔ امام اعظم کے حدیث و فقہ میں شاگرد خاص تھے۔ مسانید امام میں امام صاحب سے ان کی روایات موجود ہیں۔ امام مسلم کے علاوہ امام بخاری وغیرہ تمام اصحاب صحاح ستہ نے ان سے تخریج کی ہے۔ ورع و تقویٰ میں بے مثال تھے۔ خود فرماتے تھے کہ سوائے ایک دفعہ بچپن کے زمانہ کے میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ امام طحاوی نے نقل کیا کہ موصوف سے کسی نے دریافت کیا کہ امام ابو حنیفہ پر لوگ کیا عیب لگاتے ہیں؟ فرمایا میں تو اتنا جانتا ہوں کہ جن امور میں ان پر لوگوں نے نکتہ چینی کی ہے ان سب میں وہ غلطی پر تھے اور امام صاحب صواب پر۔ میں نے امام صاحب کو دیکھا کہ صفا و مروہ کے درمیان سعی کر رہے تھے [illegible] اور تمام لوگوں کی نظریں ان پر تھیں [illegible] ان کے غیر معمولی فضل و کمال کا شہرہ عام تھا اور تمام لوگوں کے [illegible] ان کی طرف مائل تھے [illegible] بعض لوگوں نے امام صاحب سے کچھ مسائل لکھے پھر کچھ عرصہ بعد امام صاحب [illegible] رجوع کر لیا تھا۔ فرمایا [illegible] اس بات سے متاثر ہو کر تم امام صاحب کی عقیدت [illegible] حاذق فقیہ کا علم ایک جگہ پر نہیں ٹھہرتا اس لئے وہ اپنی ترقی و وسعت نظر کے ساتھ ضرور بہت سے پچھلے اقوال سے رجوع کر لیتا ہے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ (مقدمہ نصب الرایہ و جواہر مضیئہ ص ۲۶۵)

(۱۱۷) حافظ ابو عبد الرحمٰن عبد اللہ بن یزید المقری (م ۲۱۳ھ)

امام اعظم رضی اللہ عنہ کے خواص اصحاب و تلامذہ میں سے جلیل القدر محدث و فقیہ کامل تھے۔ حافظ ذہبی نے بھی آپ کو طبقہ حفاظ میں ذکر کیا ہے اور آپ کو امام، محدث، شیخ الاسلام لکھا۔ یہ بھی لکھا کہ آپ نے ابن عون اور امام ابو حنیفہ وغیرہ سے حدیث سنی ہے۔ امام صاحب

Marfat.com

سے بکثرت روایت حدیث کرنے والوں میں ہیں۔ (جامع المسانید صحاح ستہ کے شیوخ و رواۃ میں ہیں۔ نسائی اور ابو حاتم خلیلی و ابن سعد وغیرہ نے ثقہ اور کثیر الحدیث لکھا۔ بصرہ کے قریب رہتے تھے پھر مکہ معظمہ کی سکونت کی۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (امانی الاحبار وغیرہ)

(۱۱۸) امام اسد بن الفرات قاضی قیروان فاتح صقلیہ م ۲۱۳ھ

امام مالک سے موطا سنی اور جب امام مالک سے بہت سوالات زیادہ کئے تو امام مالک نے عراق جانے کا مشورہ دیا۔ وہاں پہنچ کر امام ابو یوسف، امام محمد اور دوسرے اصحاب امام اعظم سے فقہ میں تخصص حاصل کیا۔ [illegible] مصر پہنچ کر اور شیخ عبداللہ بن وہب بصری م ۱۹۷ھ جو تلمیذ اکبر امام مالک [illegible] مسائل میں امام مالک کا مذہب بتلایئے! ابن وہب نے عذر کیا تو شیخ ابن قاسم مصری م [illegible] گئے۔ انھوں نے کچھ مسائل یقین کے ساتھ اور کچھ شک سے بیان کئے۔ اس طرح [illegible] کہلائیں جن کی ایک نقل موصوف نے ابن قاسم کی [illegible] حالات میں نقل ہوتا ہے کہ ان کے پاس تفریباً تین سو جلدیں [illegible] امام اسد بن الفرات ہی نے قیروان میں امام ابو حنیفہ [illegible] حنفی" کو رواج دینے میں سعی کی جو دیار مغرب [illegible] دور تک اکثریت اسی مذہب کی رہی۔ [illegible]

معلوم ہوا کہ امام مالک تفقہ کی جامعیت [illegible] بعد بھی اپنے تلامذہ کو تکمیل علم کے لئے اصحاب امام [illegible] اور خلوص و للہیت کا مذہبی کتنا اچھا اسی دنیا میں [illegible] کی عظیم الشان علمی خدمت انجام دی اور دور دور تک [illegible]

(۱۱۹) امام احمد بن حفص ابو حفص کبیر بخاری م ۲۱۷ھ

بخارا کے مشاہیر ائمہ حدیث میں تھے۔ امام ذہبی نے [illegible] سمعانی نے لکھا کہ آپ سے بیشمار لوگوں نے روایت حدیث کی [illegible] اور امام محمد کے کبار تلامذہ میں آپ کا شمار ہے [illegible] وفات کے بعد امام بخاری اور ابو حفص صغیر کے [illegible] ہیں۔ امام بخاری کے والد کی وفات کے بعد امام ابو حفص [illegible] بر و صلہ کرتے رہے۔ امام بخاری نے خود لکھا کہ [illegible] جامع سفیان امام موصوف سے [illegible] امام بخاری کے مشائخ میں لکھا ہے لیکن سفر حج کے دوران امام بخاری [illegible] وغیرہ

کے اثرات غالب آگئے۔ یہ سب لوگ فقہ سے مناسبت نہ رکھتے تھے اور خصوصیت سے امام اعظم اور آپ کے اصحاب کی طرف سے بُرے جذ
و خیالات رکھتے تھے چنانچہ امام بخاری نے بھی تاریخ وغیرہ میں وہی باتیں بے تحقیق لکھدیں جو ان لوگوں سے سنی تھیں۔

غرض امام بخاری پر ابتدائی ۱۶ سال کی عمر تک جو بہتر اثرات فقہ اور فقہاء حنفیہ کے بارے میں تھے وہ ختم ہوگئے اور پھر وہ اہل فتویٰ ک
درجہ تک کبھی نہ پہونچ سکے۔ اسی لئے شیرازی نے آپ کا ذکر "طبقات الفقہاء" میں نہیں کیا۔ (تعلیق دراسات اللبیب مولانا عبدالرشید نعمانی

امام ابو حفص کبیر کا حافظہ حیرت انگیز تھا، خلف بن ایوب اور ابو سلیمان آپ کے رفیق درس تھے۔ جو کچھ وہ دونوں ایک برس میں یاد ک
یہ ایک ماہ میں یاد کر لیتے تھے۔ وہ لکھتے تھے یہ لکھنے سے بھی بے نیاز تھے۔ جب امام محمد نے ان سب کو سند فراغت اور اجازت افتاء د
تو خلف بلخ کو، ابو سلیمان سمرقند کو اور آپ بخارا کو روانہ ہوئے۔ آپ نے کشتی کا سفر کیا تو آپ کی ساری کتابیں پانی کے تھپیڑوں سے
خراب ہوگئیں۔ بخارا پہونچکر جس قدر پڑھا اور لکھا تھا اس کو پھر سے لکھ ڈالا بجز تین یا پانچ مسائل کے الف اور واؤ تک بھی مقدم و مؤخر
نہ ہو پائے۔ آپ کے علم کا بڑا رعب و جلال تھا۔ ایک دفعہ والی بخارا محمد بن طالوت نے زیارت کا ارادہ کیا۔ لوگوں نے روکا کہ تم ان سے با
بھی نہ کر سکوگے، وہ نہ مانا اور ملاقات کو گیا، سلام کر کے بیٹھ گیا آپ نے خود اس سے ہر چند کہا کہ کوئی مطلب ہو تو کہو مگر وہ اس قدر مرعوب
کہ کچھ نہ کہہ سکا۔ واپس ہو کر لوگوں سے کہا کہ تم واقعی درست کہتے تھے۔ میری طرف جس وقت امام نے دیکھا تو میں اپنے ہوش کھو چکا
آپ نے سنہ ۲۱۱ھ میں فرمایا تھا کہ اگر میں آئندہ سات سال کے اندر نہ مروں تو خدا کے نزدیک میری کچھ بھی قدر نہیں۔ چار پانچ سال
ہی انتقال فرمایا۔ آپ کے زمانہ میں امام بخاری فارغ التحصیل ہو کر بخارا پہونچے اور فتویٰ دینا شروع کیا تو آپ نے اُن کو روکا
آپ فتویٰ دینے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ آپ نے اپنے شیخ کا ارشاد نہیں مانا اور فتاویٰ دیئے جن سے ہنگامے ہوئے اور
سے نکلنا پڑا۔ رحمہم اللہ کلہم رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق وغیرہ)

(۱۲۰) شیخ ہشام بن اسمٰعیل بن یحییٰ بن سلیمان بن عبدالرحمٰن الحنفی الفقیہ (م ۲۱۷ھ)

ابو داؤد، ترمذی، نسائی نے ان سے روایت کی، ان سے ابو عبید، بخاری، یزید بن محمد ابو زرعہ دمشقی وغیرہم نے روایت کی۔ ابن عما
کہا کہ عباد سے تھے دمشق میں آپ سے افضل میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ عجلی نے شیخ کیس، ثقہ، صاحب سنۃ کہا، ابن حبان نے ثقا
میں ذکر کیا۔ خود حافظ نے آپ کو حنفی فقیہ لکھا ہے۔ (تہذیب ص ۳۲ / ۱۱)

(۱۲۱) حافظ علی بن معبد بن شداد العبدی الرقی (م ۲۱۸ھ)

امام محمد کے اصحاب خاص میں سے محدث اجل، فقیہ اکمل، شیخ ثقہ، مستقیم الحدیث، حنفی المذہب، امام احمد کے طبقہ میں تھے
سے مصر آئے اور وہیں سکونت کی۔ حدیث امام محمد، ابن مبارک، لیث بن سعد حنفی، ابن عیینہ، عیسیٰ بن یونس، وکیع وغیرہ تلامذہ اما
سے حاصل کی اور آپ سے یحییٰ بن معین، محمد بن اسحٰق، ابو عبید قاسم بن سلام وغیرہ نے روایت کی، ابو داؤد و نسائی نے بھی آپ سے تخ
کی، آپ نے امام محمد سے جامع کبیر اور جامع صغیر بھی روایت کی، مصر میں درس حدیث دیا ہے، ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا
مستقیم الحدیث کہا، ابو حاتم نے ثقہ کہا، حاکم نے شیخ وقت اور اجلہ محدثین سے شمار کیا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (امانی الاحبار، حدائق حنف

(۱۲۲) امام ابو نعیم فضل بن دکین کوفی رح (ولادت سنہ ۱۳۰ھ م ۲۱۹ھ)

حدیث امام اعظم، مسعر، سفیان ثوری، شعبہ وغیرہ سے سنی، تمام ارباب صحاح ستہ نے آپ سے روایت کی۔ امام بخاری آپ

Marfat.com

تاریخ میں بھی اقوال نقل کرتے ہیں۔ امام بخاری و مسلم کے کبار شیوخ میں ہیں اور امام اعظم کے خصوصی تلامذہ میں سے ہیں اور مسانید میں بکثرت امام صاحب سے روایتِ حدیث کی ہے۔ عجلی نے حدیث میں ثقہ، ثبت کہا۔ سید الحفاظ ابن معین نے فرمایا کہ میں نے دو شخصوں سے زیادہ اثبت نہیں دیکھا ابو نعیم اور عفان۔ ابن سعد نے ثقہ، مامون، کثیر الحدیث و حجت کہا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (تقدمہ و امانی الاحبار)

(۱۲۳) شیخ حمیدی ابوبکر عبداللہ بن الزبیر بن عیسیٰ بن عبیداللہ بن اسامہ (م ۲۱۹ھ)

شیخ حمیدی بڑے پایہ کے محدث ہیں سفیان بن عیینہ (تلمیذ خاص امام اعظم) کے تلمیذ خاص ہیں اور اسی وجہ سے امام شافعی وغیرہ ان کی بڑی عزت کرتے تھے۔ ان کے علاوہ مسلم بن خالد، فضیل بن عیاض (تلمیذ امام اعظم) اور دراوردی وغیرہ سے بھی حدیث حاصل کی۔ آپ سے امام بخاری، ذہلی، ابو زرعہ، ابو حاتم، بشر بن موسیٰ وغیرہ نے روایت کی۔ امام بخاری نے آپ کے اور نعیم خزاعی کے اعتماد پر امام اعظم کے بارے میں ایسی باتیں نقل کی ہیں جو ان کے شایانِ شان نہ تھی جس پر حافظ سخاوی شافعی کو ... "الاعلان بالتوبیخ" میں لکھنا پڑا کہ ابن عدی، خطیب ابن ابی شیبہ، بخاری، نسائی اور ابو الشیخ نے ائمہ متبوعین کے بارے میں جو طریقہ اختیار کیا ہے ... [illegible]

حافظ ابن حجر نے لکھا کہ حمیدی فقہ و حدیث میں امام بخاری کے شیخ تھے ... [illegible] بارے میں شدید تھے۔ (۲) ان کے خلاف بڑے ... [illegible] طبیعت پر قابو نہ رکھ سکتے تھے۔ (۴) کوئی شخص ان کے خلاف ... [illegible] کر دیتے تھے۔ امام شافعی کی مجلس میں ابن عبد الحکم ... [illegible] جہمی اور متروک الحدیث کہہ دیا۔ پھر انھوں نے ... [illegible] ان سے روایت بھی کی۔ بخاری نے بھی ان سے تخریج کی ہے۔ مسند حمیدی ... [illegible] میں بہترین ٹائپ سے عمدہ کاغذ پر حضرت المحترم مولانا ابو المآثر الحاج حبیب الرحمن صاحب اعظمی دامت برکاتہم کی ... [illegible] کے ساتھ زیرِ طبع ہے۔ رحمہم اللہ تعالیٰ

(۱۲۴) امام عیسیٰ بن ابان بن صدقہ البصری (م ۲۲۱ھ)

حدیث و فقہ کے امام جلیل القدر ہیں علم حدیث میں آپ کے شیخ ... [illegible] امام محمد سے فقہ میں تلمذ کیا۔ بصرہ کے قاضی رہے ... [illegible] امام بکار بن قتیبہ کا قول ہے کہ دو قاضیوں کی نظیر نہیں ہے اسماعیل بن حماد بن الامام الاعظم اور عیسیٰ بن ابان ... پہلے امام محمد ... [illegible] اور کہتے تھے کہ یہ لوگ حدیث کے خلاف کرتے ہیں ... [illegible] جو اٹھ گئے۔ مجھے گمان نہیں ... [illegible] میرے پاس کوئی دوسرا شخص لایا جائے جو میری طرح ... [illegible]

(۱۲۵) امام یحییٰ بن صالح الوحاظی ابو زکریا (ولادت ۱۴۹ھ م ۲۲۲ھ)

خلاصہ میں احد کبار المحدثین والفقہاء لکھا۔ امام مالک اور امام محمد سے حدیث حاصل کی حنفی ہیں اور امام بخاری کے استاد ہیں۔ امام محمد کے مکہ معظمہ تک رفیقِ سفر بھی رہے ہیں۔ آپ سے ابو زرعہ، ابو حاتم و امام نسائی کے علاوہ تمام اربابِ صحاح ستہ نے روایت کی ہے۔

Marfat.com

[illegible] امام [illegible] آپ سے [illegible] پرہیز کرنا کیونکہ میں نے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے سنا ہے [illegible] نے آپ کی توثیق کی۔ رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر و امانی)

(۱۲۶) حافظ سلیمان بن حرب بغدادی (متوفی ۲۲۴ھ)

مشہور حافظ حدیث [illegible] نے بیان کیا کہ میں آپ کی مجلس درس میں شریک ہوا حاضرین کا اندازہ چالیس ہزار تھا۔ قصر مامون کے پاس ایک

(۱۲۷) امام ابو عبید قاسم بن سلام (م ۲۲۴ھ یا ۲۲۵ھ)

ابن عیینہ، حفص بن غیاث [illegible] ابن مبارک [illegible] یزید بن ہارون (تلامذہ امام اعظم) وغیرہ سے روایت کی، مشہور محدث فقیہ، نحوی تھے [illegible]۔ اسحٰق بن راہویہ کا قول ہے کہ خدا کو حق بات پیاری ہے ابو عبید مجھ سے زیادہ افقہ و اعلم ہیں ہم ان کے محتاج ہیں وہ ہمارے محتاج نہیں، غریب الحدیث [illegible] بہت مشہور ہے کیونکہ بڑے ادیب تھے۔ ایک کتاب "غریب الحدیث" [illegible] سال میں تالیف کی۔ (تہذیب [illegible])

(۱۲۸) حافظ ابو الحسن علی بن الجعد بن عبید الجوہری بغدادی (ولادت ۱۳۴ھ م ۲۳۰ھ)

بخاری و ابو داؤد کے رواۃ [illegible] حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں محدث [illegible] موسیٰ بن داؤد کا قول نقل کیا [illegible] تو فرمایا کہ لوگوں نے جھوٹا الزام لگایا ہے۔ ابن معین نے [illegible] ابو زرعہ نے صدوق فی الحدیث کہا، دارقطنی نے ثقہ مامون [illegible] ابو حنیفہ کو بھی دیکھا اور آپ کے جنازہ حاضر ہوئے تھے [illegible] امام مالک وغیرہ سے روایت کی [illegible] امام بخاری، ابو داؤد، ابن معین، ابو بکر ابن ابی شیبہ [illegible] ابن ابی الدنیا [illegible] وغیرہ نے روایت کیا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق امانی)

(۱۲۹) شیخ فرخ مولیٰ امام ابی یوسف (ولادت ۱۶۱ھ م ۲۳۰ھ)

[illegible] امام احمد، ابن معین [illegible] بخاری، مسلم، ابو داؤد، ابو زرعہ وغیرہ نے آپ سے حدیث روایت کی اور توثیق کی، صغر سنی میں امام اعظم کو بھی [illegible] دیکھا تھا اور جنازہ پر حاضر ہوئے تھے۔ فقہ میں امام ابو یوسف سے درجہ تخصص حاصل کیا اور آپ سے احمد بن ابی [illegible] امام طحاوی نے تفقہ کیا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق)

(۱۳۰) سید الحفاظ امام یحییٰ بن معین ابو زکریا بغدادی (تلمیذ الامام ابی یوسف و امام محمد) متوفی ۲۳۳ھ

تذکرۃ الحفاظ [illegible] سید الحفاظ لکھا۔ آپ نے جامع صغیر امام محمد سے پڑھی اور فقہ حاصل کیا اور حدیث امام ابو یوسف سے [illegible] عیون التواریخ میں ہے کہ امام احمد، ابن مدینی (شیخ اکبر امام بخاری)، ابو بکر بن ابی شیبہ اور اسحٰق آپ کے کمال علم و فضل کی وجہ سے تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ آپ کو ورثہ میں دس لاکھ روپے ملے تھے جو سب آپ نے تحصیل علم حدیث پر صرف کر دیئے تھے اور اپنے ہاتھ سے چھ لاکھ احادیث [illegible] امام احمد کا قول ہے کہ جس حدیث کو یحییٰ نہ جانیں وہ حدیث نہیں ہے۔ علامہ کوثری نے لکھا کہ میں نے آپ کی تصنیف کردہ "تاریخ" [illegible] روایت الدوری کتب خانہ ظاہریہ دمشق میں دیکھی ہے جرح و تعدیل کے سلسلہ میں آپ سے روایات میں اختلاف بھی پایا جاتا ہے [illegible] ذہبی نے جو رسالہ [illegible] کلام کے بارے میں تالیف کیا ہے اس میں ابن معین کو "متصلب حنفی" بلکہ متعصب بھی

(۱) [illegible] حافظ یحییٰ [illegible] پر آپ سے [illegible] خلیفہ مامون [illegible] حاضر [illegible] تھے [illegible] (تذکرۃ الحفاظ)

Marfat.com

لکھا ہے۔ باوجود اس کے بھی بعض رواۃ نے آپ کی طرف بعض اصحاب امام اعظم کے بارے میں سخت ناموزوں کلمات منسوب کر دیئے ہیں جو یقیناً آپ نے نہیں کہے ہوں گے۔ (مقدمہ نصب الرایہ)

النجوم الزاہرہ میں ہے کہ امام بخاری نے فرمایا: "میں نے اپنے آپ کو کسی اہل علم کے سامنے حقیر نہیں پایا بجز یحییٰ بن معین کے" (الرسالۃ المستطرفہ ص ۱۰۵)
حافظ ابو عبید قاسم بن سلام کا قول ہے کہ حدیث کا علم چار شخصوں پر منتہی ہوا جن میں ابو بکر بن ابی شیبہ حسن ادا میں۔ امام احمد تفقہ میں، یحییٰ بن معین جامعیت میں اور علی بن المدینی وسعت معلومات میں ایک دوسرے سے زیادہ ہیں۔ ایک بار اس طرح فرمایا کہ حدیث کے ربانی عالم چار ہیں جن میں حلال و حرام کے سب سے بڑے عالم امام احمد، روانی و حسن سیاق میں سب سے بہتر علی بن مدینی، تصنیف میں سب سے زیادہ خوش سلیقہ ابو بکر بن ابی شیبہ۔ اور صحیح و غیر صحیح احادیث کا سب سے زیادہ علم رکھنے والے یحییٰ بن معین ہیں۔ ابو علی صالح بن محمد بغدادی نے اس طرح موازنہ کیا کہ حدیث و علل کے سب سے بڑے عالم علی بن مدینی، فقہ و حدیث میں سب سے بڑھکر احمد بن حنبل، تصحیف مشائخ کے بارے میں سب سے زیادہ باخبر یحییٰ بن معین اور مذاکرہ کے وقت سب سے زیادہ یادداشت رکھنے والے ابو بکر بن ابی شیبہ ہیں (امام ابن ماجہ اور علم حدیث ص ۴۵ مؤلفہ مولانا عبد الرشید نعمانی)۔ غرض سید الحفاظ ابن معین کی عجیب علمی شان ہے جس سے موافق و مخالف ہر ایک نے فائدہ اٹھایا۔ امام اعظم اور آپ کے اصحاب عظام کے خلاف جو حسد و عناد اور تعصب وغیرہ کی بنیادوں پر دھڑے بندیاں کی گئیں ان کے مقابلہ میں حافظ ابن معین نے انتہائی تدبر اور صبر و ضبط کے ساتھ کام لیا ہے۔ آپ کی مدح و توثیق اور اسی طرح نقد و جرح انتہائی محتاط تھی۔ اپنے اکابر ائمہ و اساتذہ کے بارے میں بہت مختصر کلمات مدح فرمانے تھے۔ تمام اصحاب صحاح ستہ کے شیوخ و رواۃ میں ہیں۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

(۱۳۱) حافظ علی بن محمد ابو الحسن طنافسی (متوفی ۲۳۳ھ)

حافظ ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں "محدث و عالم قزوین" لکھا ہے۔ علمی خاندان سے تھے۔ آپ کے دونوں ماموں یعلیٰ بن عبید اور محمد بن عبید بھی بڑے محدث تھے اور صاحبزادے حسین قزوین کے قاضی تھے۔ آپ نے کوفہ کے مشاہیر اہل حدیث کی شاگردی کی۔ قابل ذکر اساتذہ عبد اللہ بن ادریس، حفص بن غیاث، وکیع، ابن عیینہ (تلامذہ امام اعظم) اور ابو معاویہ، ابن وہب وغیرہ ہیں۔ اور آپ سے ابو زرعہ، ابو حاتم، ابن ماجہ اور صاحبزادے حسین طنافسی وغیرہ علماء حدیث نے روایت کی۔ ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا اور محدث خلیلی نے آپ کو اور آپ کے بھائی حسن بن محمد طنافسی کو قزوین کے بلند پایہ امام کہا۔ دور دور سے علماء تحصیل حدیث کے لئے آپ کے پاس آتے تھے۔ ابو حاتم نے کہا کہ آپ ثقہ صدوق تھے اور آپ مجھے باعتبار فضل و صلاح ابو بکر بن ابی شیبہ (صاحب مصنف مشہور) سے بھی زیادہ محبوب ہیں اگرچہ ابو بکر حدیث کے علم و فہم میں زیادہ ہیں۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (تہذیب و تذکرہ)

(۱۳۲) امام محمد بن سماعہ تمیمی (م ۲۳۳ھ عمر ۱۰۳ سال)

مشہور محدث و فقیہ تلمیذ خاص امام ابی یوسف و امام محمد و امام حسن بن زیاد ... صاحب اختیارات فی المذہب اور صاحب روایات و مصنفات لکھا ہے۔ ابن معین فرمایا کرتے تھے کہ جس طرح اہل رائے میں امام محمد بن سماعہ سچی تلی بات کہتے ہیں اگر اسی طرح اہل حدیث بھی کہتے تو نہایت درجہ کی اچھی بات ہوتی اور انتقال پر فرمایا کہ اہل رائے سے علم کی خوشبو رخصت ہوئی۔
یہی محمد بن سماعہ اپنے شیخ امام ابو یوسف کے بارے میں راوی ہیں کہ وہ قضاء کے زمانہ میں بھی روزانہ دو سو رکعت پڑھا کرتے تھے اور خود ان کا بھی یہی معمول دوسروں نے نقل کیا ہے۔ مامون کے زمانے میں بغداد کے قاضی رہے معتصم کے زمانے میں بوجہ ضعف بصر مستعفی ہو گئے

Marfat.com

تھے۔ آپ ہی نے امام ابویوسف اور امام محمد کے نوادر کو کتابی صورت میں جمع کیا۔ آپ نے امام محمد کو خواب میں دیکھا کہ سوئی کا سوراخ بنا رہے ہیں تعبیر دینے والے نے بتایا کہ وہ شخص حکمت کی باتیں کہتا تھا لہٰذا تم سے اس کی کوئی بات نظر انداز نہ ہو جائے۔ اس پر آپ نے امام محمد کے نوادر ملفوظات جمع کر دیئے۔ ابن سماعہ بڑے عابد و زاہد تھے۔ خود بیان کیا کہ چالیس سال تک تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی سوا ایک دن کے جس روز والدہ ماجدہ کی وفات ہوئی تو ایک نماز جماعت سے نہ ہو سکی۔ اس کی تلافی کے خیال سے میں نے پچیس نمازیں پڑھیں۔ خواب میں کسی نے کہا۔ اے محمد! تم نے پچیس نمازیں ضرور پڑھیں لیکن تامین ملائکہ کو کہاں سے لاؤ گے؟۔ آپ کی تصانیف میں سے کتاب ادب القاضی کتاب المحاضر و السجلات اور نوادر زیادہ مشہور ہیں رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر ص۵۸ و تقدمہ نصب الرایہ)

(۱۳۳) حافظ محمد بن عبداللہ بن نمیر کوفیؒ (متوفی ۲۳۴ھ)

یہ اور ان کے والد ماجد حافظ عبداللہ بن نمیر م ۱۹۹ھ بلند پایہ محدث تھے۔ والد ماجد امام اعظم کے مشہور تلامذہ میں سے تھے۔ ابن ابی شیبہ نے مصنف میں آپ کے واسطہ سے امام اعظم کی متعدد روایات نقل کی ہیں۔ جواہر مضیئہ میں ان کا تذکرہ ہے۔ حافظ محمد بن عبداللہ مذکور کو درۃ العراق کہا کرتے اور بڑی تعظیم کرتے تھے۔ علی بن الحسین بن الجنید نے کہا کہ کوفہ میں ان کے علم، فہم، زہد اور اتباع سنت کی نظیر نہ تھی۔ احمد بن صالح مصری نے کہا کہ بغداد میں امام احمد اور کوفہ میں محمد بن عبداللہ بن نمیر کا مثل نہیں تھا۔ یہ دونوں جامع شخص تھے۔ امام بخاری، مسلم، ابوداؤد اور ابن ماجہ سب آپ کے شاگرد ہیں صحیح مسلم میں ۵۷۳ حدیث آپ سے روایت کیں۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ (تہذیب و تذکرہ)

(۱۳۴) حافظ ابوخیثمہ زہیر بن حرب النسائیؒ (ولادت ۱۶۰ھ عمر ۷۴ سال م ۲۳۴ھ)

مشہور حافظ حدیث، اکابر ائمہ محدثین، سفیان بن عیینہ، یحییٰ القطان، عبدالرزاق بن ہمام (صاحب مصنف)، حفص بن غیاث، عبداللہ بن ادریس و وکیع (تلامذہ و اصحاب امام اعظم) کے شاگرد ہیں۔ امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن ابی الدنیا اور ایک بڑی جماعت محدثین نے آپ سے روایت کی۔ ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا اور لکھا کہ یہ امام احمد و یحییٰ بن معین کے درجہ کے ہیں۔ یعقوب بن شیبہ اور ابن نمیر نے ان کو حافظ ابوبکر بن ابی شیبہ پر بھی ترجیح دی ہے۔ امام نسائی و خطیب نے ثقہ، ثبت، حجۃ۔ حافظ، متقن وغیرہ لکھا۔ صرف صحیح مسلم میں ان کی سند سے بارہ سو اکیاسی احادیث مروی ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ و تہذیب)۔ ان مناقب عالیہ و جلالت قدر کے ساتھ بے واسطہ بھی امام اعظم سے حدیث میں تلمذ کا شرف حاصل ہے اور آپ سے مسانید میں روایات کی ہیں۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ (جامع المسانید)

(۱۳۵) حافظ سلیمان بن داؤد بن بشر بن زیاد ابوایوب المنقری معروف بہ شاذکونیؒ م ۲۳۴ھ

مشہور حافظ حدیث، ثقہ، کثیر الحدیث تھے بغداد آکر درس حدیث دیا پھر اصفہان جا کر سکونت کی۔ امام احمد و یحییٰ بن معین کے درجہ میں تھے خطیب نے نقل کیا کہ ابوعبید قاسم بن سلام نے کہا۔ علم حدیث امام احمد، علی بن عبداللہ، یحییٰ بن معین اور ابوبکر بن ابی شیبہ پر منتہی ہوا اور امام احمد ان میں سے افقہ تھے، علی اعلم تھے، یحییٰ بن معین میں جامعیت تھی، ابوبکر بن ابی شیبہ حفظ حدیث میں بڑھ کر تھے۔ ابویحییٰ نے کہا کہ ابوعبید سے خطا ہوئی حفظ حدیث میں سب سے بڑھ کر تو سلیمان بن داؤد شاذکونی کا ہے۔ محدث خوارزمی نے اس کے بعد لکھا کہ شاذکونی بھی ان حضرات میں ہیں جو مسانید میں امام صاحب سے روایت کرتے ہیں۔ (جامع المسانید ص۵۴۴)

(۱۳۶) حافظ ابوبکر بن ابی شیبہ (عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان عبسی کوفیؒ) م ۲۳۵ھ

تذکرۃ الحفاظ میں الحافظ، عدیم النظیر، الثبت، النحریر لکھا۔ امام بخاری، مسلم، ابوداؤد و ابن ماجہ کے استاد ہیں اور ان کی کتابوں میں

Marfat.com

آپ سے بہ کثرت روایات ہیں عمرو بن فلاس نے کہا کہ آپ سے بڑا حافظ حدیث ہماری نظر سے نہیں گذرا۔ ابو زرعہ نے کہا کہ میں نے آپ سے ایک لاکھ احادیث لکھیں۔ آپ کی بہترین یادگار "مصنف" دنیائے اسلام کی بے نظیر کتابوں میں ہے جس پر مفصل تبصرہ کرنا مناسب ہے۔

مصنف ابن ابی شیبہ:۔ حافظ ابن حزم نے اس کو موطا امام مالک پر مقدم کیا ہے احادیث احکام کی جامع ترین کتاب ہے جس میں اہل حجاز و اہل عراق کی روایات و آثار کو جمع کیا ہے علامہ کوثری نے لکھا کہ حافظ موصوف کبار ائمہ حدیث میں سے تھے آپ کی مصنف ابواب فقہ پر مرتب ہے ہر باب میں حدیث مرفوع، موصول، مرسل، مقطوع و موقوف کے ساتھ آثار و اقوال صحابہ و فتاوی تابعین اور اہل علم کے اقوال بطریق محدثین سند کے ساتھ جمع کئے ہیں جن سے مسائل اجماعیہ و خلافیہ پر پوری روشنی ملتی ہے اور ادلہ فقہ حنفی کا بھی بہترین ذخیرہ اس میں موجود ہے۔ مصنف مذکور کے مکمل قلمی نسخہ کی ۸ ضخیم جلدیں مکتبہ [illegible] استنبول میں موجود ہیں جہاں مصنف عبد الرزاق کا بھی مکمل نسخہ پانچ ضخیم جلدوں میں موجود ہے۔ ہندوستان میں کامل نسخے کتب خانہ آصفیہ اور مکتبہ سندھ میں ہیں ناقص بہت جگہ ہیں۔

امام اعظم کا طریقہ تدوین فقہ کے سلسلہ میں یہ تھا کہ دنیائے اسلام کے سینکڑوں ہزاروں محدثین آپ کی خدمت میں حدیث و فقہ کی تحصیل کے لئے جمع ہوتے تھے ان کی موجودگی میں احادیث احکام پر غور ہوتا تھا ناسخ و منسوخ کی بھی پوری چھان بین ہوتی تھی رجال پر بھی نظر ہوتی تھی، آثار صحابہ و فتاوی تابعین کو بھی دیکھا جاتا تھا جن سے معلوم ہوتا تھا کہ کون کون سی احادیث کس کس طرح اور کس درجہ کے لوگوں میں متداول و معمول بہا رہی ہیں۔ خاص طور سے ہم شکر گزار ہیں کہ تدوین فقہ کی تو پوری توجہ [illegible] حافظ ابن ابی شیبہ نے مصنف میں بھی ان سب امور کا ذکر پوری طرح کیا ہے۔

ظاہر ہے کہ جو روشنی فصل مسائل احکام میں اس پوری تفصیل سے مل سکتی تھی وہ ان کتابوں سے [illegible] مجردہ صحیحہ جمع کی گئیں۔ اس طرز کی علمی و حدیثی گراں قدر خدمت مصنف عبد الرزاق میں بھی تھی [illegible] تابعین حدیث نبویہ کے ساتھ صحابہ کے فتاوی و فیصلوں کو جامع الابواب کے نام سے جمع کیا تھا جمع احادیث مجردہ کی تحریک [illegible] حافظ اسحق بن راہویہ نے کی جس پر سب سے پہلے امام بخاری نے عمل کیا اور پھر دوسرے محدثین [illegible] رجحان [illegible] اس کے نتیجہ [illegible] آثار و اقوال صحابہ فتاوی تابعین اور اقوال و آراء ائمہ مجتہدین کا اکثر و بیشتر حصہ سامنے سے ہٹ گیا حضرت عمر بن عبد العزیز نے جمع حدیث کی مہم پر صرف ہمت کی۔ اپنے دور خلافت میں جا بجا احکام بھیجے کہ احادیث کے ساتھ آثار صحابہ کو بھی مدون کیا جائے مگر چونکہ امام بخاری آثار صحابہ کو حجت نہیں سمجھتے تھے انھوں نے جزو ثانی کو ذکر بھی نہیں کیا اور ائمہ مجتہدین کے اقوال [illegible] وبے وقعت بنایا۔ بقول حضرت الاستاذ علامہ کشمیری مذہب حنفی سے واقفیت ناقص [illegible] میں بھی غلطی کی جس کی تفصیل اپنے مواقع میں آئے گی۔ رسائل [illegible] جس کی وضاحت امام بخاری کے حالات میں آئے گی۔ [illegible]

غرض ہماری پختہ رائے ہے کہ اگر مصنف ابن ابی شیبہ کے طرز کی حدیثی تالیفات کی [illegible] ہوتی [illegible] نوبت افراط و تفریط تک پہونچی یا اصحاب مذاہب اربعہ کے منافشات اور ان کے شاخسانے [illegible] بعدم [illegible] محدثین و فقہاء کے رجحانات میں نشو و نما ہوا یہ کچھ بھی نہ ہوتا۔ اور باوجود اختلاف خیال کے بھی سب لوگوں کے قلوب [illegible] جذبات ہم رنگ ہوتے

Marfat.com

حافظ ابوبکر بن ابی شیبہ اور ردّ مسائل امام اعظمؒ جیسا کہ ابھی ذکر ہوا حافظ موصوف کی کتاب فقہ حنفی کے لئے بہترین دستاویز ہے اور ہماری تمنا ہے کہ کسی طرح یہ ذخیرۂ نادرہ جلد سے جلد طبع ہو کر شائع ہو۔ اس ضخیم کتاب کا ایک نہایت مختصر حصہ وہ بھی ہے جس میں حافظ موصوف نے امام صاحب کے بعض مسائل پر نقد کیا ہے اور ہندوستان کے غیر مقلدوں نے اُس کو اصل و ترجمہ اردو کے ساتھ شائع بھی کر دیا ہے تاکہ احناف کے خلاف پروپیگنڈے میں اس سے مدد لیں اس لئے اس کے متعلق بھی کچھ پڑھ لیجئے۔ اس کے رد میں جو کتابیں لکھی گئیں ان کا بھی مختصر حال لکھا جاتا ہے۔

(۱) حافظ عبدالقادر قرشی حنفی صاحب "الجواہر المضیئہ" (م ۷۷۵ھ) نے "الدرر المنیفہ" لکھی

(۲) حافظ قاسم بن قطلوبغا حنفی (م ۸۷۹ھ) نے "الاجوبۃ المنیفہ" لکھی۔ آپ کو حافظ ابن حجر سے بھی تلمذ ہے اور آپ کا مقام حدیث وفقہ میں بہت بلند ہے۔ خود حافظ ابن حجر نے آپ کو امام، علامہ، محدث وفقیہ اور الشیخ المحدث الکامل الاوحد لکھا ہے اور حافظ ابن حجر نے نصب الرایہ کی تلخیص درایہ میں جن احادیث کو لکھا تھا کہ "مجھے نہیں ملیں" حافظ قاسم موصوف کی مطبوعہ "منیۃ الالمعی" کے آخر میں جو تعلیقات درایہ چھپی ہیں ان میں موصوف نے جا بجا ان احادیث کی تخریج حوالہ کی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ان کی حدیثی معلومات کا دائرہ حافظ ابن حجر سے بھی زیادہ وسیع تھا۔ پھر بھی کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ احناف میں محدثین کی کمی ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ دوسروں کی طرح ان کیلئے پروپیگنڈے کا فن استعمال نہیں کیا گیا۔

(۳) حافظ محمد بن یوسف صالحی شافعی صاحب "سیرۃ شامیہ" کبری نے بھی ایک رد لکھنا شروع کیا تھا جس کو وہ پورا نہ کر سکے البتہ "عقود الجمان فی مناقب ابی حنیفۃ النعمان" میں اپنی اسانید سے سترہ سلسلے جامعین مسانید امام اعظم تک لکھنے کے بعد حافظ ابن ابی شیبہ کے رد کا بھی ذکر کیا اور موصوف کے اس اقدام پر کڑی تنقید اور درشت کلمات کے بعد مختصر اصولی جوابات بھی لکھے ہیں جس حصہ کو علامہ کوثریؒ نے نکت کے آخر میں نقل کر دیا ہے۔

(۴) کشف الظنون میں ایک اور کتاب کا بھی ذکر ہے جس کا نام "الردّ علی من ردّ علی ابی حنیفہ" لکھا ہے۔

(۵) ایک رد علامہ کوثریؒ (م ۱۳۷۱ھ) نے لکھا جس کا نام "النکت الطریفہ فی التحدث عن ردود ابن ابی شیبۃ علی ابی حنیفہ" ہے جو ۱۳۶۵ھ میں مصر سے شائع ہوا۔ علامہ کوثریؒ نے تحریر فرمایا کہ ان کو سابقہ ردود میں سے باوجود سعی کے کوئی نہ مل سکا۔ تاہم علامہ کا رد مذکور بہت کافی وشافی اور ان کی دوسری تالیفات کی طرح نہایت محققانہ بلند پایہ ہے۔ ابتداء میں یہ بھی لکھا ہے کہ ۱۲۵ اعتراضات میں سے نصف تو وہ ہیں جن میں دونوں جانب قوی احادیث و آثار ہیں لہذا اختلاف صرف وجوہ ترجیح کا رہ جاتا ہے۔ باقی نصف کے پانچ حصے ہیں۔ ایک وہ جن میں کتاب اللہ کی وجہ سے کسی خبر واحد کو امام صاحب نے ترک کیا ہے۔ ایک خمس میں خبر مشہور کی وجہ سے اس سے کم درجہ کی حدیث پر عمل نہیں کیا۔ ایک خمس میں مدارک اجتہاد اور فہم معانی حدیث کے فرق سے الگ الگ راہ بنی ہے اور امام صاحب کا ان امور میں تفوق مسلّم ہے۔ ایک خمس میں حافظ ابوبکر نے حنفی مذہب سے ناواقفی کے باعث اعتراض کیا ہے۔ اس کے بعد صرف ایک خمس (۱۲-۱۳ مسائل) ایسے رہ جاتے ہیں جن کے بارے میں علی سبیل التنزل یہ کہا جا سکتا ہے کہ امام صاحب سے ان میں خطا ہوئی جن کی نسبت امام صاحب کے مدونہ مسائل کی کثرت کے اعتبار سے صفر کے قریب ہوتی ہے کیونکہ ان کی تعداد بارہ لاکھ ستر ہزار تک بیان ہوئی ہے گویا ایک لاکھ میں ایک مسئلہ غلط ٹھیرا اور یہ کون کہہ سکتا ہے کہ امام صاحب معصوم تھے۔

ایک اہم بات یہ بھی قابل ذکر ہے کہ حافظ ابوبکر نے مشہور اختلافی مسائل میں سے کوئی مسئلہ نہیں لکھا جن پر بعد کے محدثین اور مخالفین و معاندین نے حنفیہ کے خلاف بڑا زور لگایا ہے اور امام بخاری جیسے عظیم القدر محدث نے بھی اپنے رسائل میں اکابر حنفیہ کے خلاف شان بہت سخت

Marfat.com

الفاظ استعمال کئے ہیں۔ حالانکہ ان مسائل میں اختلاف کی نوعیت بہت ہی معمولی تھی جس کو حافظ ابن تیمیہ وغیرہ نے بھی لکھا ہے اور ہم نے ان کو پہلے نقل کیا ہے۔ علامہ کوثری کے جوابات شرح بخاری میں موقع بموقع نقل ہوں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ [illegible]

(۱۳۷) حافظ بشر بن الولید بن خالد الکندی (م [illegible])

امام ابو یوسف کے اصحاب میں سے جلیل القدر محدث و فقیہ، بیدار، صالح و عابد تھے، حدیث امام مالک و حماد بن زید وغیرہ سے [illegible] حاصل کی۔ آپ سے ابو یعلیٰ موصلی، ابو یعلیٰ وغیرہ اور ابوداؤد نے روایت کی، دارقطنی نے ثقہ کہا، [illegible] ضعف و مرض [illegible] نفل روزانہ پڑھا کرتے تھے۔ معتصم باللہ نے خلق قرآن کے قائل نہ ہونے [illegible] پھر متوکل کے زمانہ میں رہا ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم اکثر حضرت سفیان بن عیینہ [illegible] کوئی مشکل مسئلہ [illegible] آتا تو وہ پکار کر پوچھتے تھے کہ امام ابو حنیفہ کے اصحاب میں سے کوئی شخص یہاں موجود ہے [illegible] اشارہ کرتے اور میں جواب عرض کرتا۔ لوگوں نے آپ سے مشکل فقہی مسائل اور نوادر [illegible] استفادہ کیا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (حدائق)

(۱۳۸) حافظ اسحٰق بن راہویہ [illegible] ولادت ۱۶۱ھ م ۲۳۸ھ [illegible] عمر ۷۷ سال

آپ نے ابن عیینہ، ابن علیہ، جریر، بشر بن المفضل، حفص بن غیاث [illegible] عبد الرزاق [illegible] یونس [illegible] ابن اسحٰق وغیرہ سے روایت کی۔ آپ سے سوا ابن ماجہ کے باقی ارباب صحاح [illegible] اور بقیہ بن [illegible] نے جو آپ کے شیوخ میں ہیں اور امام احمد، اسحٰق کوسج، محمد بن رافع، یحییٰ بن [illegible]

ابن مبارک سے نوجوانی کے زمانہ میں حدیث [illegible]

نے ابن مبارک وغیرہ کی خدمت میں رہ کر [illegible]

سے منحرف ہوگئے تھے اور اصحاب ظواہر کا طریقہ اختیار [illegible]

دریا برد کرنے کی اسکیم بنائی تھی جس پر [illegible] نے ان لوگوں کو [illegible]

نہ کریں۔ تو اُن میں یہ اسحٰق بن راہویہ بھی تھے [illegible] بخاری کے [illegible]

ائمہ احناف سے آیا [illegible] ظاہریت کی جانب [illegible]

وفقہاء احناف سے ربط رہا ہے۔ واللہ اعلم

اسحٰق بن راہویہ کا حافظہ بے مثل تھا، اپنے تلامذہ [illegible]

نہ کیا۔ وفات سے دو ماہ قبل حافظہ [illegible]

(۱۳۹) حافظ ابراہیم بن [illegible]

ابن مبارک، ابن عیینہ، ابو الاحوص، ابو معاویہ [illegible]

سنی ہے، آپ سے نسائی [illegible]

کی خدمت میں رہ چکے تھے [illegible]

پر کہا کہ یہ محض ارجاء کی تہمت کی وجہ سے [illegible] ص ۱۸۴

[illegible]

(۱۴۰) حافظ عثمان بن محمد بن ابراہیم الکوفی المعروف بابن ابی شیبہ (م ۲۳۹ھ عمر ۸۳ سال)

مشہور محدث ابوبکر بن ابی شیبہ صاحب "مصنف" کے بھائی تھے مکہ معظمہ اور رے وغیرہ کے علمی سفر کئے، مسند و تفسیر لکھی، بغداد جا کر درس حدیث دیا، شریک بن عبداللہ، سفیان بن عیینہ، عبداللہ بن عبید بن ادریس اور جریر بن عبدالحمید و ہشیم وغیرہ سے حدیث روایت کی، محدث خوارزمی نے فرمایا کہ امام اعظم سے بھی آپ نے مسانید میں روایات کی ہیں۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

(۱۴۱) امام یحییٰ بن اکثم بن محمد بن قطن بن سمعان مروزی۔ (م ۲۴۲ھ، ۲۴۳ھ عمر ۸۳ سال)

مشہور محدث و فقیہ امام محمد کے اصحاب خاص میں تھے، حدیث امام محمد، ابن مبارک، ابن عیینہ وغیرہ سے سنی اور روایت کی۔ آپ سے امام بخاری نے غیر جامع میں اور امام ترمذی نے روایت کی۔ بیس سال کی عمر میں بصرہ کے قاضی ہوئے۔ اہل بصرہ نے کم عمر سمجھا تو فرمایا کہ میں عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ سے عمر میں بڑا ہوں جن کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ کا قاضی بنایا تھا اور معاذ بن جبل سے بھی عمر میں زیادہ ہوں ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کا قاضی بنایا تھا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ (حدائق)

(۱۴۲) حافظ ولید بن شجاع ابو ہمام بن ابی بدر السکونی الکوفی رح (م ۲۴۳ھ)

امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی و ابن ماجہ کے حدیث میں استاد ہیں۔ ابن معین نے فرمایا کہ ان کے پاس ایک لاکھ حدیثیں ثقات کی موجود تھیں حافظ ذہبی نے میزان میں ان کو حافظ الحدیث لکھا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

(۱۴۳) محدث کوفہ ابو کریب محمد بن العلاء الہمدانی الکوفی (م ۲۴۳ھ عمر ۸۷ سال)

کوفہ کے مشہور حفاظ حدیث میں سے ہیں۔ تمام ارباب صحاح ستہ نے ان سے روایت کی۔ موسیٰ بن اسحٰق کا بیان ہے کہ میں نے ابو کریب سے ایک لاکھ حدیث سنیں۔ ابن نمیر نے کہا کہ عراق میں ان سے زیادہ کثیر الحدیث نہ تھا۔ علامہ یاقوت حموی نے کہا کہ ابو کریب متفق علیہ ثقہ ہیں (تہذیب و تذکرہ)

(۱۴۴) شیخ ابو عبداللہ محمد بن یحییٰ العدنی (متوفی ۲۴۳ھ)

مکہ معظمہ میں سکونت کی اور اپنے زمانہ کے شیخ الحرم ہوئے، ۷۷ حج کئے، ہر وقت طواف میں مشغول رہتے تھے۔ امام مسلم و ترمذی نے روایت کی۔ آپ کی مسند مشہور ہے رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(۱۴۵) حافظ احمد بن منیع ابو جعفر البغوی الاصم (ولادت ۱۶۰ھ م ۲۴۴ھ)

بغداد میں سکونت کی، محدث و فقیہ، امام ابو یوسف کے تلامذہ خاص میں ہیں اور آپ سے تمام ارباب صحاح نے روایت کی۔ محدث خلیلی نے کہا کہ آپ نے امام ابو یوسف سے قرآن پڑھا اور چالیس سال تک ہر تیسرے روز ختم قرآن کا معمول رہا۔ آپ کی مسند مشہور ہے جس کو آپ کے نواسے ابوالقاسم بن اسحٰق بن ابراہیم نے روایت کیا۔ (تہذیب)

(۱۴۶) حافظ اسحٰق بن موسیٰ الانصاری (م ۲۴۴ھ)

تذکرۃ الحفاظ میں حافظ حدیث، ثبت، امام حدیث، صاحب سنت اور فقیہ لکھا، حافظ سفیان بن عیینہ تلمیذ امام اعظم، عبدالسلام ابن حرب اور معن بن عیسیٰ کے شاگرد ہیں، ابو حاتم، نسائی و خطیب نے ثقہ کہا، امام مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے روایت کی۔ ترمذی میں حدثنا الانصاری سے ہر جگہ یہی مراد ہوتے ہیں۔

(تہذیب التہذیب و تذکرۃ الحفاظ)

Marfat.com

(۱۴۷) حافظ سلمہ بن شبیب نیشاپوریؒ (متوفی ۲۴۶ھ)

مکہ معظمہ کی سکونت اختیار کرلی تھی، یزید بن ہارون، عبد الرزاق، عبد الرحمٰن مقری (تلامذہ امام اعظم) اور ابو داؤد طیالسی وغیرہ سے حدیث حاصل کی، امام بخاری کے علاوہ تمام ارباب صحاح ان کے شاگرد ہیں۔ ابو نعیم اصفہانی نے ان ثقات میں شمار کیا جن سے ائمہ حدیث و متقدمین نے روایت کی۔ حاکم نے "محدث مکہ" اور اتقان وصدق میں متفق علیہ کہا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

(۱۴۸) حافظ کبیر احمد بن کثیر ابو عبد اللہ دورقیؒ (ولادت ۱۶۸ھ م ۲۴۶ھ)

حافظ یعقوب دورقی کے چھوٹے بھائی ہیں۔ دونوں بھائی حافظ حدیث ہوئے ہیں۔ صالح جزرہ نے کہا کہ احمد کثرت حدیث اور اس کی معلومات میں اور یعقوب علم اسناد و روایت میں بڑھے ہوئے تھے اور دونوں ثقہ ہیں۔ امام مسلم، ابو داؤد، ترمذی و ابن ماجہ ان کے شاگرد ہیں (تہذیب و تذکرہ)

(۱۴۹) حافظ اسمٰعیل بن توبہ ابو سہل ثقفی قزوینی (متوفی ۲۴۷ھ)

مشہور محدث فقیہ ہیں امام محمد، ہشیم، سفیان بن عیینہ (تلامذہ امام اعظم) خلف بن خلیفہ، اسماعیل بن جعفر وغیرہ سے حدیث کی تکمیل کی آپ سے ابن ماجہ، ابو زرعہ، ابو حاتم وغیرہ بڑی جماعت محدثین نے روایت کی، ابو حاتم نے صدوق کہا، ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا اور فن حدیث میں پختہ کار کہا، کبار ائمہ حنفیہ سے تھے۔

امام محمد کی "سیر کبیر" کے راوی ہیں۔ امام محمد جس وقت ہارون رشید کے صاحبزادوں کو تعلیم دیتے تھے تو "سیر کبیر" کے درس میں یہ بھی ان کے شریک ہوتے تھے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ (جواہر و تہذیب)

(۱۵۰) حافظ عمرو بن علی فلاس بصریؒ (م ۲۴۹ھ)

حافظ ذہبی نے حافظ حدیث، ثبت، صیرفی حدیث اور احد الاعلام کہا، مسند، علل اور تاریخ کے مصنف [illegible] تمام ارباب صحاح ستہ کے فن حدیث میں استاد ہیں۔ محدث ابو زرعہ کا قول ہے کہ حدیث کے شہسواروں میں سے بصرہ میں ان سے اور ابن المدینی و شاذکونی سے بڑھکر کوئی حافظ حدیث نہیں تھا۔ آپ سید الحفاظ امام یحییٰ القطان (تلمیذ امام اعظم) کے حدیث میں شاگرد تھے۔ ایک دفعہ امام قطان نے کسی حدیث میں کوئی غلطی کی۔ دوسرے روز خود ہی متنبہ ہوگئے اور درس کے وقت ان ہی عمرو کی طرف خطاب خاص فرما کر کہا کہ میں غلطی کرتا ہوں اور تم موجود ہوتے ہو [illegible] بھی نہیں ٹوکتے ہو۔ حالانکہ اس وقت دوسرے تلامذہ علی بن المدینی جیسے بھی موجود تھے۔ (تہذیب و تذکرۃ الحفاظ)

(۱۵۱) امام ابو محمد دارمی (م ۲۵۵ھ)

حفظ حدیث و معرفت فقہ میں بڑی شہرت رکھتے ہیں۔ امام [illegible]

ابن عقدہ نے احد حفاظ الحدیث متقن، عالم حدیث و روایت کہا [illegible]

کی "سنن دارمی" مشہور و معروف ہے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔ [illegible]

Marfat.com

ذخیرہ حکیم محمد موسیٰ

ضروری واہم گذارشات

(۱) مقدمہ شرح بخاری شریف حصہ اول پیش ہے جو ۲۴۰ صفحات میں پورا ہوا ، حصہ دوم میں امام بخاری سے شروع ہو کر اس زمانہ تک کے ممتاز محدثین کا ذکر خیر ہوگا - وہ حصہ غالباً اس سے بھی زیادہ ہی جگہ لے گا - اختصار کی سعی کے ساتھ یہ امر بھی ملحوظ رہا ہے کہ جن محدثین کے حالات پوری طرح منظرِ عام پر اب تک نہ آسکے تھے خصوصاً محدثین احناف کے ، ان کے صحیح وضروری حالات ضرور نمایاں کر دیئے جائیں حصہ دوم میں امام بخاری کے حالات امام اعظم کی طرح زیادہ تفصیل سے دیئے گئے ہیں اور ان کی تمام تالیفات پر بھی پورا تبصرہ کیا گیا ہے۔

(۲) شرح بخاری شریف سے پہلے حدیث ومحدثین کی تاریخ اور اجلہ محدثین کے صحیح وضروری تعارف کی اہمیت ظاہر ہے اسی لئے "تذکرہ محدثین" کی تقدیم ضروری سمجھی گئی - (۳) مضامین مقدمہ کی اہمیت جو پیش لفظ میں بیان ہوئی ہے اسکو ابتداء میں ضرور ملاحظہ کر لیا جائے۔

(۴) انوار الباری کا پورا کام ایک تحقیقی علمی خدمت کے طور پر کیا جا رہا ہے - مقدمہ میں اکابر امت کے معتبر حالات اور شرح میں ان کی تحقیقاتِ عالیہ زیادہ سے زیادہ معتمد ذرائع سے بہتر سلیس اردو میں پیش کرنے کا تہیہ ہے - واللہ المیسر والمستعان -

(۵) انوار الباری کی تالیف واشاعت کے سلسلہ میں اکابر اہل علم اور باذوق علمی ودینی شغف رکھنے والے احباب و مخلصین نے جو کچھ حوصلہ افزائی فرمائی اور اپنے اپنے حلقوں میں اس کا تعارف کرایا اس کیلئے ادارہ اُن کا ممنون ہے - والاجر عند اللہ

(۶) ابتدائے کار کی مشکلات میں سب سے بڑی مشکل اچھے کاتب کی خدمات حاصل کرنا تھی ، پھر جن صاحب کا انتخاب ہوا ان کے ہاتھ میں دوسرے کام بھی تھے ، رفتہ رفتہ انھوں نے دوسرے کاموں سے فراغت پاکر "انوار الباری" کے کام کی پوری ذمہ داری سنبھالی مگر درمیان میں اُن کی بیماری اور دوسرے اعذار سے بھی کام میں رکاوٹ پیش آئی - اس طرح اس حصہ اول کو پیش کرنے میں غیر معمولی تاخیر ہوگئی اور "انوار الباری" کے خریداران و محسنین کو جس قدر زحمت انتظار ہوئی اس سے ہمیں بڑی ندامت وملال ہے - اُمید ہے کہ کتابت کا پیش کردہ بلند معیار ناظرین کو بہت پسند ہوگا - (۷) پوری شرح مع مقدمہ کے ۳۲ حصوں میں آئے گی (مجموعی ضخامت تقریباً ساڑھے ۱۲ ہزار صفحات) - (۸) عام ہدیہ فی حصہ ہے اور ممبران کیلئے ۸ محصول ڈاک تقریباً عہ فی جزو ہوگا - اجرت معمولی جلد ۸ ، عمدہ جلد عہ اور مکمل کتاب کا پیشگی ہدیہ غیر مجلد مع محصول ڈاک و رجسٹری ایک سو روپیہ اور مجلد اعلیٰ ۱۲۵ روپیہ ہوگا - (۹) پاکستانی حضرات ہر حصہ کی قیمت معہ محصول ڈاک و اجرت جلد اشاعت سے قبل مجلس علمی کراچی نمبر کو بھیجکر رسید ہمیں ارسال کر دیا کریں - (۱۰) ہندوستان میں ایک جگہ کے چند خریدار مل کر بھی یکجائی نسخے طلب کر سکتے ہیں جس سے اُن کو محصول ڈاک میں کفایت ہوگی - (۱۱) دس نسخے یا زیادہ ریلوے پارسل سے بھی جا سکتے ہیں جس میں بہت کفایت ہوگی مگر اس کے لئے پیشگی قیمت آنی ضروری ہے - (۱۲) جو ممبر صاحبان وی پی سے طلب کریں گے وہ کم از کم سوا روپیہ پیشگی ارسال کریں گے ورنہ تعمیل نہ ہوگی - (۱۳) اگر کوئی حصہ زیادہ ضخیم ہوگا تو قیمت مقررہ مذکورہ بالا میں اضافہ نہ ہوگا البتہ محصول ڈاک کا اضافہ کیا جائے گا -

(۱۴) ممبری سسٹم بدستور حصہ دوم کی اشاعت تک باقی رکھا جائے گا -

مکتبہ ناشر العلوم دیوبند یوپی

Marfat.com